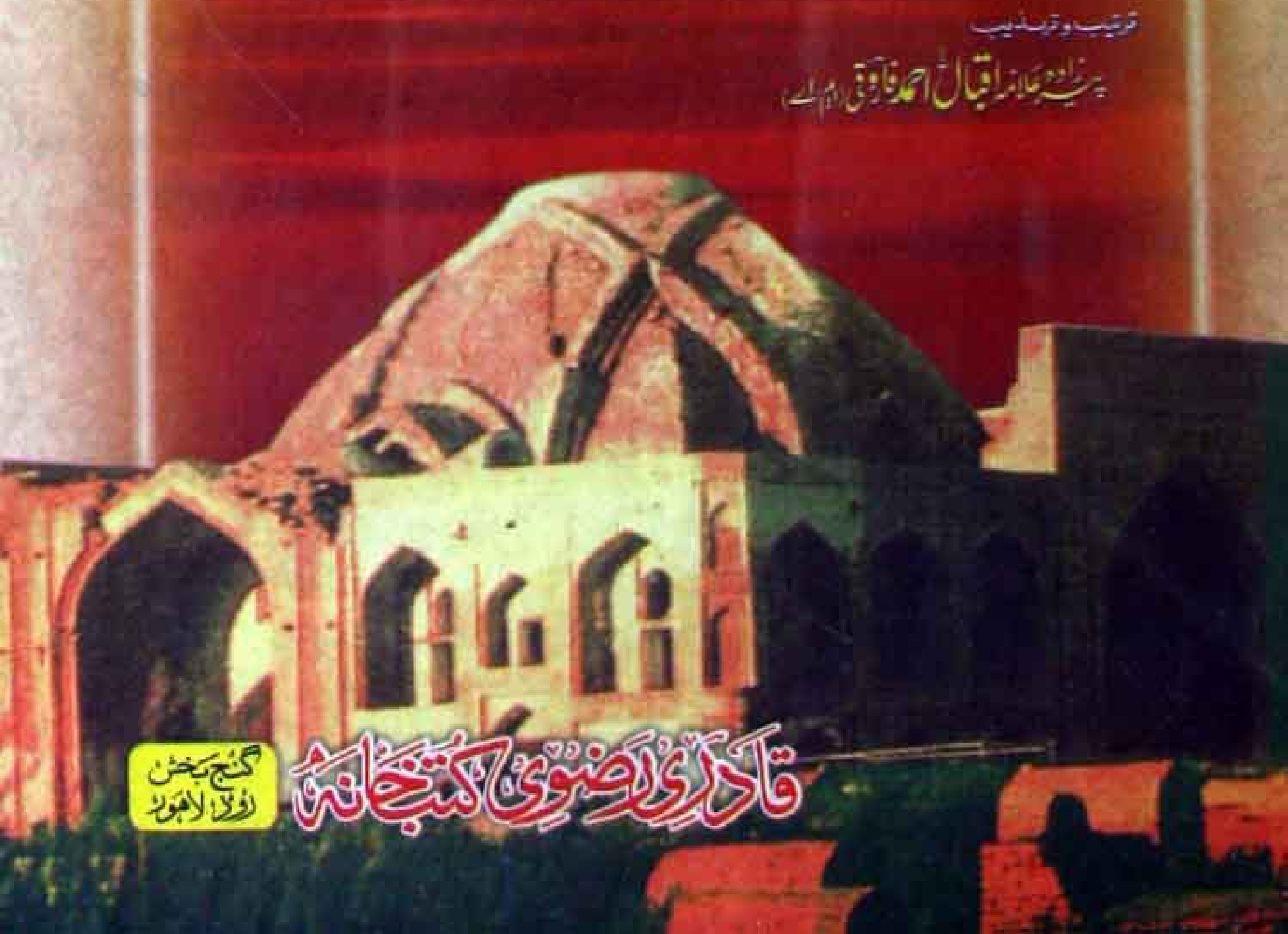
مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت مولانا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

ترتیب و تہذیب

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم اے)



قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

یک کتاب مستطاب بر حالات حضرات

مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت مولینا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

ساکن کوٹلہ کیرت پور، ضلع بجنور (انڈیا)

ترتیب و تہذیب

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم اے)

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

اشاعت نمبر 20

نام کتاب	———	حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
مولف	———	حضرت مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی
ترتیب وتہذیب	———	پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے
عطیہ	———	مولانا محمد عالم مختار حق
تصحیح	———	محمد صلاح الدین سعیدی
سرورق	———	محمد رمضان فیضی
سال اشاعت	———	۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ	———	عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور
صفحات	———	۵۷۶
ناشر	———	چوہدری عبدالمجید قادری
ہدیہ	———	225 روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۴ انفال پلازہ اُردو بازار کراچی

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

انتساب

خواجۂ خواجگان حضرت الشیخ سید بہاء الملۃ والدین

شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ الباری

کی ذات ستودہ صفات

کے نام

جن کی نگاہ رحمت سے علم و عرفان کے

ہزاروں گلستان لہلہانے لگے

❁❁❁

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ ذِكْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَه یعنی انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین عظام کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ ہے' ذکر زبان و بیان سے ہو یا قلم و قرطاس سے' ہر اعتبار سے عبادت ہے' ہر لحاظ سے کفارہ ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان کو سامنے رکھتے ہوئے امت مرحومہ کے خوش نصیب افراد نے ہمیشہ انبیاء و اولیاء کے ذکر پاک سے اپنی روحوں کو آباد رکھا' زبانوں کو تر کیا اور دلوں کو پرنور بنایا۔ زیر نگاہ کتاب مستطاب ''حالات مشائخ نقشبندیہ'' بھی اسی حسین سلسلے کا ایک زریں باب ہے۔ اس کتاب میں مشائخ نقشبندیہ کے حالات و مقامات' کمالات و کرامات' فیوضات و افاضات اور عالمگیر اثرات کا بہت شرح و بسط کے ساتھ ذکر موجود ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کرام شروع سے ہی تمام عالم کا قبلہ آرزو ہیں' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت بایزید بسطامی اور حضرت ابوالحسن خرقانی ہوں یا خواجہ ابو یوسف ہمدانی اور عبدالخالق غجدوانی' سید بہاء الدین نقشبند بخاری ہوں یا مجدد الف ثانی وقت کے اولیاء' صوفیاء' علماء' فقراء' امرا' سلاطین زمانہ اور مفکرین یگانہ سب کے سب اسی سلسلہ عالیہ کے دریائے نور سے اکتساب کرتے رہے۔ امام غزالی جیسے نابغہ روزگار نے بھی اسی سلسلے کے ایک درویش سرمست خواجہ ابوعلی فارمدی سے فیض حاصل کیا' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم جیسے شہباز طریقت نے بھی اسی خانوادۂ قدسیہ کے ایک غوث وقت حضرت ابو یوسف ہمدانی

کی دعائیں حاصل کیں، حضرت علی بن عثمان ہجویری گنج بخش لاہوری جیسے مرد کامل بھی اسی طریقہ کریمہ کے ایک سلطان معرفت حضرت بایزید بسطامی کے مزار پرانوار سے خیرات عشق حاصل کرتے رہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے محدث و فقیہ بھی اسی راہ محبت کے ایک عظیم القدر رہنما حضرت مجدد الف ثانی کے دریوزہ گر ہوئے، کس کس کا ذکر کیا جائے، سب اس پاک سلسلہ کے مدحت سرا دکھائی دیتے ہیں۔ مولانا جامی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند — کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

اس کتاب الفت مآب کو ان تمام بزرگان سلسلہ اور خواجگان عالیہ کے حالات و مقامات پر نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے کیونکہ مولف کتاب شیخ طریقت حضرت مولانا محمد حسن مجددی بجنوری خود صاحب جذب وسلوک بزرگ تھے۔ اور اپنے عہد کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے تھے یہ کتاب ابتداً تو "اللہ والے کی قومی دوکان" سے شائع ہوئی اور خوب شائع ہوئی۔ بہترین کتابت اور دلنشین کاغذ نے کتاب کی افادیت میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ اب چونکہ کافی عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی۔ اس لئے قادری رضوی کتب خانہ لاہور نے اسے جدید تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ جو بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متوسلین کیلئے باد بہاری کا خوشگوار جھونکا ثابت ہوگی، مولا کریم اسے قبول فرمائے، مولف گرامی علیہ الرحمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے، شائع کرنے والوں اور مطالعہ کرنے والوں کو بزرگان دین کے فیوضات سے مالا مال کرے۔ آمین

بحرمۃ سید المرسلین والصلوۃ والسلام علیٰ قائد الاولین والآخرین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے
(شکرگڑھ)

میزانِ حروف

از: ملک محبوب الرسول قادری

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ انبیاء کا ذکر کرنا اللہ کی عبادت ہے اور خدا کے مقبول و محبوب بندوں (اولیاء کرام) کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" کا مطالعہ یقیناً گناہوں کے کفارہ کی سبیل ہے یہ کتاب یادگارِ اسلاف حضرت مولانا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ کی محنت شاقہ کا عظیم شاہکار ہے اور پھر حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے عصری تقاضوں کے مطابق اس کی ترتیب و تہذیب کر کے کتاب کو نیا رنگ اور آہنگ عطا کر دیا ہے۔ اس سے کتاب کی اہمیت میں کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد حسن مجددی نقشبندی مظہری للہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲ رجب المرجب ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۶ء) میں ہوئی جائے ولادت کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور (یوپی ...... انڈیا) ہے والد گرامی کا نام محمد عطاء حسین تھا وہی آپ کے استاد بھی تھے علوم دینیہ ابتداء سے تکمیل تک انہی سے حاصل کئے اور ۲۵ برس کی عمر میں پہلی مرتبہ اپنے عہد کے عظیم صوفی بزرگ حضرت مولانا غلام نبی مجددی للہی قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حاضری کا شرف پایا پھر ملازمت کی تلاش میں مختلف علاقوں میں آنا جانا رہا بالآخر ایک جگہ ملازمت مل گئی دریائے اٹک کے پل پر آپ کو خدمت سونپی گئی مگر آپ زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکے اور پھر دوبارہ للہ شریف (ضلع جہلم) حاضر ہو گئے حضرت مولانا غلام نبی للہی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے آپ کی طلب صادق

اخلاص' ایثار' سادگی اور محنت پر شیخ کامل کی توجہات نے خوب رنگ دکھایا اور آپ منازل سلوک طے کرتے چلے گئے سلسلہ نقشبندیہ کے تمام اوراد و وظائف کے عامل کامل ہو گئے اور آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز کر دیا گیا۔

آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے معاصرین میں سے ہیں لیکن اُن کے ساتھ آپ کے روابط کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

کتاب ''حالات نقشبندیہ مجددیہ'' اپنے موضوع پر لکھی جانے والی اردو زبان میں اولین کوشش ہے یہ کتاب صرف چند بزرگان دین کے احوال وکرامات پر ہی محیط نہیں بلکہ اس میں عقائد واعمال' افکار وتعلیمات اور نظریات کے حوالے سے بھی نادر معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ میرے سامنے کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے جو اللہ والے کی قومی دکان (رجسٹرڈ) ملک چنن دین' تاجر کتب منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زیاں کشمیری بازار لاہور سے طبع ہوا۔ اس کا سال طباعت بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں کوئی ہے۔

آپ نے اپنے پیر و پیشوا حضرت مولانا غلام نبی للہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات بھی مرتب فرمائے جن کا آغاز انہوں نے روز یکشنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۰۰ھ اور اختتام ۱۸ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ کو کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مولانا غلام نبی للہی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی عمر اس وقت ۶۰ برس تھی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی نے بیعت پوری للہی نے حضرت خواجہ غلام نبی للہی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر ۱۳۹۲ھ میں بیعت کی۔ اس کتاب کا نام ''ملفوظات حضرت غلام نبی صاحب للہی'' ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب ''ملفوظات امام ربانی مجدد الف ثانی'' ہے جس کا سال طباعت غالباً ۱۹۱۵ء ہے یہ کتاب شاہی پریس لکھنو سے چھپی اور

لاہور ہی سے شائع ہوئی اس کے آخر میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ کے حالات بھی شائع کئے گئے ہیں۔ مولانا کیرت پوری کے حالات پردۂ اخفا میں ہیں تاہم آپ کی ان تصانیف سے آپ کی خدمات اور علمی مقام کا احساس ہوتا ہے اہل علم اور خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کے وابستگان کو اس طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے۔

بزرگوں کی تعلیمات کو عام کیا جانا وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اس سے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوتی ہے ایسے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام و پیشوا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے ...''

...... پس لاجرم مقام عبدیت فوقِ جمیع مقامات باشد چہ ایں معنیٰ در مقامِ عبدیت اتم و اکمل است محبوبانرا بایں مقام مشرف بیسازند محبانِ بذوقِ شہود متلذذ اند التذاذ در بندگی و انس بآں مخصوص بمحبوبانست انس محباں بمشاہدۂ محبوب است وانس محبوباں بہ بندگی محبوب' دریں انس ایشانرا بایں دولت میر سانند و بایں نعمت سرفراز میسازند' شہسوار یکہ تاز ایں میدان آن سرور دنیا وَ دین و سید اولین و آخرین حبیب رب العالمین است **علیہ من الصلوٰت اتمہا ومن التحیات اکملہا** وکسے راکہ بمحض فضل خواہند کہ بایں دولت رسانند اورا بکمال متابعت آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام متحقق میسازند و بتوسل آں بآں ذروہ علیای برند ...'' ...ترجمہ: پس لازمی طور پر عبدیت کا مقام تمام مقامات سے بلند ہوگا اس لئے کہ یہ معنی یعنی اپنے نفض کو دیکھنا مقام عبدیت میں نہایت کامل اور مکمل طور پر پائے جاتے ہیں (لہٰذا) محبوبوں کو اس مقام سے مشرف فرماتے ہیں اور محبین (محبت کرنے والے) ذوق شہود کے ساتھ لذت حاصل کرتے ہیں۔ بندگی میں لذت حاصل کرنا اور اس کے ساتھ انس اختیار کرنا محبوبوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ محبوں کا انس محبوب کے مشاہدہ میں ہے اور محبوبوں کا انس محبوب کی بندگی

میں ہے اسی انس (یعنی بندگی) میں ان کو اس (دید نقص کی) دولت کا شرف بخشتے ہیں اور اس نعمت کے ساتھ سرفراز کرتے ہیں' اس میدان کے یکتا شہسوار دین و دنیا کے سردار اور اولین و آخرین کے آقا حبیب رب العالمین ہیں (آپ پر کامل ترین درود اور اکمل ترین سلام ہو) اور (کارکنان قضا و قدر) جس کی محض فضل و کرم سے (نقص اعمال کے دیکھنے کی) یہ دولت' عطا فرمانا چاہتے ہیں۔ اس کو آں سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال درجہ کی متابعت نصیب فرما دیتے ہیں اور اس متابعت کے وسیلے سے اس کو بلند مقامات کی دہلیز پر لے جاتے ہیں ......" آپ کے اس ارشاد گرامی کی شرح میں شارحین رقم طراز ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب سالک ظلوم و جہول ہونے کی حیثیت سے اپنی ذات پر نظر ڈالتا ہے تو اسے اپنا آپ ظلمت و جہل اور شر و نقص کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ پس اس کیلئے شرارت و نقصان کا یہی مرتبہ خیر و کمال کا مقام بن جاتا ہے اور اس پر مقام عبدیت کا راز کھل جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ لازمی طور پر عبدیت کا مقام تمام مقامات سے بلند ہے اس لئے کہ اپنی ذات میں نقص دیکھنے کا معنیٰ مقام عبدیت میں کامل طور پر پایا جاتا ہے۔ لہٰذا عبدیت کا یہ مقام محبوبوں کو عطا فرمایا جاتا ہے جبکہ محبین شہود ظلی کے ذوق سے لذت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ عبدیت اور بندگی کی لذت محبوبوں کے ساتھ مخصوص ہے اور محبوب کے ظلی مشاہدہ کی نعمت محبوں کا حصہ ہے۔ مقام عبدیت سلوک کا آخری مقام ہے اور شب معراج حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے شرفنی بالعبودیۃ کا سوال پیش کر کے اسی مقام کی آرزو کی تھی اسی لئے اس میدان کے یکتا شہسوار اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جسکو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس دولت سے مشرف فرمانا چاہتے ہیں' اس کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت کاملہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں' اسی اتباع سنت و شریعت کی وجہ سے وہ خوش نصیب

محبوبیت ذاتی کا مرتبہ حاصل کرلیتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ سے ظاہر ہے ...''
..... آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت شیخ مجدد کے ارشاد گرامی سے محبت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کس قدر سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بزرگان دین کے فیضان سے ہمیں بھی مستفیض فرمائے۔

''قادری رضوی کتب خانہ'' لاہور اس حوالے سے مبارک باد کا مستحق ہے کہ اس نے ایک نہایت اہم دینی و روحانی کتاب کو ازسرنو زندہ کردیا خدا تعالیٰ عزیزم عبدالمجید قادری کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اہل سنت کی مخلص و مجاہد دینی شخصیت حضرت مولانا محمد صلاح الدین سعیدی (انچارج شعبہ تحقیق وتصنیف الرضا لائبریری لاہور) نے کمال محنت سے کتاب کی پروف ریڈنگ کا فریضہ نبھایا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

یہاں میں حضرت پیر طریقت صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول نقشبندی سجادہ نشین دربار عالیہ للہ شریف' حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محترم حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس مقدمہ کی تیاری میں نہایت اہم امور کی طرف متوجہ فرمایا۔

غبار راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری
چیئرمین انٹرنیشنل غوثیہ فورم
مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور
ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی۔ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون: 5300353-6
موبائل 0300-9429027

۲ جون ۲۰۰۳ء
۲ بجے دن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد حبیبہ والہ اجمعینo

خدا در انتظار حمد ما نیست　محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفٰے بس　محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد　بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو میخواہم خدارا　خدایا از تو حب مصطفٰے را

احقر زمن محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری للہی ولد محمد عطا حسین خاں مرحوم ساکن کوٹلہ متصل کیرت پور ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ جب یہ ہیچمدان تحریر مُقامات امام ربانی مجدد الف ثانی'' سے فارغ ہوا تو دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی کتاب تمام پیران سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات میں لکھ کر سعادت دارین حاصل کروں مگر کل امر مرھون باوقا تھامدت دراز تک یہ آرزو پوری نہ ہوئی کہ اسی اثنا میں اتفاقاً میرے ایک دوست نے ایک روز مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ اگر تیرے پاس کوئی کتاب اردو میں تمام مشائخ طریقہ نقشبندیہ کے حالات میں موجود ہو۔ تو چند روز کے واسطے مجھ کو مستعار دے دے چونکہ اس قسم کی کوئی کتاب اردو میں نہ میرے پاس موجود تھی نہ میرے علم میں کوئی ہے میں نے ان سے عذر کیا مگر ان کی اس تحریر سے میرے ارادہ کو تحریک ہوگئی اور میں نے اس کا لکھنا شروع کر دیا۔ وَمَا تَوفِیقِیٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم سُبحانک لا علم لنا الا ما علّمتنا انّک انت العلیم الحکیمo

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا وَکُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمَ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ یعنی میں پیغمبر تھا اس وقت میں کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ جو حدیثیں خود حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ ان سے ثابت ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا۔ لیکن اس کا ظہور اس عالم میں بروایت راجح بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول بسال فیل موافق ۴۰ حکومت کسریٰ کو واقع ہوا۔ ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے حمل میں ایسا شخص ہے جو عالم کا سردار ہے جب پیدا ہو نام اس کا محمد رکھنا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پھر ولادت کے وقت آپ کی والدہ شریفہ نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا۔ جس سے ان کو مکانات شام کے نظر پڑے۔ فاطمہ بنت عبداللہ والدہ عثمان بن ابی العاص نے بیان کیا کہ شب ولادت باسعادت میں میں آمنہ والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے لٹک آئے ہیں۔ اور حرم کی زمین سے اس قدر قریب ہوگئے۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر گر پڑیں گے سات روز تک آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا بعد ازاں ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے پلایا قریش کا دستور تھا کہ لڑکوں کو بیرونجات کی دودھ پلانے والیوں کو دے دیا کرتے اور وہ اپنے گھر لے جایا کرتی تھیں۔ اور بعد ایام رضاعت واپس لاتی تھیں۔ بچہ کے والدین اس کو نقد جنس دے کر خوش کر دیتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کا سن شریف دو ہی ماہ کا تھا کہ آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپ کو یتیم سمجھ کر کوئی دودھ پلانے والی آپ کے لیجانے کی روادار نہ ہوئی۔ اور یہ شرف وسعادت حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قسمت میں تھا۔

اور آپ کو اپنے وطن طائف میں دودھ پلانے کو لے گئیں۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں نہایت فراخی ہوئی آپ پستان راست کا دودھ خود پیا کرتے تھے اور پستان چپ اپنے برادر رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہ گویا آپ کی جبلی عدالت تھی۔ آپ نے کبھی بول و براز کپڑے پر نہیں کیا۔ بلکہ اس کے وقت مقرر تھے کہ اُس وقت آپ کو اٹھا کر پیشاب یا پاخانہ کرالیا جاتا تھا۔ آپ کا کبھی ستر عورت برہنہ نہیں ہوتا تھا۔ اور اگر اتفاقاً ہوتا تو اس کو فرشتے چھپا دیتے تھے۔ جب آپ پاؤں چلنے لگے اور دو برس کے ہوئے آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکوں کے ساتھ جنگل کو جہاں ان کے مویشی چرتے تھے۔ تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو چت لٹا کر سینہ مبارک کو تا بناف چاک کیا اور دل مبارک نکال کر دھویا اور اس کو سکینہ سے کہ ایک چیز عالم قدس کی بصورت پسی ہوئی دوا کے تھی پر کیا۔ اور پھر اسی جگہ رکھ کر شگاف سینہ کو سی دیا۔ اور مطلق تکلیف آپ کو معلوم نہ ہوئی۔ یہ حال حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے نے دیکھ کر اپنی والدہ سے کہا کہ ہمارے مکہ والا بھائی کا دو آدمیوں نے آ کر پیٹ چاک کیا اس بات کو سن کر حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلدی وہاں پہنچیں دیکھا کہ آپ بیٹھے ہیں اور رنگ مبارک متغیر ہو گیا ہے۔ آپ سے حال پوچھا آپ نے تمام ماجرا بیان کیا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حال شق صدر شریف سن کر ڈریں اور آپ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا دیا چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ شریفہ نے انتقال کیا آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے دو برس کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر آپ کے چچا ابوطالب آپ کے متکفل ہوئے انہوں نے نہایت محبت اور تعظیم سے پرورش کیا۔ جب آپ کا سن شریف پچیس برس کا ہوا۔ آپ کے اوصاف

حمیدہ اور دیانت اور امانت کا حال سن کر کہ اس وقت آپ کو امین و صادق کہا کرتے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو اس وقت بہت مال دار تھیں۔ آپ کو اپنے اسباب تجارتی کے ساتھ شام کو روانہ کیا۔ جب آپ وہاں سے واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے معاملہ میں اپنے گمان سے زیادہ صدق و صفائی پائی۔ علاوہ ازیں میسرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام جو آپ کیساتھ گیا تھا۔ اس نے بہت سے معجزے جو سفر میں دیکھے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کئے۔ یہ سن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی درخواست سے آپ کے نکاح میں داخل ہوئیں۔ جب سن شریف چالیس برس کا ہوا۔ اور زمانہ ظہور نبوت کا قریب ہوا۔ تو آپ کو خواب صحیح نظر آنے لگے۔ اور آپ نے غار حرا میں خلوت اختیار کی۔ وہاں ۸ ربیع الاول دوشنبہ کے دن حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور وحی لائے اور آپ سے کہا پڑھو آپ نے فرمایا کہ میں خواندہ نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے آپ سے معانقہ کر کے آپ کو خوب دبوچا اور چھوڑ کر فرمایا کہ اب پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں خواندہ نہیں ہوں پھر جبرئیل علیہ السلام نے خوب زور سے دبوچا چنانچہ یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا پھر اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ مَالَمْ یَعْلَمْ تک پڑھائی بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو تکلیف ہوئی اور آپ اوڑھا دو مجھ کو اوڑھا دو مجھ کو فرماتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو اوڑھا لیا اور آپ کو بہت تسکین و تشفی فرمائی اور آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ ابتداء میں آپ دعوت اسلام پوشیدہ کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترغیب سے حضرت عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن وقاص و زبیر وطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کیا۔ جب آیت فاصدع بما تؤمر نازل ہوئی یعنی جو تمہیں حکم ہے اس کو صاف صاف باعلان بیان کرو تب آپ نے دعوت اسلام آشکارا اور بتوں کی مذمت برملا شروع کی کفار اس بات سے آپ کے دشمن ہوگئے۔ اور طرح طرح سے آپ کو ایذا پہنچانے لگے کبھی آپ کے مذاق اوڑاتے تھے۔ کبھی آپ کے دروازہ پر سرگین و پلیدی ڈالتے تھے۔ اور جب آپ وعظ فرماتے آپ کی تکذیب کرتے کبھی آپ کی جانب پتھر پھینکتے اور شور وغل مچاتے ایک مرتبہ آپ نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے مونڈوں پر اونٹ کی اوجھ رکھ دی اور جس طرح آپ کو تکلیف دیتے اسی طرح جو لوگ مشرف باسلام ہوتے ان کو بھی ایذا پہنچاتے تھے تاکہ اسلام سے باز آئیں۔ کسی کو اپنا زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈالتے تھے۔ کسی کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دیتے اور وہ ان کو تمام شہر میں پھراتے تھے کسی کو گرم ریگ پر برہنہ لٹا دیتے اور گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھتے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سردار قریش امیہ بن خلف کے غلام تھے وہ ان کو نہایت تکلیف دیتا گرم پتھر ریت اور پتھروں میں باندھ کر ڈالدیتا اور کہتا توحید سے منحرف ہوکر لات وعزیٰ کی الوہیت کا قائل ہو وہ شدت تکلیف سے بے ہوش ہو جاتے مگر جب ہوش آجاتا احداً احدا کہتے یعنی ایک ہی خدا کو مانتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کو ایک اپنا غلام اور مال دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ لبینہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایام جاہلیت میں اس قدر مارتے تھے۔ کہ خود تھک کر چھوڑ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے تجھے پر رحم کرکے چھوڑ دیا بلکہ خود تھک گیا ہوں اور پھر مارتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو

بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ زنیرہ کو ابوجہل نے اس قدر تکلیف دی تھی کہ وہ نابینا ہوگئے۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ لات وعزیٰ نے تیری آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہتے کہ لات وعزیٰ کو خبر کیا۔ حکم الٰہی سے جاتی رہیں عمار بن یاسر اور ان کے والدین کو نہایت ایذا پہنچاتے تھے ایک روز دھوپ میں ڈالے ہوئے انکو عذاب کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس طرف گذر ہوا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا صبر کر اے آل یاسر کہ تمہارے واسطے جنت ہے جب آپ نے مسلمانوں کی اس قدر تکلیف و ایذا ملاحظہ کی تو فرمایا کہ جو اپنے تئیں غیر مامون سمجھے وہ حبشہ کی جانب ہجرت کر جائے کہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم وستم روا نہیں رکھتا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ ہم کو قوت دے گا آ جانا چنانچہ ماہ رجب ۵ نبوی کو دس یا بارہ آدمیوں نے اول ہجرت کی منجملہ ازاں عثمان بن عفان مع اہلیہ خود رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زبیر ابن العوام وغیرہ بھی تھے۔ اور یہ اول ہجرت اسلام میں واقع ہوئی پھر جعفر بن ابی طالب وغیرہ گئے غرضیکہ تراسی آدمیوں نے وقتاً فوقتاً ہجرت کی کفار قریش نے جب سنا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں پناہ و آرام ملا جل کر خاک ہوگئے۔ اور عبداللہ وعمر بن العاص کو تحائف دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مہاجرین کو ان کے سپرد کرے مگر اس نے منظور نہ کیا بلکہ کفار قریش کو رسوا کر کے اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ اور مسلمانوں کی نہایت تسلی وتشفی کی ایک مرتبہ کفار نے آپس میں وہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے نکاح و بیع وشرا نہ کیا جائے اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ چنانچہ اس کا تین سال تک عمل درآمد رہا آخرکار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوحی معلوم ہوا کہ اس عہد نامہ کو کیڑے نے کھا لیا اور سوائے نام اللہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے اسکا ذکر ابوطالب سے کیا ابوطالب نے بعض قریش سے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ

چنانچہ دیکھا گیا تو فی الواقع اس عہد نامہ کو کیڑے نے کھا لیا تھا۔ تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور وہ عہد نامہ چاک کر ڈالا نبوت کے دسویں سال ابوطالب حضرت کے چچا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کا آپ کو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ اس سال کا نام آپ نے عام الحزن رکھا۔ اس کے بعد کفار نے زیادہ شوخی اختیار کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قسم قسم کی تکالیف پہنچانے لگے آخرکار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو اپنے ہمراہ لے کر طائف کو دعوت اسلام کے واسطے تشریف لے گئے مگر کسی نے قبول نہ کیا بلکہ وہاں کے سفلہ لوگوں نے آپکو بہت تکلیف پہنچائی اور آپ وہاں سے ناکام واپس تشریف لائے بارھویں سال نبوت میں آپ کو معراج ہوئی بتاریخ ۲۷ رجب آپ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لائے او آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے اور وہاں سینہ مبارک اور شکم کو شق کیا اور آب زم زم سے دل مبارک اور سب اندروں سینہ اور شکم کو دھویا اور سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھر کے لائے تھے اس سے آپ کے دل کو پر کر دیا بعد ازاں براق کو کہ جنت سے لائے تھے آپ کی سواری کے واسطے پیش کیا آپ اس پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے وہاں ارواح انبیاء علیہم السلام حاضر تھیں آپ نے امام ہو کر بموجب حکم خدا تعالیٰ دو رکعت نماز پڑھائی بعد ازاں آپ آسمان پر تشریف لے گئے اور اول و دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم کو طے کر کے ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں آپ نے براق کو چھوڑا اور رفرف تیز پر کہ نہایت روشن تھا۔ سوار ہوئے (رف رف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں پس وہ رف رف سند سبز نورانی مثل تخت رواں کے تھا) اور کرسی وغیرہ تمام مقامات طے کر کے ایسا قرب خاص حاصل ہوا کہ نہ کسی مرسل اور نہ کسی ملک مقرب کو ہوا تھا۔ آپ سے اللہ تعالیٰ

نے کلام کیا اور اپنا دیدار دکھایا اور ایسے علوم و فیوض عطا فرمائے۔ کہ اب کی کسی کو خبر نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی یعنی ''وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو کچھ وحی بھیجی'' بعد قرب تمام وحصول شرف کلام و دیدار و دیگر نعمہائے عظیمہ جب آپ نے مراجعت فرمائی مشہور ہے کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا اور زنجیر حجرہ کی ہلتی تھی۔ صبح کو جب آپ نے یہ حال بیان فرمایا کفار مذاق اڑانے لگے بعض نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا اب بھی تم محمد کو سچا کہو گے وہ کہتے ہیں کہ میں رات مسجد اقصیٰ اور تمام آسمانوں کی سیر کر آیا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر وہ یہ بات کہتے ہیں۔ تو بیشک ایسا ہی ہوا ہوگا اور اسی وقت حضور میں حاضر ہوئے۔ اور معراج کا حال سن کر تصدیق کی۔ اسی سبب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق ہوا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ایام حج میں جب قبائل عرب آتے تو آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے لیکن کوئی قبول نہ کرتا۔ اور کہتے کہ جب تک ان کے قرب وجوار کی قوم کہ جو ان کے حال سے زیادہ واقف ہیں اسلام نہ قبول کریں۔ باہر والوں کے واسطے مطیع ہونا مصلحت نہیں ہے تا آنکہ گیارہویں سال نبوت میں قوم انصار قبیلہ خزرج باشندگان مدینہ منورہ کے پاس آپ حسب معمول تشریف لے گئے اور دعوت اسلام فرمائی۔ ان میں سے چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ آئندہ سال پھر آویں گے۔ یہ لوگ جب مدینہ میں واپس پہنچے اور اسلام کا حال فاش کیا۔ تو مدینہ کی گلی گلی اور گھر گھر آپ کے ذکر سے معطر ہوگیا اگلے سال ۱۲ آدمی آئے منجملہ ازاں پانچ پہلے اور سات نئے تھے۔ انہوں نے قبول اسلام کیا اور آپ نے ان کی درخواست پر مصعب بن عمیر کو تعلیم قرآن وشرائع اسلام کیلئے ان کے ساتھ بھیج دیا۔ مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں تعلیم

قرآن و دعوت اسلام شائع کی اور اکثر آدمی انصار سے مشرف باسلام ہوئے تیرھویں (۱۳) سال ستر ۷۰ آدمی شرفا انصار سے مسلمان ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ آپ اگر مدینہ تشریف لے چلیں تو ہم کسی کی خدمت گذاری میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور جان مال سے حاضر رہیں گے اور جو آپ سے مدینہ لڑنے آئے گا۔ اس سے لڑنے میں قصور نہ کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت دی کہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ اصحاب نے خفیہ خفیہ روانہ ہونا شروع کیا مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر حمائل کر کے خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا بعد ازاں کفار کو مخاطب کر کے فرمایا خراب ہوں وہ جو پتھروں کی پرستش کرتے ہیں آج جن کو اپنی جورو کا بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو میرا سامنا کرے یہ کہہ کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ قریش میں سے کسی کا منہ نہ پڑا کہ روکتا۔ غرضیکہ تمام صحابہ بجز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہجرت کر گئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ تم میری رفاقت میں چلو گے چنانچہ اس بشارت سے وہ نہایت خوش ہوئے۔ رات کے وقت آپ دولت خانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ کفار نے آ کر دروازہ مبارک گھیر لیا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور فرمایا کہ کفار تم کو ایذا نہ پہنچا سکیں گے آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں وہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیں اور فرمایا کہ یہ ان کے مالکوں کے سپرد کر کے تم مدینہ میں آ جانا اور آپ دروازے سے باہر نکلے اور اول سورۂ یٰس فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر ایک مشت خاک کفار پر پھینک دی اور آپ صاف نکل آئے۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے گھر سے ہمراہ لے کر پیادہ روانہ ہوئے آپ نے جوتا پاؤں سے

نکال ڈالا تھا اور انگلیوں سے چلتے تھے کہ نشان قدم نہ معلوم ہو آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو کندھے پر سوار کر کے غار ثور تک پہنچا دیا تین روز وہاں قیام رہا اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز دونوں کے واسطے کھانا لے جایا کرتی تھی ایک صبح کو کفار تلاش کرتے کرتے غار کے کنارہ تک پہنچ گئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے نہایت فکر و تردد ہوا۔ آپ نے فرمایا غمگین مت ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تین دن کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاول مدینہ منورہ میں پہنچے شہر کے کنارہ محلہ قبا میں قیام کیا اور یہاں سوموار تک مقیم رہے بعدہ شہر کے اندر ٹھہرنے کا ارادہ کیا شہر کے ہر شخص کی آرزو ہوئی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھہریں۔ جس وقت آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ہمراہ ہوئے آپ نے فرمایا اونٹنی مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائے گی وہیں میں مقیم ہوں گا۔ غرضیکہ اونٹنی جس جگہ اس وقت مسجد نبوی ہے بیٹھ گئی۔ آپ اسی جگہ اترے ابو ایوب انصاری آپ کا اسباب اپنے گھر لے گئے۔ اور آپ ان کے گھر ٹھہرے حتی کہ مسجد نبوی اور آپ کا مکان تیار ہوا یہ زمین کہ جس پر اونٹنی بیٹھی تھی دو یتیموں کی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے دس دینار کی خریدی گئی کتب احادیث میں وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں آپ نے ایک پتھر دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کے پاس ایک پتھر تم رکھو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رکھوایا اور فرمایا هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِیْ یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ ہوئی

اور اسی سال روزے ماہ رمضان المبارک کے فرض ہوئے اور اسی سال آپ کو حکم جہاد ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد کفار سے جنگ بدر و جنگ احد و جنگ حمراالاسد و جنگ رجیع و جنگ بیر معونہ و جنگ بدر ثانیہ و جنگ خندق جنگ بنی قریظہ و جنگ بنی المصطلق و جنگ خیبر و جنگ موتہ و جنگ حنین و غزوہ تبوک وغیرہ بڑی سخت سخت لڑائیاں ہوئیں جن کا مفصل حال کتب تاریخ میں درج ہے۔ ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا لیکن خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسبب شغل تعلیم و ہدایت و امور غزاوات کے تشریف نہ لے جا سکے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے امیر الحجاج مقرر کر کے مکہ روانہ کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر لوگوں سے حج کرایا اور خطبہائے موسم حج پڑھے دسویں سال جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود حج کو تشریف لے گئے اس حج میں آپ نے ایسی ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے یعنی لوگوں کو رخصت کرتا ہے لہٰذا اس حج کو "حجۃ الوداع" کہتے ہیں۔ آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبوں میں احکام و نصائح مفید ارشاد فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ شاید سال آئندہ میں تم میں نہ رہوں مسلمانوں کی حفظ جان و مال اور ممانعت خونریزی کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ مرد اپنی بیوی کا حق پہنچانے اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرو اور خدا تعالیٰ سے ان کے معاملے میں ڈرو یعنی بیجا تکلیف و رنج مت دو اور مردوں کیلئے عورتوں پر تاکید کی کہ اطاعت کریں اور مرد بیگانہ کو گھر نہ آنے دیں اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنیکی تاکید کی اور فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کے احکام کو خوب مضبوط پکڑو گے۔ گمراہ نہ ہو گے۔ اسی سال عرفہ کے روز جمعہ کے دن آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیناً نازل ہوئی یعنی "آج کامل کیا میں نے تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے لئے

دین اسلام کا'' نکتہ شناس صحابہ اس آیت کریمہ کے نزول سے قرب قیامت و نشان وفات، حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ گئے اور اس سے قریب ہی سورۂ نصر نازل ہوئی اسے بھی صحابہ قرب وفات سمجھ گئے۔ گو بظاہر یہ آیتیں باعث خوشی کی تھیں مگر فی الحقیقت سبب رنج عظیم ہوئیں ایک بار آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اختیار دیا گیا ہے چاہے دنیا کے ناز ونعمت اختیار کرے یا اس چیز کو اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ارشاد فرمایا کہ اس نے دنیا کو اختیار نہیں کیا بلکہ آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رمز کو سمجھ گئے اور زار وقطار رونے لگے لوگ ان کے رونے پر حیران تھے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک غیر شخص کا حال بیان فرماتے ہیں ان کے رونے کا کیا سبب ہے بعدہ معلوم ہوا کہ اس بندہ سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے فرمایا کہ خیبر میں جو میں نے لقمہ کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ رہتی ہے اور اب یہاں تک ہے کہ رگ جان سبب زہر کے کٹ گئی۔ لقمہ سے وہ مراد ہے جو یہودیہ نے بکری کے گوشت میں آپ کو زہر دیا تھا۔ غرض کہ آپ کو درد سر د بخار شدید عارض ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آپ نماز کیلئے مسجد میں نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ امامت کریں بعد ازاں حسب الحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت شروع کی دوبارہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحالت بخار نماز پڑھانے کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے ایک بار حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی اور ایک مرتبہ ان کے برابر کھڑے ہوئے تھے۔ بقول مشہور بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کو دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر تکیہ لگائے ہوئے وفات پائی۔ انا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ آپ کی وفات سے گویا

قیامت برپا ہوگئی۔ اصحاب و اہل بیت کو ایسا صدمہ ہوا کہ جس کا بیان نہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوش جاتے رہے عقل کٹ گئی ۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے گا کہ وفات ہوئی میں اسے قتل کروں گا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس مقولہ سے اور خطبہ پڑھا کہ من کان یعبد محمد انان محمد اقد مات ومن کان یعبد اللّٰہ فان اللّٰہ حی لا یموت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علٰی اعقابکم ومن ینقلب علٰی عقبیہ فلن یضر اللّٰہ شینا وسیجزی الشاکرین اس خطبہ کو سنتے ہی سب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا یقین آگیا اور سب کے حواس ٹھکانے ہوگئے۔ حضرت علی و عباس و فضل وقثم و اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا اور تین جامہ سے کفن دیا نماز کے واسطے یہ قرار پایا کہ باری باری جو لوگ آتے جائیں تو نماز پڑھتے جائیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ دفن کیا بعد دفن کرنے کے آپ کے فراق میں اہل بیت وصحابہ کی بے قراری و گریہ وزاری کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا۔ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ اپنے پیغمبر علیہ السلام کے بدن پر مٹی ڈالی۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے حکم سے مجبوری ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر صدمہ ہوا کہ جب تک زندہ رہیں مطلق نہ ہنسیں اور دفن کے بعد قبر شریف پر آئیں اور تھوڑی سی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور سونگھی اور روئیں اور اشعار پڑھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے) ''کیا چاہیے اس کو جو سونگھے خاک قبر احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ چاہیے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی

خوشبو۔ پڑیں مجھ پر وہ مصیبتیں جو پڑتیں۔ اوپر دنوں کے تو ہو جاتیں راتیں"۔
حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج کرے اور بعد اس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں ارشاد فرمایا دوزخ میں نہ جائیگا جس نے مجھے دیکھا۔ ارشاد فرمایا جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ چھ مہینہ کے بعد وہاں خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ظلم کیا کہ ہمارے پاس زیارت کو بھی نہیں آتے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے جاگتے ہی متوجہ مدینہ مطہرہ ہوئے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اور سب کے طفیل میں راقم الحروف کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت و شفاعت نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

گنہگارم سبب کارم شفاعت یارسول اللہ

حلیہ شریف

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میانہ قد مائل بطوالت تھے لیکن جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے تھے اس میں خواہ کیسے ہی طویل القامت آدمی موجود ہوتے آپ سب سے بلند معلوم ہوتے رنگ مبارک سرخ وسفید باملاحت تھا سر مبارک بڑا تھا۔ موئے مبارک خوب سیاہ اور قدرے گھونگر والے تھے کبھی دوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمہ گوش تک آپ مانگ نکالا کرتے تھے پیشانی مبارک کشادہ اور روشن تھی۔ ابرو مبارک باریک تھی۔ کمان کی شکل ملی ہوئی ہوتی تھی۔ لیکن واقع میں ملی ہوئی نہ تھی۔ دونوں کے بیچ میں کچھ فرق تھا دونوں ابروں کے درمیان ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت پھول جاتی تھی۔ چشم مبارک بڑی تھیں۔

اور سپیدی میں سرخی آمیز تھیں پتلیاں نہایت سیاہ کہ بلا سرمہ ایسی معلوم ہوتی تھیں گویا سرمہ لگا ہوا ہے۔ پلکیں بڑی بڑی تھیں خوبصورت رخسار مبارک پر گوشت و نرم نہ پھولے ہوئے نہ دبے ہوئے ناک بلند اور نورانی کان نہ چھوٹے نہ بڑے بلکہ متوسط خوبصورت تھے۔ دندان مبارک سفید و چمکدار بوقت تبسم بجلی کی مانند چمک معلوم ہوتی تھی آگے کے دانتوں میں کھڑکی تھی۔ چہرہ مبارک نہ لمبا نہ گول بلکہ کسی قدر گولائی تھی۔ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی تھی گھنے بال سینہ مبارک پر کرتے تھے اور ان کو آپ کتر واتے نہ تھے اور موچھیں کترواتے تھے۔ اور آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں سترہ بال سفید تھے۔ گردن مبارک صاف شفاف بہت خوبصورت گویا سانچہ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ دوش مبارک پرگوشت و خوبصورت ہاتھ لمبے تھے ہتھیلیاں کشادہ پرگوشت اور بہت نرم بغلیں سفید خوشبودار اور ان میں بال نہ تھے۔ انگلیاں دست مبارک کی لمبی اور خوشنما' سینہ مبارک چوڑا تھا اور اس پر ایک باریک خط بالوں کا تا بناف تھا۔ پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی دونوں کندوں کے درمیان میں مہر نبوت تھی۔ اور وہ گوشت کا پارہ ابھرا ہوا مانند بیضہ کبوتر کے تھا اس کے گرد تل اور بال تھے اور یہ جو مشہور ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ یہ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہاتھوں پر اور کندھوں پر اور سینہ پر اور پنڈلیوں پر آپ کے بال تھے۔ اس کے سوا بدن مبارک پر بال نہ تھے۔ شکم مبارک خوب سفید صاف اور شفاف تھا۔ سینہ و شکم برابر تھا۔ یعنی شکم مبارک سینہ سے نکلا ہوا نہ تھا ساق مبارک صاف و گول تھیں اور فی الجملہ باریکی ان میں تھی۔ قدم مبارک کی کف پا پرگوشت اور بیچ سے خالی تھی اور انگلیاں پائے مبارک کی قوی اور خوشنما اور انگوٹھے کے پاس کی انگلی انگوٹھے سے بڑی تھی۔ غرضیکہ

خوبیء شکل و شمائل حرکات و سکنات   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس پشت سے بھی آپ کو ویسا ہی نظر آتا تھا۔ جیسا کہ سامنے سے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ کا بدن مبارک نور کا تھا۔ جیسی شمع کہ اس کا رو و پشت یکساں ہوتی ہے اور سب طرف کی چیز یکساں معلوم ہوتی ہے اور اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ آپ کی رفتار کسی قدر گردن جھکا کر بے تکلف اور بقوت تھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا پاؤں جما کر اٹھاتے تھے۔ اور بلندی سے نیچے کو تشریف لاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رو نہیں دیکھا۔ آپ بلا تکلف چلا کرتے تھے اور ہم نہایت مشقت سے آپ کے ساتھ نبھتے تھے اور پاؤں پاس پاس رکھ کر چلتے جسم مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی جو کہ آپ سے مصافحہ کرتا تھا تمام دن اس کے ہاتھ میں خوشبو آتی تھی۔ جس گلی میں آپ نکل جاتے تھے۔ وہ خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ اور لوگ پہچان لیتے تھے کہ آپ اس طرف سے تشریف لے گئے ہیں۔ پسینہ مبارک میں ایسی خوشبو تھی کہ وہ دلہنوں کے لگایا جاتا تھا اور وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب ہوتی تھی آپ جہاں قضا حاجت بیٹھتے وہاں سے خوشبو آتی اور زمین آپ کے فضلہ کو چھپا لیتی۔ پیشاب میں آپ کے قذارت اور بدبو نہ تھی۔ دنیا کی چیزوں میں آپ کو خوشبو اور سادہ کھانا اور ازواج مطہرات بہت پسند تھیں۔ دو چیزوں سے آپ نے حظ اٹھایا۔ اور تیسری چیز یعنی طعام سے آپ متمتع نہ ہوئے بلکہ قصداً آپ بھوکے رہتے یہاں تک کہ شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور باوصف ایسے بھوکے رہنے کے مباشرت نساء پر اس قدر قادر تھے کہ ایک رات میں سب ازواج مطہرات کے پاس ہو آتے تھے اور یہ از قبیل معجزات ہے۔ آپ کے آب دہن مبارک سے کھاری کنویں شیریں ہو جاتے تھے۔ مکھی بدن مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کے جامہ مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی۔ آپ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی اور میلا کچیلا پریشان صورت رہنے کو بہت

ناپسند فرماتے بالوں کے دھونے اور تیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے۔ لیکن نہ اس قدر کہ اکثر اوقات اسی میں مشغول رہے۔

اخلاق کریمہ

آپ کے خلق کا اندازہ اسی سے کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن شریف میں عظیم فرماتا ہے۔ انک لعلیٰ خلقٍ عظیم

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آپ ایسے باوقار تھے کہ جو اچانک آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا۔ مگر جب شرف حضور سے مشرف ہوتا اور بات چیت کرتا تو آپ کی محبت اس کے دل میں آجاتی۔ آپ کی عادت یہ تھی کہ جس سے ملتے اول سلام کرتے اور جو کوئی آپ کو کسی کام کیلئے کھڑا کرلیتا تو آپ توقف فرماتے۔ جب تک وہ شخص خود نہ جاتا۔ اور جو شخص آپ کا ہاتھ پکڑلیتا۔ تو آپ اس سے ہاتھ نہ چھوڑاتے۔ یہاں تک کہ وہ خود آپ سے نہ چھوڑ دیتا۔ اور جب اپنے اصحاب میں کسی سے ملتے۔ تو اول مصافحہ کرتے۔ پھر اس کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالتے۔ اور خوب مضبوط گرفت فرماتے کھڑے ہوتے اور بیٹھتے تو ذکر اللہ کیا کرتے اور اگر آپ کے پاس نماز پڑھتے میں کوئی آبیٹھتا تو آپ اپنی نماز مختصر کردیتے اور اس سے پوچھتے کہ تم کو کوئی کام ہے اور جب اس کے کام سے فارغ ہوتے تو پھر نماز پڑھنے لگتے اور آپ کی اکثر نشست یہ تھی کہ دونوں ساقوں کو کھڑی کر کے ان کے گرد سے دونوں ہاتھ گوٹ مارنے کی طرح پکڑ لیتے تھے آپ کی نشست آپ کے اصحاب کی نشست سے تمیز نہ تھی جہاں آپ کو نشست کی جگہ ملتی تھی۔ اس جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی آپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ کہ اپنے پاؤں اصحاب میں پھیلائے ہوں اور ان پر جگہ تنگ ہوگئی ہو ہاں اگر مکان وسیع ہوتا۔ اور پاؤں پھیلانے سے تنگی نہ ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اور آپ کی اکثر نشست قبلہ رخ ہوتی اور جو آپ کے

پاس آتا تھا اس کی خاطر اور تعظیم فرماتے حتیٰ کہ جن میں اور آپ میں کسی طرح کی قرابت اور دودھ پینے کا علاقہ نہ تھا ان کیلئے اپنی چادر بچھا کران کو بٹھلاتے اور جو تکیہ آپ کے نیچے رہتا تھا آنے والے کیلئے اس کو نکال کر حوالہ فرماتے اور اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ قسم دیتے کہ اسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ اور جس کسی نے آپ سے محبت کی اس کو بھی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ مجھ پر کرم فرماتے ہیں اپنے جلیسوں میں سے ہر ایک کی طرف حصہ رسد توجہ فرماتے اپنے اصحاب کو ان کی خاطر و دلداری کے واسطے ان کی کنیتوں سے پکارتے اور جس کی کنیت نہ ہوتی۔ اس کی کنیت آپ خود مقرر فرماتے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ دیر میں آپ کو غصہ آتا اور سب سے جلد راضی ہو جاتے لوگوں پر نہایت درجہ کی شفقت فرماتے اور ان کے حق میں سب سے بہتر اور نافع تھے۔ آپ کی مجلس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں اور جب مجلس سے اٹھتے تو فرماتے۔ **سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک** اور یہ فرماتے کہ مجھے یہ کلمات جبریل علیہ السلام نے سکھائے ہیں آپ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں تقریر تھے۔ اور فرماتے میں عرب میں زیادہ فصیح ہوں آپ کم سخن نرم گفتار تھے جب بولتے زیادہ کلام نہ فرماتے۔ آپ کا کلام گویا موتیوں کے دانوں کی لڑی کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلا آیا کرتا تھا۔ اثنا کلام میں گو توقف ہوتا تھا کہ سننے والا اس کو یاد کرے آپکی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا سکوت بہت فرماتے۔ اور بدوں حاجت گفتگو لب مبارک کو نہ ہلاتے۔ لفظ نامعقول زبان پر نہ لاتے اور حاجت رضا اور غضب میں بجز سچ کے اور کچھ نہ فرماتے جو کوئی برا لفظ بولتا اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے اور جو لفظ آپ کو برا معلوم ہوتا اور بہ مجبوری کہنا پڑتا تو اس کو صراحۃً نہ فرماتے۔ اشارۃً ارشاد فرما دیتے۔ جب آپ خاموش ہو جاتے تو جلیس بولتے آپ کے پاس کوئی ایک دوسرے کی بات نہ کاٹتا۔ خیر

خواہی کے بدوں ہنسی کے نصیحت فرماتے اپنے اصحاب کے روبرو سب سے زیادہ تبسم اور خندہ فرماتے اور بعض اوقات اتنا خندہ فرماتے کہ آپ کی کچلیاں کھل جاتیں۔ آپ کے اصحاب کا خندہ آپ کے سامنے بسبب اقتدار اور توقیر کے تبسم ہوتا۔ اور دل خوش رہتے بشرطیکہ آپ پر قرآن مجید نازل نہ ہوتا یا قیامت کا ذکر یا خطبہ اور وعظ نہ فرماتے ہوتے اور جب آپ خوش اور راضی ہوتے تو سب سے بہتر رضا کی حالت میں ہوتے اور اگر وعظ فرماتے تو واقعی طور پر فرماتے نہ ہنسی کے طور سے اور اگر آپ غصہ ہوتے اور غصہ بجز خدا کے واسطے نہ ہوا کرتے تھے تو کسی چیز کو آپ کے غصہ کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ تھی اور آپ اپنے سب کاموں میں ایسے ہی تھے۔ آپ جو موجود پاتے کھا لیتے اور جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا اور جب دستر خوان بچھایا جاتا تو بسم اللہ فرماتے اور اکثر جب آپ طعام تناول فرمانے بیٹھتے تو بائیں زانوں پر بیٹھتے اور داہنا کھڑا کر لیتے اور گرم کھانا آپ نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی سو اس کو ٹھنڈا کر لو۔ اور اپنے قریب سے آپ کھایا کرتے اور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات چوتھی سے سہارا لیتے اور دو انگلیوں سے نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ طور شیطان کے کھانے کا ہے۔ آپ بدوں چھنے جو کے آٹے کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے اور ککڑی تر خرما کے ساتھ اور نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے اور تر میوؤں میں آپ کو خربوزہ اور انگور بہت پسند تھے اور آپ خربوزہ روٹی کے ساتھ کھاتے اور کھانے میں دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے تھے اور کبھی آپ انگوروں کا خوشہ منہ میں رکھ لیتے یعنی کئی کئی ایک دفعہ کھاتے اور انگور آپ کی ریش مبارک پر موتیوں کی طرح اترتا معلوم ہوتا اور آپ کا اکثر کھانا پانی اور خرما ہوتا تھا اور کبھی آپ ایک گھونٹ دودھ کا پی لیتے اور اوپر سے ایک خرما کھاتے پھر اسی طرح

کرتے اور دودھ اور خرما کو اطیبین فرماتے (یعنی دو عمدہ چیزیں) اور سب سے زیادہ محبوب کھانا آپ کے نزدیک گوشت تھا۔ اور فرماتے تھے کہ گوشت شنوائی کی قوت بڑھاتا ہے اور دنیا و آخرت میں کھانوں کا سردر ہے اور اگر میں اپنے پروردگار سے درخواست کرتا کہ مجھ کو ہر روز گوشت عطا کرے تو بیشک عطا کرتا۔ اور آپ ثرید کو گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے اور کدو کو آپ پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ پیڑ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے کہ تم جب ہنڈیا پکاؤ تو اس میں کدو بہت ڈالا کرو کہ وہ غمگین دل کو بہت تقویت دیتا ہے۔ اور جس پرند کا شکار ہوتا اس کو تناول فرماتے آپ شکار نہ مارتے مگر کوئی شکار کر کے لا دیتا تو اس کے کھانے کو پسند فرماتے اور جب گوشت کھاتے تو سر مبارک کو اس کیلئے نہ جھکاتے بلکہ اس کو منہ کے پاس لا کر دانت سے کاٹتے اور روٹی گھی تناول فرماتے اور بکری میں سے آپ کو دست اور شانہ پسند تھا۔ اور ہنڈیا میں سے کدو اور روٹی لگا کر کھاتے کھانے کی چیزوں میں سے سرکہ اور کھجور میں سے عجوہ پسند فرماتے اور ساگ کی قسم میں آپ کاسنی اور ریحان اور خرفہ پسند فرماتے اور گردوں کو آپ برا جانتے تھے۔ اس وجہ سے کہ پیشاب کے قریب رہتے ہیں اور بکری میں سے سات چیزیں نہ کھاتے تھے۔ ذکر اور فوطے اور پھکنا اور پتہ اور غدہ اور خون اور ان کو برا جانتے تھے۔ اور کچا لہسن اور پیاز اور گندنا تناول نہ فرماتے تھے۔ اور کسی کھانے کو کبھی برا نہیں فرمایا۔ بلکہ اچھا ہوا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا اور اگر برا جانا تو دوسرے کی نظر میں اس کو ناپسند نہیں کیا اور ضب اور تلی سے آپ نفرت رکھتے تھے مگر ان کو حرام نہ فرماتے تھے اور اپنی انگلیوں سے رکابی چاٹتے اور فرماتے کہ پچھلے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں اتنی چاٹتے کہ سرخ پڑ جاتیں اور اپنا دست مبارک رومال سے نہ پونچھتے جب تک کہ ایک ایک انگلی نہ چاٹ لیتے اور فرماتے

کہ معلوم نہیں کون سے کھانے میں برکت ہے اور جب آپ گوشت روٹی خاص کر کھاتے تو ہاتھوں کو خوب دھوتے اور پھر بقیہ پانی کو منہ پر پونچھ لیتے اور آپ پانی تین دفعہ پیتے اور ان میں بسم اللہ اور تین مرتبہ الحمدللہ کہتے۔ اور پانی کو چوس چوس کر پیتے بڑے گھونٹ سے نہ پیتے اور کبھی ایک ہی سانس میں پانی پینے سے فراغت پاتے اور برتن میں پیتے وقت سانس نہ لیتے بلکہ اس سے علیحدہ ہوکر سانس لیتے اور اپنا الش اس کو مرحمت فرماتے جو آپ کے داہنی طرف ہوتا اور کبھی بائیں طرف والا رتبہ میں بڑا ہوتا تو داہنی طرف والے سے اجازت لیتے کہ طریق سنت تو یہی ہے کہ تجھ کو ملے لیکن اگر تجھ کو پسند ہو تو بائیں طرف والے کو اپنے نفس پر ترجیح دے ایک بار آپ کی خدمت میں ایک برتن آیا۔ جس میں شہد اور دودھ تھا آپ نے اس کے پینے سے انکار کیا اور فرمایا دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں اور دو سالن ایک برتن میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں ان کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ مگر فخر کو اور دنی کے فضول کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو برا جانتا ہوں اور تواضع کو پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے کھانا گھر والوں سے نہ مانگتے اور نہ ان پر کسی کھانے کی فرمائش کرتے اگر انہوں نے کھلا دیا تو کھا لیا۔ اور جو سامنے لا رکھا قبول فرمایا اور جو پلایا وہ پی لیا اور بعض اوقات اپنے کھانے یا پینے کی چیز خود کھڑے ہوکر لے لیتے کپڑوں میں جو آپ کو ملتا تہبند یا چادر یا کرتہ یا جبہ یا اور کچھ وہی پہن لیتے اور آپ کو سبز کپڑے اچھے معلوم ہوتے تھے اور آپ کی اکثر پوشاک سفید ہوتی اور فرماتے کہ اس کو اپنے زندوں کو پہناؤ اور اموات کو اسی میں کفناؤ اور لڑائی کے وقت قبائے پنبہ دار پہنتے اور بدوں بھراؤ کے بھی پہنتے اور ایک قبا دیبا آپ کے پاس تھی اور اس کو آپ پہنتے تو اس کی سبزی آپ کے رنگ کی سفیدی میں اچھی معلوم ہوتی اور آپ کے سب کپڑے ٹخنوں سے اوپر چڑھے رہتے۔ اور تہبند ان سے بھی اوپر نصف ساق

تک ہوتا۔ اور آپ کی قمیص کے بند بندھے رہتے کبھی آپ صرف چادر پہنتے اور کوئی کپڑا بدن پر نہ ہوتا۔ اور آپ کے پاس ایک چادر پیوند لگی تھی اس کو پہنتے اور فرماتے کہ میں بندہ ہوں پہنتا ہوں۔ جیسے بندہ پہنتا ہے اور جمعہ کا جوڑا آپ کا خاص تھا۔ سوائے اور دنوں کے کپڑوں کے اور کبھی آپ ایک چادر تہبند کی پہنتے۔ دوسری چیز بدن پر نہ ہوتی اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان گرہ لگاتے اور کبھی جنازوں پر اس سے امامت کرتے اور کبھی مکان کے اندر ایک ہی تہمد لپیٹ کر اور دونوں کناروں کو شانوں پر ادھر ادھر ڈال کر نماز پڑھتے اور آپ کے پاس ایک چادر سیاہ تھی۔ اس کو آپ نے کسی کو دے ڈالا تھا۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض اوقات دیکھا کہ ہم کو نماز ظہر ایک چھوٹی چادر میں پڑھائی۔ جس کے کناروں کو آپ نے گرہ دے لی تھی۔ اور آپ انگوٹھی پہنتے اور کبھی باہر تشریف لاتے اور آپ کی انگوٹھی میں کسی چیز کی یادداشت کیلئے دھاگا بندھا ہوتا۔ اور ٹوپیاں آپ عماموں کے نیچے اور بدوں عماموں کے پہنتے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اتار کر اس کا سترا کرتے اور اس کی طرف کو نماز پڑھتے اور آپ کے ایک عمامہ کا نام سحاب تھا اور جب آپ کپڑا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع کرتے اور جب کپڑا اتارتے تو بائیں طرف سے ابتدا کرتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو عنایت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو اپنے پرانے کپڑے پہنائے اور پہنا ناصرف خدائے تعالیٰ کے واسطے ہو وہ حالت موت و حیات میں خدائے تعالیٰ کے ضمان اور پناہ اور برکت میں رہے گا۔ جب تک کہ مسلمان پہنے گا اور آپ کا ایک چمڑے کا گدا تھا جس مین خرما کی چھال بھری تھی اس کا طول دو گز کے قریب اور عرض ایک گز اور ایک بالشت کے قریب تھا۔ اور آپ کا ایک کمل تھا کہ اس کو ہر جگہ اٹھا کر آپ کے نیچے دو تہ کر کے بچھا دیتے اور آپ بوریہ

پر سوتے کہ اس کے سوا اور بستر نہ ہوتا آپ سب سے زیادہ علیم تھے۔ اور باوجود قدرت کے مجرم کا قصور معاف فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت آپ کی خدمت میں ایک بکری زہر ملی ہوئی لائی۔ تاکہ آپ اس میں سے تناول فرمائیں اس عورت کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے اس سے زہر کا حال پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ مجھ کو منظور تھا کہ آپ کو مار ڈالوں آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کو منظور نہیں ہے کہ تجھ کو اس امر پر قادر کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اسے قتل کر ڈالیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اسی طرح ایک اور یہودی نے آپ پر جادو کیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اس حال کی اطلاع دی تھی۔ یہاں تک کہ آپ نے اس جادو کو نکلوا کر گرہ کھولی تھی۔ تو اس سے افاقہ ہو گیا۔ اور اس یہودی سے کبھی اس کا تذکرہ نہ فرمایا اور نہ اس پر یہ ظاہر کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ تم میں سے کوئی میرے اصحاب کی طرف سے کوئی بات مجھ سے نہ کہا کرے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سینہ صاف ہو کر آؤں۔ آپ کی خفگی اور رضا مندی آپ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ کو غصہ بہت آتا تھا۔ تو اپنی ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے۔ مگر کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اس کو بری معلوم ہو اور ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ زرد خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ آپ کو بری معلوم ہوئی۔ مگر اسے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسے کہہ دو کہ اس کا استعمال نہ کرے تو اچھا ہو۔ اور ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر چڑھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا پیشاب مت روکو۔ پھر اس سے فرمایا کہ یہ مسجدیں اس واسطے نہیں کہ کوئی کوڑا یا پیشاب یا پاخانہ ان میں

کرے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے۔ اور ماہ رمضان المبارک میں بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے کہ کوئی چیز بدوں دیئے نہ چھوڑتے اور کبھی کسی چیز کا سوال آپ سے نہیں ہوا کہ آپ نے اس کو نہیں دیا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ مگر تجھ کو ضرورت ہے جاؤ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لے لے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئے گا۔ ہم اُس کو ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز پر آپ کو قدرت نہیں اس کی تکلیف خدائے تعالیٰ نے آپ کو نہیں دی آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ خرچ کیے جائیے اور مالک عرش بریں سے خوف مقلسی کا نہ فرمایئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ مبارک پر سرور معلوم ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ قوی و بہادر تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ پکڑتے تھے اور آپ ہم سب کی نسبت دشمن سے قریب تر تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوتا تھا۔ اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔ پس آپ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا۔ اور جب لوگوں کو قتال کا حکم فرماتے تو بنفس نفیس مستعد ہوتے اور سب لوگوں سے زیادہ جہاد کرنے والے تھے لڑائی کے وقت ٹولی سے جب کوئی آگے بڑھتا تھا تو اول آپ ہی ہوتے تھے اور جب آپ کو مشرکوں نے گھیر لیا۔ تو آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے۔ ان النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب تو اس روز کوئی ایسا نہیں نظر آیا کہ آپ سے زیادہ قوی دل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تو اس روز کوئی اپنے علو منصب میں سب لوگوں سے زیادہ تواضع وانکسار فرماتے ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو وہ آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ خوف مت کر میں بادشاہ نہیں ہوں میں بھی قریش کی ایک عورت کا فرزند ہوں اور اپنے اصحاب میں ایسے مل جل کر بیٹھتے کہ گویا انہی میں سے آپ بھی ہیں۔ اجنبی شخص آتا تو بدوں پوچھے نہ معلوم کرتا کہ آپ کون سے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے التماس کیا کہ آپ ایسی جگہ پر بیٹھا کریں کہ اجنبی آپ کو پہچان لیا کریں۔ چنانچہ آپ کیلئے مٹی کا ایک چبوترا بنا دیا گیا کہ اس پر آپ نشست فرماتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ خدائے تعالیٰ مجھ کو آپ پر قربان کرے آپ تکیہ لگا کر کھانا تناول فرمایا کیجئے کہ یہ آپ پر آسان پڑے گا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر مبارک اتنا جھکا دیا کہ قریب تھا پیشانی زمین پر لگ جائے فرمایا کہ میں ایسے کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے اور جب آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تو اگر وہ آخرت کے باب میں گفتگو کرتے۔ تو ان کے ساتھ وہی تقریر فرماتے اور اگر وہ کھانے پینے کی بات کرتے تو ویسا ہی ذکر فرماتے اور اگر وہ دنیا کے باب میں کلام کرتے تو آپ بھی وہی کرتے اور کبھی اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے سامنے شعر پڑھتے۔ اور کچھ باتیں جاہلیت کی ذکر کرتے اور ہنستے تو ان کے ہنسنے کے وقت آپ بھی تبسم فرماتے اور بجز حرام کے ان کو اور چیز پر زجر نہ فرماتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو چیز آپ کو بری لگی اس میں سے آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ یہ تو نے کیوں کی اور جب کسی نے آپ کے گھر والوں میں سے ملامت کی تو آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو۔ تقدیر میں

یہی ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب گاہ میں عیب نہیں لگایا اگر کسی نے بچھونا بچھا دیا تو لیٹ رہے اور اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر لیٹ رہے آپ اپنا جوتہ خود گانٹھتے اور کپڑے میں پیوند لگاتے اور اپنے گھر کا کام کرتے اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گوشت کاٹتے۔

آپ سب لوگوں سے زیادہ حیادار تھے کہ کسی کے چہرہ پر آپ کی نگاہ نہ جمتی ہدیہ قبول فرماتے گو ایک گھونٹ کے دودھ کا ہوتا ہدیہ کی مکافات فرماتے ہدیہ کو تناول فرماتے اور صدقہ کو نہ کھاتے اپنے پروردگار کی خاطر غصہ فرماتے اپنے نفس کے واسطے غصہ نہ فرماتے حق کو جاری فرماتے گو اس میں آپ کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا نقصان ہوتا۔ ایک موقع پر ایک گروہ مشرکین نے آپ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے طرفدار ہوکر دوسرے مشرکوں سے انتقام لیں اور اس وقت آپ کے پاس آدمیوں کی اتنی قلت تھی کہ اگر ایک شخص بھی آپ کے ساتھیوں میں زیادہ ہوتا تو اس کی بھی ضرورت تھی۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں مشرک سے مدد نہیں لیتا ہوں۔ ولیمہ کی دعوت قبول فرماتے۔ بیمار کی عیادت فرماتے اور جنازہ کے ہمراہ تشریف لے جاتے دشمنوں میں بلانگہبان پھرتے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے ان کا اکرام کرتے اور اہل شرف کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کو پرچاتے جو آپ کے سامنے عذر کرتا اس کو قبول فرماتے آپ سے اثناء قتال میں عرض کیا گیا کہ اگر آپ اعدا پر لعنت کریں تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رحمت کیلئے مبعوث ہوا ہوں' نہ کہ لعنت کیلئے اور جب آپ سے التماس کیا جاتا کسی مسلمان یا کافر عام یا خاص کیلئے بددعا فرمایئے تو آپ بددعا سے اعراض کر کے دعائے خیر فرماتے آپ نے اپنے دست مبارک کا وار کسی پر نہیں کیا دیگر یہ کہ پردہ دری حرمت الٰہی کی ہو۔ آپ مذاق فرماتے مگر سچ کے سواء اور کچھ نہ فرماتے مسکراتے اور زور سے نہ ہنستے مباح کھیل

کو دیکھتے اور منع نہ فرماتے اپنی اہل کے ساتھ دوڑتے کہ کون آگے نکلے۔ آپ کے سامنے آوازیں بلند ہوتیں تو آپ صبر فرماتے آپ کے پاس لونڈیاں اور غلام تھے۔ کھانے اور پہننے میں آپ ان سے برتری نہ فرماتے کوئی وقت آپ پر ایسا نہ گزرتا جس میں آپ اللہ تعالیٰ کیلئے کام یا اپنے نفس کی بہتری کیلئے امر ضروری نہ کرتے ہوتے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باغوں میں تشریف لے جاتے کسی مسکین کو اس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے حقیر نہ جانتے اور نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہت کی وجہ سے ڈرتے بلکہ دونوں کو برابر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کا انداز

چونکہ مقصود آفرینش عالم سے عبادت ہے۔ بقولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس کسی فرد کو بلا عبادت چارہ نہیں اور راہ راست اور قرب و وصول حق عبادت ہی سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ" مُسْتَقِیْم اور جس شخص کو جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے۔ اسی قدر اس پر اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور اپنی عبدیت کی زیادہ حقیقت کھلتی ہے اور جس پر جس قدر یہ حقیقت زیادہ کھلے گی۔ اسی قدر وہ حق عبدیت ادا کرنے میں زیادہ مصروف ہوگا اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو قرب نہ تھا۔ اس سبب سے آپ سے زیادہ کوئی اپنے تئیں عبادت کرنے کا حق نہیں سمجھتا تھا۔ آپ ہر نماز کے واسطے وضو کیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات ایک وضو سے بھی چند فریضہ ادا کئے ہیں۔ اور ہر نماز پر آپ مسواک کیا کرتے تھے اور اس کی نہایت فضیلت بیان فرماتے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر امت پر خوف مشقت نہ ہوتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا واجب کر دیتا۔ ارشاد فرمایا مسواک کرنا سبب طہارت دہن اور موجب رضا حق تعالیٰ ہے۔ ارشاد فرمایا جب

کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں مسواک کرنے کی تاکید کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزیں میرے اوپر فرض ہیں وتر' مسواک' قیام لیل ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسواک کے واسطے مامور ہوا حتیٰ کہ مجھ کو خوف ہوا کہ مجھ پر فرض ہو جائے گی۔ مگر حدیثوں سے آپ پر واجب ہونا ثابت ہے' فرض نہیں۔ لیکن اجماع اس پر ہے کہ امت پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ ہر وضو کے ساتھ سنت مؤکدہ ہے اور درصورت عدم موجودگی مسواک کے انگلی بھی دانتوں پر پھیرنا۔ اور کپڑے سے ملنا بھی کفایت کرتا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ مسواک درخت اراک کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کی کرتے تھے۔ اور اسی کا امر فرماتے تھے۔

وضو کیلئے پانی کا کم استعمال

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو میں تھوڑا پانی صرف کرتے تھے۔ اور امت کو وضو میں پانی کے اسراف پر تحذیر و منع فرماتے نقل ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آپ کا گذر ہوا اور وہ اس وقت وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ **ما ھذا السرف یا سعد** انہوں نے عرض کیا۔ **ھل فی الماء اسراف** آپ نے فرمایا **نعم وان کنت علی الھجار** اعضاء کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین مرتبہ دھوتے اور کبھی کبھی تعلیم امت کے واسطے ایک اور دو مرتبہ پر ہی اقتصار فرماتے کہ گویا اسی قدر کافی ہے۔ اور تین مرتبہ سے زیادہ ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ نہی وارد ہے۔ اور وضو سے اول بسم اللہ پڑھتے اور بعد وضو یہ پڑھتے اشھدُ ان لَآ الٰہ اِلّا اللّٰہ وحدَہٗ لاشریک لہٗ واَشھدُ انّ مُحمّدً عبدُہٗ ورسُولُہٗ بعد شہادتین **اللّٰھُمّ اجعلنی مِنَ التوابین وجعلنی من المتطھرِین** بھی پڑھنا آیا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جو احادیث کے اذکار

کہ وضو میں وارد ہوئے ہیں وہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ بلکہ محدثین نے ان کی نسبت وضع کا حکم کیا ہے البتہ شیخ ابن الہمام نے ہر عضو کے غسل پر شہادتین کا پڑھنا مستحب کہا ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتتاح نماز اللہ اکبر سے کرتے اور زبان سے نیت کہنا آپ سے مروی نہیں ہے۔ اور تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اکثر کانوں تک لے جاتے۔ بعد ازاں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھتے اور دعائے استفتاح سبحانک اللھم وبحمدک الخ اور بعد دعائے استفتاح استعاذہ کرتے کہ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم اور بعد استعاذہ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم پڑھتے بعد ازاں فاتحہ پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ کوئی صورت پڑھتے اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تکبیر کہتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع میں ہر دو کف دست سے زانو کو سخت پکڑتے اور انگلیوں کو پھیلا دیتے کہتے ہیں کہ یہ حالت نماز میں آپ کی انگلیوں کی تین صورتیں ہوتی تھیں۔ رکوع میں پھیلی ہوئی۔ سجدہ میں جڑی ہوئی۔ اور تشہد میں اور احرام میں بحال رہتی تھیں نہ پھیلی ہوئی نہ جڑی ہوئی۔ اور کہنیوں کو پہلو سے دور رکھتے اور پشت کو راست کر دیتے اور سر پشت کے برابر رکھتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین مرتبہ سبحان رَبِّیَ الْعَظِیْم فرماتے اور یہ ادنیٰ تعداد تسبیح کی ہے مگر ادنیٰ کامل ہے اور اگر تین سے زیادہ جس قدر بعدد طاق کہے افضل ہے مگر حالت انفراد میں اور درصورت امام مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے۔ اور جب سجدہ میں جاتے پہلے زانوؤں کو زمین پر رکھتے۔ بعد ازاں ہاتھ بعد ازاں پیشانی و سر مبارک اور سات عضو سے سجدہ کرتے۔ منہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں قدم پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرتے اور سجدہ میں ہاتھ پہلو سے اس قدر دور رکھتے اور سجدہ میں سر مبارک دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھتے تھے۔ اور قومہ اور جلسہ رکوع وسجود کے اندازہ سے ہوتا تھا۔ یعنی اگر قیام طویل سجود سب خفیف ہوتے۔ اور کبھی کبھی اس قدر طویل ہوتا تھا کہ شبہ ہو جاتا تھا کہ نماز بھول گئے۔ قومہ و جلسہ کے

اطمینان اور اعتدال میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں۔ مگر ادنیٰ یہ ہے کہ پشت کی ہڈی سیدھی ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بری چوریوں میں نماز کی چوری ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں کس طرح چوری ہے فرمایا کہ رکوع اور سجود کو تمام نہ کرے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے۔ اور جب اٹھتے تھے۔ ران یا گٹنے پکڑ کر اٹھتے تھے۔ باختلاف روایت اور جب تشہد میں بیٹھتے تھے۔ تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور انگلیاں پیروں کی متوجہ قبلہ رکھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوؤں پر رکھتے اور دست راست سے عقد و اشارہ کرتے اور رفع سبابہ یمنی تشہد میں کرتے لیکن اسکی صورت میں اختلاف روایات بہت ہے اور بعد تشہد داہنے اور بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے تھے کہ آپکے رخسار مبارک کی سفیدی نظر پڑنے لگتی تھی اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھتے۔ بعد ازاں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام کہتے اور ہر نماز کے بعد معوذتین کا پڑھنا آیا ہے۔

نماز کے بعد کے معمولات

ایک روایت میں بعد از نماز صبح و مغرب قبل اٹھنے کے دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر کا پڑھنا آیا ہے اور نیز بعض فرائض ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ مرتبہ الحمدللّٰہِ ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اکبر اور ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر پڑھنا آیا ہے۔ اور بعد ہر فرض آیت الکرسی بھی مشاہیر اوراد سے ہے اور بعض حدیث میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ بھی زیادہ لکھا ہے۔ جن فرائض کے بعد سنت ہیں۔ اس میں سوائے تین مرتبہ استغفار اور دعا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام الخ اور ادعیہ بعد سنت پڑھنا اولی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد کبھی نہ سفر اور نہ حضر میں ترک کرتے اور اس کی نہایت محافظت کرتے اور اگر کبھی فوت ہو جاتی تو قبل از زوال بارہ ۱۲ رکعت اس کا بدل گذارتے اور بظاہر اس ادا قضا سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد آپ پر واجب تھا۔ اور نماز تہجد کھڑے ہوکر گذارتے پہلے دو رکعت خفیف گذارتے اور بعدہ طول قرأت پڑھتے مثل سورۃ بقرہ اور سورۃ آلِ عمران و نساء و مائدہ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے اور پھٹ جاتے اور کسی رات تمام نماز میں ایک ہی آیت کا تکرار فرماتے اور وہ آیت یہ ہے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم اور رکوع و سجود باندازہ درازی قرأت کرتے اور وتر عشاء کو کبھی آپ اول شب میں گذارتے اور کبھی آخر شب میں اور غالب و اکثر آپ اخیر شب میں گذارتے۔ ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ آخر شب نہ اٹھ سکے گا۔ اس کو جائز ہے کہ اول شب میں پڑھ لے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وتر دو رکعت ہلکی ہلکی پڑھا کرتے تھے اور اس میں اول رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ الخ اور بعض نے ان دو رکعتوں کا انکار بھی کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر میں سبح اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اول رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ الخ دوسری رکعت میں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد الخ تیسری رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور جب وتر کا سلام پھیرتے تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس کہتے اور بعض روایت میں رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْح بھی ساتھ سبحان الملک القدوس کے پڑھنا آیا ہے اور تیسری مرتبہ قدوس کو بآواز بلند اور کشش حروف سے پڑھتے اور بعد ازاں رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْح پڑھتے۔ بعد سنت صبح آپ پہلوئے راست پر آرام فرماتے اور اکثر ان سنتوں میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے۔ اور کبھی کبھی

آیت سورۃ بقر قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ الایۃ اول رکعت میں اور آیت سورۃ آل عمران قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوا الایۃ دوسری رکعت میں پڑھی ہے۔ بعد ازاں مسجد میں تشریف لاتے اور خود ہی امامت کرتے اور وقت طوال مفصل پڑھا کرتے ساٹھ سے سو آیت تک گاہ سورۃ قاف پڑھتے اور گاہ سورۃ روم اور کورت

جماعت میں بعض سورتوں کی تلاوت

عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ میں فجر کی نماز پڑھائی۔ اور اس میں سورۃ مومنون پڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ آیت ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاہُ پر پہنچے پس آپ کو کھانسی آئی۔ پھر آپ نے رکوع کر دیا۔ اور کبھی قرأت میں تخفیف بھی کرتے اور سفر میں معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قل اعوذ برب الناس بھی پڑھا ہے۔ بعد نماز اور دعا اصحاب کی جانب متوجہ ہوکر بیٹھ جاتے اور وہ اپنے خواب یا پچھلے ایام جہالت کا ذکر کیا کرتے اور ان کو سن سن کر آپ مسکرایا کرتے تھے اور اکثر بعد بقدر نیزہ بلند ہونے آفتاب کے دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور اس کی فضیلت بیان فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھے اور ذکر خدا میں تا طلوع آفتاب بیٹھا رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو اجر مثل حج وعمرہ کے پورا پورا ہوگا۔ اور آپ نے نماز ضحیٰ بھی پڑھی ہے اور اس کے پڑھنے کی امت کو رغبت دی ہے اور اس کی تعداد رکعت کی احادیث مختلف میں دو سے لے کر بارہ تک پائی جاتی ہیں۔

نیز حدیث میں آیا ہے کہ بعد زوال چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کو صلوٰۃ فی الزوال کہتے ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں اس بات کو کہ اس ساعت میرے عمل صالحہ صعود کریں۔ اور اکثر اس کو گھر میں پڑھا کرتے تھے بعد ازاں چار رکعت قبل

از ظہر پڑھتے اور چار رکعت فرض ظہر پڑھتے۔اس میں بھی طوال مفصل پڑھتے اور گاہ گاہ سورۃ سجدہ والليل و اعلیٰ بھی پڑھتے۔اس کے بعد دو رکعت اور کبھی چار بھی پڑھی ہیں۔اور گرما میں دیر کر کے اور سرما میں اول وقت نماز ظہر ادا فرماتے عصر کے وقت قبل از فرض چار رکعت اور کبھی دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔ بعد ازاں چار فرض پڑھتے اور اس میں اکثر اوساط مفصل پڑھتے مغرب کے وقت آفتاب غروب ہوتے ہی تین رکعت فرض پڑھتے۔اور اس میں قصار مفصل پڑھتے۔اور کبھی سورۃ طور اور سورۃ مرسلات اور حم دخان اور دونوں رکعت میں سورۃ اعراف بھی پڑھی ہے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت پڑھتے اور اس میں اکثر قرأت قل یاایها الکافرون اور قل هو الله احد پڑھتے بعد ازاں اوابین پڑھتے۔عشاء کے وقت پہلے چار رکعت سنت بعدۂ چار فرض پڑھتے۔اور اس میں اوساط مفصل سبح اسم رب الاعلی ووالشمس ووالليل وغیرہ پڑھتے۔بعد ازاں دو چار سنت پڑھا کرتے بعد ازاں وتر پڑھتے۔ اور اگر اول شب میں نہ پڑھتے ہوتے تو اس کا ذکر نماز تہجد میں آچکا ہے۔اور سونے سے قبل سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک پڑھتے۔اور گاہ سورۃ دخان اور سورۃ زمر بھی پڑھتے۔ یوم جمعہ کی آپ بہت فضیلت بیان فرماتے۔اور فرمایا اِنَّ یَوْمَ الْجُمِعَۃِ سیّد الایام واعظمُهَا عِنْدَاللّٰهِ مِنْ یومِ الْاضحٰی ویَوْمَ الفطرِ فضائل جمعہ بہت ہیں منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس میں ایک ساعت ہے کہ اس وقت جو کچھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو وہ قبول ہوتی ہے جمعہ کے دن نماز صبح میں الم سجدہ اور سورۃ دھر پڑھنا اور نماز جمعہ میں سورۃ جمعہ اور منافقون یا سبح اسم ربک اور سورۃ غاشیہ اور نماز مغرب میں قل یاایها الکافرون اور قل هو الله احد اور نماز عشاء میں بھی سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھنا سنت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۃ کہف جمعہ کے روز پڑھے گا قیامت میں اس کے

واسطے ایک نور قدموں سے آسمان تک ہوگا۔ ارشاد فرمایا کثرت سے جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجو۔ اس کو فرشتے میرے پاس لے جاتے ہیں۔ جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لباس اجمل باظہار عزت اسلام پہنتے اور عمامہ اسود بھی باندھتے اور اس کا شملہ بھی مابین کتفین لٹکاتے۔

حضور کا خطبہٴ جمعہ

جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر خطبہ شروع کرنے کو ہوتے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے اذان کہتے اور جب آپ خطبہ پڑھتے تھے اس طرح پڑھتے تھے کہ گویا کوئی شخص کسی قوم کو جتلاتا ہو کہ تم پر شبخون پڑنے والا ہے ہوشیار ہو جاؤ اور اس کے مقابلہ کے واسطے آمادہ ہو جاؤ۔ اور خطبہ پڑھتے وقت آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہوتی تھی اور غضب زیادہ ہوتا اور خطبہ میں اکثر سورۃ قاف پڑھتے اور گاہ گاہ **ونادوا یا مالک الایۃ** بھی پڑھتے۔ اور خطبہ آپ بہ نسبت نماز کے کوتاہ پڑھتے۔

نماز عیدین کی ادائیگی کا طریقہ

نماز عید مدینہ مطہرہ سے باہر ایک مکان ہے۔ وہاں ادا کرتے۔ اور بارش میں مسجد میں ادا کرتے اور اس روز بھی غسل فرماتے اور لباس عمدہ پہنتے۔ اور عید فطر میں قبل عید گاہ جانے کے چند خرمے نوش فرماتے اور اس کی تعداد میں رعایت وتر فرماتے۔ اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ سے واپس تشریف لا کر قربانی میں سے کچھ نوش فرماتے اور آپ عید گاہ کو پیدل تشریف لے جاتے اور جس راستہ سے تشریف لے جاتے۔ اس سے واپس نہ آتے بلکہ دوسرے راستہ سے مراجعت فرماتے۔ اور عید گاہ کو آتے اور جاتے تکبیر فرماتے اور نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے۔ اور نماز عید الاضحیٰ جلد گزارتے۔ اور جس وقت مصلیٰ پر پہنچتے نماز شروع کر

دیتے اور اذان و اقامت والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ نماز عیدین کی تکبیرات میں روایات مختلف ہیں۔ مگر مختار حنفیہ اول رکعت میں قبل قرأت میں تین تکبیریں ہیں۔ اور دوسری میں بعد قرأت تین تکبیریں ہیں اس نماز میں اکثر سبح اسم ربک الاعلیٰ اور هل اتٰک حدیث الغاشیہ اور ق والقران المجید واقتربت الساعة پڑھتے۔ آپ کے وقت میں عیدگاہ میں منبر نہ تھا۔ بعد کو مروان بن الحکم کے وقت ہوا ہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو خطبہ شروع کرتے اور خطبہ آپ کبھی قوس پر اور کبھی عنزہ پر سہارا کر کے پڑھتے۔ اور نیز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سہارا کر کے بھی پڑھا ہے۔

رمضان مبارک کے معمولات

عبادت صیام کے آپ نہایت حریص تھے۔ خصوصا رمضان شریف کا آپ نہایت اہتمام کرتے۔ اور ان ایام میں لوگوں پر بخشش و کرم رکھتے۔ اور صدقہ و خیرات دن اور رات اور ایام کی نسبت مضاعف فرماتے اور ہر وقت کیا رات کیا دن ذکر و نماز و تلاوت و اعتکاف میں معمور رکھتے اور ہر شب حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے۔ اور ان سے قرآن شریف کا دور کرتے۔ اور بعد یقین غروب آفتاب جلد افطار کرتے۔ اور سحری میں تاخیر کرتے۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس تعجیل و تاخیر کی ترغیب فرماتے اور تعریف کرتے اور چند خرمے سے روزہ افطار کرتے۔ اور اگر خرما موجود نہ ہوتا تو چند گھونٹ پانی پی لیا کرتے۔ وقت افطار یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ بِكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّى اس کے سوا اور بھی دعائیں افطار کی ہیں۔ اور روزہ میں صائم کو فحش بکنے' غیبت کرنے' لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتے اور اگر رمضان میں سفر کا موقع ہوتا۔ تو کبھی روزہ رکھتے اور کبھی افطار کرتے اور رمضان شریف میں شب کو غسل کی حاجت ہوتی۔ تو شب ہی کو غسل فرما لیتے اور کبھی تاخیر بھی کرتے اور بعد بھی غسل

فرما لیتے۔ مگر مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ نہ فرماتے۔ اور روزۂ نفل آپ اس قدر پیاپے رکھتے کہ لوگوں کو گمان ہوتا کہ اب آپ افطار نہ کریں گے۔ اور کبھی ایسا پیاپے افطار کرتے کہ گمان ہوتا کہ اب آپ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ مگر کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہ چھوڑتے۔ اور ایام بیض کے روزہ کی تاکید فرماتے۔ حتیٰ کہ خود سفر میں بھی رکھتے۔ اور صیام دہر کو منع فرماتے۔ اور دو شنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے۔ اور عشرہ ذی الحجہ کہ اس سے اول نو روز مراد ہیں۔ روزہ رکھتے اور ارشاد فرماتے کہ عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی ایام عمل صالح کے واسطے نہیں ہیں۔ اور روزہ عاشورہ کا بھی روزہ رکھتے اور آخر عمر شریف میں فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ اور شوال کے چھ روزوں کی نہایت تاکید فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ صیام دہر کے برابر ہیں۔ اور تمام رمضانوں میں عشرہ آخر کا اعتکاف فرمایا ہے۔ البتہ ایک رمضان میں فوت ہوگیا تھا اور اس کی ماہ شوال میں قضا کی۔ اور ایک مرتبہ عشرہ اول میں اعتکاف اور ایک مرتبہ عشرہ وسط اور ایک مرتبہ عشرہ آخر میں کیا۔ اور جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ شب قدر اخیر میں ہوتی ہے۔ تو پھر عشرہ اخیر پر ہی مواظبت فرماتے۔ اور بعض رمضان کی راتوں کو بھی کچھ نہ کھاتے پے در پے روز برابر روزہ رکھتے۔ مگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بوجہ کمال رحمت و شفقت ایسے روزہ رکھنے سے منع فرماتے اور جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس متابعت کے واسطے التجا کی آپ نے فرمایا۔ ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی ہجرت کے بعد آپ نے صرف ایک حج کیا۔ اور اس کو ''حجۃ الوداع'' اور ''حجۃ الاسلام'' کہتے ہیں کہ اس میں لوگوں کو تعلیم احکام فرمائی اور فرمایا کہ شاید سال آئندہ مجھ کو نہ پاؤ۔ آپ نے اپنی عمر میں تریسٹھ اونٹ ذبح کئے اور یہ تعداد آپ کی سالہا عمر کے موافق ہے کہ سن شریف تریسٹھ سال کا ہوا ہے۔

تعلیمات مصطفیٰ

(ذکراللہ)

آپ ہر وقت ذکر حق میں مشغول رہتے اور آپ کا کلام حمد و ثنا و تمجید و توحید و تسبیح و تقدیس و تہلیل اور تکبیر و وعدو وعید و امر و نہی و تشریع و تعلیم احکام و ذکر جنت و بہشت میں ہوتا۔ اور ہر لحظہ اور ہر آن امت کو راہ نجات اور اعمال رستگاری کی ترغیب فرماتے۔ ارشاد فرمایا جس کسی کو یہ پسند ہو کہ جنت کے گلزاروں میں رہے اس کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر بہت کرے کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ اعمال میں سے کون سا افضل ہے۔ ارشاد فرمایا افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ ذکر اللہ سے تر زبان ہو۔ ارشاد فرمایا کہ صبح و شام خدا تعالیٰ کے ذکر سے تر زبان رہو۔ تاکہ صبح و شام کو ایسے ہو جاؤ کہ تمہارے اوپر کوئی خطا نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ صبح اور شام کو خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا راہ خدا میں تلواروں کے توڑنے اور پانی بہانے کی طرح مال کے دینے سے افضل ہے۔

اللہ کے ذکر کا مقام

ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ یعنی میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اس کے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے۔ تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف کو آہستہ چلتا ہے۔ تو میں اس کی طرف جلد متوجہ ہوتا ہوں۔ یعنی جلد دعا قبول کر لیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ سات شخص ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس روز کہ بجز اس سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے۔ جس نے

اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کیا۔ اور اس کے خوف سے رویا ہو۔ ارشاد فرمایا کہ بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتادوں جو تمہارے اعمال میں بہتر ہو اور تمہارے لئے اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے دوچار ہو۔ انکی گردنیں مارو۔ اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیا بات ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرنا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے گا۔ اس کو وہ چیز دوں گا کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس سے بہتر ہو۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں میں یعنی ملاء اعلیٰ میں کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اکٹھے ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس ذکر سے بجز اس کی رضا کے اور کچھ مقصود نہیں ہوتا۔ تو ان کو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ اٹھو تمہاری مغفرت ہوگئی۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کریں گے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں گے تو قیامت کو ان کیلئے حسرت ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے نامۂ اعمال لکھنے والوں کے سوا زمین میں ذکر کے حلقے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ جب کسی قوم کو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف چلو۔ سب فرشتے وہاں آتے ہیں۔ اور آسمان سے دنیا تک نیک ذکر کرنے والوں کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے اس حال میں چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھلا انہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں نہیں۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے

دیکھ لیں تو کیا ہو فرشتے کہتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو زیادہ تر تیری تسبیح اور تحمید اور تمجید کریں۔ پھر پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دوزخ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں فرماتا ہے کہ اس کو دیکھیں تو کیسے ہو۔ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو اس سے زیادہ تر گریز اور نفرت کریں۔ پھر پوچھتا ہے کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جنت کے سائل ہیں۔ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ نہیں فرماتا ہے کہ اگر دیکھ لیں۔ تو کیا ہو۔ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو اس کے زیادہ تر حریص ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی ان میں فلاں شخص تھا۔ وہ ان کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اپنے کسی کام کو آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین ان کے طفیل میں محروم نہیں رہتا۔

افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے

ارشاد فرمایا افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہوگا ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر کہے اس کیلئے دس بردے آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور سو نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائیں گے۔ اور سو برائیاں اس کی دور کی جائیں گی۔ اور اس روز شیطان سے اس کو شام تک پناہ میں رکھیں گے۔ اور اس کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل نہیں۔ بجز اس شخص کے کہ اس سے زیادہ کلمہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ارشاد فرمایا کہ جو شخص پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے

گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی برابر ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اس کیلئے ایک درخت جنت میں لگا دیا جائے گا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرے اس کیلئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور ہزار برائیاں اس سے دور کی جائیں گی۔

تلاوت قرآن پاک

ارشاد فرمایا پڑھو قرآن شریف پس تحقیق وہ آئے گا۔ دن قیامت کے شفاعت کرنے والا واسطے پڑھنے والوں اپنے کے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی شفیع خدا تعالیٰ کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر مرتبہ میں نہیں نہ کوئی نبی ہے اور نہ فرشتہ اور نہ کوئی اور شخص ارشاد فرمایا کہ افضل عبادت تلاوت قرآن شریف ہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھا دے۔ ارشاد فرمایا قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ دل لوہے کی طرح زنگ سے کھایا جاتا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی جلا کی کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید کی اور موت کو یاد کرنا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی پڑھے ایک حرف کلام اللہ کا پس اس کیلئے نیکی ہے۔ اور نیکی برابر دس نیکی کے نہیں کہتا میں کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے۔ اور لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف یعنی ال م کہنے سے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

درود شریف

ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اس بات سے راضی نہیں کہ جو کوئی تمہاری امت میں سے تم پر درود بھیجے۔ تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں۔ اور جو تم پر تمہاری امت میں سے سلام بھیجے تو میں اس پر دس سلام بھیجوں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے۔ اس پر

فرشتے درود بھیجتے ہیں جب تک کہ مجھ پر درود پڑھے پس چاہے کہ کوئی بندہ تھوڑا درود پڑھے یا بہت مرتبہ پڑھے۔

نقل ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بہت بھیجوں پس کس قدر مقرر کروں آپ کے درود کے واسطے اس وقت میں سے کہ میں نے دعا کے واسطے معین کیا ہے۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ چوتھائی حصہ آپ کے درود کا مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے لیکن اگر اس سے زیادہ مقرر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا کہ آدھا وقت مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے لیکن زیادہ کرنا تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا۔ دو تہائی مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے لیکن زیادہ کرنا تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا۔ دو تہائی مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا کہ جس قدر چاہے لیکن اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ تب عرض کیا کہ تمام وقت اپنی دعا کا آپ کے درود میں صرف کر دوں گا۔ ارشاد فرمایا کفایت کیا جائے گا تو اور دیئے جائیں گے مقاصد دنیا اور آخرت کے۔

ارشاد فرمایا مجھ سے قریب تر آدمیوں سے وہ ہوگا جو ان میں سے درود مجھ پر بہت پڑھتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا ایمان دار کو اتنا ہی بخل بہت ہے کہ میرا ذکر اس کے سامنے ہو۔ اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا خوار ہو وہ کہ ذکر کیا جاؤں میں اس کے پاس پس نہ درود بھیجے مجھ پر۔ ارشاد فرمایا جو کوئی درود بھیجے ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار۔ ارشاد فرمایا جمعہ کے دن درود مجھ پر کثرت سے پڑھو۔ ارشاد فرمایا جو شخص میری امت میں سے مجھ پر درود بھیجے۔ اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کی دس برائیاں مٹائی جائیں گی۔ ارشاد فرمایا کہ زمین پر کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے رہتے

ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر لکھنے میں درود پڑھے۔ تو فرشتے اس کیلئے مغفرت چاہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

اللّٰھُمّ صل علٰی محمدٍ وَعَلٰی ال محمد کما صلیت علٰی ابراھیم وَعَلٰی ال ابراھیم وبَارک عَلٰی محمد وصل علٰی کما بارکت علٰی ابراھیم وعَلٰی ال ابراھیم انک حمید مجید ٥ اللھمّ صل علٰی محمد عَبْدَکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الاُمی وعلٰی الہٖ واصْحَابِہٖ وَسَلم تسلیمَا٥ اللھم صَلِّ عَلٰی رُوْحِ محمّدٍ فِی الاَرْواحِ اللھمّ صَلِّ علٰی جَسَدِہٖ فِی الاَجْسَاد اللھُمّ صَلِّ علٰی قبرہٖ فِی القبُوْر اللھُمّ صلِّ علٰی محمدن النبی الاُمی وَالہٖ وَسلم اللھُمّ صلِّ علٰی محمدٍ وَالہٖ وَسلم کما تحب وترضٰی٥ اللھم صل علٰی محمدٍ وعلی الِ محمدٍ کما ھو اھلہ ومستحقہ ٥ اللھم صل علٰی محمد وعلی ال محمد انت اھلہٗ اللھم صل علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وصل علی سیدنا محمد کما غفل عن ذکرہ الغافلون ٥ اللھم صل علی سیدنا محمد صلواۃ تنجینا بھا من جمیع الاحوال والافات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیئات وترفعنا بھا اعلیٰ الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیات وبعد المماتٖ انک علی کل شیئٍ قدیر ٥ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وعترتہ بعد دکل معلوم لک ٥ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد بعدد اسمائک الحسنی وبعدد کل معلوم لک ٥ اللھم صل علی محمد والہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھلبیتہ اصحارہ وانصارہ واشیاعہ ومحببہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین٥

ارشاد فرمایا کہ دین بنایا گیا ہے ستھرائی پر۔ ارشاد فرمایا طہارت نصف ایمان

ہے۔ ارشاد فرمایا کہ طاہر مثل صائم کے ہے۔

حلال کی روزی کا مقام

ارشاد فرمایا طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان پر۔ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے عیال کو حلال مال کما کر کھلاوے وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کو بوجہ حلال پارسائی کے ساتھ طلب کرے۔ وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص چالیس روز حلال کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کرتا ہے۔ اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان سے جاری کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا اپنی غذا پاک اور حلال کر تیری دعا قبول ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات پکارتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک کپڑا دس درم کا مول لے اور اس کی قیمت میں ایک درم حرام ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کرے گا۔ ارشاد فرمایا۔ جو گوشت کہ حرام سے بڑھے اس کیلئے دوزخ شایان ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے مال کماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پروا نہ کرے گا کہ کہاں سے دوزخ میں داخل کرے گا۔ ارشاد فرمایا عبادت دس جز ہیں۔ تو ان میں بے طلب حلال ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص شام کرے۔ طلب حلال سے تھک کر وہ رات کرے گا اس حال میں کہ اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور صبح اٹھے گا اس کیفیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص گناہ سے مال پیدا کرے پھر اس نے صلہ رحم کرے۔ یا صدقہ دے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب خرچوں کو اکٹھا کرے گا۔ پھر ان کو دوزخ میں ڈال دے گا۔

پرہیزگاری

ارشاد فرمایا۔ بہتر دین تمہارا پرہیز گاری ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے حالت ورع میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب تمام اسلام کا عنایت کرے گا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں ان کا حساب لیتے ہوئے مجھ کو شرم آتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک درم سود کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمانی کی حالت میں تمیں زناہ کی نسبت کر سخت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاریوں میں سے زیادہ برے وہ ہیں جو امیروں سے جا کر ملتے ہیں۔ ارشار فرمایا عالم اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں۔ جب تک سلطان سے اختلاط نہ کریں۔ اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی۔ ان سے پرہیز چاہیے ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین دنیاداروں کے پاس مت جاؤ کہ دنیا روزی کو جفا کر دیتی ہے ارشاد فرمایا کہ عالم جب اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جب علم سے خزانہ جمع کرنا چاہتا ہے تو ہر چیز سے خود ڈرتا ہے۔ ارشاد فرمایا یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمایت اور پناہ میں رہے گی۔ جب تک کہ اس کے قاری امراء کی اعانت اور موافقت نہ کریں گے۔

حقوق العباد

ارشاد فرمایا کہ آپس میں ہدیہ دو اور دوست بنو ارشاد فرمایا جو چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور خوش خلقی ہے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے اس کو دوست نیک بخت عنایت فرماتا ہے کہ اگر وہ بھولے تو یاد دلائے اور یاد کرے تو اس کو مدد کرے۔ اور ارشاد فرمایا ایمان والا الفت کرنے والا اور الفت کیا گیا ہوتا ہے۔ اس شخص میں

خیر نہیں ہے جو الفت نہ کرے اور نہ اس سے کوئی الفت کرے۔ ارشاد فرمایا۔ دور ہو بدگمانی سے کہ بدگمانی کاذب تر بات ہے۔ ارشاد فرمایا ایک دوسرے کا بھید مت ٹٹولو۔ ایک دوسرے کو تاکتے مت رہو۔ آپس میں منقطع مت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے باہم بن جاؤ۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے برے بندے وہ ہیں۔ جو چغلی کھاتے پھریں اور دوستوں میں جدائی ڈالیں۔ ارشاد فرمایا ایمان دار کا غصہ بھی جلد ہوا کرتا ہے۔ اور راضی بھی جلد ہوا کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا آدمی کو اتنی ہی برائی کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے۔ ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔ ارشاد فرمایا۔ علیحدہ کر ایذا کی چیز کو مسلمان کے راستہ سے۔ ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے کہ آپس میں ملیں تو ایک ادھر کو منہ پھیر لے اور ایک ادھر کو اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو اول سلام کرے۔ ارشاد فرمایا نہیں ہم میں سے جو عزت نہ کرے ہمارے بڑے کی۔ اور نہ رحم کرے ہمارے چھوٹے پر۔ ارشاد فرمایا دوزخ حرام ہے اس پر جو نرم اور منکسر اور آسان گیر اور ملنسار ہو۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسانی والے اور کشادہ پیشانی کو دوست رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو بتا نہ دوں جو نفلی نماز اور روزوں اور خیرات کے درجہ سے افضل ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ آپس میں صلح کرا دینی ہے اور باہم دگر پھوٹ ڈالنے والا دین کا مٹانے والا ہے۔ ارشاد فرمایا جھوٹا نہیں ہے وہ جو دو شخصوں میں صلح کرائے۔ پس کہے بہتر بات یا اصلاح کیلئے خبر اچھی ایک طرف سے دوسری طرف پہنچائے۔ ارشاد فرمایا اے گروہ ان لوگوں کے جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت

مت کرو اور ان کے عیبوں کے درپے نہ ہو اس لئے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اور جس شخص کے عیب کے خدا تعالیٰ درپے ہوتا ہے وہ اس کو رسوا کر دیتا ہے گو اپنے گھر کے اندر ہی رہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اپنے بھائی کیلئے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کر دے تو گویا تمام عمر اللہ تعالیٰ کی خدمت کی۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایماندار کو راحت پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آرام دے گا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات یا دن میں ایک ساعت اپنے بھائی کے کام میں چلے گا۔ خواہ اس کو پورا کرے یا نہ کرے۔ یہ امر اس کے حق میں دو مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص غمزدہ ایماندار کی مشکل کو آسان کرے یا کسی مظلوم کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے تہتر گناہ بخش دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مریض کی عیادت کامل یہ ہے کہ اسکی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ کیسے ہو۔ اور اسلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو رحمت میں داخل ہوتا ہے اور جب بیمار کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اس کے اندر مستحکم ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت یا زیارت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اچھا ہوا اور تیری رفتار طیب ہوئی۔ اور تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔ ارشاد فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔ ارشاد فرمایا کوئی بندہ ایماندار نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کا ہمسایہ اس کی آفات سے بے خوف نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے۔ اس کے حق یہ ہیں کہ اگر تم سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ اور قرض مانگے تو قرض دو۔ اور اگر تم سے کوئی کام پڑے۔ تو پورا کرو اور بیمار ہو تو عیادت

کرو اور مر جائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ۔ اور اس کو کچھ بہتری حاصل ہو تو مبارک باد کہو۔ اور مصیبت پڑے تو تعزیت کرو۔ اور بدوں اس کی اجازت اپنی عمارت اونچی مت کرو کہ اس کی ہوا رکے۔ اور کوئی میوہ خرید کرو تو اس کو ہدیہ دو۔ ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ اور اپنے بچہ کو میوہ لے کر باہر نہ جانے دو۔ تاکہ اس کے بچہ کو رنج نہ ہو۔ اور اپنی ہانڈی کے خوشبودار بگھار سے اس کو ایذا مت دو مگر اس صورت میں کہ ایک چچہ اس کے یہاں بھیجو۔ تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسایہ کا حق اسی سے ادا ہوگا۔ جس پر خدا تعالیٰ رحم کرے۔ ارشاد فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے۔ اس کو ہمسایہ کی نظر میں شیریں کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں رحمان ہوں۔ یہ رحم ہے۔ اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ جو کوئی اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا۔ اور جو کوئی اس کو قطع کرے گا۔ میں اس کو قطع کروں گا۔ ارشاد فرمایا جس شخص کو خوشی معلوم ہو کہ اس کی عمر دراز ہو رزق میں وسعت ہو تو چاہیے کہ تم میں سے افضل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے۔

اور صلہ رحم بیشتر کرتا ہو اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر بہت کرتا ہو۔ ارشاد فرمایا کہ مساکین پر صدقہ کرنا ایک ہی صدقہ ہے اور قرابت والے کو دینا دو صدقہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ افضل دینا اس قرابتی کا ہے جو باطن میں عداوت رکھتا ہو۔ ارشاد فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا' نماز اور روزہ حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر فرزند نافرمان اور قرابت کا توڑنے والا اس کو بھی نہ سونگھے گا۔ ارشاد فرمایا کہ ماں کے ساتھ سلوک کرنا باپ کی نسبت دونا ہے۔ ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حسن اخلاق کا باکمال نمونہ

ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کروں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔ اور ان میں سے برے اخلاق سے بغض رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا سب سے بھاری چیز قیامت کے دن جو میزان اعمال میں رکھی جائے گی خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی ہوگی۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نیک خلق وہ داہنے بائیں سے آ کر یہی پوچھتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار یہی جواب دیتے۔ آخر کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ دین یہی ہے کہ تو غصہ میں نہ آیا کر۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ فاضل ترین اعمال کیا ہے۔ فرمایا خلق نیک۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ تو جہاں ہو خدا سے ڈر اس نے عرض کیا اور کچھ فرمایئے ارشاد فرمایا ہر برائی کے بعد بھلائی کیا کرتا کہ بھلائی اس برائی کو مٹا دیا کرے اس نے عرض کیا کہ کچھ اور فرمایئے۔ ارشاد فرمایا خلق سے خوش خلقی کیساتھ ملا کر۔

ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جسے خوش خوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے۔ اسے دوزخ میں نہ ڈالے گا آپ سے کسی نے پوچھا کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے۔ اور رات کو تہجد پڑھتی ہے مگر بدخلق ہے۔ ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا اس میں کچھ خیر نہیں ہے۔ وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ ارشاد فرمایا خوئے بدعبادتوں کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا کہ شہد کو سرکہ خراب کرتا ہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم نے بندہ کو عنایت فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ نیک خلق۔ ارشاد فرمایا کہ خوئے نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر وقائم اللیل کا درجہ پاتا ہے۔ کسی نے

آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے مختصر سا کام جس میں امید حسن انجام ہو فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ قصداً خشمگیں نہ ہوا کر ہر چند اس نے پوچھا۔ آپ نے بار بار یہی جواب فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جیسا ایلوا شہد کو۔ ارشاد فرمایا جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنا عذاب اس پر سے اٹھالیتا ہے۔ اور جو کوئی حق تعالیٰ کی تقصیر میں عذر کرتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کا عذر قبول کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور اس کے باوجود پی جائے تو قیامت کے دن حق تعالیٰ اس کے دل کو رضا مندی سے بھر دے گا۔ ارشاد فرمایا کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اس میں سے کوئی اندر نہیں جانے کا مگر وہ شخص جس نے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو گھونٹ آدمی پیتا ہے۔ ان میں سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالیٰ کے نزدیک دوست نہیں ہے۔ اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے دل کو ایمان سے پر کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ ارشاد فرمایا آپس میں حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے ملنا چھوڑو نہ بغض کرو نہ ناتا توڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی۔

کم کھانا

ارشاد فرمایا دل کو کثرت خورش اور کھانے پینے سے مردہ مت کرو کہ دل مثل کھیتی کے ہے۔ جب اس پر پانی زیادہ پہنچتا ہے تو جاتی رہتی ہے۔ ارشاد فرمایا آدمی نے کوئی برتن زیادہ خراب اپنے پیٹ سے نہیں بھرا۔ ارشاد فرمایا اون پہنو اور مستعد رہو اور نصف پیٹ کھاؤ۔ آسمان کے فرشتوں میں داخل ہو گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں ڈکار لی۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز وہی زیادہ بھوکا ہوگا جس نے دنیا میں زیادہ پیٹ بھرا ہو۔ ارشاد

فرمایا جو شکم سیر ہوتا ہے۔ اور سوتا ہے اسکا دل سخت ہوتا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا نور حکمت کا گرسنگی ہے۔ اور اللہ سے دور ہونا شکم سیری ہے' اور قرب الٰہی محبت مساکین کی اور ان کے قریب ہونا ہے۔ اور ارشاد فرمایا شکم سیر مت ہو کیونکہ نور حکمت اس سے بجھتا ہے۔ اور جو شخص رات کو تھوڑی سی غذا میں نماز پڑھتا ہے۔ اس کے گرد صبح تک حوریں رہتی ہیں۔ جب دنیا اور اس کے خزانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے۔ تو آپ نے ان سے اعراض کیا۔ اور ارشاد فرمایا نہیں بلکہ ایک روز بھوکا رہوں۔ اور ایک روز شکم سیر کروں تاکہ جب بھوکا ہوں تو صبر اور تضرع کروں۔ اور جب شکم سیر ہوں تو شکر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ تہائی غذائی' تہائی پانی' تہائی سانس ارشاد فرمایا میری امت سے برے لوگ وہ ہیں۔ جو دولت سے پرورش ہوئے ہیں۔ اور اسی پر ان کے جسم بڑھتے ہیں۔ اور ان کی ہمت صرف اقسام غذا اور انواع لباس ہے اور کلام میں باچھیں پھاڑتے ہیں۔ یعنی اظہار فصاحت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا اپنی غذا کو ذکر اور نماز سے ہضم کرو۔ اور اس پر سومت رہو۔ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

کم بولنا

ارشاد فرمایا۔ جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ ارشاد فرمایا۔ سکوت حکمت ہے۔ اور اس کے کرنے والے کم ہیں۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روک اور چاہئے کہ گنجائش کرے تجھ کو تیرا گھر یعنی گھر سے باہر مت نکل۔ اور اپنی خطا پر گریہ کر۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ضامن ہو مجھ سے۔ اپنے دو جبڑوں کی بیچ کی یعنی زبان کا اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز کا میں ضامن ہوتا ہوں' اس کی جنت کا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ جس کا آپ کو مجھ پر زیادہ خوف ہو وہ کیا ہے آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہے ارشاد فرمایا نہیں ٹھیک ہوتا

ایمان بندہ کا جب تک نہ ٹھیک ہو اس کا دل اور نہیں درست ہوتا ہے دل جب تک نہ درست ہو زبان اور نہیں داخل ہوتا جنت میں وہ شخص کہ مامون نہ ہو اس کا ہمسایہ اس کے شر سے۔ ارشاد فرمایا جس کو سلامت رہنا اچھا لگے وہ سکوت لازم کرے۔ ارشاد فرمایا اکثر خطائیں بنی آدم کی اس کی زبان میں ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برہنگی یعنی عیب چھپاتا ہے ارشاد فرمایا کہ روک اپنی زبان کو مگر بہتر بات کہ تو اس کے باعث غالب آئے گا شیطان پر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہے پس جو شخص کچھ کہے اس کو چاہئے کہ خدا سے ڈرے۔ ارشاد فرمایا جب تم دیکھو مومن کو خاموش اور صاحب وقار پس اس کے قریب ہو کہ اس کو حکمت کی تلقین کی جاتی ہے وہ جو کچھ کہتا ہے وہ حکمت ہوتی ہے۔ ارشاد فرمایا آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک غنیمت لوٹنے والا جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور ایک آفتوں سے محفوظ جو خاموش ہے اور ایک ہلاک ہونے والا جو بادل میں خوض کرتا رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مومن کی زبان دل کے پیچھے رہتی ہے۔ جب بولنا چاہتا ہے تو اول دل میں سوچ لیتا ہے تب زبان سے نکالتا ہے اور منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے بے سوچے سمجھے جو چاہتا ہے بک دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا جس کی گفتگو زیادہ ہوئی اور جس کی بری بات زیادہ ہوگی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور اس کیلئے دوزخ زیادہ لائق ہے۔ ارشاد فرمایا انسان کی خوبی میں سے ہے چھوڑنا ایسی بات کا جو اس کو مفید نہ ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے ایسا عمل بتا دوں کہ بدن پر ہلکا ہے اور میزان پر بھاری انہوں نے عرض کیا کہ بہت بہتر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا۔ ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہو اس شخص کو جو زبان کو زائد بات سے روکے اور زائد مال کو خرچ کرے۔ ارشاد فرمایا

کہ آدمی کو زبان کی زیادہ گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز بری نہیں عنایت فرمائی گئی۔
ارشاد فرمایا آدمی ایک بات بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہم نشینوں کو خوش کرتا ہے
اس کے باعث ثریا سے دور تر گر پڑتا ہے۔ ارشاد فرمایا سب سے بڑا خطا میں
قیامت کے دن وہ ہوگا جو اکثر امر باطل میں خوض کرتا ہوگا ارشاد فرمایا اپنے
بھائی کی بات مت کاٹ اور نہ اس سے ٹھٹھا کر اور نہ ایسا وعدہ اس سے کر جس کا
تو خلاف کرے۔ ارشاد فرمایا بات کاٹنی چھوڑ دو کیونکہ نہ اس کی حکمت سمجھی جاتی
ہے اور نہ اس کے فتنہ سے مامون رہا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص بات کاٹنی
چھوڑ دے اور وہ حق پر ہو اس سے جنت اعلیٰ میں مکان بنایا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا
اول جو عہد مجھ سے میرے رب نے لیا۔ اور مجھ کو اس سے منع کیا بتوں کی
عبادت اور شراب پینے کے بعد لوگوں سے جھگڑا باندھنے سے۔ ارشاد فرمایا نہیں
گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اسکے کہ خدا نے اسے ہدایت کی مگر دی گئی ان کو
خصومت۔ ارشاد فرمایا نہیں پورا کرتا ہے کوئی بندہ ایمان کی حقیقت یہاں تک کہ
بات کاٹنی چھوڑ دے اگرچہ حق پر بھی ہو۔ ارشاد فرمایا رحم کرے اللہ اس شخص پر کہ
روکے زبان اپنی اہل قبلہ سے بجز سب سے اچھے قول کے جو اس سے ہو سکے۔
ارشاد فرمایا برا آدمیوں میں سے زیادہ خدا کے نزدیک جھگڑالو ہے۔ ارشاد فرمایا۔
جو شخص کسی خصومت میں بے جانے لڑے ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے۔
یہاں تک کہ اس سے باز آئے ہو۔ ارشاد فرمایا تم کو جنت میں جگہ دے گا۔ طیب
کلام اور کھانا کھلانا۔ ارشاد فرمایا جب تم کو دعا دے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے
بہتر یا وہی۔ ارشاد فرمایا کہو لوگوں کو نیک بات۔ ارشاد فرمایا کلمہ پاک صدقہ ہے
یعنی عمدہ لفظ بولنا بھی داخل خیرات ہے۔ ارشاد فرمایا میں اور میری امت کے
پرہیز گار لوگ تکلیف سے بری ہیں۔ ارشاد فرمایا تم میں سے میرے نزدیک
برے اور نشست میں مجھ سے دور تر وہ لوگ ہیں جو باتونی اور پرگو اور کلام میں

بناوٹ کرنے والے ہیں۔

فحش گوئی کی سخت مذمت

ارشاد فرمایا بچاؤ تم اپنے تئیں فحش سے کہ خدا نہیں دوست رکھتا فحش اور فحش کو یعنی حد سے گذرنے اور بیہودہ کہنے کو۔ ارشاد فرمایا نہیں ہوتا مومن طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا نہ فحش کرنیوالا نہ زبان دراز۔ ارشاد فرمایا ہر بیہودہ گو پر جنت کا داخل ہونا حرام ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا فحش بیہودہ گو بازار میں چیخنے والے کو۔ ارشاد فرمایا فحش اور بیہودہ گوئی اسلام میں سے کسی چیز میں شمار نہیں اور اچھا زیادہ اسلام میں لوگوں میں سے وہ ہے جو ان سب سے خلق میں اچھا ہو۔ ارشاد فرمایا مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔ ارشاد فرمایا مومن لعنت کرنے والا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا بے شک لعنت کرنے والے قیامت میں نہ شفیع ہوں گے نہ گواہ۔ ارشاد فرمایا جو شخص لعنت کرے کسی مومن کو تو وہ ایسا ہے۔ جیسا کہ اس کو جان سے مار ڈالے۔ ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ارشاد فرمایا قسم ہے اللہ کی نہیں دوست رکھتا ہوں میں اس بات کو کہ میں کسی آدمی کی نقل اتاروں اور مجھ کو کچھ ملے۔ ارشاد فرمایا کہ جس بات میں آدمی خود مبتلا ہے اس پر دوسرے کو کیوں ہنستا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو گناہ کا عیب لگائے جس سے اس نے توبہ کرلی ہو نہیں مرے گا یہاں تک کہ خود وہی عیب کرلے۔ ارشاد فرمایا بات تمہارے درمیان میں امانت ہے۔ ارشاد فرمایا وعدہ مثل قرض کی ہے۔

جھوٹ کی مذمت

ارشاد فرمایا جس شخص میں تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے گو نماز روزہ کرے اور زبان سے کہے جائے کہ میں مسلمان ہوں وہ تین باتیں یہ ہیں۔ (۱)

بات کہے تو جھوٹی (۲) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) کوئی کچھ امانت اس کے پاس رکھ جائے تو پوری نہ کرے۔ ارشاد فرمایا کہ جب آدمی دوسرے سے وعدہ کرے اور نیت پورا کرنے کی ہو مگر کسی مانع سے پورا نہ ہو سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بچو تم جھوٹ سے کہ وہ بدکاری کیساتھ ہے۔ اور دونوں دوزخ میں ہیں۔ اور لازم پکڑو سچ کو کہ وہ نیکی کیساتھ ہے۔ اور وہ دونوں جنت میں ہیں۔ ارشاد فرمایا بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے کہ وہ تو اس میں تجھ کو سچا جانتا ہو۔ اور تو اس کو اس میں جھوٹا جانے۔ ارشاد فرمایا بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور اسی کا اندازہ کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے نزدیک دروغ گو کہا جاتا ہے۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر دو شخصوں پر ہوا کہ وہ ایک بکری کا معاملہ کر رہے تھے۔ ایک بقسم کہہ رہا تھا کہ میں اتنے سے کم نہ لوں گا اور دوسرا بقسم کہتا تھا کہ میں اتنے سے زیادہ نہ دوں گا۔ پھر جو آپ نے ملاحظہ فرمایا تو بکری خریدار نے مول لے لی۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک پر گناہ اور کفارہ دونوں پر لازم ہوئے۔ ارشاد فرمایا جھوٹ کم کرتا ہے روزی کو۔ ارشاد فرمایا تاجر فاجر ہوتے ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس ان کے فاجر ہونے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا۔ یہ وجہ ہے کہ قسم کھا کھا کر گنہگار ہوتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔ ارشاد فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات کرے گا۔ اور نہ ان پر نظر شفقت ہوگی۔ ایک وہ کہ کسی کو دے کر احسان جتائے دوسرا وہ کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچے تیسرا وہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے رکھے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی خدا کی قسم کھا کر کچھ کہے اور مچھر کے پر کے برابر اس میں اپنی طرف سے کوئی چیز ملا دے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ قیامت تک رہے گا۔ ارشاد فرمایا تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دوست

رکھتا ہے۔ ایک وہ کہ صف قتال میں اپنا سینہ بھڑا کر کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ شہید ہو۔ یا اس کی جیت ہو۔ دوسرے وہ کہ کسی موذی کے پڑوس میں رہ کر اس کی ایذا پر صبر کرے۔ حتیٰ کہ موت یا سفر کے سبب دونوں میں جدائی ہو جائے۔ اور ایک وہ شخص کہ سفر میں ایک قافلہ کے ساتھ ہو اور وہ اتنا چلے کہ زمین پر لیٹنے سے ترس جائے۔ پھر اتر پڑے اس شخص نے کنارہ ہو کر نماز پڑھنی شروع کی تا کہ کوچ کے واسطے ان کو جگا دے۔ ارشاد فرمایا ہلاکت ہو اس کو جو بات کہے اور جھوٹ بولے تا کہ اس سے لوگ ہنسیں ہلاکت ہے اس کو تباہی ہے اس کو۔ ارشاد فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے۔ ایک سوداگر یا بیچنے والا کہ بہت قسم کھائے۔ دوسرا فقیر متکبر۔ تیسرا بخیل جو دے کر احسان جتا دے۔ عبداللہ بن جراد سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مومن زنا کیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی انما یفتری الکذب الذین لایومنون بایاتِ اللّٰہِ ارشاد فرمایا تین شخص ہیں کہ نہ کلام کرے گا ان سے خدا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کو عذاب دردناک ہوگا۔ اول بوڑھا زنا کار دوسرا بادشاہ جھوٹا۔ تیسرا فقیر متکبر۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے میں اس وقت لڑکا تھا کھیلنے چلا گیا۔ میری ماں نے پکارا کہ یہاں آ یہ لے۔ آپ نے فرمایا کیا دینے کو بلایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ خرما آپ نے فرمایا۔ اگر کچھ نہ دیتیں تو ایک جھوٹ تم پر لکھا جاتا۔ ایک بار آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے فرمایا کہ تم کو سب میں بڑا کبیرہ بتاتا ہوں۔ شرک خدا اور نافرمانی والدین ہے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ جان کہ جھوٹا قول بھی سب میں بڑا کبیرہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی بدبو اس کی پھیلتی ہے کہ فرشتہ ایک کوس دور چلا

جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر چھ باتیں میری مان لو۔ تو میں تمہارے لئے جنت کا کفیل ہوتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک یہ کہ جب کہو جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے یہ کہ وعدہ کرو تو خلاف نہ کرو۔ تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ بدنگاہی نہ کرو پانچویں یہ کہ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو۔ چھٹے یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت رکھو۔ ارشاد فرمایا شیطان کیلئے چٹنی اور سرمہ اور خوشبو مقرر ہے۔ اس کی چٹنی تو جھوٹ۔ اور کثرت خواب سرمہ۔ اور غضب خوشبو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص قسم کھائے گناہ پر تا کہ ناحق اس سے مال کسی مسلمان کا لے لے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا ایسے حال میں کہ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا۔ ارشاد فرمایا ہر ایک خصلت ایمان دار کی طبیعت میں ہو سکتی ہے۔ سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ ارشاد فرمایا چار چیزیں ہیں کہ جب تجھ میں ہوں اور دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو تو تجھ کو کچھ ضرر نہیں راست گفتاری' حفظ امانت' خوش خلقی اور غذائے حلال۔ ارشاد فرمایا وصیت کرتا ہوں۔ میں تجھ کو خدا سے تقویٰ کی۔ اور راست گفتاری اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی اور کھانا دینے اور تواضع کی۔ ارشاد فرمایا ہر ایک جھوٹ آدمی پر لکھا جاتا ہے۔ مگر وہ آدمی جو دو مسلمانوں میں صلح کرائے۔

غیبت کی مذمت

ارشاد فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی۔ ارشاد فرمایا بچو تم غیبت سے کہ غیبت سخت تر ہے زنا سے۔ ارشاد فرمایا اے گروہ لوگوں کے کہ زبان سے ایمان لائے ہو اور دلوں سے ایمان نہیں لائے۔ مسلمانوں کی غیبت مت کرو۔ اور نہ ان کی غیبت کے درپے ہو۔ جو کوئی اپنے بھائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی غیبت کے درپے ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی غیبت کے اللہ تعالیٰ درپے ہوتا ہے۔

اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں۔ تب تک کوئی افطار نہ کرے غرض لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو آپکی خدمت میں ایک ایک آدمی نے آنا شروع کیا۔ اور عرض کرتے گئے کہ میں نے روزہ رکھا تھا۔ مجھ کو اجازت افطار کی ہو۔ آپ اجازت دیتے گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو عورتیں ہیں۔ انہوں نے بھی روزہ رکھا ہے۔ آپ اجازت دیں تو افطار کریں۔ آپ نے منہ پھیرلیا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ جو آدمی دن بھر لوگوں کا گوشت کھائے۔ اس کا روزہ کیسے ہوگا تو جا کر ان سے کہہ دے تمہارا روزہ ہے تو قے کرو۔ اس نے عورتوں کو حضرت کا حکم سنا دیا۔ انہوں نے قے کی۔ تو ہر ایک کے منہ سے جما ہوا خون نکلا۔ اس نے آکر آپ کی خدمت میں ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میرا دم ہے۔ اگر یہ خون کے لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہ جاتے تو ان کو دوزخ کھا جاتا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر ایک درم سود کا آدمی لے تو خدا کے نزدیک گناہ میں چھتیس زناہ سے بڑھ کر ہے۔ اور سود سے بھی بڑھ کر مسلمان آدمی کی آبرو ہے۔ ارشاد فرمایا آگ خشکی میں اتنی جلد نہیں لگتی۔ جتنی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا خوشخبری ہو اس کو جس کو اپنا عیب لوگوں کے عیب سے مانع ہو۔

چغل خوری کی مذمت

ارشاد فرمایا جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔ ارشاد فرمایا تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہوں گے جو خلق میں اچھے ہوں گے۔ جن کے پہلو نرم ہیں۔ ایسے کہ اوروں سے الفت کرتے ہیں۔ اور لوگ ان سے الفت کرتے

ہیں اور تم میں سے خدا کے نزدیک برے وہ ہیں۔ جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں۔ اور بھائیوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور صاف آدمیوں کے عیب ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے تا کہ اس کا ناحق عیب لگا دے۔ اللہ تعالیٰ اسی لفظ سے اس کو قیامت کے دن دوزخ میں عیب لگائے گا۔ ارشاد فرمایا جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے تو چاہئے کہ تلاش کرے اپنا ٹھکانا دوزخ میں۔ ارشاد فرمایا بدتریں آدمیوں سے وہ ہے کہ اس سے لوگ اسکی برائی کی جہت سے ڈریں۔ ارشاد فرمایا چغل خور حلال زادہ نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دو رویہ دنیا میں ہوگا۔ یعنی دو رخی بات کہتا ہے۔ قیامت کے دن اس کیلئے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔ ارشاد فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت برا دو رویہ آدمی کو پاؤ گے۔ جو ان سے کچھ کہتا تھا۔ اور ان سے کچھ۔

ارشاد فرمایا۔ مال و جاہ کی محبت نفاق کو دل میں ایسا ابھارتی ہے۔ جیسے پانی ساگ کو۔ ارشاد فرمایا لوگوں میں سے برا وہ ہے۔ جس کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جائے۔ ارشاد فرمایا جب تو نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی تو اس کی گردن پر استرا پھیر دیا۔ ارشاد فرمایا کہ تعریف کرنے والے کے منہ پر خاک ڈالو۔

علم اور حلم کی فضیلت

ارشاد فرمایا طلب کرو علم اور علم کے ساتھ حلم و وقار کو تلاش کرو۔ اور نرمی کرو جس کو کچھ سکھلاؤ اور جس سے خود سیکھو۔ اور جاہل علماء میں سے مت ہو کہ تمہارا جہل علم پر غالب آجائے۔ ارشاد فرمایا الٰہی مجھ کو تونگر کر علم سے زینت دے علم سے اور بڑا تقویٰ سے اور جمال دے تندرستی سے۔ ارشاد فرمایا مل تو اس سے جو

جدا ہو۔ اور دے تو اس کو جو تجھ کو محروم رکھے۔ اور حلم کر اس پر جو تجھ پر جہل کرے۔ ارشاد فرمایا مسلمان آدمی کو حلم کے باعث وہ درجہ ملتا ہے۔ جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں تو ان سے ملتا ہوں۔ وہ مجھ سے کنارہ کرتے ہیں۔ ان سے نیکی کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے بدی کرتے ہیں۔ میں حلم کرتا ہوں۔ وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہی حال ہے تو تم ان کے پیٹوں میں آگ بھرتے ہو۔ یعنی تمہاری داد ودہش ان کے حق میں اچھی نہیں ہوگی۔ اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے۔ خدا کی طرف تم کو مدد ملتی رہے گی۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ بردبار حیادار تونگر پارسا سے دمتقی کو اور دشمن جانتا ہے۔ بیہودہ گو۔ زبان دراز سائل لیچڑ کو۔ ارشاد فرمایا کہ جب روز قیامت میں خدا خلق کو جمع کرے گا۔ تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اہل فضل کہاں ہیں تو تھوڑے سے لوگ اٹھیں گے۔ اور جنت کی طرف دوڑیں گے۔ فرشتے جو ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ تم دوڑ کر چلتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہاں ہم اہل فضل ہیں۔ وہ پوچھیں گے۔ تم میں کیا فضل تھا۔ جواب دیں گے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم پر اگر ظلم ہوتا۔ تو ہم صبر کرتے اور اگر کوئی ہم سے سلوک بد کرتا تو بخش دیتے۔ اور اگر کوئی جہالت کرتا۔ تو حلم کرتے۔ فرشتے کہیں گے۔ تو آپ جنت میں تشریف لیجایئے۔ ارشاد فرمایا دو آپس میں گالی دینے والے شیطان ہیں کہ ایک دوسرے کو جھوٹ بکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا بہتر وہ ہے کہ دیر میں خفا ہو اور جلد من جائے۔ اور بدتر وہ ہے کہ جلد غصہ ہو اور دیر میں راضی ہو۔ ارشاد فرمایا مسلمان کینہ ور نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا تواضع بڑھاتی ہے بندہ کی برتری پس تواضع کرو خدا تم کو برتر کرے گا۔ اور معاف کرنا بڑھاتا ہے بندہ کی برتری۔ پس

معاف کرو۔ خدا تعالیٰ تم کو مدد دے گا۔ صدقہ نہیں زیادہ کرتا ہے مال میں مگر برکت اور کثرت پس صدقہ دو رحم کرے گا تم پر اللہ تعالیٰ۔ ارشاد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کسی کو بہرہ رفق کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ اس کو دنیا و آخرت کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ ارشاد فرمایا اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کو سب کاموں میں نرمی پسند ہے۔ ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ ان کے درمیان فق ونرمی کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ملائمت پر اتنا دیتا ہے کہ جہالت پر نہیں دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اس کو ملائمت دیتا ہے۔ ملائمت برکت کی چیز ہے اور جہالت اور کرختگی نحوست ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ اور ان کی سواری میں ایک اونٹ شوخ تھا اس کو کبھی داہنے کبھی بائیں طرف پھراتی تھیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہولت اور ملائمت کر یہ ایسی شے ہے کہ جس چیز میں ہو تو اس کی زینت ہو جائے۔ اور جس چیز میں نہ ہو۔ اس کو معیوب کر دے۔

دنیا داری کی مذمت

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مردار بکری پر گذرے اور اصحاب سے فرمایا کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر ذلیل نہ ہوتی۔ تو یہاں کیوں ڈال دیتے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اور اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر اچھی ہوتی۔ تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ ارشاد فرمایا

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ارشاد فرمایا دنیا ملعون ہے اور جو اس میں چیزیں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ بجز ان اشیاء کے جو خدا کے واسطے ہوں۔ ارشاد فرمایا جو دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور آخرت سے محبت رکھتا ہے۔ وہ دنیا کا ضرر کرتا ہے۔ پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر۔ ارشاد فرمایا دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز ایک گھوڑے پر کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ آؤ دنیا دیکھو۔ اور اس گھوڑے پر سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیاں لے کر فرمایا کہ یہ دنیا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ زینت دنیا بھی ان کپڑوں کی طرح جلد کہنہ ہو جائے گی۔ اور جو جسم دنیا میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ ان ہڈیوں کی طرح سڑ گل جائیں گے۔ ارشاد فرمایا اللہ جل شانہٗ نے کوئی مخلوق زیادہ بری اپنے نزدیک دنیا سے نہیں پیدا کی۔ اور اس نے اس کو جب سے پیدا کیا ہے۔ اس کی طرف نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا دنیا اس کا گھر ہے۔ جس کا گھر نہ ہو۔ اور اس کا مال ہے۔ جس کے پاس مال نہ ہو۔ اور اس کو جمع کرتا ہے۔ جس کو عقل نہ ہو۔ اور اس پر وہ عداوت کرتا ہے۔ جس کو علم نہ ہو۔ اور اس پر وہ حسد کرتا ہے۔ جسکو سمجھ نہ ہو اور اس کیلئے وہ کوشش کرتا ہے۔ جس کو یقین نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ ان کے عمل وادی تہامہ کے پہاڑوں جیسے ہوں گے۔ ان کیلئے حکم ہوگا کہ دوزخ میں لے جاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ لوگ نمازی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے۔ روزہ بھی رکھتے ہوں گے۔ اور کچھ رات سے جاگتے بھی ہوں گے۔ مگر ان میں یہ بات ہوگی کہ جب دنیا کی ادنیٰ چیز ان کے سامنے ہوتی تھی۔ تو اس پر کود پڑتے تھے۔ ارشاد فرمایا کسی کو تم میں سے یہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بینا کر دے اور اندھا پن جاتا رہے۔ جان رکھو کہ جس

شخص کی رغبت دنیا کی طرف ہوگی۔ اور اس میں طول امل کرے گا۔ تو اسی قدر اللہ تعالیٰ اس کو اندھا کرے گا۔ اور جو کوئی اپنے امل بھی مختصر رکھے گا اور دنیا میں زہد کرے گا۔ تو خداوند کریم اس کو بے سیکھے علم دے گا۔ اور بے کسی کے بتلائے ہدایت کرے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے پاس سلطنت بدوں ظلم وکشت وخون نہ رہے گی۔ نہ تونگری بدوں فخر اور بخل اور نہ محبت بدوں غرض کے پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے۔ اور باوجود قدرت تونگری کے فقر پر صبر کرے اور دشمنی اور ذلت کو باوجود قدرت محبت وغیرت کے برداشت کرے اور اس صبر وتحمل سے بجز رضائے مولیٰ اور کچھ مطلب نہ ہو تو ایسے شخص کو خدا پچاس صدیقوں کا ثواب عنایت فرما دے گا۔ ارشاد فرمایا بہت مشغول نہ کرو اپنے دلوں کو دنیا کے ذکر سے ارشاد فرمایا اگر تم جانو اس بات کو کہ میں جانتا ہوں۔ تو بہت سا گریہ کرو۔ اور تھوڑا ہنسو۔ اور ذلیل ہوجائے تمہارے نزدیک دنیا اور اختیار کرو تم آخرت کو۔ ارشاد فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا کام ہے۔ اور دنیا کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کوئی سوار گرمی کے دن چلے اور اس کو کوئی پیڑ ملے۔ اور اس کے سایہ کے نیچے ایک ساعت سو رہے۔ پھر چل دے اور اسے چھوڑ آئے۔ ارشاد فرمایا دنیا دار کی مثل ایسی ہے۔ جیسے پانی میں چلنے والا کہیں ممکن ہے کہ پانی میں چلے۔ اور پاؤں تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی مقدار آخرت میں ایسی ہے۔ جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ انگلی پر کس قدر پانی آیا۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا کا حساب ہے۔ اور حرام عذاب۔ ارشاد فرمایا دنیا حلال بھی عذاب ہے مگر یہ حرام کی نسبت خفیف ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص طلب کرے دنیا کو بطریق حلال زیادہ حاجت سے واسطے اظہار فخر کے اس سے ملاقات کرے گا اللہ تعالیٰ دن قیامت کے جس حالت میں غصہ اور ناراض ہوگا۔ اس پر اور جو شخص طلب کرے دنیا کو بغرض بچنے کے محتاجی سے اور واسطے حفاظت

اپنے نفس کے ہلاکی ہے۔ تو وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ منہ اس کا
چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر بکریوں کے گلہ میں دو
بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں۔ تو اس میں اتنا نقصان نہیں کرتے۔ جتنا
محبت مال اور شرف کی مسلمان آدمی کے دین میں نقصان کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا
ہلاک ہوئے زیادہ مال والے۔ مگر وہ شخص کہ کہہ گیا ہو۔ مال کو اللہ کے بندوں میں
ایسے ایسے یعنی وصیت خیرات کر گیا ہو۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی
امت میں سب سے شریر کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تونگر ارشاد فرمایا کہ دنیا
کو دنیاداروں کیلئے چھوڑ دو۔ اسلئے کہ جو کوئی دنیا مقدار کفایت سے زیادہ حاصل
کرے گا۔ وہ اپنی موت حاصل کرے گا۔ اور اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔ ارشاد فرمایا
کہتا ہے کہ ہر انسان کہتا ہے مال میرا مال میرا۔ اور نہیں ہے تیرا تیرے مال میں
سے مگر جو تو نے کھا کر کھو دیا۔ یا پہن کر پرانا کر دیا۔ یا صدقہ کیا۔ پس چلتا کیا۔
ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں
موت کو نہیں چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ مال ہے اس نے عرض کیا
کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ اپنے مال کو آخرت کیلئے دے ڈال کیونکہ ایمان دار کا
دل مال کے ساتھ رہتا ہے۔ اگر دے دیا ہوگا۔ تو یہ چاہے گا کہ میں بھی اس سے
جا ملوں۔ اور اگر پیچھے چھوڑ دے گا۔ تو یہ چاہے گا کہ کاش میں بھی ساتھ دنیا میں
رہتا۔ ارشاد فرمایا آدمی کے دوست تین ہیں۔ ایک تو قبض روح تک ساتھ رہتا
ہے دوسرا قبر تک تیسرا قیامت تک قبض روح کا ساتھی تو مال ہے اور قبر تک کے
ساتھی اس کے گھر والے۔ اور قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال۔ ارشاد فرمایا
الٰہی تو روزی آل محمد کی بقدر بسر اوقات کر۔ ارشاد فرمایا الٰہی تو مجھ کو مسکین زندہ رکھ
اور مسکین مار اور مسکینوں کی جماعت میں مجھ کو اٹھا۔ ارشاد فرمایا ہلاک ہو بندہ
دینار۔ ہلاک ہو بندہ درم گرے اور نہ اٹھے اور جب اس کے کانٹا لگے نہ نکال

سکے۔ ارشاد فرمایا اگر ہوں آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے تو چاہے گا۔ ان کے سوا تیسرا اور نہیں بھرتی ہے آدمی کا شکم مگر خاک اور جو کوئی توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ارشاد فرمایا بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان ہوتی ہے اس کے ساتھ امید اور مال کی محبت۔ ارشاد فرمایا خوشی ہے اس کو اسلام کی ہدایت کی جائے اور معیشت بقدر بسر اوقات ہو۔ اور اس پر قانع ہو۔ ارشاد فرمایا کوئی فقیر اور غنی ایسا نہیں۔ جس کو قیامت میں یہ تمنا نہ ہو کہ دنیا میں بقدر قوت یعنی گذران دیا جاتا۔ ارشاد فرمایا تونگری کثرت اسباب سے نہیں ہے تونگری نام نفس کے تونگر ہونے کا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ پھونک دیا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرنے کا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب میانہ روی کرو۔ ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھ کو سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر اور دنیا پر لات مار۔ ارشاد فرمایا نماز ایسی پڑھ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔ (یعنی پھر شاید اتفاق پڑھنے کا نہ ہوگا یہی نماز آخری ہے) اور ایسی بات کر کہ جس کا کل کو عذر نہ کرنا پڑے اور جو کچھ لوگوں کے پاس موجود ہے اس سے ناامید ہو یعنی کسی کے مال کی طمع مت رکھ۔ ارشاد فرمایا جو میانہ روی کرتا ہے وہ مفلس نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ ایک خوف خدا ظاہر و باطن میں۔ دوسری میانہ روی تونگری اور فقیری میں اور تیسری اعتدال حالت رضا اور غضب میں۔ ارشاد فرمایا میانہ روی اور حسن سلوک اور نیک ہدایت ایک حصہ ہے کچھ اوپر بیس نبوت کے حصوں میں سے۔ ارشاد فرمایا جو شخص میانہ روی کرے اس کو خدا تونگر کرتا ہے اور جو بے جا خرچ کرتا ہے۔ اس کو خدا محتاج کرتا ہے۔ اور جو ذکر خدا کرے خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا لوگوں سے بے پرواہ ہونا

ایماندار کی عزت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اپنے آپ سے کم کو دیکھو زیادہ پر نظر نہ کرو۔

سخاوت کی فضیلت

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اعمال میں سے افضل کون سا عمل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اور سخاوت۔ ارشاد فرمایا کہ دو عادتیں اللہ تعالیٰ کو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دو بری۔ دو عادتیں کہ اس کو محبوب ہیں۔ وہ حسن خلق اور سخاوت ہیں۔ اور جو اسکو ناپسند ہیں وہ خلق بد اور بخل ہیں اور جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس سے لوگوں کی حاجتیں پوری کرواتا ہے۔ ارشاد فرمایا مغفرت کے موجبات میں سے ہے۔ کھانا کھلانا اور ہر ایک سے السلام علیکم کہنا اور اچھی طرح کلام کرنا۔ ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے رحیم بندوں سے عطا کی درخواست کرو اور ان کی پناہ میں زندگی بسر کرو کہ میں نے ان میں اپنی رحمت بھر دی ہے۔ اور سخت دل والوں سے مت مانگو ان پر میں نے اپنا غضب نازل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا سخی کے گناہ سے درگذر کیا کرو۔ اس لئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے۔ خدا اس کا ہاتھ تھامتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا رزق پہنچتا ہے کہ اتنی جلد اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہیں ہوتی۔ اور خداوند کریم کھانا کھلانے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے یعنی انسان میں اس طرح کی صفات ہیں۔ جو تم میں نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ اور اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتا ہے۔ اور حقیر اور نکمے اخلاق کو برا جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا سخی کا کھانا دوا ہے۔ اور بخیل کا مرض۔ ارشاد فرمایا جنت سخی لوگوں کا گھر ہے۔ ارشاد فرمایا احسان کر اس کے ساتھ جو اہل ہو اس کا یا اہل نہ ہو۔ اسلئے کہ اگر اہل پر تو احسان کرے گا۔ تب تو اہل پر ہی ہوا۔ اور اگر نااہل پر ہوگا تو تو اہل احسان میں

ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ میری امت کے ابدال جنت میں کچھ روزہ نماز کے سبب سے داخل نہ ہوں گے۔ بلکہ نفس کی سخاوت۔ اور سینہ کی سلامتی۔ اور مسلمان کی خیر خواہی کے باعث جنت میں جائیں گے۔ ارشاد فرمایا جو سلوک تونگر اور فقیر کے ساتھ کرے۔ وہ صدقہ ہے۔ ارشاد فرمایا بخل سے بچو کہ اسی کے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی اور حرام چیزوں کے حلال جاننے اور قطع ارحام میں مبتلا ہوئے۔ ارشاد فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں بخیل اور نہ مکار اور نہ خیانت والا۔ اور نہ بدخلق۔ ارشاد فرمایا الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔ ارشاد فرمایا کہ سخی گنہگار خدا کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بخل اور ایمان کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا دو عادتیں ایمان دار میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بدخلقی۔ ارشاد فرمایا کسی ایمان دار کو نہیں چاہیے کہ بخیل یا نامراد ہو۔ ارشاد فرمایا نہیں قبول کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو جس میں ذرہ برابر ریا ہو۔ ارشاد فرمایا بیشک ذرا سا ریا بھی شرک ہے۔

ارشاد فرمایا نہیں داخل ہوگا۔ جنت میں وہ شخص کہ ہوگا۔ اس کے دل میں رائی کے برابر غرور۔ ارشاد فرمایا کہ جبار اور متکبر قیامت میں چیونٹیوں کی صورت میں اٹھیں گے۔ اور لوگ ان کو پامال کریں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو ذلیل سمجھا تھا۔ ارشاد فرمایا دوزخ میں ایک مکان ہے۔ جس میں متکبروں کو ڈال کر بند کر دیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ جو تین باتوں سے بری ہو کر مرے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ اول ان میں سے تکبر ہے دوم قرض سوم خیانت۔ ارشاد فرمایا نہیں تواضع کی کسی نے مگر اونچا کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے۔ ارشاد فرمایا۔ بڑائی تقویٰ ہے اور شرف تواضع اور تونگری۔ ارشاد فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اس کو ملتی ہیں۔ جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ اول سکوت جو عبادت کا آغاز ہے دوم توکل خدا پر۔ سوم تواضع۔ چہارم دنیا میں زہد۔ ارشاد فرمایا جو تواضع اختیار کرتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان تک بلند کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تواضع بندہ کو برتر کرتی ہے۔ پس تواضع کرو۔ خدا تم پر رحم کرے گا۔ ارشاد فرمایا توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے۔ ارشاد فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اس شخص کی ہے۔ جس پر گناہ نہ ہو۔

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی سرزمین ناموافق اور مہلک پر فروکش ہو۔ اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہو۔ جس پر اس کا کھانا پینا وغیرہ لدا ہو۔ یہ شخص اپنا سر رکھ کر سو رہے۔ اور پھر جاگے تو سواری نہ پائے اور اس کو ڈھونڈنے لگے۔ یہاں تک کہ جب اس پر دھوپ اور پیاس اور جو خدا کو منظور ہو۔ اس کی شدت ہو۔ اور غلبہ ہو تو کہے کہ میں جہاں تھا۔ وہیں لوٹ چلوں اور سو رہوں۔ تاکہ مر جاؤں اور پہنچ کر مرنے کیلئے اپنے ہاتھ کو تلے رکھ کر سو رہے اور پھر جو آنکھ کھلے تو دیکھے کہ جس سواری پر توشہ وغیرہ تھا۔ وہ پاس کھڑی ہے تو جتنی خوشی اس شخص کو اپنی سواری ملنے کی ہے۔ اس سے زیادہ خدا تعالیٰ بندہ مومن کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں۔ پھر نادم ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے۔ ارشاد فرمایا گناہ کا کفارہ ندامت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اوپر آ گیا۔ اب سر پر گر پڑے گا۔ اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی۔ اور اس کو اڑا دیا۔ ارشاد فرمایا کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ صرف رنج ہی ہوگا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ فکر طلب معیشت اس کا کفارہ ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اعمال ان کے کفارہ کیلئے نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ اس پر بہت رنج ڈالتا ہے۔ وہی اس کے گناہ کے کفارہ ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا تم میں بہتر وہ لوگ ہیں کہ معصیت میں اگر مبتلا ہوں۔ تو توبہ کریں۔ ارشاد فرمایا مومن مثل بالی کی ہے کبھی معصیت سے رجوع کرتا ہے۔ کبھی اس کی طرف جھکتا

ہے۔ ارشاد فرمایا آدمی سب خطاوار ہیں۔ اور خطاواروں سے بہتر وہ ہیں۔ جو توبہ کریں۔ اور عفو کے خواہاں ہوں۔ ارشاد فرمایا ایمان دار پھاڑنے والا ہے۔ اور پیوند لگانے والا سو بہتر وہی ہے جو پیوند لگا کر مرے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کی عقل اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بندہ گناہ کرنے کے باعث رزق سے محروم ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا زمانہ سے جو بات تم کو بری معلوم ہو اس کو اپنے اعمال کے بدل ڈالنے سے سمجھو۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنی شہوت کو میری طاعت پر مقدم سمجھتا ہے۔ تو اس کی ادنے سزا یہ ہے کہ اس کو اپنی مناجات سے محروم کر دیتا ہوں۔

صبر و شکر

ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی رضا مندی لوگوں کی ناراضی سے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے اس کو بچا دیتا ہے اور جو شخص کہ خدا کی ناراضی لوگوں کی رضا مندی میں چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (ارشاد فرمایا گھیری گئی ہے بہشت سخت چیزوں سے اور گھیری گئی ہے دوزخ خواہشوں سے) ارشاد فرمایا صبر آدھا ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو چیز کہ تجھ کو بری معلوم ہوتی ہے۔ اس پر صبر کرنے میں بہت خیر ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیپوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کرنا اور سخاوت کرنا۔ ارشاد فرمایا اگر صبر کوئی آدمی ہوتا تو کریم ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ صبر کرنے والے۔ ارشاد فرمایا کہ جس نے صبر کیا اس نے فتح پائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ تم ایمان دار ہو۔ سب چپ ہو رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم ایمان دار ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارے ایمان کی پہچان کیا ہے۔ تو اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ

ارزانی پر شاکر رہتے ہیں اور مصیبت پر صابر اور حکم الٰہی پر راضی۔ ارشاد فرمایا کہ قسم ہے۔ خدائے کعبہ کی ایمان دار ہو۔ ارشاد فرمایا عبادت کر اللہ کی رضا سے اور اگر تو رضا نہ کر سکے۔ تو جو چیز تجھ کو بری معلوم ہو اس پر صبر کرنے میں بڑی بہتری ہے۔ ارشاد فرمایا ہجرت کرنے والا وہ ہے جو برائی کو چھوڑے اور جہاد کرنے والا وہ ہے۔ جو اپنی خواہش نفس سے لڑے۔ ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ کی تعظیم اور اس کے حق کی شناخت میں سے یہ بات ہے کہ تو اپنے درد کا شکوہ نہ کرے۔ اور مصیبت کا مذکور نہ کرے۔ ارشاد فرمایا احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کا تابع کرے۔ اور اللہ تعالیٰ پر تمنا کرے۔ ارشاد فرمایا کھانے والا شکر گذار مثل روزہ دار صابر کی ہے۔ ارشاد فرمایا میں تمہارے لئے ایسا ہوں۔ جیسا باپ اپنے بیٹے کیلئے۔ ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں بدوں خدا تعالیٰ کی رحمت کے داخل نہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں اپنے کمتر کو دیکھے۔ اور دین کی بات میں اپنے آپ سے بہتر کو تو اللہ تعالیٰ اس کو صابر و شاکر لکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب کسی بندہ پر خدا تعالیٰ کی نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ تو اس کی طرف لوگوں کی حاجتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ پس اگر وہ ان سے سستی برتتا ہے۔ تو اس نعمت کے کھونے کے درپے ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے۔ اور اس پر کوئی شدت یا مصیبت دنیا میں پہنچ جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس بات سے غنی ہے کہ اس کو دوبارہ عذاب دے۔ ارشاد فرمایا جس کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے۔ اس کو مصیبت دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندہ پر مصیبت بدن کو پامال کی یا اولاد کی بھیجتا ہوں۔ اور وہ اس کو صبر جمیل کے ساتھ سہتا ہے تو قیامت کے روز مجھ کو شرم آتی ہے کہ ایسے شخص کیلئے عمل کی ترازو کھڑی کروں۔ یا دفتر اعمال کھولوں۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا مال جاتا رہا اور جسم بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس بندہ کا مال نہ جائے۔ اور مریض نہ ہو اس میں کچھ بہتری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اس کو مبتلا کرتا ہے اور جب مبتلا کرتا ہے تو صبر عنایت فرماتا ہے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے واسطے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہوا کرتا ہے۔ جس پر کہ عمل کے باعث نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ اس کے جسم پر کوئی مصیبت بھیج دیتا ہے۔ کہ اس کے باعث وہ درجہ اس کو مل جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کو کسی بندہ کی بہتری منظور ہوتی ہے۔ اور اس سے دوستی کیا چاہتا ہے تو اس پر مصیبتوں کو ڈال دیتا ہے۔ اور حوادث کی بوچھاڑ اس پر گراتا ہے۔ جب وہ بندہ خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ آواز تو جانی بوجھی ہے۔ اور اگر دوبارہ پکارتا ہے اور یا رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندہ کہہ کیا کہتا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا میں دوں گا۔ اگر یہاں تجھ سے کوئی بہتر چیز ہٹا دوں گا۔ تو تیرے لئے اس سے بہتر اپنے پاس رکھ چھوڑوں گا۔ ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو عمل والے حاضر ہوں گے اور ان کے اعمال نماز روزہ اور صدقہ اور حج سب ترازو میں تولے جائیں گے۔ اور پورا پورا ثواب عنایت ہوگا۔ مگر جب مصیبت والے آئیں گے تو ان کیلئے نہ ترازو کھڑی ہوگی نہ نامۂ اعمال کھولا جائے گا۔ اور ثواب ان پر ایسے ہی ڈالا جائے گا۔ جیسے بلا ڈالی گئی تھی۔ اس وقت جن لوگوں کو دنیا میں عافیت رہی تھی۔ یہ تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا۔ جو ہمارے جسم مقراضوں سے کاٹے جاتے اور ایسا ہی ثواب ہم کو عنایت ہوتا۔ جیسا کہ اہل مصائب کو ملا۔ ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد دیئے جاتا ہے۔ اور وہ اپنی خطا پر مصر ہے۔ تو جان لو کہ یہ امر اس کو مہلت دینے کیلئے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دو گھونٹوں سے زیادہ بندہ کا کوئی گھونٹ محبوب تر نہیں ہے۔ اول غصہ کا

گھونٹ کہ حلم کے باعث پی جائے۔ دوم مصیبت کا گھونٹ جو صبر کے سبب سے پی جائے۔ اور نہ کوئی قطرہ محبوب تر خدا کے نزدیک دو قطروں سے نکلتا ہے۔ ایک قطرہ خون جو اس کی راہ میں گرے۔ دوم قطرہ اشک جو شب تاریک میں بندہ کی آنکھ سے سجدہ کی حالت میں گرے۔ اور اس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہ دیکھتا ہو۔ اور نہ کوئی قدم بندہ کا خدا تعالیٰ کے نزدیک دو قدموں سے محبوب ہے۔ ایک فرض نماز کیلئے دوم قدم قرابتوں سے میل کرنے کیلئے ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی مرے وہ حسن ظن ہی رکھتا ہو اللہ کے ساتھ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں۔ ارشاد فرمایا بخار جہنم کی لپٹ میں سے ہے۔ اور وہ ایمان دار کا حصہ ہے دوزخ سے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ زمین کی مقدار میرے پاس گناہ لے کر آئے گا۔ میں بھی اس سے اسی قدر مغفرت سے ملاقات کروں گا۔ ارشاد فرمایا آگ میں نہ داخل ہوگا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو مجھ کو تم پر ایسی چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عجب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن پر زیادہ رحم کرتا ہے۔ بہ نسبت مادر مشفقہ کے رحم کے اپنی اولاد پر۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی مغفرت کرے گا کہ کبھی کسی کے دل پر نہ گذری ہو۔ یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا کہ شاید مجھ کو بھی مغفرت پہنچ جائے۔ ارشاد فرمایا حکمت کی اصل خوف الٰہی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے۔ اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے عقل کا پورا وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ خوف کرے اللہ کا۔ اور جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے۔ اور جن کو منع فرمایا ہے۔ ان کو سب سے

اچھی طرح غور کرے۔ ارشاد فرمایا جو شخص کہ خدا تعالیٰ کے خوف سے رویا ہے۔ وہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا۔ جب تک کہ پستان کے اندر دودھ نہ لوٹ جائے۔ ارشاد فرمایا اپنی زبان بند رکھ اور گھر سے باہر مت نکل اور اپنی خطا پر رویا کر۔ ارشاد فرمایا الٰہی مجھ کو دو آنکھیں کثرت سے پانی بہانے والی عطا کر جو آنسو گرانے سے تسکین دیں۔ پہلے اس سے کہ آنسو خون ہو جائیں اور ڈاڑ چنگاریاں ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کبھی نہیں آئے۔ مگر اس صورت سے کہ خوف خدائے جبار سے کانپتے تھے۔ ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ سے مل فقیر ہو کر اور نہ مل غنی ہو کر ارشاد فرمایا (بہتر اس امت میں فقیر اس کے ہیں) اور جنت میں جلد تر لوٹ لگانے والے امت کے ضعیف لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو اکثر اس کے لوگوں کو فقیر دیکھا۔ اور دوزخ میں جو جھانکا تو اس کے لوگ اکثر غنی اور عورتیں نظر آئیں۔ ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اس کو مبتلا کرتا ہے اور جب نہایت درجہ کی اس سے محبت کرتا ہے تو اس کو چھانٹ لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب تو فقیر کو آتے دیکھے تو کہہ **مرحبا بشعار الصالحین** اور جب غنا کو آتے دیکھے تو کہہ کہ کسی گناہ کا عذاب جلد آ گیا۔ ارشاد فرمایا (اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ تو فقرا کی سی زندگی اختیار کرنا۔ اور تونگروں کے پاس مت بیٹھنا۔ اور اپنا دوپٹہ مت بدلنا۔ جب تک اس میں پیوند نہ لگا لے۔ ارشاد فرمایا اے فقیروں کے گروہ اللہ کی رضا مندی اپنے دلوں سے کرو کہ تم کو ثواب تمہارے فقر کا ملے۔ مد نہ نہیں ملے گا۔ ارشاد فرمایا کہ ہر ایک شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کلید مساکین کی محبت ہے اور صابر فقیر قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے جلیس ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ بندوں میں سے محبوب تر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس کے رزق پر قانع ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے خوش ہے۔ ارشاد فرمایا کوئی فقیر کی نسبت افضل نہیں ہے۔ جبکہ وہ راضی برضا ہو۔ ارشاد فرمایا

خدا تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میری مخلوق میں سے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں فرشتے عرض کریں گے۔ کہ الٰہی وہ کون ہیں۔ فرمائے گا۔ مسلمان فقیر جو قانع رہے میری دہش پر اور راضی رہے میرے حکم پر ان کو جنت میں داخل کرو۔ پس وہ لوگ جنت میں جا کر کھائیں پئیں گے۔ اور لوگ حساب میں پڑے ہوں گے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے فقیر نہ سوال کرنے والے عیال دار کو ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس آئے کچھ اس مال سے بے سوال اور بدوں مانگے کے تو وہ ایک رزق ہے کہ خدا تعالیٰ نے صرف اس کیلئے بھیجا ہے۔ تو اس کو واپس نہ کرے۔ ارشاد فرمایا آدمی کا حق صرف تین چیزوں میں ہے۔ ایک کھانا کہ اس کی پشت کو سیدھا رکھے۔ دوم کپڑا کہ اس کی برہنگی کو چھپائے۔ سوم گھر کہ اس کو پناہ دے ارشاد فرمایا سائل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آئے۔ ارشاد فرمایا کہ سائل کو ہٹاؤ اگرچہ جلی ہوئی کھری دے کر ہو۔ ارشاد فرمایا لوگوں سے سوال مت کرو۔ اور سوال جتنا ہی کم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا نہایت عمدہ آدمی کا کھانا اپنی کمائی سے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو دنیا ہی کا تردد ہو اللہ تعالیٰ اس کا کام ابتر اور روزی پریشان کر دیتا ہے۔ اور افلاس اس کے پیش نظر کرتا ہے۔ اور اس کو دنیا سے اسی قدر آتا ہے۔ جتنا اس کیلئے لکھا ہوا ہے۔ اور جس شخص کو صرف آخرت کی فکر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمت مجتمع رکھتا ہے۔ اور اس کی معیشت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور تونگری اس کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اس کے پاس دنیا ذلیل اور خوار آتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے۔ تو اس کو دنیا میں زاہد کرتا ہے۔ اور آخرت کا راغب اور اپنے عیبوں کا بینا بنا دیتا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ دنیا میں زہد کرے۔ ارشاد فرمایا جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خیرات کی طرف دوڑتا ہے۔ اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے۔ وہ شہوات کو بھول جاتا ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے۔ وہ لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیا میں زہد کرتا ہے اور

اس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو تو تم کو خدا تعالیٰ اسی طرح روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں۔ اور شام کو شکم سیر ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو رہتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ہر ایک مشقت سے بچا لیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے اس کو روزی دیتا ہے کہ وہ نہ جانے اور جو شخص دنیا کا ہو رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حوالہ کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص بندوں سے عزت چاہے اس کو خدا تعالیٰ ذلیل کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا جب کوئی تجھ سے مانگے۔ مت روک اور جب تجھ کو دیا جائے۔ تو مت چھپا۔ ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ عمل کیا جائے اس کی رخصت پر جیسا کہ پسند کرتا ہے کہ ادا کی جائیں۔ اس کی عزتیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے ظالم پر بدعا کرتا ہے۔ وہ اپنا بدلہ لے لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا دوا کرو اللہ تعالیٰ کے بندو کہ جس نے مرض اتارا ہے اسی نے دوا اتاری ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کے گروہ پر اور لوگوں کی نسبت زیادہ سخت مصیب ہوتی ہے۔ پھر اسی طرح درجہ بدرجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا مصیبت بندہ پر بقدر ایمان ہوا کرتی ہے۔ پس اگر ایمان اس کا سخت اور پکا ہوگا تو مصیبت بھی سخت ہوگی۔ اور اگر اس کے ایمان میں ضعف ہوگا۔ تو مصیبت بھی ضعیف ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اس پر بلا بھیجتا ہے۔ وہ اگر اس پر صبر کرتا ہے تو اس کو مجتبیٰ کرتا ہے۔ اور اگر اس پر راضی ہوتا ہے تو مصطفیٰ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا ایک دن کا بخار سال بھر کا کفارہ ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک ان کے ماسواء سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا بندہ مومن نہیں ہوتا کہ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں سے اور مال اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس سبب سے محبت کرو کہ وہ ہر صبح اپنی نعمت

سے سرفراز فرماتا ہے اور مجھ سے محبت اس لئے کرو کہ خدا تعالیٰ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا اختیار کرو اللہ تعالیٰ کے اخلاق۔ ارشاد فرمایا افضل سعادت طول عمر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ہے۔ ارشاد فرمایا پاکی نصف ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا تم آگ پر پروانہ کی طرح گرتے ہو اور میں تمہاری کمر تھامتا ہوں۔ ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرلیتا ہے تو اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسا کہ وہ کہ جس کے ذمہ گناہ ہی نہ ہوا۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ دنیا دیتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے نہیں رکھتا ہے دونوں کو۔ اور ایمان دیتا ہے اسی کو جس سے محبت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کیلئے اس کے نفس میں سے ایک نصیحت کرنے والا مقرر کر دیتا ہے اور ایک جھڑکنے والا اس کے دل میں سے کہ وہ اس کو امر و نہی کرتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو اس کے نفس کے عیبوں کا بینا کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص کسی برائی میں حاضر ہو۔ پس راضی ہو اس سے تو گویا اس نے وہ برائی کی۔ ارشاد فرمایا برائی کا رستہ بتانے والا مثل اس کے کرنے والے کے ہے۔ ارشاد فرمایا اگر کوئی بندہ مشرق میں مارا جائے اور دوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل کرنے سے راضی ہو تو وہ دوسرا بھی اس کے قتل میں شریک ہوگا۔

ارشاد فرمایا کہ ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے۔ ارشاد فرمایا بندہ کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ چیز کی قلت اس کے نزدیک کثرت کی نسبت محبوب نہ ہو۔ ارشاد فرمایا تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں اس کا ایمان پورا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے باب میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمل کئے جائے۔ اور جب اس

کے سامنے دو عمل پیش ہوں۔ ایک دنیا کا اور دوسرا آخرت کا تو آخرت کے امر کو اختیار کرے۔ ارشاد فرمایا تین باتیں ہیں۔ جو شخص ان سے بہرہ ور ہو تو اس کو آل داؤد علیہ السلام کے برابر حصہ ملا۔ یکساں رہنا حالت رضا اور غصہ میں دوم میانہ روی تونگری اور مفلسی میں سوم خدا کا خوف ظاہر و باطن میں۔ ارشاد فرمایا۔ اعمال معتبر نیتوں ہی پر ہیں۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا بیشک جسم میں ایک پارہ گوشت ''قلب'' ہے کہ اگر وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن اس کے سبب سے درست ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے۔ چھوڑ دینا امور بے فائدہ کا۔ ارشاد فرمایا زیادہ کرو ذکر موت کا کہ وہ گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا سب میں زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے۔ جو پہلو میں ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دشمن رکھ اپنے نفس کو کہ تحقیق وہ کھڑا ہے۔ میری دشمنی کے واسطے۔

ترغیب نکاح و مذمت زنا

ارشاد فرمایا اے گروہ جوانان لازم پکڑو اپنے اوپر نکاح کو۔ اور جس کو قدرت نہ ہو۔ اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے کہ روزہ رکھنا اس کے حق میں خصی ہونا ہے۔ ارشاد فرمایا نامحرم کو دیکھنا تیر زہر آلود ہے ابلیس کے تیروں سے جو شخص اس کو خدا کے خوف سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا کرے گا۔ جس کی حلاوت اپنے دل میں پائے۔ ارشاد فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ جو مردوں کو زیادہ مضر نہیں چھوڑا۔ ارشاد فرمایا بچو تم دنیا کے فتنہ اور عورتوں کے فتنہ سے کہ اول فتنہ بنی اسرائیل کا عورتوں کی ہی طرف سے تھا۔ ارشاد فرمایا ہر آدمی کیلئے زنا سے کچھ بہرہ ہے۔ اسلئے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور ان کا زنا دیکھنا ہے۔ ار ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے۔ اور

پاؤں زنا کرتے ہیں۔ اور ان کا زنا چلنا ہے۔ اور منہ زنا کرتا ہے۔ اور اس کا زنا بولنا ہے۔ اور دل قصد اور تمنا کرتا ہے۔ اور شرمگاہ اس کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص عاشق ہوا اور پارسا بنا رہا اور عشق کو چھپایا پھر مر گیا تو وہ شہید ہے۔ ارشاد فرمایا معاف ہے تیرے لئے اول بار دیکھنا بلا قصد اور وبال ہے دوسری دفع کا دیکھنا۔ ارشاد فرمایا عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ اگر یہ شہوت نہ ہوتی تو عورتوں کو مردوں پر قابو نہ ہوتا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات

جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق و افعال و احوال و اقوال و عادات و عجائبات اور جوابات کا جو آپ نے دقیق مسائل میں ارشاد فرمائے مشاہدہ کرے۔ حالانکہ آپ امی محض تھے نہ علم کی مزاولت کی نہ کتابوں کا مطالعہ کیا نہ علم کی طلب میں کبھی سفر فرمایا۔ ہمیشہ جہال عرب میں رہے۔ اور باایںہمہ یتیم اور بیکس تھے۔ اس کو کسی طرح شبہ نہیں رہ سکتا کہ ایسی باتیں قوت بشری سے باہر ہیں اور بلا تائید غیبی اور قوت لاریبی ممکن نہیں۔ اور درصورت ایسی باتوں کے نہ کسی معجزہ کی ضرورت ہے نہ کسی نشانی کی مگر تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں سے اس قدر معجزے ظاہر کرائے کہ جس کی حد و غایت نہیں۔ اس جگہ اجمالاً چند ذکر کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ازاں ایک مکہ میں چاند کا پھٹنا۔ جبکہ آپ سے قریش نے معجزہ طلب کیا۔ ایک بار حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر بروز خندق ایک سیر جو کے آٹے میں بہت سے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور اسی طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تھوڑی غذا سے بہت کو شکم سیر کر دیا۔ اور ایک بار ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچہ سے اسی آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ اور ایک بار حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کی چند روٹیاں اپنے ہاتھ میں لے گئے ان کو اسی آدمیوں سے زیادہ کو کھلایا۔ اور ایک بار تھوڑے سے

خرمے بشر کے بیٹے اپنے ہاتھوں میں لائے ان سے آپ نے سب لشکر والوں کا پیٹ بھر دیا۔ اور پھر بھی بچ رہے اور چھوٹا سا پیالہ تھا کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیل نہ سکتا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا دست مبارک کیا تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹ نکلا جس سے تمام لشکر نے وضو کیا اور پانی پیا۔ اور سب پیاسے تھے۔ اور آپ نے ایک بار وضو کا پانی تبوک کے چشمہ میں ڈال دیا اور اس میں پانی نہ تھا۔ تو اس میں اتنا پانی چڑھ آیا کہ لشکر والوں نے جو ہزاروں تھے پانی پیا۔ اور چھک گئے اور ایک بار حدیبیہ کے کنوئیں میں بقیہ وضو ڈالا تو اس میں باوجود کہ پانی نہ تھا۔ مگر ایسا پانی جوش کر آیا کہ پندرہ سو آدمیوں نے پیا۔ اور جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ تھوڑے سے خرمے جو سب مل کر شتر کے کٹھ کے برابر تھے چار سو سواروں کو زاد راہ حوالہ کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو زادراہ بھی دیا۔ اور اسی قدر بچ رہے۔ اور آپ نے ایک مٹھی مٹی کی کفار کے لشکر کی طرف پھینکی اور وہ سب کی آنکھوں میں پڑی۔ اور آنکھوں کو بیکار کر دیا۔ جب آپ کیلئے منبر تیار ہوا تو جس ستون کے سہارے آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے اس نے نالہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز مثل آواز شتر کے اصحاب نے سنی آپ نے اس کو سینہ سے لگایا وہ خاموش ہوگیا۔ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ نکل کر گر پڑی تھی۔ آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے اسی جگہ رکھ دیا تو وہ آنکھ دنوں میں صحیح اور خوبصورت زیادہ ہوگئی۔ اور خیبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ نے اپنا لب مبارک لگا دیا۔ اسی وقت اچھی ہوگئیں۔ اور آپ نے ان کو جھنڈا دیکر روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ تم کو بلوہ پہنچے گا۔ جس کے بعد جنت ہے۔ چنانچہ آپ بلوہ ہی میں شہید ہوئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باب میں ارشاد

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے مسلمانوں کی دو بھاری جماعتوں میں صلح کرے گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی۔ اور ایک شخص کو جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہوگا۔ تو ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس شخص نے خودکشی کر لی اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی۔ آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ وہ فوراً اچھی ہوگئی۔ اور حکم بن العاص خبیث نے آپ کی رفتار کی نقل تمسخر کے طور پر کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ایسا ہی رہے۔ پس وہ ہمیشہ لڑکھڑاتا چلتا یہاں تک کہ مرگیا۔ آپ نے ایک بھیلا بکری کے تھن کو ہاتھ لگا دیا۔ جس نے کبھی دودھ نہ دیا تھا۔ پس وہ دودھ دینے لگی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے آپ نے خبر دی تھی۔ کہ کربلا میں شہید ہوں گے۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔ فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی تھی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں فتح ہوا۔ آپ نے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے۔ مسلمانوں پر تقسیم ہوگا۔ مطابق اس کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں واقع ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آپ نے خبر دی تھی کہ فتنہ وفساد ان کے سبب سے بند رہے گا۔ چنانچہ ان کے عہد میں انتظام خلافت خوب رہا۔ آپ نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات میں آپ سے پہلے وہ ملحق ہوگی جو زیادہ سخی ہے۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا سب سے پہلے انتقال ہوا۔ اور وہ تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ سخی تھیں۔ اس کے سوا آپ کے ہزاروں معجزے ہیں کہ جن کی گنجائش نہیں یہ چند بھی اس جگہ تبرکاً لکھ دیے گئے ہیں۔

ما ان مدحت محمّداً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمّد

امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سال فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینے کے بعد ہوئی ساتویں پشت میں آپ کا نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کی اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیہ سورہ احقاف حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین شان ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نازل ہوئی اور قصہ اس کا یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بقصد تجارت جانب شام گئے۔ اور ایک مقام پر بیری کے درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ اس کے نزدیک ایک درویش کتابی رہتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس گئے اس نے پوچھا کہ بیری کے درخت کے نیچے کون ہے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب اس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہیں۔ بعد عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا۔ مگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی اللہ سو یہ کلام اسی وقت سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جم گیا۔ اور نقش فی الحجر ہو گیا۔ اور اسی دن سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی یہاں تک کہ چالیس برس کے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے۔ فرمایا کہ ایک روز قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور عظیم آسمان سے بام کعبہ پر اترا ہے۔ اور پھر تمام مکہ کے گھروں میں پھیلا ہے۔ بعد ازاں وہ نور ایک جگہ جمع ہو گیا۔ اور میرے گھر میں آ گیا ہے فرمایا کہ صبح اٹھ کر اس خواب کو میں نے ایک جبار یہود سے بیان کیا۔

اس نے کہا کہ یہ خواب خیال ہے۔ چند سال کے بعد میرا سفر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک جگہ ایک راہب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا کہ تم کون ہو۔ میں نے کہا کہ میں ایک قریش ہوں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ قریش سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اس کی حیات میں تم اس کے وزیر ہوگے۔ اور اس کے بعد اس کے خلیفہ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسلام پیش کیا۔ تو آپ نے بلا تامل اور بلا ایک لمحہ کے توقف کے قبول کرلیا۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے فضائل میں اوروں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ فرق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام بلا حجت قبول کیا۔ اور تم نے بہ حجت جس وقت سے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ سفر و حضر میں کبھی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا ابتداء اسلام میں جب کفار اپنے زیردست مسلمانوں کو بہت ایذا دیا کرتے۔ تو آپ روپیہ دے دیکر ان کو ظالموں کے پنجے سے چھڑا لیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کردیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے تھے۔ جیسے کہ کوئی اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تھے۔ اس روز انکے پاس چالیس ہزار دینار اور بقولے چالیس ہزار درہم تھے۔ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے۔ جب مدینہ کی جانب ہجرت کی تو آپکے پاس پانچ ہزار دینار تھے۔ وہ تمام اعانت اسلام و مسلمانوں میں خرچ کر دیئے۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک عبا پہنے ہوئے کہ اس میں بجائے تکمہ کے ایک کانٹا لگا ہوا تھا حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا وضع ہے۔ انہوں نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ اتنے میں حضرت جبریل بھی اس ہیت سے تشریف لائے اس سے آپ کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ جس طرح ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر اپنی وضع بنائی ہے۔ تم آسمان پر بناؤ۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا سلام کہو اور دریافت کرو کہ اس حال میں تم مجھ سے راضی ہو۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مرتبہ زور سے نعرہ مارا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے آپ سے راضی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج تم سے کیا کام ایسا ہوا ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ نے اپنا سلام اور پیغام رضا بھیجا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو خبر نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا تمام مال واسباب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو کسی مال سے اتنا نفع نہیں ہوا۔ جس قدر کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن در دولت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باجماعت مہاجرین و انصار حاضر تھا۔ اور باہم تذکرہ بزرگی وفضیلت کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا کس شغل میں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں نے بیان کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ مذکور رہے۔ تو خبردار ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پر کسی کو فضیلت مت دیجئے۔ اس لئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے۔ دنیا و آخرت میں چہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہ سند صحیح روایت ہے کہ ایک روز میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے آگے جاتا تھا دفعۃً حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس شخص کے آگے چلتے ہو۔ جو تم سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا۔ بعد انبیاء مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ہوا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور نیز پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثرت نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ اس چیز کے سبب سے فضیلت دیتا ہوں جو اس کے سینہ میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو۔ اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً تو میری ساری امت سے پہلے جنت میں جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک سب آدمیوں سے زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور اگر کسی کو میں سوائے خدا کے خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔ لیکن بھائی چارہ اسلام کا موجود ہے۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے رفیق حوض پر ہو اور تھے رفیق غار میں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان تمام جن و انس کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا پلا جھکتا رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر معراج واقع ہوا۔ جس آسمان پر گزرتا تھا۔ اس پر اپنا نام لکھا پاتا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا اس کا

بدلہ میں نے اس سے زیادہ کر دیا۔ مگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے اوپر احسان ہے خدا تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مامور ہجرت ہوئے تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اول ان میں سے ہوں کہ پھٹ جائے گی زمین پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین ایک تالاب پر تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے رفیق کی جانب تیرے پس ہر شخص اپنے اپنے رفیق کی طرف تیرا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب تیرے اور آپ نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا اپنے مرتے دم تک تو تجھ کو بناتا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کے تین سو ساٹھ خصائل ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو کوئی خصلت ان میں سے اسے عطا کرتا ہے۔ اور وہ اس خصلت ہی کے سبب سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا۔ تم میں سب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوستی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور شکر اس کا تمام امت میری پر واجب ہے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک ایسا شخص آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو

پیدا نہیں کیا۔ اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی مانند ہوگی۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دیر نہ گذری تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

اس کے علاوہ قرآن شریف میں جابجا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں آیات نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی شان میں سورۃ واللیل نازل کی تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آیۃ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللّٰہ معنا فازل اللّٰہ سکینہ میں لصاحبہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نزول ہوئی۔ جس وقت کہ آیۃ ان اللّٰہ وملائکتہ الخ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ پر نازل فرمایا۔ اس میں ہم کو ضرور شریک کیا۔ لیکن ان میں جنہیں پس یہ آیۃ نازل ہوئی۔ ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ الخ غزوہ تبوک میں بوجہ گرمی شدید اور مسافت بعید لوگوں نے جانے میں سستی کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا۔ الاحضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ کر دیا۔ الاتنصر وہ فقد نصر اللّٰہ کیونکہ آخرکار ان غزوۂ میں ستر ہزار آدمی شامل ہوئے تھے۔ لیکن سامان حرب کچھ نہ تھا اور اس کا نام جیش العسر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھا۔ اور فرمایا کہ جو اس لشکر کی تدبیر و درستی کرے۔ ان کو بہشت ہے۔ چنانچہ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے بہت کچھ مال دیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنا تمام مال آپ

کے حضور میں پیش کر دیا تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو مال کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی اسی طرح جان کو بھی کچھ مال نہیں سمجھا۔ چنانچہ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کو روانہ ہوئے۔ اور غار میں آ کر قیام فرمایا تو اس غار میں سوراخ تھے۔ جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیئے تھے۔ لیکن ایک سوراخ میں سانپ تھا۔ اس نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ مگر چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپکے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے جنبش نہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جھول داری میں مقیم تھے۔ ہم نے صلاح کی کہ کوئی شخص موجود رہے کہ مشرک اس طرف نہ آئیں۔ لیکن اس امر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اور اس طرف ان کے پاس کسی کو نہ آنے دیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور کوئی آپ کو ادھر کھینچتا تھا اور کوئی ادھر اور کہتے تھے کہ تو ہی کہتا ہے کہ خدا واحد ہے۔ اور آپ کے چھڑانے کا کسی کو منہ نہ پڑا۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہوں نے سب کو ہٹا دیا اور کہا بدبختو ایسے شخص کو قتل کرتے ہوئے جو اللہ کہتا ہے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہ پر چادر رکھ کر گریہ فرمانے لگے۔ اور فرمایا بتلاؤ کہ مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر ابوبکر خاموش ہو گئے۔ پھر خود فرمایا کہ ایک ساعت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آل فرعون کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے کہ مومن اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اور ابوبکر نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے کئی دن وفات سے پہلے خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف ارشاد فرمائی۔ چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ کسی کے مال کا احسان اور سلوک حق الخدمت بدن اور جان کا مجھ پر اس قدر نہیں ہے جس قدر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور مجھ سے مہر نہ لیا۔ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے خالص مال سے مول لے کر آزاد کیا۔ اور مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد راہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا۔ اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا۔ سو اب سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ کے اسکے بعد جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض موت لاحق ہوا اور مرض کی زیادتی ہوئی تو آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عذر فرمایا کہ میرے باپ رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ کھڑے ہونے کی تاب نہ لائیں گے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بمبالغہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے واسطے فرمایا چنانچہ حسب الامر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو پانچ دن تک نماز پڑھائی۔ اگرچہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر قریش تھے۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص امامت گویا اپنی حیات میں خلیفہ بنانے کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح کہ کوئی بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تخت و چھتر شاہی دلوائے۔ اور یہ علامت اس امر کی ہے کہ بادشاہ نے اس کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ جب جناب رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت خبر پہنچی کہ انصار نے ''ثقیفہ بنی ساعدہ'' میں جمع ہو کر یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر منتخب کرلیں اس کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ''ثقیفہ بنی ساعدہ'' کو گئے۔ وہاں پہنچ کر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت برجستہ تقریر کی جس میں انصار کے بڑے فضائل و مناقب بیان کیے اور ان کے حقوق کو بھی تسلیم کیا۔ مگر خلافت کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پڑھی کہ الائمۃ من القریش یعنی سردار اور خلیفہ قریش میں سے ہوں۔ اور فرمایا کہ ان دو آدمیوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ تمام تقریر میں مجھ کو یہی فقرہ ناگوار گذرا۔ اور مجھ کو اپنی گردن ماری جانی منظور تھی۔ بہ نسبت اس بات کے ان لوگوں کا امام ہوں۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپکے ہوتے کون امام ہوسکتا ہے۔ ہاتھ بڑھایئے انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جملہ حاضرین بیعت ہوئے۔ اس کے دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے۔ مگر انہوں نے ابھی کچھ فرمایا نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کاموں کا مرجع ایسے شخص کو بنایا۔ جو ہم سب میں بہتر ہے۔ صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ثانی اثنین فی الغار ہے۔ اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ چنانچہ سب اٹھے اور بیعت عام کی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد حمد و ثنا فرمایا۔ کہ اے لوگو میں تمہارا والی ہوا ہوں اور حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ بھلائی کروں۔ تو تم میری مدد کرنا۔ اور اگر برائی کروں میری اصلاح کرو۔ صدق امانت ہے۔ اور کذب خیانت مگر اس بیعت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک نہ تھے۔ ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے اور قوم

کی جانب دیکھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود نہ پاکر بلوایا اور فرمایا کیا یہ چاہتے ہو کہ گروہ مسلمان ٹوٹ جائیں۔ انہوں نے فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم ہمارے نہ آنے پر کچھ خیال نہ فرمایئے اور بیعت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دن رات میں کسی وقت امارت کا کچھ حریص نہ تھا۔ اور نہ اس کی رغبت تھی۔ اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سرًا وعلانیۃً چاہا لیکن میں فتنہ سے ڈرا۔ اور مجھ کو امارت میں آرام ہی کیا ہے۔ میں نے اپنی گردن پر ایک بوجھ ڈال لیا ہے کہ جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن بتقویت اللہ تعالیٰ کے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو آپ کا خلیفہ ہونا ناگوار نہیں۔ بلکہ اس بات کی شکایت ہے کہ آپ نے ہم کو مشورہ میں کیوں نہ شریک کیا۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ آپ سب میں احق ہیں۔ کہ آپ صاحب غار ہیں۔ اور اس کی شرافت وعظمت کو ہم پہچانتے ہیں۔ اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں امام نماز بنا دیا تھا۔

غرضیکہ آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے لوگوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ الفت ونرمی اختیار کیجئے۔ یہ لوگ مثل وحشی جانوروں کے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو امید تھی کہ امور خلافت میں تم میری مدد کرو گے۔ مگر تم اس مشورہ سے مجھ کو رسوا کرنا چاہتے ہو۔ تم تو زمانہ جاہلیت میں بڑے جبار تھے۔ اسلام میں کیوں سست ہو گئے۔ اور فرمایا میں ضرور اس شخص کو قتل کروں گا۔ جس نے زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کی۔ حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے یقین ہو گیا کہ خداوند تعالیٰ نے اس مسئلہ میں آپ کو شرح صدر کر دیا۔

ادھر تو اہل عرب اس سرکشی پر تھے کہ زکوٰۃ نہ دیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ کہ جو زکوٰۃ نہ دیں۔ ان کو قتل کریں۔ ادھر اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع لشکر روانہ کیا کہ اپنے والد اور دیگر شہداء کا انتقام لے یہ لشکر خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری وقت میں روانہ ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کا لوا باندھا تھا۔ مگر چونکہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدت مرض طاری ہو گئی تھی۔ اس کا جانا ملتوی ہو گیا تھا مگر بہت جلد بعد وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ اہل عرب مرتد ہو گئے۔ پہلے انہیں سے مقابلہ کیا جائے۔ اس لشکر میں جوان مرد اور بہتر مرد ہیں۔ اس وقت ان کی روانگی ملتوی کی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو اپنا مرنا بہ نسبت اس کی زیادہ پسند ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل نہ کروں اور یہ کہہ کر لشکر کو روانہ کر دیا۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مانگ لیا کہ چھوڑتے جائیں کہ ان کے مشورہ کی مجھ کو ضرورت ہے۔ اگرچہ زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت زبان زد عام ہے اور مورخین نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات سے لکھا ہے۔ لیکن جو کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت کیا ہے۔ اس سے تاج شجاعت آپ ہی کے سر مبارک پر زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔

اسی سال میں مسیلمہ کذاب نے یمامہ کی طرف دعویٰ نبوت کیا۔ اس کے

قتل کرنے کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع لشکر روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر محصور کرلیا۔ اور کئی روز کے محاصرہ کے بعد مسیلمہ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی نے قتل کیا جو مسلمان ہو چکے تھے۔ مسیلمہ کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اس لڑائی میں قراء بکثرت شہید ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جس قدر اس لڑائی میں قراء شہید ہوئے اگر کسی اور لڑائی میں شہید ہوئے تو قرآن شریف کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہے۔ قرآن شریف کا ایک جگہ جمع ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم جوان عاقل ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ تم جمع کرو۔ انہوں نے کچھ معذرت کے بعد یہ کام عظیم الشان شروع کیا۔ اور چمڑوں اور کھجور کے پٹھوں اور بکری کے شانوں سے جہاں جہاں دستیاب ہوا۔ دو لوحوں میں جمع کیا۔ یہ قرآن شریف حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کی وجہ سے زیادہ اجر ملے گا۔ آپ نے دو سال اور سات مہینہ خلافت کی جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے صدمہ سے آپ روز بروز ضعیف اور کمزور ہوتے جاتے تھے۔ ۷ جمادی الاخری ۱۳ھ کو آپ سردی میں نہائے اور اس کی وجہ سے آپ کو تپ عارض ہوگئی۔ اور مرض کو طول کھینچ گیا۔ اور آپ کی وفات قریب ہوئی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وصیت کی کہ مجھ کو جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ ان کو دھو کر انہیں میں کفنانا۔ لوگوں نے آپ کے پاس آ کر کہا

کہ ہم کسی طبیب کو بلائیں۔ جو آپ کا حال دیکھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے طبیب نے مجھے دیکھ کر یہ کہہ دیا ہے کہ انی فعال لما یرید یعنی میں جو چاہوں گا۔ سو کروں گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس عیادت کو تشریف لائے اور کہا کہ اے ابوبکر کچھ مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے۔ اس میں سے بقدر بسر اوقات لینا۔ اور یاد رکھو جو کوئی صبح کی نماز ادا کرتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں ہو جاتا ہے۔ ایسا نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کرو۔ اور یہ عہد شکنی تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوجہ زیادتی مرض گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ تو آپ سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنا کوئی نائب کر دیں۔ آپ نے فرمایا میں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ایسے تند مزاج اور سخت دل کو نائب مقرر کرتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جواب دوں گا کہ یااللہ جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا اس کو نائب کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا۔ اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دن کے حقوق ہیں۔ کہ ان کو رات میں قبول نہیں کرتا۔ اور کچھ رات کے ہیں۔ کہ ان کو دن میں نہیں قبول کرتا۔ اور وہ نفل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ فرض ادا نہ کرو۔ اور قیامت کے روز جو بھاری پلہ والوں کے پلہ بھاری ہوں گے۔ تو یہی وجہ ہوگی کہ انہوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا۔ اور اپنے اوپر اسی کو بھاری سمجھا ہوگا۔ اور اس ترازو کیلئے جس میں بجز حق کے اور کچھ نہ رکھا جائے شایاں یہی ہے کہ وزن زیادہ ہو۔ اور ہلکے پلہ والوں کے جو قیامت میں ہلکے پلے ہوں گے۔ تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ دنیا میں انہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی۔ اور اس کو اپنے اوپر ہلکا معلوم کیا ہوگا۔ اور جس ترازو میں کہ باطل

کے سوائے اور کچھ نہ رکھا جائے۔ اس کو ہلکا ہونا زیبا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے اعمال میں سے بہتر کے ساتھ کیا ہے۔ اور ان کی برائی سے درگذر فرمایا تو کہنے والا یوں کہتا ہے کہ میں ان لوگوں سے کم ہوں۔ اور ان کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور دوزخ والوں کا ذکر ان کے بدتریں اعمال سے کیا ہے۔ کہ میں ان لوگوں سے افضل ہوں۔ اور اتیہ رحمت اور اتیہ عذاب کو ذکر فرمایا ہے کہ مومن کو رغبت اور خوف دونوں رہیں۔ اور اپنا ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بجز حق کے اور کسی کی تمنا نہ کرے۔ پس اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تم میری نصیحت یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ غائب چیز تمہارے نزدیک محبوب نہ ہوگی۔ اور اس کا آنا تم پر ضروری ہے۔ اور اگر میری وصیت تلف کرو گے تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز تم کو بری معلوم نہ ہوگی۔ اور اس سے تم بھاگ نہ سکو گے نہ اس کو تھکا سکو گے۔ نقل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے گالی دی۔ فرمایا کہ جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ۲۲ جمادی الآخری ۱۳ھ کو تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کی وصیت کے موافق حضرت کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے آپ کو نہلایا اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی ڈالا۔ اور آپ کی وصیت کے موافق جو کپڑے آپ پہنے ہوئے تھے ان میں آپ کو کفنایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درمیان قبر اور منبر کے مع چار تکبیروں کے نماز جنازہ پڑھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں۔ چنانچہ وہیں آپ کی قبر کھودی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتف مبارک کے پاس آپ کا سرمبارک رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قبر

میں اتارا۔

ایک بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا۔ پھر جو اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا میں نے ایک قوم کی کہانت کی تھی۔ انہوں نے مجھ کو یہ دودھ دیا تھا۔ آپ نے اپنے منہ میں انگلی ڈال کر تے کر ڈالی۔ حضرت انیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سال ہمارے پاس آئے ہیں دو برس قبل خلافت اور ایک سال بعد خلافت ہمارے پڑوس میں ایک قبیلہ تھا وہ اپنی بکریاں دوہانے کے واسطے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لاتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو دودھ دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں بوڑھیوں اور اندھوں کے پاس پانی وغیرہ دینے کے خیال سے جاتا تھا۔ تو سب امور ان کے تیار پاتا تھا۔ مجھ کو تلاش ہوئی کہ دیکھوں تو کون ہے۔ جو ان کا کام کر جاتا ہے۔ تلاش کی تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر جایا کرتے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ خدا سے حیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنگل میں جس وقت پاخانہ پھرتا ہوں۔ بوجہ حیا کے اپنے سر کو ڈھکتا ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنی کمر کو دیوار سے لگاتا ہوں۔

ایک پرندہ کو آپ نے سایہ میں بیٹھا دیکھ کر ٹھنڈا سانس مارا۔ اور فرمایا اے پرندہ تیری زندگی اور عیش بہت اچھی ہے۔ تو درخت کے پھل کھاتا ہے۔ اور اس کے نیچے سایہ میں بیٹھتا ہے۔ اور اس کا حساب نہیں دے گا۔ اے کاش میں بھی تیری مانند ہوتا۔

جس وقت آپ کی کوئی تعریف کرتا۔ آپ فرماتے خدایا میری نسبت میرے نفس کا تو زیادہ عالم ہے۔ اور میں ان لوگوں کی نسبت اپنے نفس کا خود زیادہ عالم ہوں۔ خداوند ان کی گمان سے زیادہ مجھ کو بہتر کر اور بخشش کر جس کا ان کو علم نہیں ہے۔ اور مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ یہ کہتے ہیں۔

فرمایا کاش میں مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ فرمایا کاش میں درخت ہوتا کھایا جاتا اور کاٹا جاتا فرمایا کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور کھاتے۔ فرمایا مسلمان کو ہر چیز کا اجر دیا جائے گا۔ کانٹے کے لگنے میں اور تسمہ کے ٹوٹنے میں۔ فرمایا کہ جو شخص خالص محبت الٰہی سے مزہ چکھتا ہے وہ ذائقہ طلب دنیا سے اس کو روک دیتا ہے اور تمام آدمیوں سے اس کو وحشت دلاتا ہے۔ فرمایا انفجر عن درک الادراک ادراک فرمایا حق بات گراں ہوتی ہے اور باوجود گرانی کے خوشگوار ہے۔ اور امر باطل سبق ہے اور باوجود اس کے برا ہے۔ فرمایا اللھم ارنی الحق حقا وارزقنی اتباعة وارنی الباطل باطلا ورزقنی اجتنابه ولا تجعل متشابها علی ناتبع الھویٰ فرمایا دعا بھائی کی بھائی کیلئے قبول کی جاتی ہے۔ آپ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے تھے اور جاڑوں میں افطار کرتے تھے۔ آپ دعا مانگا کرتے تھے۔ اللھم اجعل خیر عمری اخرہ عملی خراتمه وخیر ایامی یوم لقائک غرضیکہ خیر البشر بعد انبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

مبیں اندر کمالات نبوت زامت بہتر صدیق اکبر

آپ سفید رنگ نحیف العارض بلند پیشانی اور غائر العینین تھے۔ ہمیشہ چہرہ مبارک غرقاک رہتا تھا۔ آپ کی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکی رہتی تھی۔ اور آپ اس کے وعید سے مستثنیٰ تھے۔ حنا اور کتم ایک قسم کی گھاس ہے۔ اس کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ آپ نے تمام یعنی ایام جاہلیت سے لے کر نہ کبھی بے ہودہ شعر

کہا۔ اور نہ کبھی شراب پی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ کو انتساب عالم باطن میں باوجود محبت حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ اصل میں مجوسی تھے۔ عالم جوانی سے طلب حق میں ساعی تھے۔ علماء یہود و نصاریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال صبر و استقامت اس راہ میں شدائد و تکالیف برداشت کیں۔ اور قریب قریب دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔ اور آخر جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ سونا دلوا کر آپ کو ایک یہودی سے آزاد کرایا۔ اور جب سے وہ خدمت اقدس میں رہنے لگے۔ غزوہ خندق میں خندق کھودنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مابین مہاجرین و انصار تقسیم فرمائی۔ تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نزاع واقع ہوئی۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اور انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا سلمان منا اهل البیت حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب صفہ سے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہیں کہ بہشت ان کا مشتاق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے ایام خلافت میں حاکم مداین مقرر کر دیا تھا۔ اور پانچ ہزار درم بیت المال سے مقرر کر دیئے تھے۔ آپ تمام روپیہ فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ اور خود زنبیل بافی سے اپنی بسر اوقات کرتے۔ آپ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی دن کو اپنے اوپر اس کو لپیٹ لیا کرتے اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ بکری کے بالوں کی آپ رسیاں اور جھول بنایا کرتے تھے۔ اور لڑائی میں کسی کو جھول اور کسی کو رسی دے دیتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ اپنے ایام حکومت میں آپ شہر مداین کے بازار میں

جاتے تھے۔ اور کسی شخص کو سامان لے جانے کے واسطے ایک مزدور کی تلاش تھی۔ آپ کو کمل پہنے ہوئے دیکھا۔ اور آپ پر سامان اٹھوا کر چل دیا۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں کون ہوں۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ اور کہا اے امیر آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھایا اس شخص نے تب معلوم کیا کہ آپ امیر شہر ہیں۔ اس نے اپنا سر قدم پر رکھا۔ مدت تک قیام فرمایا۔ مگر کبھی متعرض امامت نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نصیحت فرمایئے کہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا تم کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے تم خود زاہد زمانہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی فضیلت تمام پر ثابت ہے۔ آپ کو واجب ہے کہ سب کو پند نصیحت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا اے ابا سلیمان مجھ کو خود اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن میرے جد مجھ سے فرمائیں کہ حق متابعت کیوں نہ بجا لایا اے ابا سلیمان یہ کام نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ شائستہ رکھنے والوں پر موقوف ہے یہ سنکر حضرت داؤد بہت روئے کہ جب ایسے شخصوں کا کہ جن کی معجون طینت آب نبوت سے ہو۔ اور جس کے جد رسول اور ماں بتول ہو یہ حال ہے تو داؤد بیچارہ کس حساب میں ہے۔ ایک روز آپ اپنے خادموں کے درمیان بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے آؤ آپس میں بیعت و اقرار کریں کہ ہم میں سے جس کو نجات ہو۔ وہ سب کی شفاعت کرے۔ سب نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج ہے کہ آپ کے جد شفیع خلائق ہیں۔ فرمایا کہ مجھ کو اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ ان کو لے کر ان کے روبرو ہوں۔ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کچھ وصیت فرمایئے۔ فرمایا اے سفیان دروغ گو کو مروت نہیں ہوتی۔ اور حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی۔ اور ملوک کو اخوت نہیں

ہوتی۔ عرض کیا کچھ اور فرمایئے فرمایا اے سفیان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے محارم سے بچانا۔ تاکہ عابد ہو اور جو کچھ قسمت میں ہوگیا۔ اس پر راضی ہوتا کہ مسلم ہو۔ فاجر سے صحبت مت رکھ کہ تجھ پر فجور غالب ہو جائے گا۔ اپنے معاملہ میں ایسے آدمیوں سے مشورہ کر کہ جو طاعت خدا خوب کرتے ہوں۔ عرض کیا کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا اے سفیان جو شخص چاہے کہ اس کی عزت بلاذات وقبیلہ کے ہو۔ اور ہیبت بلاحکومت ہو اس سے کہو کہ گناہ چھوڑ دے اور طاعت اختیار کرے عرض کیا کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا اے سفیان جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔ وہ سلامت نہیں رہتا۔ اور جو کوئی برے راستہ جاتا ہے۔ اس کو اتہام لگتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا۔ وہ پشیمان ہوتا ہے۔ فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔ فرمایا بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی ایسی عبادت ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ''مطیع مغرور'' گنہگار ہوتا ہے اور ''گنہگار نادم مطیع'' ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق نے امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ عقل مند کس کو کہتے ہیں۔ حضرت امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو خیر وشر میں تمیز کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تمیز تو بہائم میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک عقل مند کون ہے۔ فرمایا عقل مند وہ ہے کہ جو دو خیر اور دو شر میں امتیاز کرے۔ اور خیر میں خیرالخیرین کو اختیار کرے اور شر میں شرالشرین کو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ میں تمام خوبیاں ہیں۔ آپ زاہد بھی ہیں۔ آپ میں کرم باطن بھی ہے۔ اور آپ قرۃ العین خاندان نبوت بھی ہیں۔ لیکن آپ متکبر کمال ہیں۔ فرمایا

میں متکبر نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا مجھ پر پرتو ہے۔ آپ نے کسی سے دریافت کیا کہ درویش صابر فاضل تر ہے یا تونگر شاکر۔ فرمایا درویش صابر کیونکہ تونگر کا دل حبیب میں لٹکا رہتا ہے اور درویش کا اللہ تعالیٰ میں۔ فرمایا عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ جس جگہ فرمایا ہے۔ (التائبون العابدون) توبہ ابتداء مقامات اور عبودیت انتہا و درجات ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناواقفی میں کہا کہ تم نے لی ہے۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کس قدر دینار تھے۔ اس نے کہا ہزار تھے۔ آپ اس کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ہزار دینار دے دیئے جب وہ شخص اپنے گھر واپس گیا۔ وہاں اس کو اپنی تھیلی مل گئی۔ یہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور عرض کی کہ مجھ سے خطا ہوئی۔ مجھ کو اپنی تھیلی گھر مل گئی۔ آپ اپنے واپس لے لیجئے۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لے جاؤ۔ ہم جو کچھ دے دیتے ہیں۔ پھر واپس نہیں لیتے۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں کسی نے کہا کہ یہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اپنے وزیر سے کہا کہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لاؤ کہ قتل کریں وزیر نے کہا کہ انہوں نے گوشہ عبادت اختیار کر رکھی ہے۔ ملک سے ہاتھ کو کوتاہ کرلیا ہے۔ اب ان کے قتل سے کیا فائدہ خلیفہ نے کہا نہیں ان کو ضرور لاؤ۔ وزیر نے ہر چند ٹالا۔ مگر خلیفہ نے نہ سنا۔ آخرکار وزیر ان کو بلانے کو گیا۔ اسکے جانے کے بعد خلیفہ نے غلاموں سے کہہ دیا کہ جس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں۔ اور میں سر سے ٹوپی اتاروں تم ان کو قتل کر ڈالنا۔ اسی اثناء میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

تشریف لائے ان کو دیکھتے ہی منصور تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسند پر ان کو بٹھا کر آپ باادب تمام آگے بیٹھا۔ اور عرض کیا کیا حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ فی الفور خلیفہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کئی وقت یا کئی روز تک ہوش نہ آیا۔ جب افاقہ ہوا۔ تو وزیر نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک اژدہا ان کے ساتھ منہ پھیلائے ہوئے تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں نے ان کو کچھ بھی تکلیف دی تو وہ مجھ کو کھا جائے گا۔ اس خوف سے میں نے عذر کیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔

نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاتے تھے کیا دیکھا کہ ایک بڑھیا کے آگے ایک گائے پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ عورت مع اپنے بچہ کے روتی ہے۔ حضرت نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ یہ ایک گائے تھی۔ اس کے دودھ سے ہماری پرورش ہوتی تھی۔ یہ مرگئی۔ اب حیران ہیں کہ ہماری گذر کس طرح ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ ہم پر تو یہ مصیبت پڑی ہے۔ اور تم ہنسی کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں ہنسی نہیں کرتا۔ پھر آپ نے ایک ٹھوکر ماری۔ اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آپ عام لوگوں میں جا ملے کہ کوئی شناخت نہ کرے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقط

سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتساب ہے۔ اور آپ کی تربیت روحانیت حضرت امام سے ہوئی۔ کیونکہ آپ کی پیدائش حضرت امام جعفر

صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہوئی۔ اگرچہ تذکرۃ الاولیاء کی بعض حکایات سے پایا جاتا ہے کہ آپ کو حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن تحقیق یہی ہے کہ آپ نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا۔ آپ کے جد روساء بسطام سے گبر تھے۔ اسلام اختیار کرلیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے نقل ہے کہ ایام حمل میں جب میں شبہ کا لقمہ کھا لیتی۔ تو اندر بیقراری شروع ہو جاتی۔ تاوقتیکہ قے نہ کر دیتی آرام نہ آتا۔ جب آپ نے مکتب میں پڑھنا شروع کیا۔ اور سورۃ لقمان کی اس آیت پر پہنچے (ان اشکرلی ولوالدیک) آپ نے استاد سے اجازت چاہی اور اپنی والدہ کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ مجھ سے دونوں کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ یا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا شکر معاف کرادو۔ یا اپنا شکر بخش دو۔ ان کی والدہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنا حق بخشا اور تجھ کو بالکل اللہ تعالیٰ کا کر دیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بسطام سے روانہ ہوئے۔ اور تیس سال تک ملک شام کے جنگل میں مصروف ریاضت و مجاہدات رہے۔ جس وقت نماز پڑھتے ان کے سینہ کی ہڈیوں سے ہیبت حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز نکلتی کہ لوگوں کو سنائی دیتی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ان سے کسی نے کہا کہ فلاں جگہ ایک بڑے بزرگ ہیں۔ یہ انکی ملاقات کو گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے۔ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوکا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ دیکھ کر واپس آگئے۔ اور فرمایا کہ اگر اس شخص کو طریقت میں کچھ دخل ہوتا۔ تو خلاف ادب اس سے صادر نہ ہوتا۔

نقل ہے کہ آپکے گھر سے مسجد تک چالیس قدم کا فاصلہ تھا۔ مگر بوجہ تعظیم مسجد کبھی راہ میں نہیں تھوکا۔

نقل ہے کہ آپ نے سفر مکہ کیا اور ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے۔ یہاں تک

کہ بارہ برس میں مکہ شریف پہنچے فرمایا کہ یہ دنیا کے بادشاہ کی بارگاہ نہیں ہے کہ ایک بارگی چلا جائے اس سال مدینہ نہ گئے اور کہا حج کے طفیل میں زیارت کرنا ادب نہیں ہے۔ دوسرے سال صرف مدینہ منورہ گئے۔ راستہ میں ایک شہر میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کے گرد بہت ہجوم کیا۔ آپ نے چاہا کہ کسی طرح یہ لوگ علیحدہ ہوں۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ان کی طرف متوجہ ہو کر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی۔ (انی انا اللّٰہ لا الہ الا انا فاعبدون) لوگوں نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اور ان کو چھوڑ کر چلے گئے آپ کے پاس ایک اونٹ تھا کہ اس پر اپنا اور اپنے مریدوں کا اسباب لاد کر چلا کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ اس بیچارہ پر کس قدر بوجھ لاد دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ غور سے دیکھو اس پر کچھ بوجھ ہے دیکھا تو اس کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ فرمایا سبحان اللہ عجب معاملہ ہے۔ کہ اگر اپنا احوال تم سے پوشیدہ رکھوں تو ملامت کرو۔ اور اگر ظاہر کروں اس کی تم کو طاقت نہیں ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض شخصوں کو میری زیارت سے لعنت ہوتی ہے۔ اور بعض پر رحمت ہوتی ہے۔ فرمایا لعنت اس وجہ سے کہ وہ آیا اس وقت کہ مجھ پر حالت غالب ہوئی۔ اور مجھ کو آپ میں نہ پایا۔ ناچار میری غیبت کریگا۔ دوسرا آیا حق کو مجھ پر غالب پایا۔ مجھ کو معذور رکھا۔ اس پر رحمت ہوگی۔ فرمایا یہ دل چاہتا ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کی طرف اپنا خیمہ لگالوں کہ وہ دیکھ کر مجھ کو پست ہو جائے۔ اور خلق خدا کو راحت ملے۔ فرمایا کہ ایک بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا یا اللہ تیرا راستہ کس طرح ہے۔ فرمایا (دع نفسک وتعال) یعنی (اپنے نفس کو چھوڑ اور آ) فرمایا۔ نماز سے سوا کھڑے ہونے کے اور روزہ سے سوا گرسنگی کے کچھ نہ پایا۔ مجھ کو تو جو کچھ ملا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملا ہے نہ عمل سے کیونکہ کوشش سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو قبض ہوگیا۔ طاعت سے ناامید ہو کر ارادہ کیا

کہ بازار سے زنار خرید کر کمر میں باندھیں۔ بازار میں پہنچے ایک زنار کی قیمت دریافت کی اور دل میں خیال کیا کہ ایک درم ہوگی۔ مگر دکان دار نے کہا کہ ہزار درم یہ سن کر خاموش ہوگئے۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ جو زنار تو باندھے اس کی قیمت ہزار درم ہی ہونی چاہیے۔ فرمایا میرا دل خوش ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے حال پر عنایت ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو الہام ہوا کہ اے بایزید جو تو عبادت کرتا ہے۔ اس سے بہتر لا اور ایسی چیز کہ میری درگاہ میں نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرے کیا نہیں۔ الہام ہوا۔ بیچارگی عجز و نیاز و شکستگی نہیں ہے۔ وہ لانقل ہے کہ ایک مرتبہ خلوت میں ان کی زبان سے سبحانی ما اعظم شانی نکلا۔ جب ہوش میں آئے۔ مریدوں نے بیان کیا کہ آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا فرمایا۔ تم پر خدا کی مار ہو۔ اگر پھر ایسا مجھ سے سنو۔ تو مجھ کو ٹکڑا ٹکڑا کر دو۔ اور ایک ایک چھری سب کو دے دی۔ پھر ان سے یہ کلمہ سرزد ہوا۔ مریدوں نے ارادہ ان کے قتل کا کیا۔ لیکن تمام گھر ان کی شکل سے پر پایا۔ مرید چھری مارتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا گویا پانی میں مارتے ہیں۔ آخر کار صعوہ کی طرح محراب میں بیٹھے نظر آئے۔ مریدوں نے پھر تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بایزید تو یہ ہے جس کو تم دیکھتے ہو۔ وہ بایزید نہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شقیق بلخی ابوتراب بخشی اور بایزید بسطامی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک مرید تھا۔ وہ کھانے میں شریک نہ تھا۔ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ اس نے کہا کہ میرا روزہ ہے۔ فرمایا کھانا کھاؤ۔ ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب لو۔ اس نے منظور نہ کیا۔ پھر شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کھاؤ۔ ایک برس کے روزوں کا ثواب لو۔ اس نے پھر بھی منظور نہ کیا۔ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جانے دو کہ راندہ درگاہ ہوگیا۔ تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ وہ چوری میں پکڑا گیا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹے گئے۔

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ تمہارا پیر کون ہے۔ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت پوچھا کہ وہ کیونکر فرمایا کہ ایک مرتبہ غلبہ شوق میں میں جنگل چلا گیا تھا۔ وہاں ایک بڑھیا کو دیکھا کہ بوجھ لاتی ہے۔ مجھ سے کہا کہ یہ بوجھ اٹھا لے مجھ سے نہیں اٹھتا۔ فرمایا اس وقت میری ایسی حالت تھی کہ مجھ سے اپنے وجود کا بوجھ نہیں اٹھ سکتا تھا۔ بڑھیا کا کیا اٹھاتا ایک شیر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ آیا میں نے اس کی پشت پر رکھ دیا اور بڑھیا سے کہا کہ جب تو شہر میں جائے گی تو کیا بیان کرے گی کہ میں نے کس کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کہوں گی کہ ایک ظالم کو دیکھا ہے۔ میں مںنے کہا کہ کس طرح اس نے پوچھا شیر مکلّف ہے یا غیر مکلّف میں نے کہا کہ غیر مکلّف بڑھیا نے کہا کہ جس کو خدا تکلیف نہ دے۔ اس کو تو تکلیف دے تو ظالم ہے یا نہیں۔ فرمایا ظالم ہے۔ بڑھیا نے کہا کہ پھر اس پر تو چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ معلوم کریں کہ شیر تیرے تابع ہیں اور تو صاحب کرامت ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ گورستان سے آتے تھے۔ ایک جوان بسطام کے رئیسوں سے گاتا بجاتا چلا آتا تھا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم جوان نے اپنا باجا ان کے سر پر اس زور سے مارا کہ باجا بھی ٹوٹ گیا۔ اور شیخ کا سر بھی پھٹ گیا۔ اس کے دوسرے دن صبح کے وقت حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے باجہ کی قیمت اور کسی قدر حلوا اپنے مرید کے ہاتھ اس جوان کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا اس سے کہنا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا ہے۔ اور یہ قیمت بھیجی ہے کہ اس کا اور باجا خرید لو۔ اور یہ حلوا بھیجا ہے کہ اس کو کھاؤ۔ تاکہ رات کا غم وغصہ دفع ہو۔ جوان نے یہ معاملہ دیکھا آ کر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گرا۔ اور توبہ کی اور بہت رویا۔ اور اس کے ہمراہی بھی اس کے موافقت میں مرید ہوئے اور یہ حضرت خواجہ کی خوش خلقی کا نتیجہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے میں ذوق عبادت نہ پایا۔ خیال جو کیا تو گھر میں ایک خوشہ انگور کا رکھا تھا۔ فرمایا کہ کسی کو دے دو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ چنانچہ اسی وقت وہ خوشہ کسی کو دے دیا گیا۔ اور فی الفور حضرت خواجہ کی عبادت میں لذت پیدا ہوگئی۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ وہ سفر کو گیا۔ اس کا بچہ اندھیری رات کی وجہ سے روتا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا چراغ اس کے گھر لے جاتے تب وہ خوش ہو جاتا۔ جب وہ آتش پرست سفر سے واپس آیا۔ اس کی بیوی نے حال اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا جب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی ہمارے گھر میں آگئی تو اب کیا اندھیرے میں رہیں۔ اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک آتش پرست سے کسی نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ اگر مسلمانی ایسی چیز ہے جیسے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں۔ وہ تو مجھ سے نہیں ہوتی۔ اور جیسی تم کرتے ہو۔ ایسی کوئی چیز نہیں۔

نقل ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز امام نے پوچھا کہ آپ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ذرا صبر کرو۔ پہلے میں نماز کا اعادہ کرلوں۔ تب تمہاری بات کا جواب دوں کہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے۔ اس کے پیچھے نماز روا نہیں۔ فرمایا کہ اگر کسی روز بلا نہیں آتی تو کہتا ہوں۔ الٰہی روٹی بھیج اور سالن نہ بھیجا۔ کسی شخص نے پوچھا کہ مجھ سے کچھ اپنے مجاہدہ کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا کہ اگر بڑی بات بیان کروں۔ تو اس کی تم کو طاقت نہیں لیکن ایک چھوٹی سی بات سناتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس سے کچھ کام لینا چاہا' اس نے کہنا نہ مانا۔ ایک سال کو پانی نہ دیا۔ کہا اے نفس یا عبادت کر یا پیاسا مر۔ آپ کے پاس ایک مرید

تیس برس سے تھا۔ ہر روز اس سے پوچھا کرتے تھے کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ ہر روز بتا دیتا۔ آخرکار ایک روز اس نے کہا کہ اے شیخ میں تیس سال سے آپ کے پاس رہتا ہوں۔ آپ ہر روز میرا نام دریافت کرتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ جب سے اس کا نام دل میں آگیا ہے۔ کچھ یاد نہیں ہر روز تیرا نام پوچھ لیتا ہوں۔ اور ہر روز بھول جاتا ہوں۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی تعلیم کیجئے کہ جس سے نجات ہو۔ فرمایا کہ دو باتیں یاد کر لے کافی ہیں۔ اول یہ کہ اللہ جل شانہ تیرے حال سے آگاہ اور جو کچھ تو کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔ ایک روز کسی نے عرض کیا کہ اپنے پوستین کا ایک ٹکڑا مجھ کو دیجئے کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ فرمایا اگر میرا پوست بھی پہن لے تو کیا ہوتا ہے۔ جب تک کہ میرے عمل نہ کرے۔ فرمایا سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ لے اور اس کی تمام شہوات وتمنا محبت حق میں فنا ہو جائیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو دوست ہو وہی اس کو بھی دوست ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی آرزو ہو وہی اس کی بھی ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی یہی نشانی ہے کہ خلق سے بھاگے۔ ادنیٰ بات جو عارف کو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ملک و مال سے پرہیز کرے۔ فرمایا نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بدکام سے بد ہے۔ فرمایا جس نے اپنی خواہشات ترک کیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچ گیا۔ فرمایا تو اپنے تئیں ایسا ظاہر کر جیسا کہ تو ہو۔ فرمایا ذکر کثرت عدد سے نہیں ہے۔ بلکہ حضور بے غفلت کا نام ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دنیا آخرت کو دوست نہ رکھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے کہ جو بار خلق کھینچے اور خوے خوش رکھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ کس طرح حق کو پہنچنا چاہیے فرمایا کہ اندھا اور بہرا اور لنگڑا بن کر کسی نے دریافت کیا کہ آپ

بھوک کی اس قدر کیوں تعریف کرتے ہیں فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا۔ انا ربکم الاعلیٰ نہ کہتا۔ کسی نے دریافت کیا کہ متکبر کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص تمام عالم میں اپنے سے زیادہ کوئی خبیث چیز نہ دیکھے۔ فرمایا مردوں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔

آپ کی وفات ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ کو ہوئی۔ بسطام میں دفن ہوئے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا مجھ سے دریافت کیا کہ کیا لایا ہے۔ میں نے عرض کی کہ کوئی درویش اگر درگاہ شاہی میں آتا تو اس سے یہ نہیں کہتے کہ کیا لایا ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کیا چاہیے۔ (حضرات القدس جلد اول)

نقل ہے کہ شیخ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں فرمایا آرائش ترک کرنا اور محنت اختیار کرنا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے کیونکہ آپ کی ولادت بعد وفات حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہوئی۔

نقل ہے کہ شیخ بایزید بسطامی ہر سال دہستان قبور شہداء کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب راہ میں خرقان میں پہنچتے اس جگہ کھڑے ہوتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سونگتا ہے مرید عرض کرتے کہ حضرت ہم کو تو کچھ خوشبو نہیں آتی۔ آپ کیا سونگھتے ہیں۔ جواب دیتے کہ اس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ اسکا نام علی اور کنیت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔ اس پر بار عیال ہوگا کھیتی کرے گا۔ اور درخت لگایا کرے گا۔

نقل ہے کہ خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں بارہ سال تک عشاء کی نماز خرقان میں بجماعت پڑھ کر سلطان العارفین کے مزار پر انوار پر جاتے اور وہاں متوجہ روح پر فتوح ہو کر منتظر و مترقب برکات و افاضات کھڑے رہتے۔ اور التجا کرتے کہ الٰہی جو خلعت تو نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا ہے۔ اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔ پھر واپس آتے اور عشاء ہی کے وضو سے صبح کی نماز بجماعت پڑھتے۔ خواجہ مولانا بن روز یہاں اصفہانی نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے شرح وصیت نامہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ چند واسطہ سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بھی ملایا ہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ مرید ابی مظفر مولانا ترک طوسی اور وہ مرید خواجہ اعرابی یزید عشقی اور وہ مرید خواجہ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور وہ مرید سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم۔ شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ یہ میرا معاملہ ارشاد بعد میرے خرقانی کی جانب رجوع ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ چالیس سال تک آپ نے سر تکیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ کو مع جماعت کثیر درویشان خانقاہ میں سات روز گذر گئے کہ کچھ کھانے کو نہ ملا کہ ایک شخص آٹا اور ایک بکری لایا۔ اور آواز دی کہ صوفیوں کے واسطے لایا ہوں۔ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میں سے جو صوفی ہو لے لے۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں۔ غرضیکہ کسی شخص نے نہ لیا اور وہ ہر دو جنس واپس لے گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کی آپ مجھ کو اپنا خرقہ پہنائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ

کا مجھ کو جواب دے کہ اگر عورت مرد کے کپڑے پہن لے تو وہ مرد ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ پھر خرقہ سے کیا فائدہ۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ پہننے سے مرد نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے عرض کی کہ آپ اجازت دیں کہ میں خلق کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا۔ خبردار اپنی طرف نہ کرنا۔ اس نے عرض کی کہ اپنی طرف کیسی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اپنی طرف کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی اور شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرے۔ اور تجھ کو ناخوش آئے تو یہ علامت اس کی ہے کہ اپنی طرف دعوت کرتا ہے۔

نقل ہے ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی زیارت کے واسطے آیا اور آپ کے گھر پر آ کر آواز دی کہ شیخ ابوالحسن کہاں ہیں۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا کہ اس زندیق کذاب کو تو کیا کرے گا۔ اس کے سوا خدا جانے اور کیا کیا کہا۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ جس شخص کی اپنی بیوی ایسی منکر ہے۔ اس میں کیا رکھا ہوگا۔ خیر یہ جنگل کو شیخ کی تلاش میں گئے کیا دیکھا کہ آپ ایک شیر پر لکڑیوں کا بوجھ رکھ کر چلے آتے ہیں۔ یہ شخص سامنے گیا اور عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے گھر کا وہ حال باہر کا یہ حال۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تک ایسے بیہڑے کا (یعنی بیوی کا) بوجھ نہ کھینچے گا ایسا شیر اس کا بار نہ اٹھائے گا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کا خرقان پر گذر ہوا۔ ایک قاصد حضرت شیخ کے بلانے کو بھیجا۔ اور اس سے کہہ دیا کہ اگر حضرت آنے میں تامل کریں۔ تو آیت (اطیعو اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) پڑھنا۔ چنانچہ قاصد آیا اور پیام سلطان حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو معاف کرو۔ اس نے آیت مسطورہ بالا پڑھی۔ حضرت شیخ

نے فرمایا کہ میں اطیعو اللہ میں اس قدر مستغرق ہوں کہ اطیعوالرسول سے بھی نادم ہوں اور اولی الامر بجائے خود رہا یہ جواب آ کر قاصد نے سلطان سے کہا۔ سلطان آب دیدہ ہوا۔ اور کہا کہ اٹھو چلو۔ اور ایاز کو اپنے کپڑے پہنائے۔ اور دس عورتوں کو غلاموں کے کپڑے پہنا کر آپ ایاز کے آگے آگے خادموں کی مانند ہوگیا۔ اور مع ہمراہیاں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے صومعہ کا رخ کیا۔ جس وقت صومعہ پر پہنچا۔ سلام کیا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب سلام دیا لیکن تعظیم نہ دی۔ اور محمود کی جانب دیکھا اور ایاز کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ محمود نے کہا کہ سلطان کی تم نے کیوں تعظیم نہ کی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ سب فریب ہے۔ اور محمود کو ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ محمود نے کہا کہ کچھ فرمایئے۔ فرمایا کہ ان نامحرموں کو باہر بھیجو محمود نے اشارہ کیا۔ تمام کنیزیں باہر ہوگئیں۔ محمود نے کہا کہ کچھ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سنایئے۔ فرمایا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا شقاوت سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی زیادہ تھے کہ ابوجہل اور ابولہب نے دیکھا۔ اور وہ شقی ہی رہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ منہ سنبھال کر بات کرو۔ اور اپنی بساط سے پاؤں باہر نہ رکھو کہ ابوجہل نے اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بات محمود کو اچھی لگی۔ اور کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمایئے۔ فرمایا کہ چند باتوں کا خیال رکھنا منہیات سے پرہیز نماز باجماعت اور خلق خدا پر سخاوت شفقت کرنا۔ محمود نے کہا کہ میرے واسطے دعائے خیر فرمایئے۔ فرمایا کہ میں تو ہر روز دعا کرتا ہوں۔ (اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات) کہا کہ دعا کیجئے فرمایا اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد محمود نے ایک اشرفی کی تھیلی پیش کی۔ شیخ نے ایک جو کی روٹی محمود کے آگے پیش کی۔ اور کہا کہ کھا محمود چباتا تھا اور گلے سے نہیں اترتی تھی۔ شیخ نے فرمایا

کہ شاید گلا پکڑتی ہے کہا کہ جی ہاں گلا پکڑتی ہے۔ فرمایا کہ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی میرا اسی طرح گلا پکڑتی ہے۔ اس کو لے جاؤ کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ محمود نے کہا کہ کچھ تو قبول فرمایئے۔ فرمایا کہ نہیں۔ پھر محمود نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی نشانی دیجئے۔ آپ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا محمود جب واپس ہونے لگا کہا کہ صومعہ تو خوب ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہاں سب کچھ ہے یہ بھی رکھنا چاہیے۔ چلنے میں شیخ محمود کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے محمود نے کہا کہ جس وقت میں آیا تھا۔ اس وقت آپ نے التفات بھی نہیں کیا تھا۔ اور اب تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اس کے کیا معانی۔ فرمایا کہ اول تو امتحان کو اور رعونت شاہی سے آیا تھا۔ اب فقر کے انکسار میں جاتا ہے۔ خیر سلطان وہاں سے چلا آیا۔ اور جب سومنات پر چڑھائی کی۔ اور عین حالت جنگ میں کہ جس وقت مخالف کا پلہ غالب ہونے کو تھا۔ گھوڑے پر سے کود کر اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پیراہن کو ہاتھ میں لے کر دعا مانگی۔ کہ الٰہی بطفیل اس پیراہن کے فتح نصیب کر کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دی لکھا ہے کہ اسی شب محمود نے خواب میں حضرت رحمۃ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ محمود تو نے ہمارے خرقہ کی کچھ عظمت نہ کی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے چاہتا کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں۔ تو سب مسلمان ہو جاتے۔

راقم الحروف نے ہنوز اس راہ میں قدم نہیں رکھا تھا کہ یہ حکایت خواجہ ابوالحسن خرقانی و سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہما کی ایک شخص کی زبانی عام مجلس میں سنی یہ اول تیر تھا کہ کانوں کی راہ سے دل میں جاگزیں ہوا۔ اس کو سن کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص دلبستگی پیدا ہوگئی۔ اور ان کے مزید حالات دریافت کرنے کو تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ شروع کیا۔ اور آپ کے تمام و کمال حالات پڑھے ان کے پڑھنے سے عجیب قسم کا جذب دل میں پیدا ہوتا

تھا۔ جس وقت کہ سلسلۂ مجددیہ میں حضرت غوث زمان قطب دوران ماہر علوم جلی وخفی حضرت سیدنا و مرشدنا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ خرقانی اس سلسلہ کے پیروں میں سے ہیں۔ اس وقت کی خوشی کچھ بیان نہیں کرسکتا۔ اس بات کا دل کو یقین آ گیا کہ حضرت شیخ ہی کی تصرف و جذب سے اس خاندان عالی شان میں داخل ہونا نصیب ہوا۔ وگرنہ میں خراب کجا وصلاح کار کجا۔

ایک روز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں میں بیٹھے تھے۔ سب سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ کیا چیز بہتر ہوتی ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ شیخ آپ ہی فرمایئے۔ فرمایا کہ دل جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔ کسی نے دریافت کیا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صوفی مرقع اور سجادہ سے نہیں ہوتا۔ صوفی وہ ہے جو نہ ہو۔ فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ دن کو اس کو آفتاب کی ضرورت نہ ہو۔ اور رات کو چاند اور ستاروں کی کسی نے دریافت کیا کہ صدق کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل باتیں کرے یعنی وہ بات کہے کہ جو دل میں ہو کسی نے دریافت کیا کہ اخلاص کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو کرے۔ وہ اخلاص ہے اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔ فرمایا کہ ایسے آدمی کے پاس مت بیٹھو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کہو اور وہ کچھ اور کہے۔ فرمایا کہ اندوہ پیدا کرو کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے کہ اللہ تعالیٰ بندہ گریاں وبریاں کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا جو شخص سرو دب جائے۔ اور اس کے ذریعہ سے خدا کو چاہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ قرآن پڑھے اور خدا کو نہ چاہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل کی اقتدا کرے۔ نہ وہ کاغذ سیاہ کرے۔ فرمایا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں۔ فرمایا یہ بھی ایک خواہش ہے۔ فرمایا چالیس سال گذرے کہ میرا نفس ٹھنڈا پانی اور

ترش چھاچھ چاہتا ہے۔ ابھی تک نہیں دیا۔ فرمایا کہ جہاں میں عالم اور عابد بہت ہیں۔ تم کو ان سے گذرنا چاہیے کہ رات اس طرح بسر کرو کہ اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اور دن اس طرح بسر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ فرمایا نماز روزہ تو سب کرتے ہیں۔ لیکن مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال اس پر گذر جائیں۔ اور بائیں جانب کا فرشتہ کچھ نہ لکھے کہ اس سے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ فرمایا کہ جو شخص دنیا سے نیک مردی کا نام لے جائے۔ وہ ایسا ہونا چاہیے کہ دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو جائے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں بھیجے اس کو وہ ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے۔ فرمایا ملائکہ کو تین جگہ اولیا سے خوف آتا ہے۔ ایک ملک الموت کو جان نکالتے وقت۔ دوسرے کراماً کاتبین کو لکھتے وقت۔ تیسرے منکر نکیر کو سوال کرتے وقت۔ فرمایا مردان خدا کو شادی و غم نہیں ہوتا۔ اور اگر اندوہ غم ہوتا ہے۔ تو اسی سے ہوتا ہے فرمایا کہ صحبت اللہ کیساتھ رکھو۔ خلق کیساتھ نہیں۔ کہ ایک غلطی سے بقدر دو سالہ ماہ راہ کے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر تو طالب دنیا ہوگا۔ دنیا تجھ پر غالب ہوگی اور اگر اس سے منہ پھیرے گا۔ تو اس پر غالب ہوگا۔ فرمایا درویش وہ ہے کہ دنیا اور عاقبت کی رغبت نہ کرے کہ یہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کا دل سے تعلق ہو۔ فرمایا مردوں کا کام طہارت سے بلند ہوتا ہے نہ کثرت کام سے۔ فرمایا علماء کہتے ہیں کہ ہم وارث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم ہیں کہ بعض معاملات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔ ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور بھی ہو۔ وہ دل مردہ ہے۔ اگرچہ سراپا اطاعت ہو۔ دین کو شیطان سے اندیشہ نہیں ہے بلکہ عالم" حریص دنیا" اور" زاہد بے علم" سے ہے۔ فرمایا کہ چالیس سال سے میں نے روٹی وغیرہ کچھ نہیں پکائی۔ البتہ

مہمانوں کے واسطے اور میں اس میں طفیلی رہا ہوں۔ فرمایا کہ اگر جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھا جائے۔ پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہو۔ فرمایا سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے کہ اس میں خلق نہ ہو۔ اور سب سے بہتر وہ کام ہے کہ اس میں اندیشہ مخلوق کا نہ ہو۔ اور سب سے حلال وہ لقمہ ہے کہ جو اپنی کوشش سے ہو اور سب سے بہتر وہ رفیق ہے کہ اس کی زندگانی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ فرمایا کہ تین چیزوں کی انتہا مجھ کو معلوم نہیں ہوئی اور انتہائے درجات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم نہیں ہوئی۔ انتہائے کید نفس معلوم نہیں ہوئی۔ اور انتہائے معرفت معلوم نہیں ہوئی۔ فرمایا عافیت تنہائی میں پائی۔ اور سلامتی خاموشی میں۔ فرمایا جس نے مجھ کو پہچانا اور دوست رکھا حق کو دوست رکھا۔ اور حق نے اس کو دوست رکھا۔ فرمایا جوان مردوں کا کھانا اللہ تعالیٰ کی دوستی ہے۔ فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ نے خلائق کا رزق قسمت کیا۔ اندوہ جوان مردوں کو دیا۔ اور انہوں نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ نماز روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور وحسد دل سے دور کرنا زیادہ اچھا ہے۔ فرمایا بہت روؤ اور مت ہنسو۔ اور بہت خاموش رہو۔ اور بات نہ کرو۔ اور بہت دو۔ اور مت کھاؤ۔ اور بہت جاگو۔ اور مت سوؤ۔ فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی حلاوت ولذت نہ چکھی۔ اور دنیا سے چلا گیا۔ وہ گویا تمام بھلائی اور آرام سے محروم ہوگیا۔ فرمایا خلائق کے ساتھ صحبت خاطر داری سے رکھنا چاہیے۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ متابعت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاکی سے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاکوں کو پسند رکھتا ہے۔ فرمایا اگر کوئی ایک آرزو نفس کی پوری کرے اس کو سینکڑوں خدشے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ فرمایا ایک لحہ کے واسطے اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا خلائق زمین وآسمان کے اعمال سے بہتر ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی۔ جس کو خلق پر شفقت نہیں ہوتی۔ فرمایا اگر تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی تو نے اللہ تعالیٰ کو آزردہ کیا

ہو۔ اور اس نے معاف بھی کر دیا ہو۔ تاہم تمام باقی مدت العمر اس کی حسرت نہ جائے کہ ایسے مالک کو میں نے کیوں آزردہ کیا۔ فرمایا بہت سے ایسے آدمی ہیں کہ زمین پر چلتے ہیں۔ اور وہ مردہ ہیں۔ اور بہت سے ایسے آدمی ہیں۔ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں۔ اور وہ زندہ ہیں۔ فرمایا ستر سال گذرے میں اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہوں۔ اس مدت میں ایک مرتبہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی۔ فرمایا مجھ کو ایک روز الہام ہوا کہ جو کوئی تیری مسجد میں آئے اسکا گوشت و پوست آتش دوزخ پر حرام ہو۔ اور جو شخص تیری مسجد میں دو رکعت نماز تیری زندگی میں یا تیرے بعد ادا کرے۔ قیامت کے روز عابدوں میں اٹھے فرمایا کہ مجھ کو گوارا ہے کہ دنیا سے قرض دار جاؤں۔ اور قیامت کے روز قرض خواہ وہاں دامن گیر ہو۔ مگر یہ گوارا نہیں کہ کوئی سائل مجھ سے سوال کرے اور اس کی حاجت رد کروں۔

نقل ہے کہ جب شیخ کی وفات نزدیک ہوئی۔ وصیت کی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودنا کہ شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آپکی وفات بمقام خرقان ۴۲۴ھ میں ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ

شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ کو تصوف میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ ان کے سوا شیخ ابی القاسم گرگانی طوسی سے بھی کہ وہ بھی شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ نیز شیخ ابی علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ تذکیر و وعظ میں امام ابی القاسم قشیری صاحب تفسیر و رسالہ قشیریہ کے شاگرد ہیں۔ فرمایا کہ ابتداء جوانی میں میں نیشاپور علم ظاہری پڑھنے گیا تھا۔ وہاں میں نے سنا کہ شیخ ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ مہینہ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور وعظ فرماتے ہیں میں ان کی زیارت کو گیا۔ اور ان کی صورت دیکھ کر مجھ کو ان سے ایک عشق ہوگیا اور اس طائفہ کی محبت میرے دل پر غالب ہوگئی۔ ایک روز

گھر بیٹھا تھا کہ یکا یک میرے دل میں شیخ ابو سعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق بشدت پیدا ہوا۔ اور وہ وقت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا نہ تھا۔ ارادہ کیا کہ ابھی نہ جاؤ۔ مگر صبر نہ ہوسکا۔ ناچار اٹھ کر باہر گیا۔ جب چوراہے پر پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ مع مریدوں کے چلے جاتے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب وہ ایک جگہ پہنچے میں بھی ان کے ہمراہ چلا گیا۔ اور ایک گوشہ میں جاکر اس طرح بیٹھ گیا کہ شیخ کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ وہاں سماع شروع ہوگیا اور شیخ کو وجد عظیم پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ جب سماع سے فارغ ہوئے۔ کپڑے اتارے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک آستین علیحدہ رکھی۔ اور آواز دی ابا علی طوسی کہاں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ تو مجھ کو جانتے بھی نہیں۔ اور دیکھتے بھی نہیں۔ کوئی ابا علی ان کا مرید ہوگا۔ جس کو پکارتے ہیں۔ یہ سوچ کر خاموش ہوگیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ شیخ نے پھر پکارا۔ مگر میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب پکارا۔ تب کسی نے کہا کہ تم ہی کو شیخ پکارتے ہیں۔ جب میں اٹھ کر ان کے پاس گیا۔ شیخ نے وہ تریز اور آستین مجھ کو دی۔ اور فرمایا کہ جاؤ اور اس کو اچھی طرح سے بحفاظت رکھنا کہ تو مجھ کو مثل اس آستین اور تریز کی ہے۔ یعنی جو تعلق کہ آستین اور تریز میں ہے۔ وہی مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ میں وہ کپڑا لے کر آداب بجا لایا۔ اور بہت حفاظت سے رکھا۔ اور مجھ کو ان کی خدمت میں بہت فائدہ اور حال وارد ہوئے۔ جب وہ نیشاپور سے چلے گئے۔ میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور جو کچھ میرے اوپر احوال و واردات گذری تھیں۔ وہ بیان کیں۔ انہوں نے فرمایا اے فرزند ابھی علم پڑھو۔ چنانچہ میں علم پڑھتا رہا۔ لیکن ہر روز روشنائی بڑھتی جاتی تھی کہ تین سال تک میں تحصیل علم میں مشغول رہا۔ ایک روز قلم کو دوات سے نکالا۔ تو سفید نکلا۔ میں

نے امام ابی قاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب علم نے تجھ سے منہ پھیر لیا۔ اب تو بھی اس سے منہ پھیر لے۔ چنانچہ میں مدرسہ سے خانقاہ میں گیا۔ اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کی خدمت میں مشغول ہوا۔ ایک روز استاد تنہا غسل خانہ میں گئے میں نے چند ڈول غسل خانے میں ڈال دیئے۔ جب استاد باہر آئے۔ نماز پڑھی۔ فرمایا یہ کس نے غسل خانہ میں پانی ڈالا۔ میں نے مارے خوف کے کچھ نہ کہا۔ کہ شاید مرضی کے خلاف ہوا ہو۔ پھر دریافت کیا پھر بھی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت فرمایا۔ تب میں نے عرض کیا کہ میں تھا۔ فرمایا اے اباعلی جو کچھ کہ ابوالقاسم قشیری کو ستر سال میں ملا تجھ کو ایک ڈول پانی میں مل گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک ان کی خدمت میں مجاہدہ کیا۔ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ کچھ ایسا حال وارد ہوا کہ میں اس میں گم ہوگیا۔ یہ حال میں نے قشیری کے استاد امام سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اے ابی علی اس سے زیادہ میرا سلوک نہیں ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھ کو ابھی اور پیر کی ضرورت ہے کہ اس مقام سے نکالے۔ میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام سنا تھا۔ ان کے پاس طوس کی جانب روانہ ہوا۔ جب ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت تحیۃ المسجد گذاری۔ اور ان کے سامنے آیا وہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ سر اٹھایا۔ اور فرمایا آؤ کیا بات ہے۔ میں نے سلام کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اور اپنا تمام واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا۔ ہاں ابتداء تمہاری اچھی ہے۔ اگر تمہاری تربیت ہو تو مرتبہ بلند پر پہنچ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں جان لیا کہ میرے پیر یہی ہیں۔ اور وہیں قیام کیا۔ انہوں نے مدت دراز تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدہ اور ریاضتیں کرائیں۔ بعد ازاں اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کیا۔ ابھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے وعظ فرمانے کو نہیں کہا تھا کہ ایک روز میں شیخ ابوسعید ابی الخیر رحمۃ

اللہ علیہ کے پاس مہینہ میں گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے اباعلی بہت جلد تجھ سے مثل طوس کے باتیں کرائیں گے۔ ابوعلی فارمدی کا قول ہے کہ اسی میں بات کو بہت دن گذرے تھے کہ شیخ ابوالقاسم گرکانی نے مجھ سے وعظ کرنے کو فرمایا۔ آپکی وفات بمقام طوس ۴۷۷ھ ہجری میں ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی قدس سرہ سے انتساب ہے لیکن شرح وصایا خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی بے واسطہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اور خرقہ شیخ عبداللہ جوینی قدس سرہٗ سے پہنا۔ اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے اور آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی کہ بغداد' اصفہان' عراق' خراسان' سمرقند' بخارا وغیرہ میں استفادہ و افادہ کیا۔ حدیث شریف پڑھی۔ وعظ فرمایا لوگوں کو ان سے نفع پہنچا۔ فتاوی و احکام شرعیہ میں دست قدرت کامل حاصل تھی۔ علوم و معارف میں قدم راسخ تھا۔ جم غفیر علماؤ فقہاء کا آپ کی خانقاہ و مجلس میں حاضر رہتا۔ آذربائیجان' عراق' خراسان کے لوگوں کی تربیت فرمائی۔ خواجہ ابو یوسف ہمدانی ان مشائخ سے ہیں کہ جن کی صحبت میں حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر رہے ہیں۔ ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ابھی آپ جوان تھے۔ فرمایا کہ تم وعظ کہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تم کو فقہ و اصول فقہ و اختلاف مذاہب ولغت وتفسیر قرآن یاد ہے۔ تم سب طرح سے اس کی صلاحیت رکھتے ہو کہ منبر پر آؤ اور وعظ کہو کہ میں تم میں وہ چیز پاتا ہوں کہ جس کی اصل و فرع زمین و آسمان میں پہنچے ہوئے ہیں۔ حضرت

خواجہ ابو یوسف کا مذہب حنفی تھا۔ مرو میں مقیم تھے۔ پھر ہرات میں چلے آئے تھے۔ وہاں سے پھر مرو کو آتے تھے کہ راستہ میں انتقال فرمایا۔ ساٹھ سال سے زیادہ مسند ارشاد پر قائم رہے۔ اور قبولیت عظیم ہوئی۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔ سالہا کوہ آذر میں مقیم رہے۔ اور عادت تھی کہ سوائے جمعہ کے باہر نہ تشریف لاتے۔ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ ابھی میں شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ وہ درویشوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے کہ اسی اثناء میں ان کو غیبت ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ابھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے فرمایا **تلک خيالاد شبربى بها اطفال الطريقة** یعنی یہ خیال ہیں کہ جس سے اطفال طریقت پرورش کیے جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت روتی پیٹتی آپ کے پاس آئی۔ اور عرض کیا کہ انگریز میرے لڑکے کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ دعا فرمایئے کہ وہ آجائے آپ نے فرمایا کہ تو صبر کر اور مکان کو جا تیرا لڑکا تجھ کو گھر ملے گا۔ وہ عورت واپس آئی تو دیکھا فی الواقع لڑکا موجود تھا۔ اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں ابھی قسطنطنیہ (استنبول) میں قید تھا۔ نگہبان میرے گرد تھے۔ ناگاہ ایک شخص جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ظاہر ہوا اور ایک طرفۃ العین میں اس جگہ مجھ کو لے آیا۔ وہ عورت حضرت خواجہ کے پاس گئی۔ اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو حکم خدا سے تعجب آتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو یوسف وعظ فرماتے تھے۔ دو فقیہ بھی اس جگہ موجود تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ کو کہا چپ رہو۔ تم بدعتی ہو۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم خاموش ہو تم کو موت آئی۔ چنانچہ اس

جگہ اسی وقت دونوں فقیہہ مر گئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں وعظ فرماتے تھے کہ ایک فقیہ ابن سقا نامی اٹھا۔ اور کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا کہ تیرے کلام سے بوئے کفر آتی ہے۔ اور تیری موت دین اسلام پر نہ ہوگی۔ اس کی مدت کے بعد ایک نصرانی خلیفہ کے پاس روم سے آیا ابن سقا اس کے پاس گیا۔ اور نشست و برخاست شروع کی۔ اور آخرکار اس سے کہا کہ میں دین اسلام ترک کرنا چاہتا ہوں۔ اور تمہارا دین قبول کروں گا۔ چنانچہ وہ اس کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اور بادشاہ روم سے ملاقات کرائی۔ اور نصرانی ہوگیا۔ اور اسی پر اس کی موت ہوئی۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی ۴۴۰ھ میں ولادت ہوئی۔ اور ۵۳۵ھ میں وفات ہوئی۔ اور آپ کی قبر مرو کے راستہ میں تھی۔ جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ بعد ازاں وہاں سے نعش مبارک مرو لے آئے اور اب مزار مبارک اسی جگہ ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ'

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ' سرحلقہ سلسلۂ خواجگان ہیں۔ آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل سے تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ امام کبراء اولیاء عظماء اتقیا سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

نقل ہے کہ خضر علیہ اسلام نے امام شیخ عبدالجمیل کو بشارت دی تھی کہ تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا عبدالخالق نام رکھنا۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے۔ اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کریں گے۔ اس کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ امام شیخ عبدالجمیل بسبب حوادث زمانہ روم سے ماوراء النہر آ گئے۔ اور ایک قصبہ ''غجدوان'' میں کہ متصل بخارا ہے اقامت پذیر ہوئے۔ اور وہاں حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے۔

نقل ہے کہ آپ اپنے استاد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھتے تھے جب اس آیت شریف پر پہنچے (ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة انه لایحب المعتدین) استاد سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو خفیۃ فرمایا ہے اس کا کیا طریقہ ہے۔ اگر ذاکر بلند کہے یا بوقت ذکر اعضا کو حرکت دے۔ اور اس پر غیر واقف ہو جائے۔ وہ خفیہ نہیں رہتا اور اگر دل سے ذکر کرے تو پھر چونکہ بحکم حدیث (الشیطان یجری فی عروق ابن ادم مجری دم) وہ واقف ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر حق سبحانہ کے ارادہ میں ہے کہ کوئی اہل اللہ تجھ کو تعلیم دیگا۔ چنانچہ حضرت خواجہ ہمیشہ ایسے شخص ضعیف العمر آئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق نے انکی بہت تعظیم وتکریم کی۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اے جوان میں تجھ میں آثار بزرگی دیکھتا ہوں۔ کہیں تو بیعت ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدت گذری کہ اسی بات کی تلاش میں ہوں۔ پیر مرد نے فرمایا کہ اے جوان میں خضر ہوں۔ تجھ کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ ایک سبق تجھ کو بتلاتا ہوں۔ اس پر ملازمت رکھنا تیری کشائش کام ہوگی۔ پھر فرمایا کہ حوض میں غوطہ مار اور دل سے لا اله الا الله محمد رسول الله کہہ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا۔ اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہوئے اور کشائش عظیم ہوئی۔ بعد ازاں جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں آئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ان کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ مگر تکرار اسی سبق کا کرتے یہاں تک کہ مدت تک حضرت خواجہ ابو یوسف بخارا میں مقیم رہے۔ اور حضرت خواجہ عبدالخالق بالالتزام حاضر خدمت رہتے۔ اور فوائد کثیرہ ان کی صحبت سے اخذ کئے۔ پیر سبق حضرت خواجہ کے حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اور پیر صحبت وخرقہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اگرچہ حضرت خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ ذکر جہر کا تھا۔ لیکن چونکہ

حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔ اسی طرح کیے جاؤ۔ جب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے علیحدہ ہوئے۔ مدت دراز تک مشغول مجاہدات وریاضت رہے۔ اور کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی کہ حضرت خواجہ عبدالخالق کیا کرتے ہیں۔ ایک روز اپنے عبادت خانہ میں روتے تھے۔ تو مریدوں نے عرض کیا کہ آپ کے ایسے عمدہ اطوار اور ایسے خوش اوقات ہیں پھر اس خوف اور رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرماتے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو خیال کرتا ہوں۔ نزدیک ہو جاتا ہے کہ جان قالب سے باہر ہو جائے اور یہ اس سبب سے خوف آتا ہے کہ شاید بے قصد اور بے اطلاع مجھ سے ایسا کام سرزد ہو گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ جس جگہ آپ بیٹھتے۔ بوجہ خوف خدا ایسا معلوم ہوتا گویا آپ کو قتل کرنے کے واسطے بٹھلایا ہے۔ فرمایا کہ میری بائیس سال عمر تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے میری تربیت کے واسطے حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی۔

ایک درویش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ "تسلیم" کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے۔ آج بھی تسلیم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ** تسلیم نفس و مال اس طرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو مملوک حق سبحانہ تعالیٰ سمجھے اور اپنے تئیں وکیل خرچ حق جل و علا جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال سے بندگان خدا تعالیٰ کے ساتھ بے منت نیکی کرے۔ اور مال دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے۔ اور اپنے تئیں حکم و قضا حق تعالیٰ کے تسلیم کرے۔

ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا "فراغت"

دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا فاذا فرغت فانصب یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے۔ اس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ کہ خرید و فروخت اور خلق سے معاملہ داری میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کی تعریف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ رجال لاتلهيم تجارة ولا بيع عن ذكر الله اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ ورنہ ان لوگوں کے جان و مال سے خدمت کرنے میں تقصیر نہ کرنا۔ اور ان کے واسطے اسباب جمعیت و فراغت مہیا رکھو۔ تاکہ ان کی بدولت میں تمہارا تعلق رہے اور جو طاعت و عبادت اس لقمہ کی قوت سے ان لوگوں سے ہو اس کا ثواب اس شخص کو بھی ملے اور ان کے درجات و مقامات اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں۔ اور قیامت کے روز ان کی خدمت اور محبت میں محشور ہو المرمع من احب اور یہ حضرات خاصیت لی مع اللهِ وقت" رکھتے ہیں۔ جس وقت قابل تصرف جذبات الوہیت ہوتے ہیں۔ اہل زمین و آسمان کے عقدے کھل جاتے ہیں کہ جذبته من جذبات اللّٰہ توارى عمل الثقلين اور اس وقت اس جانی اور مالی خدمت کرنیوالے کا جو کچھ نصیب ہوتا ہے کہ اہل مشرق و مغرب اس کا حساب نہیں کر سکتے پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کہ فرمایا ہے وابتغ فيما اتک اللّٰہ الدار الاخرة ولاتنس نصيبک من الدنيا یعنی جو کچھ تیرا حصہ دنیا کا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں صرف کر۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بنیادی اشغال

حضرت کے کلمات قدسیہ سے چند کلمے ہیں کہ بناء طریقہ حضرات خواجگان اسی پر مبنی ہے۔ ہوبذا (ہوش در دم) یعنی ہوشیار ہونا سالک کا ہر نفس میں کہ بیدار ہے یا غافل (نظر برقدم) یعنی سالک کو چاہیے کہ راہ چلنے میں نظر اپنے

قدم گاہ سے تجاوز نہ کرے اور ہر وقت نشست نظر کو رو برو رکھے۔ دائیں بائیں نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔ (سفر در وطن) انتقال کرنا۔ سالک کا صفات بشریہ خبیثہ سے بجانب صفات ملکیہ (خلوت در انجمن) اس سے یہ مراد ہے کہ سالک جمیع اوقات خلوت و جلوت کھانے پینے چلنے پھرتے بات چیت میں اپنا قلب اللہ سے مشغول رکھے۔ یاد کرو۔ اس سے مراد ذکر اللہ سے ہے کہ ہر وقت اس میں مشغول رہے۔ بازگشت سے یہ مراد ہے کہ چند بار ذکر کر کے بکمال تضرع یہ دعا کرے کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ اور رضا تیری اپنی محبت اور معرفت مجھ کو عطا کر (نگہداشت) سے مراد خطرات اور حدیث نفس کا قلب سے دور کرنا ہے۔ (یادداشت) سے مراد توجہ سالک طرف ذات بیچون و بیچگون حق سبحانہ بغیر الفاظ و خیال کے (وقوف زمانی) و (ہوش دردم) ایک ہی چیز ہے۔ وقوف عددی ذکر میں سانس چھوڑتے وقت عدد طاق کا لحاظ رکھنا۔ وقوف قلبی سے مراد توجہ سالک بجانب قلب ہے کہ جو بائیں پہلو میں واقع ہے۔

بیٹے کیلئے خصوصی ہدایات

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ وصیت فرمائی۔ اے فرزند تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا وظائف اور عبادت کی ملازمت رکھنا۔ اپنے احوال کا مراقب کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنا۔ والدین کے حق کا بھی خیال رکھنا کہ ان خصلتوں سے اللہ تعالیٰ تک مشرف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا کہ وہ تیرا محافظ رہے۔ قرآن شریف خواہ یاد یا دیکھ کر پڑھنا لازم رکھنا قرآن شریف کو بہ تفکر و تدبر و حزن و گریہ پڑھنا۔ طلب علم سے ایک قدم نہ ہٹنا علم فقہ اور حدیث پڑھنا۔ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔ عوام الناس سے دور رہنا کہ یہ

راہ دین کے چور ہیں۔ اور مسلمانوں کے راہزن ملازمت سنت و جماعت کرنا۔ ائمہ سلف کے مذہب پر رہنا کہ جو کچھ محدث ہے۔ گمراہی ہے۔ جوانوں اور عورتوں اور مردوں اور اہل بدعت سے صحبت مت رکھنا کہ تیرا دین برباد کر دیں گے۔ دو گردہ روٹی پر راضی رہنا۔ اگر کسی سے صحبت رکھے تو فقیروں سے رکھنا۔ خلوت اختیار رکھنا۔ حلال کھانا کہ حلال مفتاح خیر ہے۔ حرام سے بچنا حق تعالیٰ سے دور ہو جائے گا۔ اسی پر رہنا کہ کل قیامت کو دوزخ میں نہ جلے حلال پہننا کہ عبادت میں حلاوت پائے۔ نماز رات دن میں بہت گذارنا جماعت ترک نہ کرنا۔ دنیا کی خاطر امام و مؤذن نہ ہونا۔ دستاویزوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ قاضیوں کی کچہری میں حاضر نہ ہونا۔ لوگوں کی وصیت کے درمیان نہ گرنا۔ آدمیوں سے اس طرح بھاگنا۔ جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ کوشش کرنا کہ گمنام رہے۔ تاکہ دین خراب نہ ہو۔ سفر کرنا کہ نفس کو ذلت ہو۔ خانقاہ میں نہ بیٹھنا۔ اور نہ خانقاہ بنانا۔ کسی کی برائی کرنے سے غمگین نہ ہونا کسی کی مدح سے مغرور نہ ہونا۔ لوگوں سے حسن خلق کے ساتھ معاملہ کرنا۔ ہر حال میں نیک ہو یا بد بہ ادب رہنا۔ تمام خلائق پر مرحمت کرنا۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسنا کہ قہقہہ غفلت سے ہوتا ہے۔ اور دل کو مردہ کرتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ تم تھوڑا ہنسو اور بہت رونے لگو۔ اللہ کے عذاب سے بے ڈر نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ درمیان خوف و رجا کے زندگانی کرنا کہ سالکوں کا یہی مقام ہوتا ہے۔ کبھی خوف اور کبھی رجا۔ اے فرزند اگر ہو سکے نکاح نہ کرنا کہ دنیا کا طالب ہو جائے گا۔ اور دنیا کی طلب میں برباد ہو جائے گا۔ اور اگر نفس نکاح کا مشتاق ہو تو مجاہدہ کرنا۔ ہمیشہ آخرت کا غم رکھنا۔ موت کو بہت یاد رکھنا۔ ریاست کا خواہاں نہ ہونا۔ جو طالب ریاست ہو

اس کو سالک طریقت نہیں کہنا چاہیے۔ چاہیے کہ ہمیشہ روزہ رکھے کہ روزہ نفس کی سرکوبی کرتا ہے۔ فقر میں پاکیزہ رہنا۔ سبک بار بادیانت باورع باپرہیز رہنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں حلیم اور ثابت قدم ہونا۔ مشائخ کی مال وتن و جان سے خدمت کرنا۔ اور ان کے دل کا خیال رکھنا۔ کسی مشائخ کا انکار مت کرنا البتہ جو امر خلاف شرع ہو۔ اگر مشائخ کا انکار کریگا۔ نجات نہیں ہوگی۔ لوگوں سے کچھ مت مانگ اپنے واسطے کچھ جمع نہ کرنا۔ حق تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم میں ہر روز تیرے واسطے روزی پہنچاتا ہوں۔ تو اپنے تئیں تکلیف مت دے توکل کے بھروسہ پر قدم رکھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ یعنی جس نے خدا تعالیٰ پر توکل کیا حق جل وعلا اس کو کافی ہے یقین کر کہ رزق قسمت کا ہے۔ جوان مرد ہو۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دیا ہے۔ تو خلق کو دے بخل اور حسد سے بچتے رہنا۔ کیونکہ بخیل اور حاسد قیامت کو دوزخ میں جائیں گے۔ اپنا ظاہر آراستہ مت کر کہ آرائش ظاہری سبب خرابی باطن ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اعتماد کرنا سب خلق سے ناامید ہونا ہے۔ کسی سے امید نہ رکھنا۔ ان سے محبت نہ کرنا۔ سچی بات کہنا۔ اور خوف نہ کرنا۔ چاہیے کہ نفس کے درپے ہونا کہ اس کو درستی پر لائے۔ اپنے نفس کو عزیز رکھنا۔ غیر ضروری باتوں سے خاموش رہنا۔ ہمیشہ خلق کو نصیحت کرنا۔ کھانا پینا کم کھانا۔ تاوقتیکہ احتیاج طعام نہ ہو کچھ نہ کھانا۔ سوا ضرورت کلام نہ کرنا۔ جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سونا۔ اور پھر جلد اٹھ بیٹھنا۔ سماع میں بہت نہ بیٹھنا کہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ بہت سماع دل کو مردہ کرتا ہے سماع کا انکار نہ کرنا کہ اصحاب سماع بہت ہیں۔ سماع اس شخص کو روا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو۔ اور نفس مردہ اور جس میں یہ بات نہ ہو۔ اس کو نماز روزہ میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ فکر مند ہو۔ تن نماز میں ہو۔ عمل خالص ہوں۔ دعا

تیری مجاہدہ تیرے کپڑے پرانے تیرے ساتھی درویش تیرا گھر مسجد تیرا مال مسئلہ کی کتابیں۔ تیری آرائش ترک دنیا۔ دوست تیرا خدا تعالیٰ جب تک کسی شخص میں یہ پانچ باتیں نہ ہوں۔ اس سے برادری نہ کرنا۔ نمبر ایک فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔ دوسرے علم کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دے۔ تیسرے ذلت کو عزت سے بہتر جانے۔ چوتھے علم ظاہر و باطن کا بینا ہو۔ پانچویں موت کے واسطے مستعد ہو۔ اے فرزند دنیا پر مغرور نہ ہونا۔ صبح یا شام کوچ ہو جائے گا۔ چاہیے کہ خلوت میں تنہا ہو۔ اور خوف خدا سے دل شکستہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش میں غرق ہو جائے۔ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا گویا مسافر ہے۔ دنیا سے اس طرح مجرد جانا کہ قیامت کے دن یہ نہ معلوم ہو کہ تو کس گروہ سے تھا۔ اے فرزند جس طرح میں نے اپنے پیر سے یہ وصایا سن کر یاد کیا تھا۔ اور عمل کیا تھا۔ اس طرح تو بھی یاد کرنا۔ اور اس پر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ تیرا دین و دنیا میں حافظ ہوگا۔ اور جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں۔ اس کو پیر ہونا مسلم ہے اور جو شخص اس کی اقتدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچے گا۔ کسی درویش نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ عالم کی عقوبت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جس وقت مرد عالم طلب آخرت سے رہ کر طلب دنیا مین مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں یہ عقوبت دیتا ہے کہ حلاوت ولذت واطاعت اس سے لے لیتا ہے۔ اور وہ کاہل ہو کر نیکیوں سے رہ جاتا ہے۔ اس وقت اس کو عقوبت آخرت میں مبتلا کرتا ہے، کسی شخص نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ نماز میں خشوع کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ نمازی کو اس قدر خوف وخشیۃ اللہ کی ہو کہ اگر اس کے تیر بھی ماریں۔ تو اس کو خبر نہ ہو۔ فرمایا تین کلام ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی دوست رکھے گا۔ دوزخ اس کی رگ گردن سے بھی نزدیک ہو جائے گا۔ اول عمدہ کھانا۔ دوم امیروں کی صحبت میں بیٹھنا۔ تیسرے عمدہ پوشاک پہننا کیونکہ

غالب یہ ہے کہ یہ تینوں کام ہوائے نفس سے ہوتے ہیں۔ اور جو شخص تابع ہواء نفس ہوتا ہے۔ اس کی جگہ دوزخ ہے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے کوٹھے پر مشغول عبادت تھا۔ میرے پڑوس میں ایک عورت رہا کرتی تھی۔ وہ اپنے خاوند سے جھگڑتی تھی اور کہتی تھی کہ اس قدر مدت گذری کہ میں تیرے گھر میں آئی۔ بھوک میں پیاس میں صبر کیا۔ گرمی سردی کی تکلیف برداشت کی۔ جو تو نے دیا۔ اس پر قناعت کی۔ زیادہ کا نام نہ لیا تیری عزت و آبرو کی حفاظت کی۔ یہ سب باتیں صرف اس واسطے کہیں کہ تو میرا رہے۔ اور میں تیری رہوں۔ لیکن اگر تیرا دوسری طرف خیال ہوگا تو میرا ہاتھ اور خواجہ عبدالخالق کا دامن ہوگا۔ اور جب تک میں اپنا انصاف نہ کرالوں گی ان کا دامن نہ چھوڑوں گی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر اس بات کا بہت اثر ہوا۔ اور خیال آیا کہ ایک عورت مخلوق کی محبت میں اس قدر ثابت قدم ہے کہ اس کے واسطے تمام شداید برداشت کیں۔ یہ بات سالک راہ کو ایک سبق ہونا چاہیے۔ چنانچہ میں نے خیال کیا تو قرآن شریف سے بھی اس کی شہادت ملی **ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک** یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمام گناہ تو لا دے اور شرک نہ ہو تو سب بخش دوں گا۔ اور اگر شرک ماسواء کو باطن میں راہ دے گا تو ہماری رحمت سے محروم رہے گا۔

ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں کسی درویش کے منہ سے نکلا کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ میں مخیر کریں۔ تو میں دوزخ اختیار کروں۔ کیونکہ میں نے کبھی نفس کی مراد پوری نہیں کی ہے۔ اور بہشت مراد نفس سے ہے۔ اور دوزخ مراد محبوب ہے پس مراد محبوب اختیار کروں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا مطلب جس جگہ بھیجے۔ وہاں جائے۔

جس جگہ رکھے۔ وہاں رہے۔ بندگی کا طریقہ تو یہی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ مع جمع کثیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ ایک جوان زاہدانہ لباس پہنے ہوئے جانماز ڈالے ہوئے آیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا۔ اور پہچانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جوان اٹھا اور کہا حدیث شریف میں آیا ہے۔ **اتقو افراسة مومن فانه ينظر بنور الله** اس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنا زنار توڑ ڈال اور ایمان قبول کر جوان نے کہا۔ خدا نہ کرے میرے کیوں زنار ہوتا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اس کے کپڑے اتار کر دیکھا تو زنار موجود تھا۔ جوان نے فی الفور توبہ کی اور ایمان قبول کیا۔

نقل ہے کہ ایک عورت مجذوبہ برہنہ تمام گلی کوچہ میں پھرا کرتی تھی۔ لوگوں نے جو اس سے کہا کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ اس نے جواب دیا کہ اس شہر میں مرد کون ہے کہ جس سے پردہ کروں۔ ایک روز صبح کے وقت نان کی دکان پر گئی۔ تنور گرم تھا۔ اس میں جا بیٹھی۔ اور کہا کہ اس کا منہ بند کر دو کہ ابھی ایک مرد اس شہر میں آیا ہے۔ اس سے اپنے تئیں چھپاتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں تنور کا منہ کھولا۔ اور دریافت کیا کہ کیا حال ہے اس نے کہا کپڑے لاؤ کہ پہنوں۔ چنانچہ کپڑے لائے تنور سے نکلی ایک بال میں بھی نقصان نہیں آیا تھا۔ سب حیران رہ گئے۔ اور معلوم کیا کہ یہ ولیہ ہے۔ اس نے کپڑے پہنے۔ سب نے قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتا وہ مرد کون ہے۔ جس سے تو پردہ کرتی ہے۔ کہا میرے ساتھ آؤ کہ میں ان کی زیارت کو جاتی ہوں۔ اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی۔ وہ اسی وقت غجدوان سے داخل بخارا ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دیکھ کر اس کی تعظیم کو اٹھے۔ اور آپس میں کچھ باتیں ہوئیں کہ وہی سمجھی یا نانبائی سمجھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مع مریدوں کے حج بیت اللہ جا رہے تھے کہ راہ میں سب پر تشنگی نے غلبہ کیا۔ ناگاہ ایک کنویں پر پہنچے مگر وہاں رسی اور ڈول نہ تھا۔ نہایت مایوسی ہوئی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو نماز پڑھتا ہوں۔ تم پانی پیو۔ اور وضو کرو مریدوں نے جو یہ سنا سمجھ گئے کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اور کچھ پانی کی امید پڑی۔ پھر کنویں پر گئے دیکھا تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کنواں منہ تک بھر گیا تھا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک شخص نے ایک برتن پانی سے بھر لیا فی الفور پانی کنویں کی تہ میں پہنچ گیا۔ یہ بات کسی نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ فرمایا کہ یاروں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا۔ ورنہ قیامت تک پانی تہ میں نہ پہنچتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ کا وقت آخر آیا۔ مرید اور فرزند وہاں موجود تھے۔ حضرت نہ آنکھ کھول کر فرمایا کہ اے عزیزو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اور بشارت رضا دی ہے۔ تمام اصحاب رونے لگے اور عرض کی کہ ہمارے واسطے بھی دعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو بھی بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا۔ میں اس پر رحمت کروں گا۔ اور اس کو بخشوں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ ہو۔ اور قائم رہو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز آئی۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اصحاب نے جو خیال کیا تو حضرت خواجہ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ بعد وفات آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ زیر عرش ایک تخت نورانی پر بیٹھے ہیں۔ اور ملائکہ آپ کے گرد جمع ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت عارف ریوگری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ اعظم خلفاء حضرت خواجہ عبدالخالق

غجدوانی سے تھے۔ تاحیات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ بعد وفات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ علم وحلم زہد وتقویٰ وریاضت وعبادت ومتابعت سنت میں شان عالی رکھتے تھے۔ آپ کی وفات غرہ شوال ۶۱۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مدفن موضع ریوگر بفاصلہ اٹھارہ میل شہر بخارا سے ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ افضل و اکمل خلفاء حضرت خواجہ عارف ریوگری سے ہیں۔ جب خواجہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت آیا تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور دعوت خلق کی اجازت دی۔ آپ کا مولد ایک موضع انجیر فغنی متصل بخارا واقع ہے۔ آپ واہکند میں مقیم تھے۔ اور وہیں تربیت وہدایت خلق فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے بمقتضائے مصلحت طلاب کو ذکر جہر تعلیم کیا۔ اول شخص کہ جس نے اس سلسلہ میں ذکر جہر شروع کیا۔ خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ورنہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ وخواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ذکر جہر نہ کرتے تھے۔ خواجہ کبیر قدس سرہٗ نے کہ فرزند و خلیفہ حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا کہ آپ نے برخلاف پیران کبار ذکر جہر کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو حضرت پیر نے آخر نفس میں فرمایا تھا کہ ذکر جہر کہو۔

راقم الحروف کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ آخر نفس میں حضرت خواجہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جہر فرمانا ایسا تھا۔ جیسا دم اخیر پر مریض کے پاس بآواز بلند ذکر کلمہ یاد دلانے کے واسطے کہا کرتے ہیں۔ اس سے حضرت خواجہ محمود اجازت ذکر جہر سمجھے۔

نقل ہے کہ مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علماء کبار سے اور

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّ اعلیٰ سے تھے۔ باشارہ رئیس العلماء شمس الائمہ حلوائی جمع کثیر علماء کے روبرو حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے دریافت کیا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ فرمایا تاکہ خفتہ بیدار ہو و غافل آگاہ ہو و باستقامت شریعت و طریقت اس راہ پر آئے و بحقیقت توبہ وانابت کی رغبت کرے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے آپ کو یہ شغل مباح ہے لیکن ذکر جہر کی کچھ حد فرمایئے جس سے حقیقت و مجاز و آشنا و بیگانہ ممتاز ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کو مسلم ہے کہ اس کی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو۔ حلق لقمہ شبہ و حرام سے صاف ہو۔ اس کا دل ریا سے مزکا ہو اور اس کا سر توجہ ماسواء سے خالی ہو۔ حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس وقت کے مشائخ میں ایسا کون ہے کہ جس کی اقتداء کی جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کا مقولہ ہے کہ درویش سائل سے مراد خود حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے اس بات کو پوشیدہ رکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ مع اصحاب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی مشغول ذکر تھے۔ کہ یکایک ایک مرغ عظیم سفید رنگ ہوا میں اڑتا ہوا اوپر سے گذرا اور بزبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ ہو اور اپنے کام میں مشغول رہ اس مرغ کے دیکھنے اور اس کلمہ کے سننے سے تمام اہل مجلس غایت فیض ظہور اسرار سے بیہوش ہوگئے۔ جس وقت افاقہ ہوا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مرغ روح پر فتوح حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے ان کو قوت دی ہے کہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اس وقت خواجہ دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ خواجہ اولیاء کبیر کے اول خلیفہ سے ہیں۔ وقت اخیر تھا۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ یااللہ میرے آخروقت میں میری مدد کو کوئی اپنا دوست بھیجنا کہ اس کی برکت سے ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ باشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک حضرت خواجہ دہقان رحمۃ اللہ علیہ کے وقت پر پہنچی تھی۔ اور انکا خاتمہ بخیر ہوگیا۔ اب واپس جاتے ہیں۔ چونکہ میرے حال پر فرط محبت وعنایت تھی۔ اس راہ سے گذرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا انتقال ۷۱۵ھ میں ہوا۔ اور آپ کا مدفن موضع انجیر فغنی میں ہے۔

حضرت خواجہ علی قدس سرہ

حضرت خواجہ علی رامتینی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا کبار سے ہیں۔ جس وقت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا وقت قریب پہنچا۔ تب آپ نے حضرت خواجہ علی کو اپنی خلافت سپرد کی اور اپنے جمیع اصحاب آپ کو تفویض کیے آپ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت دار تھے۔ اور انہیں کے اشارہ سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے آپ کا مسکن قصبہ رامتین میں تھا۔ لیکن بسبب بعض حوادث شہر باورد میں آ گئے اور وہاں مدت تک ارشاد خلق میں مشغول رہے۔ مگر وہاں بھی چین نہ ملا۔ شہر خوارزم آ گئے۔ اور وہاں ریاضت مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ اس جگہ بھی آپ کے بہت سے مرید ومحب جمع ہوگئے اہل طریقت آپکو حضرت ''عزیزان'' کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے تئیں فرمایا کرتے تھے۔ ''عزیزان'' اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمعصر تھے۔ انہوں نے کسی درویش کی زبانی حضرت عزیزان کو کہلا بھیجا کہ آپ اور میں دونوں آئندہ رونده کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ

کھانے میں تکلف نہیں کرتے ہیں۔ اور میں کرتا ہوں۔ یعنی عمدہ عمدہ غذائیں کھاتا ہوں۔ مگر آپ کی سب تعریفیں کرتے ہیں۔ اور میری شکایت کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ حضرت عزیزاں نے جواب دیا۔ خدمت کرنے والے اور احسان کرانے والے بہت ہیں۔ اور خدمت کرانے والے اور احسان مند ہونے والے بہت کم ہیں۔ دوئم یہ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی ہے یہ کیا بات ہے۔ جواب دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں۔ خضر علیہ السلام ان کے عاشق ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہم نے سنا ہے۔ آپ ذکر جہر کرتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ذکر خفیہ کرتے ہیں۔ پس آپ کا بھی ذکر جہر ہو گیا۔ حضرت عزیزان نستاجی کیا کرتے تھے۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے پیشہ کے مناسب فرمایا کندن و پوستن یعنی توڑنا اور جوڑنا۔ یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ فرمایا اگر کوئی حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند موجود ہوتا تو منصور حلاج سولی سے بچ جاتے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے کے ساتھ صحبت رکھو۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ کیونکہ مصاحب خدا مصاحبِ خدا ہے۔ فرمایا ایسی زبان سے دعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے سامنے عاجزی کیا کرو۔ تاکہ وہ تمہارے واسطے دعا کریں۔ فرمایا عمل کیا کرو۔ اور ان کو ناکردہ استعمال کر کے اپنے تئیں مقصر جاننا چاہیے۔ فرمایا اگر نیکوں کے پاس بیٹھو گے۔ نیک ہو گے اور اگر بدوں کے پاس بیٹھو گے بد ہو گے۔ فرمایا اگر کسی آدمی کے پاس بیٹھے۔ اور خدا تعالیٰ کو بھولے اس کو شیطان سمجھ اگرچہ آدمی کی صورت ہو۔ بلکہ "ابلیس آدمی" بدتر ہے "ابلیس جن" سے کہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور ابلیس آدمی ظاہر طور سے۔ فرمایا

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ورتو نرہید زحمت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

فرمایا یار نیک کار نیک سے بہتر ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کار نیک سے تجھ کو عجب و پندار ہو۔ لیکن یار نیک راہ نیک ہی کی صلاح دے گا۔ فرمایا کہ مجھ سے بعض دور والے نزدیک اور نزدیک والے دور ہیں۔ دور والے نزدیک وہ ہیں کہ بصورت ظاہری میرے پاس ہیں۔ لیکن دل و جان سے میرے ساتھ نہیں ہیں۔ یعنی دل و جان سے کاروبار دنیا وہوا و ہوس میں مشغول ہیں۔ فرمایا کہ مجھ کو ''دوران نزدیک'' بہتر ہیں۔ ''نزدیکان دور'' سے جان و دل کی نزدیکی کا اعتبار ہے۔ نہ کہ آب وگل کی

گر دریمنی بامنی و پیش منی درپیش منی بے منی و دریمنی

کسی درویش نے حضرت عزیزان قدس سرہ سے دریافت کیا کہ ''بالغ شریعت'' کس کو کہتے ہیں۔ اور ''بالغ طریقت'' کون ہے۔ فرمایا بالغ شریعت وہ ہے کہ جس سے منی نکلے۔ اور بالغ طریقت وہ ہے۔ جو منی سے باہر آئے (یعنی اس کی خودی جاتی رہے) اس درویش نے یہ سن کر سرزمین پر رکھ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا سرکو زمین پر رکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ سر میں ہے۔ (یعنی نخوت وغرور و پندار) وہ زمین پر رکھو۔ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے دریافت کیا کہ اسکے کیا معنی ہیں۔ الفقیر لایحتاج الی اللہ یعنی فقیر نہیں حاجت رکھتا طرف اللہ کی حضرت خواجہ نے جواب دیا لایحتاج بالسؤال اللہ یعنی فقیر سوال نہیں کرتا جبکہ اللہ علام الغیوب ہے۔ اس سے سوال کی کیا حاجت ہے۔ وہ سب کی حاجتیں جانتا ہے۔ فرمایا کہ غنا بے پروائی کو کہتے ہیں۔ اور یہ اگرچہ بصورت تونگری معلوم ہوتی ہے۔ مگر فقیری کے وصف سے ہے۔ فرمایا اگر فقیر کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو اور دل میں بھی کچھ خواہش نہ ہو۔ پس وہ فقیر

محمود الصفات ہے اور اگر وہ الفقر فخری کہے درست ہے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھے مگر دل میں خواہاں ہو وہ گدائے محلہ ہے۔ نہ تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں رکھے اور دل میں بھی خواہاں ہو وہ فقیر مذموم الصفات ہے سواد الوجہ و کاد الفقران یکون کفرا اس پر صادق ہے۔

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ حدیث الفقر سواد الوجہ و کاد الفقران یکون کفرا متناقض حدیث ''الفقر فخری'' ہیں۔ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول کی دونوں حدیثیں ان فقیروں کے حق میں ہیں جو کہ اپنا فقر خلق پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کو ذریعۂ گدائی ٹھہرا لیا ہے۔ اور اس سے منافع حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر بندہ کو خطاب پہنچے کہ اے بندہ ہم سے کوئی حاجت چاہ شرط بندگی یہ ہے کہ بندہ خدا سے سواء خدا کے اور کچھ نہ چاہے۔ آپ کے صاحبزادہ خواجہ ابراہیم نے آپ سے دریافت کیا کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے انا الحق کہا۔ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے لیس فی جُبتی سوای دونوں قول خلاف شرع ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو سولی دی۔ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ نہ کہا۔ فرمایا دونوں قولوں میں فرق ہے۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اپنی ہستی پیش کی کہ انا کہا۔ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے نیستی پیش کی۔ اور لیس کہا۔ فرمایا اگر کسی شخص کے پاس کچھ نہ ہو۔ مگر اسکے دل میں خواہش ہو۔ اس کو تجرید معنوی نہیں ہے اور اگر کسی شخص کے پاس سب کچھ ہو۔ مگر اس کے دل میں محبت نہ ہو۔ اس کو تجرید معنوی حاصل ہے۔

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ستر کتے با قلادۂ زریں تھے کہ آپ کی بکریوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اسی سے باقی سامان کا قیاس کرنا چاہیے اور آپ نے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کیسا وسیع ملک تھا۔ مگر آپ زنبیل بافی کر کے بسر اوقات کرتے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نہایت مالدار تھے۔ اور بڑی کروفر ظاہری سے رہتے تھے۔ علیٰ ہذالقیاس بہت سے انبیاء اور اولیاء گذرے ہیں کہ جن کے مال و متاع بکثرت تھا۔ مگر بقدر ذرہ ان کے دل میں محبت مال نہ تھی۔ ان کو تجرید معنوی حاصل تھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھ کو بھول نہ جایئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بازار جا کر ایک کوزہ خرید اور ہم کو لا کر تحفہ دے اس نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا کہ اب جس وقت اس کو دیکھا کروں گا۔ تجھ کو یاد کیا کروں گا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک گروہ علماء کا حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے واسطے آیا۔ اثنائے سخن میں ایک عالم نے کہا۔ علماء پوست ہیں اور فقراء مغز حضرت عزیزان نے فرمایا کہ مغز پوست کی حمایت میں رہتا ہے۔

نقل ہے کہ کسی شخص نے ازروئے انکار کہا کہ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ بازاری ہے۔ یعنی سوت کی خرید و فروخت کے واسطے آپ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ یار عزیزان زاری چاہتا ہے۔ تو کیوں نہ بازاری ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زاری وتضرع و درد و سوز و نیاز مسکنت چاہیے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہمان حضرت عزیزان کے گھر آیا۔ اس وقت آپ کے گھر کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ناگاہ ایک غلام کہ آپ کا مخلص تھا۔ روٹیاں فروخت کیا کرتا تھا۔ ایک ٹوکری روٹیوں کی بھری لایا۔ اور آپ کے سامنے پیش کی۔ اس وقت آپ بہت خوش ہوئے۔ اور اس سے کہا کہ تو نے اس وقت بہت پسندیدہ خدمت کی جو تیری مراد ہو مانگ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تم سا ہو جاؤں۔ یعنی تمہاری مانند ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ نہایت سخت بات

ہے اور تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ میرا تو یہی مقصود ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اسی طرح سہی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گئے۔ اور اس کے حال پر متوجہ ہوئے۔ جب باہر تشریف لائے تو وہ باورچی ظاہر و باطن میں بالکل آپ کے مشابہ تھا۔ مگر اس کے بعد چالیس روز زندہ رہا۔ اس بوجھ کو زیادہ نہ اٹھا سکا اور مر گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ باشارہ غیبی حضرت عزیزان بخارا سے خوارزم آئے اور شہر کے دروازہ کے باہر قیام کر کے ایک درویش وہاں کے بادشاہ کے پاس بھیجا کہ فقیر تمہارے شہر کے دروازہ پر آیا۔ اگر تمہاری مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ تو شہر میں آ جائے۔ ورنہ اس جگہ سے واپس ہو جائے۔ اور درویش سے کہہ دیا کہ اگر بادشاہ اجازت دے دے تو اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ کا لیتے آنا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گیا۔ اور حضرت کا مدعا بیان کیا تو بادشاہ مع اہل دربار ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یہ بھی کیسے نادان اور سادہ طبیعت کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور مذاق کے طور پر ایک اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ کا اس درویش کو دے دیا۔ وہ درویش لے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ شہر کے اندر داخل ہوئے اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر بطریقہ حضرات خواجگان مشغول ہوئے۔ صبح کے وقت مزدور خانہ جاتے اور ایک دو مزدور لے آتے۔ اور ان سے فرماتے کہ وضو کرو۔ اور نماز پڑھو۔ اور عصر کے وقت تک ہمارے پاس بیٹھو۔ اور ذکر کرو۔ بعد ازاں مزدوری دے کر ان کو رخصت کر دیتے۔ وہ لوگ بہت خوشی سے یہ کام کرتے اور چونکہ ایک دن اس طرح انکی صحبت رہتی۔ اگلے دن اس صحبت کے اثر اور حضرت کے تصرف سے آئے بغیر چین نہ پڑتی۔ آخر کار رفتہ رفتہ اس قدر اژدہام خلائق ہوا کہ وہاں کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ کوئی شخص اس جگہ آیا ہے۔ ان کی خلقت مرید ہوئی چلی جاتی ہے۔ اندیشہ ہوتا ہے

کہ کہیں یہ لوگ بڑھ نہ جائیں۔ اور ملک میں کچھ فتنہ و فساد قائم نہ ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ کو اس بات کا وہم ہوگیا۔ اور اس نے آپ کے اخراج کا حکم دیا۔ آپ نے اس درویش کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تو تمہاری اجازت سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اگر بدعہدی ہے۔ تو ہم چلے جائیں بادشاہ یہ سن کر نہایت شرمندہ ہوا۔ اور آپ کی دور بینی کا بہت معتقد ہوا۔ اور مع مصاحبین آ کر مرید ہوا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمد۔ ایک خواجہ ابراہیم جب حضرت کی وفات قریب ہوئی۔ تو چھوٹے فرزند خواجہ ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ لوگوں کے دلوں میں خیال آیا کہ بڑے فرزند ہوتے ہوئے چھوٹے کو آپ نے اپنا جانشین کیوں کیا آپ نے فرمایا کہ بڑے کی عمر میرے بعد جلد ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے انیس روز بعد ہی وہ فوت ہوگئے تھے۔ حضرت عزیزان کا انتقال روز دوشنبہ ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ ایک سو تیس برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مدفن خوارزم میں ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی اکمل اصحاب و افضل خلفاء حضرت عزیزان تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ کا وقت آخر پہنچا۔ آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور جملہ مریدین کو فرمایا کہ ان کی ملازمت و متابعت کرو۔ استغراق و بیخودی آپ کو بدرجہ غایت تھی۔ سماس میں آپ کا ایک باغ تھا۔ گاہ گاہ آپ اس کی تاک کے شاخ کاٹا کرتے تھے۔ شاخ کاٹتے کاٹتے آپ کو بیخودی ہو جاتی تھی اور وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔

نقل ہے کہ جب آپکا گذر کوشک ہندوان پر ہوتا۔ فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی بو آتی ہے۔ اور قریب ہے کہ کوشک ہندوان ''قصر عارفاں'' ہو حتیٰ کہ ایک مرتبہ جب اس جگہ پھر آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے

کہ وہ مرد پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو تولد ہوئے صرف تین دن گذرے تھے۔ چنانچہ حضرت کے جد امجد آپ کو لے کر حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ اس کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اور اصحاب سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہی وہ مرد ہے۔ جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی۔ اور اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس فرزند کے حق میں تربیت سے دریغ نہ رکھنا ورنہ میں تجھ کو معاف نہیں کرنے کا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اس میں قصور کروں۔ تو مرد نہیں ہوں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھا کر ایک قرص نان مجھ کو عطا کی کہ اس کو اپنے پاس رکھ لے۔ اور آپ کے ہمراہ روانہ ہوا راستہ میں اگر کچھ فتور اور خطور میرے دل میں گذرتا۔ فرماتے کہ باطن کو نگاہ رکھو اور رفتہ رفتہ ایک مخلص کے مکان پر قیام فرمایا۔ وہ مخلص آپ کے تشریف لے جانے سے بہت خوش ہوا۔ لیکن کچھ مضطرب کبھی گھر میں آتا۔ کبھی باہر جاتا۔ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ سچ بتا تجھ کو اضطراب کس بات کا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ دودھ موجود ہے مگر روٹی نہیں۔ ہر چند کوشش کی دستیاب نہ ہوئی۔ حضرت بابا نے مجھ سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی لاؤ کہ اس کا دل تسکین پائے۔ اور فرمایا اے فرزند دیکھا۔ آخر وہ روٹی کام آئی۔

اس پر راقم الحروف کو حضرت مرشدنا وسیدنا ومولانا غلام نبی صاحب للہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصہ بعینہٖ اسی اندازہ کا اپنے چشم دید یاد آیا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک مقام سے وہ روانہ ہوئے تھے کہ ایک شخص نے مسور کی دال خام قریب سیر کے آپ کو لا کر دی۔ آپ نے ایک خادم کے سپرد کی اور فرمایا کہ اسکو

بحفاظت رکھنا۔ اور اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے نہایت منت سے عرض کیا کہ میرا دل آپ کی دعوت کرنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے گھر صرف آٹا ہی ہے۔ دال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو کچھ فکر مت کر دال تو ہم سے لے لے۔ چنانچہ وہ دال اس کے حوالہ کی۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۷۵۵ھ میں ہوئی۔

حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اجل خلفاء حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔ آپ سید صحیح النسب تھے۔ پیشہ کلالی کا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ فرمایا کرتی تھیں کہ جس وقت امیر کلال میرے شکم میں تھے۔ اس وقت اگر میں شبہ کا لقمہ کھاتی تھی۔ تو مجھ کو درد شکم ہو جاتا۔ تاوقتیکہ قے نہ کرتی تھی۔ آرام نہ آتا تھا۔ جب چند مرتبہ یہ معاملہ وقوع میں آیا۔ تب میں سمجھ گئی کہ اس کی وجہ یہ طفل ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے لقمہ میں احتیاط رکھی۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو ایام جوانی میں کشتی کا نہایت شوق تھا۔ ایک روز حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا معرکۂ کشتی پر گذر ہوا۔ اور آپ وہاں تماشا دیکھنے لگے۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال گذرا کہ حضرت خواجہ کا ایسے مجمع میں ٹھہرنے کا کیا موقع ہے۔ آپ نے اپنے اشراق خاطر سے معلوم کر کے فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے کہ اس سے بہت سے آدمی درجہ کمال کو پہنچیں گے۔ میں اس کے شکار کے واسطے کھڑا ہوں کہ اسی اثناء میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد بابا سماس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور دیکھتے ہی متاثر ہو گئے۔ چنانچہ فی الفور معرکہ کشتی چھوڑ کر حضرت خواجہ سماس کے ہمراہ ہولئے۔ جب حضرت اپنے مکان پر پہنچے۔ حضرت امیر کلال کو خلوت میں طلب کر کے تلقین طریقہ

فرمایا۔ اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ پھر کبھی کشتی و بازار میں نہیں گئے۔ اور تیں سال حضرت بابا کی خدمت میں حاضر باش رہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اپنے مسکن سوخار سے سماس کو جاتے۔ اور واپس آجاتے تھے۔ اور تمام راہ شغل طریقہ میں اس طرح مشغول رہتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ بدولت صحبت تکمیل اور ارشاد کو پہنچے۔ آپ کی وفات صبح کی نماز کے وقت بروز پنجشنبہ بتاریخ آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ ہوئی۔ آپ کا مزار قصبہ سوخمار میں ہے۔

امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کا انتساب بحسب ظاہر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور فی الحقیقۃ آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں۔ اور ان کی روح پاک سے تربیت پائی۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ کو ہوئی۔ بچپن ہی سے آثار ولایت و انوار کرامت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کی علوشان کی بشارت دی تھی۔ اور جب قصر ہندوان پر گذر ہوتا۔ فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ ''قصر ہندوان'' ''قصر عارفان'' ہو۔ اس جگہ سے ایک مرد کی بو آتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت کے تین دن بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ اور آپ نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ جلیل القدر کے سپرد کر کے فرمایا تھا کہ میں تم کو معاف نہیں کروں گا اگر تم نے اُن کی تربیت میں دریغ کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بھی آچکا ہے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا یہ سبب ہوا کہ ابتداً کسی ایک پر میل خاطر

رکھتے تھے۔ خلوت میں بیٹھے ہوئے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کے گوش مبارک میں ایک آواز آئی۔ کہ" اے بہاء الدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو سب کی جانب سے منہ پھیر کر ہماری درگاہ میں متوجہ ہو"۔ یہ سن کر حضرت خواجہ متغیر و بیقرار ہو گئے۔ اور وہاں سے نکل آئے اسی وقت اندھیری رات میں ایک نہر پر گئے کپڑے دھوئے غسل انابت کیا اور بکمال شکستگی دو رکعت نماز پڑھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ مدت گذر گئی۔ اس آرزو میں ہوں کہ پھر ویسی ہی نماز پڑھوں۔ مگر میسر نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ابتدا جذبہ میں مجھ کو الہام ہوا کہ تو نے جو اس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں وہ کرنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو اس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں کہوں۔ اگر وہ ہو تو اسی راستہ میں قدم رکھتا ہوں۔ ورنہ نہیں۔ دو مرتبہ اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ بعد ازاں مجھ سے لاپروائی کی۔ پندرہ روز تک میرا حال نہایت خراب رہا اور میں خشک ہو گیا۔ اور جب ناامیدی ہو گئی۔ خطاب پہنچا۔ اچھا جس طرح تم چاہتے ہو رہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو سخت قبض ہوا اور چھ مہینہ تک رہا مجھ کو یقین ہو گیا کہ دولت باطنی میری قسمت میں نہیں۔ لاچار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا کہ دنیا کا کوئی کام اختیار کروں۔ راہ میں ایک مسجد کے دروازے پر یہ شعر لکھا ہوا نظر پڑا

اے دوست بیا کہ ما ترائیم — بیگانہ مشو کہ آشنائیم

اس کو دیکھتے ہی تمام حال عود کر آیا اور میں پھر مسجد کے گوشہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ جس زمانہ میں مجھے جذبات و غلبات و بیقراری عنایت تھی۔ راتوں کو بخارا کے گرد مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ ایک رات مزاران متبرک پر پہنچا۔ جس مزار پر جاتا۔ پھر دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے۔ ٹم ٹما رہا ہے۔ اگر بتی کو ذرا سی بھی حرکت دی جائے تو خوب روشن ہو جائے۔ اول شب خواجہ محمد واسع

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا۔ وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمد اجفر نوی قدس سرہ کے مزار پر جانا چاہیے۔ جب وہاں پہنچا۔ دو تلواریں میری کمر میں باندھیں۔ اور مجھ کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزدآ خن کے مزار کی جانب پھیر دی۔ آ خر شب میں ان کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی چراغ و بتی کو اسی انداز پر پایا۔ میں نے بتی کو سرکا دیا اور متوجہ قبلہ ہو بیٹھا مجھ کو غیبت ہوگئی۔ اس غیبت میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی ہے۔ ایک تخت پر ایک بڑے بزرگ آدمی کو بیٹھے دیکھا اس کے آگے سبز پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں سے میں خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانتا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ گزرے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ اور یہ جماعت کس کی ہے کہ اسی اثناء میں ایک شخص ان میں سے اٹھا اور بتلایا کہ وہ بزرگ عبدالخالق غجدوانی ہیں۔ اور یہ جماعت ان کے خلیفہ ہیں۔ اور سب کے نام بتائے اور اشارہ سے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں۔ اور یہ خواجہ اولیاء کبیر اور یہ خواجہ عارف ریوگری اور یہ خواجہ محمد انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ خواجہ علی رتمینی رحمۃ اللہ علیہ اور جب خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا۔ تو یہ بھی کہا کہ ان کو تم نے زندگی کی حالت میں بھی دیکھا ہے۔ یہ تمہارے پیر ہیں اور تم کو کلاہ عطا فرمائی ہے۔ میں نے کہا ہاں ان کو تو میں پہچانتا ہوں۔ مگر کلاہ کا قصہ بہت دنوں کا ہے وہ مجھ کو یاد نہیں ہے کہ کس جگہ رکھی ہے۔ فرمایا کہ کلاہ تمہارے گھر میں ہے۔ اور تم کو یہ کرامت دی ہے کہ جو بلا ہو۔ وہ تمہاری برکت سے دفع ہو۔ پھر اس جماعت نے کہا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تم سے کچھ فرمائیں گے کہ طریق سلوک کے حق میں وہ باتیں بہت ضرور ہیں۔ دھیان کر کے سننا میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ کو سلام کروں۔ چنانچہ وہ سبز پردہ اٹھایا۔ اور میں نے حضرت

خواجہ کو سلام کیا۔ آپ نے چند کلمات فرمائے کہ وہ ابتدا و وسط و نہایت سلوک میں بہت کار آمد ہیں۔ منجملہ ازاں ایک یہ فرمایا کہ تو نے چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے تھے۔ وہ بشارت تمہاری استعداد اور قابلیت کی تھی لیکن استعداد کو حرکت دینا چاہیے کہ اسرار پوشیدہ ظاہر ہوں اور باندازہ قابلیت عمل کرنا چاہیے کہ مقصود حاصل ہو۔ پھر اس امر کی نہایت تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ عمل بعزیمت اور سنت کرنا چاہیے۔ رخصت و بدعت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ و متفحص اخبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام ہونا چاہیئے۔ بعد ختم تقریر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء نے فرمایا کہ اس واقعہ کے صدق و حقیت کا شاہد یہ ہے کہ تم مولانا شمس الدین ایکنوی کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ فلاں ترک نے جو سقا پر دعویٰ کیا ہے۔ اس میں حق بجانب ترک ہے۔ اور تم سقا کی رعایت کرتے ہو۔ اس سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ اس کے حمل رہ گیا۔ بچہ ساقط کیا فلاں جگہ دفن کر دیا ہے۔ بعد اس کے تین عدد مویز لے کر نسف کو جانا جب جنگل میں ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوگی۔ وہ تجھ کو ایک گرم روٹی دیگا۔ وہ لے لینا۔ اور اس سے کچھ بات نہ کرنا۔ آگے چلنا ایک کارواں ملے گا۔ اس جنگل میں سوار ہوگا۔ اس کو نصیحت کرنا۔ وہ تیرے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ اور کلاہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ جو تمہارے پاس ہے۔ اس کو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جانا پھر اس جماعت نے مجھ کو ہشیار کر دیا۔ صبح کو میں جلدی سے اپنے گھر کو گیا۔ اور وہاں اپنے گھر والوں سے کلاہ کا قصہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو مدتوں سے فلانی جگہ رکھی ہے۔ اس کو دیکھ کر میری اور ہی کیفیت ہوگئی۔ اور بہت رویا۔ صبح کی نماز مولانا شمس الدین ایکنوی کی مسجد میں پڑھی۔ ان سے تمام قصہ بیان کیا۔ سقا حقیت ترک کا منکر ہوا۔ میں نے اس کے زنا وغیرہ کا قصہ ظاہر کیا۔ جس سے وہ بہت نادم ہوا۔ مولانا نے

میرے حال پر بہت التفات فرمایا اور فرمایا کہ تم کو درد طلب ہے۔ اگر اس جگہ قیام کرو۔ تو میں تمہاری تربیت کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اوروں کا فرزند ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ میرے منہ میں پستان دیں اور میں اس کو نہ چوسوں۔ مولانا نے سکوت فرمایا اور مجھ کو اجازت چلے جانے کی دی۔ میں اول ہی روز دو آدمیوں سے کمر مضبوط بندھوا کر روانہ ہوا۔ جنگل میں جب پہنچا تو ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ کو ایک روٹی دی۔ وہ روٹی میں نے لے لی۔ اور اس سے کوئی کلام نہ کیا۔ جب آگے بڑھا۔ ایک کارواں ملا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا کہ ایکنہ سے انہوں نے دریافت کیا کہ کس وقت چلے تھے۔ میں نے کہا کہ طلوع آفتاب کے وقت اور وہ وقت چاشت کا تھا۔ ان کو سخت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم اول شب وہاں سے چلے تھے۔ جب آگے بڑھا تو ایک سوار ملا اس نے کہا کہ تم کون ہو کہ تمہاری صورت دیکھ کر مجھ کو ڈر معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ جس کے ہاتھ پر تو توبہ کرے گا۔ چنانچہ وہ سوار فی الفور گھوڑے پر سے اتر پڑا۔ اور توبہ کی اور اپنے ساتھ بہت سی شراب لئے ہوئے تھا۔ اس کو پھینک دیا۔ اس جگہ سے میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ کلاہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ پیش کی۔ حضرت امیر نے بعد توجہ فرمایا کہ یہ کلاہ عزیزان ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں کلاہ عزیزان ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس معاملہ میں ایسا اشارہ ہے کہ اس کو دو پردوں میں رکھو۔ میں نے قبول کیا۔ بعد ازاں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو بطریق نفی اثبات خفیہ مشغول کیا۔ اور مدت تک میں نے محنت کی۔ لیکن بموجب اشارہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ عمل برعزیمت ذکر جہر نہ کیا۔ بلکہ جس قت حضرت امیر کلال کے اصحاب ذکر جہر شروع کرتے اس وقت میں حلقہ سے اٹھ آتا۔ اور یہ بات میرے پیر بھائیوں پر

بہت گراں گذرتی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے چند مرتبہ شکایت کی کہ خواجہ بہاء الدین نقشبند آپ کی اطاعت و انقیاد نہیں کرتے۔ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ و التفات میرے حال پر روز افزوں ہوتی جاتی تھی۔ اور میں بھی کوئی دقیقہ ادب کا فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ اور سر تسلیم آستان ارادت و متابعت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ پر رکھتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز قریب پانچ سو آدمی کے جمع تھے کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاء الدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو۔ دراصل تم کو معلوم نہیں ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص اس پر ہے۔ اور نظر بندگان خدا تابع نظر حق سبحانہ ہے۔ اس کے معاملہ میں میرا کچھ اختیار نہیں۔ فرمایا کہ فرزندم بہاء الدین تمہاری تربیت کی حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ بموجب وصیت تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ بقدر طاقت خود اٹھا نہیں رکھا۔ اب تمہارا مرغ روحانیت بیضہ بشریت سے باہر آ گیا ہے۔ لیکن مرغ ہمت بلند پرواز ہے۔ اب ترک تاجک جس جگہ سے تمہاری ہمت کے موافق ملے۔ اسکے حاصل کرنے میں تقصیر نہ کرو۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمائی کہ ترک و تاجک جس جگہ سے ممکن ہو حاصل کرو تو اسی اثناء میں میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حکیم قدس سرہٗ نے کہ کبار مشائخ ترک سے تھے۔ میری کسی درویش سے سفارش کی ہے صبح کو جب میں بیدار ہوا۔ تو اس درویش کی شکل مجھ کو خوب یاد تھی۔ یہ خواب میں نے اپنی دادی سے کہ نہایت صالحہ تھیں بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھ کو مشائخ ترک سے حصہ پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اس درویش کی تلاش میں رہا کرتا تھا کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو پہچان لیا۔ اس کا نام خلیل تھا۔ لیکن اس وقت اس

سے صحبت نہ ہوئی۔ جب میں اپنے مقام پر واپس آیا تو ایک قاصد نے مجھ سے کہا کہ خلیل درویش تجھ کو بلاتے ہیں۔ یہ سن کر میں فی الفور کچھ ہدیہ لے کر بشوق تمام ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنا خواب ان سے بیان کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے۔ وہ مجھ پر عیاں ہے۔ کچھ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس سے میرے دل میں ایک اور میل محبت پیدا ہوگیا۔ اور اس کی صحبت میں عجیب عجب احوال مشاہدہ ہوئے۔ اتفاقاً تھوڑے دنوں کے بعد وہ چلے گئے۔ اور بعد مدت مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ درویش تو بادشاہ ماوراء النہر ہوگیا۔ بعد چند روز کے بسبب واقعہ ایک قضیہ کے مجھ کو انکے توسل کی ضرورت ہوئی۔ بعد ختم قضیہ انہوں نے مجھ کو ملازمت اور خدمت کے واسطے فرمایا۔ اس حالت سلطنت میں بھی ان سے میں نے بڑے بڑے حالات دیکھے میرے اوپر نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ آداب خدمت تعلیم کرتے۔ چنانچہ وہ تعلیم مجھ کو اس راہ میں بہت کام آئی۔ چنانچہ چھ سال میں ان کی خدمت میں رہا۔ مجلس عام میں ان کے آداب سلطنت بجالاتا۔ اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواص بارگاہ کے روبرو بارہا فرمایا کرتے کہ جو شخص محض رضاء اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کرتا ہے۔ وہ خلق میں بزرگ ہوتا ہے۔ مگر مجھ کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس فرمانے سے کیا مطلب ہے اور کس کو کہتے ہیں۔

سات سال تک حضرت خواجہ مولانا عارف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بتعظیم تقدیم صحبت رہی کہ وہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت خواجہ سے سالہا پیشتر تربیت پاچکے تھے۔ اور صاحب تصرف و کرامات تھے۔ فرمایا کہ جب میں حج سے واپس طوس میں پہنچا۔ تو شاہ مغرالدین حسینی والی ہرات کا قاصد مکتوب لے کر آیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ لیکن حاضر ہونا نہایت مشکل ہے اس پر میں بموجب واما

السائل فلا تنهر واذا رایت لی طالبا فکن له' خادما ہرات کی جانب روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا۔ اور بعد اداء مراسم توقیر فقراء صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ آپ کو مشیخت آباء و اجداد سے بطریق ارث پہنچی ہے میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ آپ سماع اور ذکر جہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جذبہ عنایت الٰہی مجھ پر پہنچا اور بلا مسابقت ریاضت قبول فرمایا اور باشارہ حقانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے بیعت ہوا ان کے وہاں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ پھر ان کے یہاں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ظاہر باخلق و باطن باحق۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا ہاں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله فرمایا کہ خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور ہمارے خواجگان کا اصول ہے "خلوت در انجمن" و "سفر در وطن" و "ہوش دردم" و "نظر برقدم" اس کے علاوہ جو حضور و ذوق ذکر جہر و سماع سے ہوتا ہے۔ اس کو قیام نہیں اور اگر کوئی وقوف قلبی پر مداومت کرے۔ تو جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہو جاتا ہے کہ پھر دل کو خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ان علم القلب انه' ذاکر فاعلما نه غافل یعنی اگر معلوم ہو قلب کو کہ وہ ذاکر ہے۔ پس جان تحقیق وہ غافل ہے و آیہ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیه قال الحسن رحمة الله علیه لا تظهر ذکرک لنفسک نتطلب له عوضا بعض بزرگوں کا مقولہ ہے۔ ذکر اللسان هذیان وذکر القلب وسوسۃ اور یہ بیت پڑھی۔

دل را گفتم بیاد ترا شاد کنم' گفت   چوں من ہمہ اوشدم کرایا دکنم

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کی استدعا سے ہرات میں بادشاہی مکان میں داخل ہوئے خدم وحشم امیر و وزیر جس

پر نگاہ کرتے۔ سب بیتاب ہو جاتے دوسری مرتبہ جب حضرت حج کو جانے لگے تو صرف مولانا زین الدین قدس سرہٗ سے ملاقات کے واسطے برات گئے۔ اور تین روز تک ان سے صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہ سے برسبیل تواضع فرمایا۔ ''آمدیم تا نقش'' بریم غالبًا اسی روز سے حضرت خواجہ کا لقب نقشبند ہوا۔ اس حج سے واپس آ کر باقی مدت العمر حضرت خواجہ نقشبند بخارا میں رہے۔ اور کہیں نہیں گئے۔ فرمایا کہ ایک روز میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا۔ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام ایک سوار کے جامہ میں نظر آئے۔ ہاتھ میں ایک بڑی لکڑی گلہ بانوں کی طرح لئے ہوئے اور کلاہ پہنے ہوئے میرے پاس آئے اور ترکوں کی زبان میں کہا کہ تم نے گھوڑوں کو دیکھا ہے۔ اور اس لکڑی سے مجھ کو مارا۔ میں نے کچھ ان سے نہ کہا۔ اور انہوں نے چند مرتبہ میرا راستہ گھیر کر مجھ کو مشوش کیا۔ میں نے کہا کہ میں تم کو جانتا ہوں کہ تم خضر ہو۔ رباط قراول تک وہ میرے پیچھے آئے اور کہا کہ ٹھہر جاؤ کچھ دیر پاس بیٹھیں گے میں نے کچھ التفات نہ کیا۔ جب حضرت سید امیر کلال کے پاس پہنچا۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کچھ التفات نہ کیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں چونکہ آپ کی طرف متوجہ تھا۔ ان کی طرف التفات نہ کیا۔ فرمایا کہ ہمارے خواجگان کی نسبت چار وجہ سے ہے۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دوسرے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذریعہ سے پہنچی ہے۔ اور چوتھے جو ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی ہے اور اسی سبب سے انکی نسبت کو ''نمکِ مشائخ'' کہتے ہیں۔ فرمایا ہمارا روزہ نفی ماسواء اللہ سے اور نماز'' کا نک تراہ'' ہے یہ شعر بھی آپ ہی کے ہیں۔ شعر

تا روئے ترا دیدہ ام اے شمع طراز   نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز   چوں بے تو بوم نماز من جملہ نماز

فرمایا کہ ''وقوف قلبی'' اور ''وقوف عددی'' میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہیے کہ وہ سب اطلاع خلق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا کہ اباالعنق ارفع عنقک ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ اہل مجلس میں کوئی نہ معلوم کرے کہ حقیقت اخلاص بعد فنا حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں۔ رباعی!

ساقی قدحے کہ نیم مستیم   مخمور صباحے الستیم
مارا تو بما گماں کہ تاما   باخویشتیم بت پرستیم

فرمایا کہ ذکر رفع غفلت کا نام ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہوگئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو کہ رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہیے۔ یعنی کھانے میں' بات کرنے میں' سننے میں' چلنے میں' خریدنے میں' فروخت کرنے میں' عبادت میں' نماز میں' قرآن شریف پڑھنے میں' لکھنے میں' پڑھانے میں' وعظ فرمانے میں ایک لحہ غافل نہ ہو کہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی   شاہد کہ نگاہے کنی آگاہ نباشی

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر بقدر پلک جھپکانے کے اللہ تعالیٰ سے غافل ہوگا۔ تو باقی طول عمر اس نقصان کا تدارک نہ کرسکے گا۔ باطن کا نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن بعنایت حق سبحانہٗ وتعالیٰ وتربیت خاصان حق جلد میسر ہو جاتا ہے۔

بے عنایت حق وخاصان حق   گر فلک باشد سیاہ ہستش ورق

دوستان خدا کی صحبت میں کہ ہم سبق ہوں۔ اور یک دوسرے کے منکر نہ ہوں اور شرائط صحبت بجالائیں جلد حاصل ہو جاتا ہے اور کامل کے ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ ارباب

ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل و کامل مکمل و مقلد کامل و مکمل نورانی و نور بخش ہے۔ کامل نورانی ہے۔ مگر نور بخش نہیں۔ مقلد وہ کہ جو بحکم شیخ کام کرے۔

فرمایا مرشد قطب چاہیے یا خلیفہ قطب ہو۔ بہرحال اپنے تئیں ذکر میں مصروف رکھے۔

فرمایا کہ ساکنان طریقت دو نوع کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ریاضت و محنت و مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور ان کے ثمرات پاتے ہیں۔ اور مقصود کو پہنچتے ہیں۔ اور ایک فضلی ہیں کہ سواء فضل خدا کچھ نہیں جانتے توفیق طاعت و ریاضت بھی فضل سے جانتے ہیں۔ یہ طائفہ جلد مقصود کو پہنچتا ہے۔ **الحقیقة ترک ملاحظة العمل لا ترک العمل** شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ عمل رہا لیکن گراں بہا کن۔

فرمایا کہ جو شخص صبح و شام ذکر میں مشغول رہے۔ وہ غافلوں سے نہیں ہے۔ بلکہ ذاکروں سے ہوتا ہے۔ بحکم آیۃ شریف **واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخفیه دون الجهر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین** بعض مفسروں کا قول ہے کہ غدو و آصال سے مراد مداومت ذکر ہے۔ دوسری آیۃ **ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لایحب المعتدین** یعنی اپنے پروردگار کو بمسکنت و آہستگی یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ بلند آواز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب بلندی پر چڑھنے لگے۔ آواز تکبیر و تہلیل بلند کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایها الناس! **اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون غائبا واصما انکم لتدعون سمیعا قریباً** یعنی اے لوگو اپنے نفسوں پر نرمی کرو کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور اتفاق

علماء و مشائخ ہے کہ ذکر خفیہ افضل و اولیٰ ہے۔

فرمایا کہ مجھ کو مقام شیخ جنید و شیخ شبلی و شیخ منصور حلاج و بایزید بسطامی کی سیر ہوئی۔ اور جہاں تک وہ پہنچے میں بھی پہنچا۔ حتیٰ کہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بایزید قدس سرہٗ جب اس مقام پر پہنچے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ وہاں کی سیر ہو۔ مگر دست رو ان کی پیشانی پر رکھا گیا۔ اور میں نے ان کی طرح گستاخی نہ کی و بتعظیم سر آستانہ عزت پر رکھا۔ راہ ادب اختیار کی مجھ کو وہاں کی سیر کرائی۔ فرمایا اگرچہ نماز روزہ و ریاضت و مجاہدہ سے آدمی واصل ہو جاتا ہے۔ لیکن نفی و ترک اختیار و دید قصور اعمال اقرب طریق ہے۔

فرمایا فقر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری۔ ایک اضطراری۔ فرمایا ثانی بہتر اول سے ہے کہ وہ باختیار حق ہے۔ فرمایا ظہور خوارق و کرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اصل چیز استقامت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ طالب استقامت ہو۔ نہ طالب کرامت کہ اللہ تعالیٰ استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس کرامت چاہتا ہے۔

اقوال اکابر سے ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں جائے اور ہر برگ و درخت سے آواز یا ولی اللہ آئے تو اس پر التفات نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ہر لحظہ بندگی و تضرع و نیاز مندی میں کوشش کرنا چاہیے۔

فرمایا میرا طریقہ عروۂ وثقیٰ ہے۔ اتباع سنت پیغمبر علیہ السلام واقتداء آثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو براہ فضل لائے ہیں۔ اور آخر تک میں نے فضل ہی دیکھا ہے اپنے عمل سے کچھ نہیں دیکھا۔

فرمایا میرے طریقہ میں تھوڑا عمل زیادہ ہے۔ لیکن رعایت متابعت شرط ہے۔ فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ اور خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور جمعیت صحبت میں اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔

فرمایا کہ مرشد کو چاہیے کہ طالب کے حال ماضی و استقبال سے آگاہ ہو کہ اس کی تربیت کر سکے اور شرائط طلب سے یہ ہیں کہ جس وقت خدا کے کسی دوست کی صحبت میں داخل ہو۔ اپنے حال کو معلوم کرے کہ کیسا ہے اور پھر بعد کچھ مدت کے اس گذشتہ احوال سے موازنہ کرے اگر اپنے میں کچھ ترقی دیکھے تو اس کی صحبت فرض سمجھے۔

فرمایا مراقبہ نسیان رویت مخلوق بدوام نظر الی الخالق ہے فرمایا کہ دوام مراقبہ نادر ہے۔ اور ہم نے اس کے حاصل کرنے کا طریق مخالف نفس پایا ہے۔ فرمایا مشاہدہ سالک کے دل پر دراز وغیبی کے نزول کے ملاحظہ کو کہتے ہیں۔ اگر وہ جلد گذرتا ہے تو ادراک میں نہیں آتا۔ فرمایا کہ محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر ساعت حساب کرتا رہتا ہے کہ مجھ پر کیا گذرتا ہے۔ اور کس طرح گذرتا ہے اگر نقصان پایا جائے اس کا تدارک کرے اور اگر ترقی پائی جائے اس کا شکریہ ادا کرے۔ اور اس عمل میں کوشش کرے۔

حضرت خوجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ببرکت حضرت خواجہ طالب اول قدم پر سعادت مراقبہ سے مشرف ہوتا تھا۔ اور جس وقت زیادہ توجہ فرماتے عدم پر پہنچ جاتا۔ اور اگر زیادہ توجہ فرماتے مقام فنا پر پہنچ جاتا اس وقت حضرت خواجہ فرماتے کہ میں صرف واسطہ تھا۔ اب مجھ سے منقطع کر کے مقصود حقیقی سے پیوست ہونا چاہیے۔

فرمایا عبادت طلب وجود ہے و عبودیت تلف وجود فرمایا اگر تو مقام ابدال پر پہنچنا چاہتا ہے۔ تو مخالفتِ نفس کر۔ فرمایا کہ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ زمین اس طائفہ کے سامنے مثل دستر خوان کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے۔ مگر حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت فرمایا تھا۔ وہ دستر خوان پر تھے۔ فرمایا جو شخص اپنے تئیں سلامتی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے سپرد

کرے۔ اس کو دوسرے سے التجا کرنا شرک ہے یہ شرک عوام کو معاف ہے اور خواص سے نہیں۔ فرمایا کہ متوکل کو چاہیے کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خرابی کے واسطے پیدا کیا ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت چاہتے ہیں۔ فرمایا اگر اس وجود سے زیادہ خراب کوئی وجود ہوتا تو فقر کا خزانہ اس جگہ رکھتے۔

فرمایا کہ اہل اللہ بار خلق اس سبب سے کھینچتے ہیں کہ تہذیب اخلاق ہو یا کسی ولی سے ملاقات ہو۔ کیونکہ کوئی ایسا ولی نہیں ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر نہ ہو جب اس ولی سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس نظر الٰہی سے فیضیاب ہوتا ہے۔

صد سفرہ دشمن بکشد طالب مقصود　　باشد کہ یکے دوست بیاید بضیافت

فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی میری جوتی سیدھی کی ہے۔ اسکی شفاعت کروں گا۔ فرمایا اول رجوع خستہ ہو پھر توجہ خاطر شکستہ۔ فرمایا کہ اس راہ میں صاحب پندار کا کام بہت مشکل ہے۔

گرچہ حجاب تو بروں از حدست　　ہیچ حجابت چوں پندار نیست

فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے جو شخص بلا حال کہتا ہے۔ وہ اس حال کو نہیں پہنچتا۔ فرمایا یہ ضرور نہیں کہ جو دوڑے اس کو گیند مل جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ اس سے اشارہ دوام کوشش وسعی کا ہے۔ فرمایا کہ اولیاء کو اسرار پر اطلاع دیتے ہیں۔ مگر بے اجازت اظہار نہیں کرتے فرمایا کہ جو رکھتا ہے۔ وہ چھپاتا ہے۔ اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ فرمایا کہ ببرکت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسخ صورت اس امت کا مرتفع ہوگیا۔ لیکن مسخ دل ہو جاتا ہے۔

اندریں امت نباشد مسخ تن　　لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

فرمایا مجھ سے جو کچھ اظہار خاطر و اعمال و احوال خلق صادر ہوتا ہے۔ میرا

اس میں کچھ درمیان نہیں۔ الہام سے مجھ کو اطلاع کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ صحیح نیت ہر امر میں نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ نیت وہبی چیز ہے کسب کو تعلق نہیں۔ فرمایا کہ جس کی استعداد بوجہ صحبت فاسد کے فاسد ہوگئی ہو۔ اسکا کام دشوار ہے۔ سواء صحبت اہل تدبیر اصلاح پر نہیں آ سکتی۔

جز صحبت عاشقان مستان مپسند   در دل ہوس قوم فرو مایہ بلند
ہر طائفہ ات بجانب خویش کشد   چغد سوئے ویرانہ و طوطی سوئے قند

فرمایا گاہ گاہ کی زیارت مع حضور قلب اس سے بہتر ہے کہ دوام ہو۔ اور بلا حضور ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا زرنی غبًّا تزدد حبا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستون حنانہ کی آڑ میں ہوکر فی الفور مشرف بملازمت ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ولم طاقت مفارقت نہیں رکھتا۔ فرمایا یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوجہ کمال محبت کے کہی تھی۔ لیکن اگر تعمیل حکم نہ فرماتے تو بہتر تھا۔ فرمایا کہ اگر مرید کو پیر کے کسی کام میں مشکل اور شبہ ہو۔ تو صبر کرے اور اعتقاد برہم نہ کرے شاید کہ وہ بھید ظاہر ہو جائے۔ اور اگر مرید مبتدی ہو۔ اور طاقت صبر نہ رکھے۔ مرشد سے دریافت کرے۔ اسکو سوال حلال ہے۔ اور متوسط اس عقدہ کے حل کو لب نہ ہلائے کہ روا نہیں ہے۔

فرمایا ارادہ الٰہی سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گذرا ہے۔ بمتابعت میرے اوپر بھی گذرا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مع اصحاب تنور میں روٹی لگائی ہے۔ سب کی روٹیاں پک گئیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ پکی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بھی مع یاراں تنور میں روٹی لگائی۔ سب کی پک گئی مگر میری نہیں پکی وجہ اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ اور آپ کا دست

مبارک جو روئی کو لگ گیا تھا۔ اس سبب سے آگ کا اثر اس پر نہ ہوا۔ اور چونکہ جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کمال اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ اس کی برکت سے آپ کا ہاتھ بھی جس روئی پر لگا تھا۔ اس پر آنچ نے اثر نہ کیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کرامت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں۔ اور دھنس نہیں جاتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ سے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ دیکھا تو حجاب دور ہو گئے تھے۔ معلوم ہوا تو ملائکہ آسمان فرض پیشین میں مشغول ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ وقت ہی نہیں۔ اس پر وہ نہایت محجوب ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ زیارت بیت اللہ کو گئے۔ حاجیوں نے روز عید قربانی کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ایک لڑکا ہے۔ اسی کو قربان کرتے ہیں جب بخارا میں مراجعت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ روز عید قربان آپ کے لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے مع درویشوں کے کلاہ نوروزی تیار کی۔ اس وقت آپ کو بسط عظیم تھا۔ جب وہ کلاہ پہنی فرمایا کہ اس وقت ہم نے کلاہ سلاطیں پہنی ہے۔ کس بادشاہ کو ماریں۔ ایک درویش نے حاکم ماوراء النہر کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو مارا اور امیر بخارا کو کہ حاکم ماوراء النہر کے خوف سے کابل بھاگ گیا تھا۔ لکھا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ چاہیے کہ پانچ سو دینار بدست حاصل بھیج دو۔ بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ اسی روز حاکم ماوراء النہر قتل ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ''قصر عارفان'' میں تھے کہ امیر برہان الدین فرزند حضرت امیر کلال قدس سرہما روٹیاں لائے اور تنور میں پکانے لگے۔ ناگاہ ابر عظیم اور بارش شروع ہوئی۔ سب حیران رہ گئے۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ جب تک ہم اس جگہ ہیں۔ یہاں نہ آئے۔ امیر برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ میری کیا مجال کہ میں اس قسم کی بات کہوں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم جو کہتے ہیں کہہ دو۔ امیر برہان الدین نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی امتثال امر میں اسی طرح کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس جگہ ایک قطرہ نہ برسا۔ اور سب جگہ برستا رہا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات خارج از شمار ہیں۔ اس جگہ تبرکاً چند لکھ دی گئی ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر آئے گا۔ تو سب کو مرنا سکھلاؤں گا۔ چنانچہ جب آپکا وقت آخر آیا۔ نفس آخری دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور کافی دیر تک دعا مانگتے رہے۔ جب بعد دعا دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔ جان بجانان تسلیم کی۔

آپ کا سن شریف تہتر برس کا تھا بتاریخ ۳ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۷۹۱ھ کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے آگے کلمہ شہادت اور قرآن شریف نہ پڑھیں کہ بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ رباعی پڑھیں۔ رباعی

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئاً للہ از جمال روے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما　　آفریں بردست و بر بازوے تو

حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ

حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ خلیفہ اول و نائب مطلق و داماد حضرت

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کی بچپن سے طبع مبارک مائل بفقر تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد طالب مال پدری نہ ہوئے۔ بلکہ مشغول حصول علم ظاہری ہوئے۔ ابھی بچہ ہی تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی والدہ سے فرمایا کہ جب علاء الدین بالغ ہو تو مجھ کو خبر کرنا۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہوگئے تو ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خود ''قصرِ عارفاں'' سے تشریف لائے۔ اور مدرسہ جہاں حضرت علاء الدین عطار طالب علم تھے گئے دیکھا کہ ایک حجرہ میں ٹوٹے ہوئے بوریہ پر اینٹ سرہانے رکھے ہوئے مطالعہ کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت دیکھ کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی جگہ بٹھا لیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری لڑکی آج بالغ ہوئی ہے۔ اگر تم قبول کرو۔ تو تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری عین سعادت ہے۔ مگر میرے پاس کچھ سامان نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری لڑکی کی قسمت میں رزق مقرر ہے کہ وہ خزانہ غیب سے پہنچتا رہے گا۔ تم اسکا کچھ فکر مت کرو۔ جنابہ صبیہ کا عقد حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگیا۔

حضرت خواجہ علاء الدین ملتزم صحبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ان پر نظر خاص تھی۔ اپنے پاس ان کو بٹھایا کرتے تھے اور جلد ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ چنانچہ عرصہ قلیل میں ان کو بمقام کمال وتکمیل پہنچا کر اپنی زندگی میں طالبوں کو ان کے حوالہ کر دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ علاء الدین نے مجھ کو ۔ بسار کر دیا ہے۔ بعد انتقال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان کے جمیع اصحاب نے حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے بھی جن کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جو مجھ لکھنا چاہے۔ وہ محمد

پارسا کو دیکھے بیعت کی حضرت خواجہ علاء الدین صاحب طریقہ خاص ہیں۔ ان کے طریقہ کو علائیہ کہتے ہیں۔ ان کے مناقب و مآثر بہت ہیں۔

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علاء الدین عطار قدس سرہٗ باوجود نسبت ولایت و شہادت و صدیقیت ازراہ معیت ذاتیہ بغیب ذات رفتہ اند دواصل نقطہ نہایت گشتہ اند ودر انجا بقائے پیدا کردہ اند چہ قطبیت ارشاد بلکہ قطبیت مدار موقوف بوصول آن نقطہ است و تادر آنمقام فنائے وبقائے پیدا نکند بمقام ایں دو قطبیت نمیرسند وحضرت خواجہ علاء الدین عطار از برائے وصول بایں مطلب طریقی وضع کردہ اند و خلفاء ایشاں از آں طریق بایں عبارت تفسیر فرمودہ اند کہ اقرب طریق' طریقہ علائیہ است و الحق کہ ایں طریق اقرب طرق ست از برائے وصول بنہایۃ النہایت از اولیاء عظام کمتر کسے بایں راہ رفتہ است چہ جاے آنکہ طریق برائے وصول بایں مطلب وضع کردہ باشند حضرت خواجہ محمد پارسا و حضرت مولانا یعقوب چرخی درصحبت حضرت علاء الدین عطار ازیں طریق نیز بہرہ یافتند و والد بزرگوار ایشاں خواجہ حسن عطار و خلفاء دیگر نیز بایں راہ رفتہ اند وتسلیک سالکاں نیز بہمیں راہ میکردند حضرت خواجہ احرار از مولانا یعقوب چرخی ازیں طریق نصیبے برگرفتہ بودند امروز خلفاء ایشاں از برکت ایشاں بایں طریق شہرت دارند و بنوریکہ ازیں راہ رسیدہ است افادہ طالباں می نمایند وحضرت خواجگان دوقسم است جذبہ کہ از راہ معیت است تسلیک سالکاں ازراہ ایں جذبہ خاصہ علاء الدین عطار است۔

نقل ہے ایک مرتبہ علماء میں رویت و عدم رویت میں بحث ہوئی۔ سب نے بالاتفاق حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حکم کیا۔ آپ نے منکران رویت سے فرمایا کہ تم تین روز وضو کر کے ہماری صحبت میں حاضر رہو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے دن ان کو کیفیت ہوئی۔ اور خود بخود قائل رویت

ہو گئے۔ اور اس کے بعد پھر کبھی آپ سے علیحدگی اختیار نہ کی۔

فرمایا اگرچہ مرشد سے تعلق غیر ہے۔ اور آخر میں اس کی نفی کرنی چاہیے۔ لیکن ابتداء میں سبب وصول ہے۔ ماسواہ اس کے کو نفی کرنا چاہیے۔ اور اس کی رضا جوئی کرنا چاہیے۔ فرمایا ریاضت سے مقصود نفی تعلقات جسمانیہ توجہ تام بعالم ارواح ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے تعلقات موانع راہ سے گذرے اور ہر ایک تعلق پر خیال کرے جس سے دل پر بستگی دیکھے اسی کو قطع کرے۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جب نیا کپڑا پہنا کرتے۔ فرما دیتے کہ یہ فلانے کا ہے۔ گویا اس کو عاریتاً پہنا کرتے تھے۔ اس قدر علاقہ بھی روا نہ رکھتے تھے۔ فرمایا کہ التوفیق مع السعی اسی طرح مرشد کی روح کی مدد بقدر سعی طالب کی پہنچتی ہے۔ فرمایا صفت جباری کی دیکھنے سے تضرع وزاری و توبہ و انابت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا جب آدمی اپنے میں رضا کی جانب میل دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جب عدم رضا کی جانب میل دیکھے۔ تو تضرع وزاری کرے اور صفت استغنائی سے ڈرے۔ فرمایا مزارات مشائخ سے اسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر کہ ان کا اعتقاد ہے۔ اگرچہ زیارت قبور بزرگوں کے واسطے قرب صوری کو اثر عظیم ہے۔ لیکن درحقیقت ارواح طیبہ کی جانب متوجہ ہونے کو بعد صوری بھی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث صَلُّوا عَلَیَّ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ اس پر دلیل ہے۔ فرمایا بایں ہمہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ مجاورت خلق سے مجاورت حق بہتر ہے فرمایا کہ مقصود زیارت مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہیے کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو۔ اور ان کی روح کو وسیلہ سمجھے اور یہی حال خلق کیساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی جانب ہو۔ لیکن درحقیت اللہ کے واسطے ہو۔ فرمایا طریقہ مراقبہ طریقہ نفی

واثبات سے اعلیٰ واولیٰ ہے کہ طریقہ ومراقبہ سے بمقام نورانیت وتصرف ملک و ملکوت میں پہنچ سکتا ہے۔ واشراق خواطر حاصل ہوتا ہے اور باطن طلاب کو منور کرسکتا ہے۔ ودوام جمعیت حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ خاموشی ان تین صفتوں سے خالی نہ ہو یا نگاہداشت خطرات یا مطالعہ ذکر دل یا مشاہدہ احوال کہ دل پر گذرتا ہو۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی دوام صحبت سے عقل معاد کو ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز ناغہ کرکے ہونا چاہیے۔ اور اگر بعد صوری ہو تو ہر ماہ تا تیسرے ماہ اپنے احوال کی اطلاع بذریعہ مکتوب وغیرہ کے دیتا رہے۔

جب حضرت کو مرض موت ہوا۔ تو آخر کو فرمانے لگے کہ مجھ کو کوئی آرزو دل میں سواء اس کے نہیں رہی ہے کہ دوست آئیں اور مجھ کو نہ پائیں۔ اور شکستہ خاطر ہوکر واپس ہو جائیں اور فرمایا کہ رسم عادت کو چھوڑو جو کچھ کہ رسم عادت خلق کی ہے اسکے خلاف کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت رسم عادت وبشریت کے توڑنے کے واسطے تھی۔ فرمایا تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ اور سنت مؤکدہ پر مداومت کرنا۔

اسی اثناء میں کلمۂ توحید پڑھا اور انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات ۲۰ رجب ۸۰۲ھ کو ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انواع کی مہربانیاں فرمائیں منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جو کوئی چالیس فرسنگ میری قبر کے گرد دفن ہوگا۔ وہ بخشا جائے گا۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ چرخی کو اگرچہ اجازت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے ہے۔ لیکن چونکہ آپکی تکمیل حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوئی۔ اس سبب سے انہیں کے خلفاء میں شمار کئے

جاتے ہیں۔ ابتداء میں کچھ مدت آپ نے جامع ہرات میں اور کچھ مدت مصر میں پڑھا۔ بعد تحصیل علوم بجذب محبت الٰہی بارادہ ارادت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک مجذوب ملا۔ اس نے کہا اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا۔ وہ وقت آ گیا کہ تو مقبولوں میں سے ہو۔ اور اس نے چند خط زمین پر کھینچے۔ مولانا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ خط طاق ہوں گے۔ تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ شمار کیا تو طاق ہی تھے۔ بعد ازاں بخارا میں آئے قرآن شریف میں فال دیکھی۔ تو اول سطر میں یہ آیۃ نکلی۔ اولئک الذی هدٰهمُ اللّٰه فبهدٰهم اقتده اس اشارہ غیبی سے بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا جس وقت میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مامور ہیں۔ خود کوئی کام نہیں کرتے۔ آج رات کو معلوم کریں گے۔ جو کچھ اشارہ ہوگا۔ ویسا کیا جائے گا۔ فرمایا کہ جیسی وہ شب میرے اوپر سختی سے گذری ہے۔ ایسی کوئی شب نہیں گذری۔ ڈرتا تھا کہ دیکھئے قبول کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ بعد صبح کی نماز جب میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھی۔ اور انہوں نے فرمایا کہ مبارک ہو۔ جس سے میں سمجھا کہ قبول فرمایا اور مجھ کو "وقوف عددی" تعلیم فرمائی اور فرمایا حتی المقدور رعایت عدد طاق کی رکھنا۔ جب مجھ کو مدت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گذری تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو اجازت سفر دی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تجھ کو ہم سے ملا ہے بندگان خدا کو پہنچانا۔ اور تین مرتبہ فرمایا تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔ تجھ کو خدا کے سپرد کیا! تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔

اور اس وقت اشارہ بمتابعت حضرت خواجہ علاء الدین فرمایا۔ چنانچہ میں وہاں سے روانہ ہو کر کیش میں پہنچا۔ وہاں خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا

انتقال ہوگیا۔ نہایت محزون و مغموم ہوئے اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں طبیعت مائل بعالم ہو جائے اور داعیہ طلب نہ رہے۔ چنانچہ اسی فکر میں کیش سے بدخشاں آیا۔ اور وہاں سے ''چرخ'' جانے کا ارادہ کیا کہ درس میں مشغول ہوں کہ اسی اثناء میں خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا۔ اور اس میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اشارت متابعت کو یاد دلایا بمجرد اس خط کے پہنچنے کے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے حال پر نہایت کرم فرمایا اور مدتوں تک انکی صحبت میں حاضر رہا۔ حتیٰ کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ فرمایا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت کے حکم کی تعمیل میں کوشش کی جائے۔ اگرچہ میں اپنے تئیں لائق اس کام کے نہیں جانتا تھا۔ مگر خیال کیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت مولانا صاحب تصانیف و تفاسیر گذرے ہیں۔ ۸۵۱ء میں انتقال فرمایا۔ اور مقام ''بلغون'' میں مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ ماہ رمضان ۸۰۶ھ میں موضع باغستان توابع شہر تاشقند میں پیدا ہوئے بعد تولد چالیس روز تک کہ ایام نفاس میں اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ جب انہوں نے غسل طہر فرمایا۔ تب پیا۔ آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قطب وقت تھے۔ دم اخیر میں جب اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کو بلایا۔ اور خواجہ عبید اللہ احرار کہ اس وقت بہت کم سن تھے۔ اور انکے پاس گئے۔ وہ ان کو دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گود میں لے لیا۔ اور فرمایا کہ اس فرزند کے بارہ میں مجھ کو بشارت نبوی ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا۔ اور اس سے طریقت و شریعت کو رونق ہوگی۔ حضرت خواجہ احرار نے فرمایا کہ میں ایک سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی کے مناقب و

ما ثر سن کر ان کی خدمت میں بمقام بلغفور روانہ ہوا راہ میں بیمار ہوگیا اور بیس روز تک تپ لرزہ آیا۔ اسی عرصہ میں بعض آدمیوں نے مولانا کی غیبت و برائی بھی مجھ سے کی جس سے میرے دل میں ایک برودت پیدا ہوگئی۔ اور میں نے چاہا کہ وہاں سے واپس ہو جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ جب اس قدر مسافت طے کر لی تو بلا ملاقات واپس جانا معقول نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہوا اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولانا نہایت لطف و عنایت سے پیش آئے۔ لیکن دوسرے روز جب پھر حاضر ہوا۔ نہایت تلخی و غصہ سے پیش آئے۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ بدمزدگی بسبب اس غیبت وفتور کے ہے۔ جو راہ میں پیش آئی تھی۔ مگر انہوں نے کچھ تصریح نہ فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر میں بلطف پیش آئے اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اپنا ہاتھ میری طرف بیعت کرنے کو بڑھایا لیکن چونکہ ان کی پیشانی پر برص کا داغ تھا۔ اس سے مجھ کو کراہت پیدا ہوگئی۔ اشراق خاطر سے انہوں نے میری کراہت دریافت کر کے اپنا ہاتھ جلد کھینچ لیا۔ اور بطریق لیس دخلع ایسی دلربایانہ شکل میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہوگیا۔ اور انہوں نے پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے یہ ہاتھ پکڑا۔ اس نے گویا خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا۔ اس وقت میں نے بے توقف ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجھ کو بشغل وقوف عددی مشغول فرمایا۔ اور فرمایا کہ حضرت بزرگ یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے جو کچھ مجھ کو پہنچا ہے۔ وہ یہی ہے اور اگر تم بطریق جذبہ طلبہ کی تربیت کرو تو اختیار ہے۔ اس بات سے مولانا کے بعض اصحاب کو رشک آیا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ کو قوت وتصرف سب حاصل ہے۔ صرف اجازت کی دیر ہے کہ تیل بتی سب درست ہے، صرف ایک آگ

لگانے کی دیر ہے۔

فرمایا جب میں نے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی۔ تو انہوں نے حضرت خواجگان کی جملہ طریق بیان کئے۔ اور جب طریقہ رابعہ پر پہنچے۔ فرمایا کہ اس کی تعلیم میں تم دہشت نہ کرنا۔ صاحب استعداد کو بتلا دینا۔ فرمایا کہ اگر تمہیں حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نسبت حاصل ہو۔ اور پھر تم کسی اور بزرگ کے پاس جاؤ۔ اور وہاں بھی وہی نسبت حاصل ہو۔ اس کو حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہی خیال کرنا اور اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ۔

شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہٗ کا ایک مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گیا۔ بھوک غالب تھی اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے کہا شیئاً للہ یا قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حال معلوم کر کے کہا کہ اس کو کھانا کھلاؤ۔ بعد کھانے کے بعد اس مرید نے پھر اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے فرمایا۔ شکر للہ یاقطب الدین حیدر کہ آپ مجھ کو کسی جگہ فراموش نہیں فرماتے۔ یہ ماجرا خادم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ درویش عجب آدمی ہے کہ کھانا تو آپ کا کھایا اور شکر قطب الدین حیدر کا کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مریدی اس سے سیکھنا چاہیے کہ ظاہر باطن میں جس قسم کا فائدہ ہو اپنے پیر ہی سے خیال کرتا ہے۔ فرمایا زندگی سے اس شخص کو بہرہ ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گرم۔ فرمایا کہ بعض اکابر کی ملازمت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی کہ جو کچھ میں لکھوں وہ جدید ہوگا۔ قدیم نہ ہوگا۔ اور جو کچھ کہوں گا۔ قبول ہوگا۔ مردود نہ ہوگا۔

فرمایا پیر وہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی میں فنا ہوگیا

ہو۔ جو کچھ فرما دیا ہے اس پر قائم ہو۔ بلکہ اس کی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کی ہوں کہ اس میں سواء اخلاق و اوصاف نبوی کچھ معلوم نہ ہو۔ فرمایا مرید وہ ہے کہ بتاثیر ارادت اس کی تمام خواہشات سوخت ہوگئی ہوں۔ اور کوئی مراد اس کی نہ رہی ہو۔ اور روئے توجہ تمام جانب سے پھیر کر صرف پیر ہی کی طرف رکھے۔

آنرا کہ در سرائے نگارست فارغ است

از بوستان دید و تماشاے لالہ زار

فرمایا جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے اسے چاہئے کہ اپنے تئیں نہایت مفلس ظاہر کرے۔ تاکہ اس پر ان کو رحم آئے۔ فرمایا کہ اگر درویش کا عکس دیوار پر ہو۔ تو اس کے نیچے سے بھی بے ادب گذرنا چاہئے فرمایا بعض بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ بعد نماز دیگر ایک ساعت ہے کہ اس ساعت کو بہترین اشغال میں صرف کرے۔ بعض کا قول ہے کہ بہترین عمل محاسبہ ہے کہ آیا تمام روز عبادت میں صرف ہوا تو شکر کرنا چاہئے۔ اور اگر معصیت میں صرف ہوا ہو۔ تو استغفار کرے۔ اور بعض فرماتے ہیں۔ کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے تئیں ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اس کی صحبت میں ماسوا اللہ سے دل ہول ہو۔ اور الی اللہ مائل اور منجذب ہو۔

فرمایا کہ اعمال و اخلاق کا اثر جمادات پر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے کہ وہاں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہوتے ہوں۔ تو وہ نماز ایسی ''پر برکت و انوار'' نہ ہوگی۔ جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا ہو۔ جہاں ارباب جمعیت کی جمعیت کا اثر پہنچا ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک نماز حرم کعبہ اور جگہ کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہیں۔ فرمایا شیخ ابوطالب مکی قدس سرہٗ کا مقولہ ہے کہ کوشش کر کہ کوئی آرزو اللہ تعالیٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے اور اگر یہ بات حاصل ہوگئی تو تیرا کام پورا ہوگیا پھر چاہے احوال و مواجید و کشف و کرامت ظاہر ہوں یا نہ ہوں کچھ غم

نہیں ہے۔ فرمایا کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا قول ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک بائیں ہاتھ والا فرشتہ کوئی چیز نہ پائے کہ اس پر لکھے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی مرید سے کوئی گناہ ہی سرزد نہ ہو بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ کاتب کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک و استغفار کرے کہ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہٗ شریعت و طریقت وحقیقت میں اس طرح مثال دیتے تھے کہ جھوٹ منع ہے پس اگر کوئی شخص اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ نہ جاری ہو لیکن دل میں داعیہ ہو۔ یہ شریعت ہے اور اگر دل سے بھی داعیہ جاتا رہے تو طریقت ہے۔ اور اگر بااختیار و بے اختیار زبان و دل سے یہ بات بالکل جاتی رہے وہ حقیقت ہے۔

فرمایا کہ کشف قبور یہ ہے کہ میت کی روح صورت مناسب میں صاحب کشف پر قبر میں ظاہر ہوتی ہے لیکن چونکہ شیطان کو تمثیل اور تشکل میں قوت بہت ہے۔ اس سبب سے خواجگان قدس سرہم نے اس کشف کا کچھ اعتبار نہیں کیا اور ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی قبر پر گئے اپنے تئیں نسبت و کیفیتؔ سے خالی کرکے انتظار کرتے ہیں کہ کیا ظاہر ہوتا ہے پھر جو کچھ معلوم ہو وہ صاحب قبر کا حال ہے اور یہی طریقہ اور کی نسبت دریافت کرنے کا ہے۔ فرمایا ارباب تحقیق کی نسبت ثابت ہے کہ ترقی بعد موت واقع ہے۔ فرمایا باوجود ترک ادب اگر کسی کا حال باطنی قائم رہے تو وہ اللہ کی ڈھیل ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت خواجگان مجمع وتفرقہ میں جو زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ نسبت محبوبی ہے۔ محبوب کو اگر خلوت میں بلاؤ تو شرماتا ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت ایسی لطیف ہے۔ کہ اس کی جانب توجہ مانع ظہور ہے۔ جیسے مظاہر جمیلہ کی طرف اگر غور سے دیکھو تو شرما جاتے ہیں۔ فرمایا شغل بخلق ضد شغل بحق ہے۔ فرمایا مقصود کلی یہ ہے کہ لطیفہ مدرکہ کو برسبیل دوام حق سبحانہ کی طرف اقبال واقع ہو۔ تاکہ انجام کار مقبول بنادے۔

فرمایا کہ ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں کہ رخصت سے اجتناب کرتا ہو۔ اور عزیمت پر عمل کرتا ہو۔ رجال الغیب ارباب رخصت سے بھاگتے ہیں۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرت خواجگان کا طریقہ عمل برعزیمت ہے۔ فرمایا فنا مطلق کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے جملہ اسناد اوصاف وافعال کو فاعل حقیقی کی طرف بطریق ذوق اثبات کرے۔ پھر فرمایا کہ یہ جامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ عاریتی ہے۔ لیکن مجھ کو اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر مجھ کو یہ علم ہو گیا۔ کہ یہ جامہ عاریتی ہے۔ فی الحال میرا تعلق اس جامہ سے منقطع ہو جائے گا۔ حالانکہ میں اس کو اسی طرح پہنے ہوئے ہوں جس طرح کہ پہلے پہنے ہوئے تھے۔ جملہ صفات کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ تاکہ مادون حق تعالیٰ سے منقطع و آزاد ہو کہ یہی درویشی ہے۔ جس کو لوگ بہت لمبی چوڑی بنائے ہوئے ہیں۔

فرمایا وصل یہ ہے۔ کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت بطریق ذوق جمع پائے۔ اور اسی حالت کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ مانہایت را در ایت درج میکنیم۔ فرمایا کہ اگر ذکر کا اس قدر ملکہ ہو جائے کہ ہمیشہ دل حاضر ہو۔ اور اگر ذاکر کو اس حضور سے تعلق ہو تو وہ ابرار میں سے ہے۔ اور اس کو حاضر مع اللہ کہنا چاہیے۔ لیکن واصل مع اللہ نہیں ہے۔ واصل وہ ہے۔ کہ اسناد حضور اس سے منتفی ہو جائے۔ اور حق سبحانہ کو بذات خود حاضر جانے۔ فرمایا۔ کہ اولیاء کی انتہا رسائی یہاں تک ہے کہ شاہد حقیقی میں بوجہ غایت استغراق مشاہدہ ان سے غائب ہو جائے۔ فرمایا ہمت اسے کہتے ہیں۔ کہ کسی کام کے واسطے اس طرح دل کو جمع کرے۔ کہ اس کے خلاف خیال دل میں نہ آئے حتیٰ کہ اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان وعمل صالح کی شرط نہیں ہے۔ کہ ہمگی ہمت اس امر کی

مصروف رکھے کہ کوئی لمحہ اور ساعت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو اور صحبت ناجنس سے پرہیز کرے۔

نخست موعظت پیر صحبت ایں حرف است
کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

ناجنس سے مراد دنیادار اور مخالفان طریق ہیں۔ فرمایا بعد نماز عشاء جب نیند غلبہ کرے تو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد تین مرتبہ قل اعوذ بوب الفلق اور تین مرتبہ قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اس کا ثواب جمیع اہل قبور کو کہ منتظر زندوں کے رہتے ہیں۔ پہنچائے۔ تا کہ ان کو آسائش پہنچے۔ او اللہ تعالیٰ اس پر بخشش و رحمت کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ارحم ترحم۔

خدا را برآں بندہ بخشائش است
کہ خلق از وجودش در آسائش است

فرمایا کہ قبل سونے کے اپنے گذشتہ اوقات کا خیال کرے کہ کس طرح گذرے ہیں اگر غیر طاعت میں گذرے ہیں۔ توبہ واستغفار کرے فرمایا منجملہ آداب طرق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے فرمایا کہ دوام وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ واقعہ میں مامور ہوئے کہ سلاطین سے اختلاط پیدا کریں اور ترویج شریعت وتجدید ملت کریں تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اسی غرض سے سمرقند گئے اس وقت مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ والی سمرقند تھا مرزا عبداللہ کا ایک امیر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کو آیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے ''مرزا'' کی ملاقات کے واسطے میں یہاں آیا ہوں۔ اگر تمہاری کوشش سے یہ بات ہو جائے تو تم داخل ثواب ہو گے۔ اس امیر نے گستاخی کے طور سے کہا کہ

مرزا جوان بے پرواہ ہے۔ اس کی ملاقات ہونی مشکل ہے دوسری بات یہ ہے کہ درویشوں کو ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات سے بہت غیرت آئی اور فرمایا کہ مجھ کو سلاطین کے اختلاط کا حکم ہوا ہے۔ میں خود نہیں آیا ہوں۔ تمہارا مرزا پرواہ نہ کرے گا کوئی اور آئے گا جو پرواہ کرے گا جب وہ امیر باہر چلا گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھا اور آب دہن سے اس کو مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور امیر سے نکلتا معلوم نہیں ہوتا۔ اسی روز متوجہ تاشقند ہوئے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ امیر مر گیا اور ایک مہینہ کے بعد سلطان ابوسعید مرزا ترکستان سے مرزا عبداللہ پر چڑھ کر آیا اور اس کو قتل کیا۔

نقل ہے کہ قبل ازیں مرزا ابوسعید نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تھا اور آپ کا نام دریافت کیا تھا۔ جب بیدار ہوا تو دریافت کیا کہ کوئی درویش خواجہ عبیداللہ نام اس شکل و شباہت کا بھی اس دربار میں ہے لوگوں نے کہا کہ تاشقند میں ہیں فی الحال سوار ہو کر وہاں گیا۔ لیکن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مرزا کے آنے کی خبر سن کر فرکت کو چلے گئے وہ فرکت ہی میں گیا۔ جس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ واللہ جس شخص کو میں نے خواب میں دیکھا وہ یہی ہیں اور آپ کے قدموں پر گر پڑا آپ نے بھی اس پر نہایت مہربانی فرمائی اور اپنی جانب منجذب کیا۔ اس کے بعد اس کا بہت سا لشکر جمع ہو گیا۔ اور اس نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس ہمت و توجہ کی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کس ارادہ سے فتح کرتے ہو۔ اگر تقویت شریعت عزوترویج دین متین کی غرض سے ہے تو جاؤ فتح تمہاری ہے۔ اس نے عرض کیا کہ بجان و دل کوشش تقویت شریعت کی کروں گا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب تم پناہ شریعت میں

ہو اور تمہاری مراد حاصل ہے۔

نقل ہے کہ مرزا بابر ایک لاکھ سوار سے سمرقند روانہ ہوا۔ سلطان ابوسعید حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو تاب مقاومت بابر نہیں ہے کیا علاج کروں آپ نے فرمایا کہ تمہاری مہم میں نے اپنے اوپر لی اور میں ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ برکت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ لشکر بابری پر ایک بلا نازل ہوئی کہ وہ خود مرزا ابوسعید سے خواہان صلح ہوا اور جان بچا کر واپس گیا۔

فرمایا کہ اگر میں پیری کروں تو اس زمانہ میں کسی پیر کو مرید نہ ملے۔ لیکن میرے سپرد اور ہی کام کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھوں۔ اور شریعت کو رواج دوں اور اسی وجہ سے تسخیر سلاطین کرتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس قدر قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر بادشاہ ختا کو ایک رقعہ لکھ بھیجوں تو ترک سلطنت کر کے سروپا برہنہ میرے آستانہ پر حاضر ہو۔ مگر میں بلا فرمان الٰہی خود نہیں کرتا ہوں اور ادب بھی یہی ہے کہ اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تابع کرے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو اپنے ارادہ کے تابع کرے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مع یاراں کسی جگہ جاتے تھے۔ شام قریب ہوگئی۔ منزل دور اور راستہ خطرناک تھا۔ رفیق بہت متردد ہوئے آپ نے اشراق خاطر سے دریافت کر کے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو۔ انشاء اللہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک شہر کے قریب نہ پہنچے آفتاب اس جگہ قائم تھا۔ گویا کسی نے میخ دوز کر دیا تھا اور جیسے ہی شہر کی دیوار کے نیچے پہنچے دفعتاً آفتاب غائب ہوگیا۔ اور اس قدر دیر ہوگئی تھی کہ بیاض شفق بھی نہ تھی۔ تمام رفقا حیران ہوگئے اور آخرکار ضبط نہ ہوسکا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا بھید دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک طریقت کے کاموں میں سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ دو درویش راہ دور دراز سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے۔ جب خانقاہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے پاس گئے ہیں۔ وہ سن کر بہت حیران ہوئے کہ یہ کیسے شیخ ہیں کہ بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور بئس الفقیر علی باب الامیر کے مصداق ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت دو چور بادشاہ کے دربار سے بھاگ آئے تھے ان کی تلاش ہورہی تھی۔ یہ دونوں درویش مل گئے ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے فرمایا کہ شریعت کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا یہ درویش میرے ملنے کے واسطے آئے تھے۔ چنانچہ حضرت ان کو اپنے ہمراہ لے کر چلے آئے۔ جب مکان پر پہنچے ان سے کہا کہ میں اس واسطے بادشاہ کے پاس گیا تھا کہ تمہارے ہاتھ قطع ہونے سے بچاؤں اور بئس الفقیر علی باب الامیر کا جب مصداق ہوتا کہ طمع دنیا کے واسطے جاتا۔

نقل ہے کہ ایک عالم حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سن کر زیارت کے واسطے روانہ ہوئے جب شہر کے دروازہ پر پہنچے دیکھا کہ غلہ بکثرت جا رہا ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا غلہ ہے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے سن کر حیران رہ گئے کہ فقیری کجا اور یہ غلہ کجا دل میں آیا کہ لوٹ جائیں لیکن پھر خیال کیا کہ جب اس قدر دور کا سفر کر کے آئے ہیں تو مل کر ہی چلنا چاہیے جب خانقاہ میں داخل ہوئے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تھے یہ وہیں بیٹھ گئے اتفاقاً غیبت ہوگئی کیا دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ ایک شخص جس کا یہ قرض دار تھا آکر اس سے اپنے قرض کا خواہاں ہوا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنے ہمراہ دوزخ میں لے جائے کہ اسی اثناء میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تیرا کس قدر قرض ہے۔ اس نے جو تعداد بتلائی وہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے پاس سے ادا کر کے اس کی خلاصی کرائی اسی میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ گھر سے تشریف لاتے ہیں اور مسکرا کر اس سے فرمایا کہ میں اسی واسطے مال رکھتا ہوں کہ تجھ جیسے آدمی کو قرض سے نجات دلاؤں۔

نقل ہے کہ سلطان ابوسعید مرزا کو بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے تائب ہونے کے کئی بار ہوس شراب پیدا ہوئی۔ نوکر سے کہا کہ دیوار کے نیچے لے آنا میں کوٹھے پر لے لوں گا۔ جب وہ لایا تو مرزا نے پگڑی باندھ کر کوزہ شراب کا اوپر کھینچا کوزہ دیوار سے ٹکر کھا کر ٹوٹ گیا۔ اس بات سے مرزا کو بہت غم ہوا۔ صبح کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے اول کلام یہ فرمایا کہ رات تمہارے کوزہ کے ٹوٹنے کی آواز میں نے سنی اور اگر کوزہ نہ ٹوٹتا تو میرا دل تم سے ٹوٹ جاتا اور پھر ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوتی۔ آپ کا انتقال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں ہوا۔

نقل ہے کہ جس وقت آپ کا انتقال قریب ہوا بہت سی شمعیں روشن تھیں کہ دفعتاً آپکے دونوں ابرو کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہوا اور شمعوں کی روشنی پر غالب آ گیا۔

حضرت مولانا زاہد قدس سرہٗ

حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرہٗ کا انتساب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ سے ہے۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی کے رشتہ دار بلکہ کہتے ہیں کہ نواسہ تھے۔ اور ان کے کسی خلیفہ سے ذکر و تعلیم حاصل کر کے گوشہ اختیار کیا۔ اور مشغول ریاضت و مجاہدہ ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ احرار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب حضرت مولانا محمد زاہد نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کا شہرہ ارشاد سنا تو حصار سے جہاں آپ کا مسکن تھا روانہ ہو کر سمرقند میں پہنچے۔ محلہ وانسر میں آ کر فروکش ہوئے۔ اور ارادہ کیا کہ

تبدیل لباس کر کے محلہ کنسر کو جہاں حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا جائیں کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ پر مکشوف ہوا کہ مولانا محمد زاہد کہ بکمالات و مقامات موصوف ہیں۔ اس شہر میں ملنے کو آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت کہ دوپہر تھی۔ اور گرمی بدرجہ غایت تھی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اونٹ پر سوار ہو کر اس کی باگ چھوڑ دی کہ جس طرف چاہے چلا جائے۔ اتفاقاً وہ اونٹ محلہ وانسر میں ایک مکان کے آگے ٹھہر گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں کون ٹھہرا ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ مولانا محمد زاہد ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اونٹ سے اتر پڑے۔ مولانا کو جب آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی بے اختیار ہو کر آپ کے استقبال کو دوڑ پڑے۔ اور آپ کی قدم بوسی کی اور اسی مکان میں خلوت کی مولانا نے اپنے حالات و مقامات کو حضرت کے سامنے بیان کر کے درخواست بیعت کی۔ چنانچہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو بیعت کر کے اپنی توجہ و تصرف سے اسی مجلس میں کمال و تکمیل کو پہنچا کر کے اپنی خلافت عطا فرمائی۔ اور وہیں سے رخصت کر دیا۔ اس پر حضرت خواجہ کے پرانے خادموں نے رشک کیا کہ مولانا محمد زاہد کو اول ہی صحبت میں خلافت دیدی اور ہم برسوں سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہمارے حال پر کچھ خیال نہیں فرماتے۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ بتی درست کر کے لائے تھے۔ میں نے صرف اس کو روشن کر دیا۔ اور رخصت کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصرف عظیم اور حضرت مولانا کی کمال علو استعداد و قابلیت پر دال ہے۔ آپ کی وفات غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ کو ہوئی۔ موضع وخش میں کہ متصل حصار ہی آپ کا مدفن ہے۔

حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ

حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کو اپنے ماموں مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ

علیہ سے انتساب تھا۔ کہتے ہیں کہ بیعت سے پندرہ سال قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ بحالات تجرید و تفرید بیخورو و خواب ویرانوں میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز بھوک سے نہایت لاچار ہوئے۔ اور آسمان کی جانب منہ اٹھایا۔ فی الحال حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے۔ تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو کہ تم کو صبر و توکل سکھا دیں گے۔ پس حضرت مولانا انکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ اور انکے انتقال کے بعد بالاستقلال انکے نائب ہوئے ورع و تقویٰ و تحمل بعزیمت و حفظ نسبت میں شان عظیم رکھتے تھے۔ گمنامی و ستر احوال کے زاہد از حد ملتزم تھے اور اس واسطے درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو ان کے حال سے آگاہی نہ ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ وہاں کسی ترکی شیخ کا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کسی مرد کی بو آتی ہے اور مولانا درویش محمد کی جانب اشارہ کیا آپ کے فرزند حضرت مولانا خواجگی ایکنکی سے نقل ہے کہ بیشتر وجہ میرے والد کی شہرت کی یہ ہوئی کہ ایک روز ایک درویش نے میرے والد کے سامنے شیخ نورالدین خوانی کے حالات کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ بہت بزرگ ہیں۔ اگر اس طرف ان کے آنے کا اتفاق ہو تو ضرور ملنا اس بات کو ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ شیخ نورالدین موصوف کا نواح ایکنہ میں گذر ہوا۔ میرے والد نے جب ان کے آنے کی خبر سنی جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ پہنے ہوئے کچھ ہدیہ لے کر شیخ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے میرے والد سے سخت معانقہ کیا۔ اور تادیر دونوں مراقب بیٹھے رہے جب میرے والد وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے تو چند قدم متابعت کر کے بتواضع رخصت کیا۔ بعد والد کے چلے جانے کے انہوں نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس جگہ کے طالبان خدا ان کی خدمت میں آتے جاتے ہوں گے لوگوں نے کہا کہ یہ شیخ

نہیں ہیں بلکہ قرآن پڑھایا کرتے ہیں شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہاں کے آدمی بھی عجب نابینا اور مردہ ہیں کہ ایسے کامل مکمل شخص سے استفاضہ نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ کی یہ بات تمام میں مشہور ہوگئی اور لوگوں نے ان کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اور کسب کمال کرنے لگے۔ لیکن یہ لوگوں کے اس رجوع سے نہایت دل تنگ رہتے تھے۔

نقل ہے کہ شیخ خوارزنی کردی قدس سرہٗ کی یہ عادت تھی کہ جس جگہ جایا کرتے تھے اور وہاں کے جس شیخ سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ اس کی نسبت سلب کر لیا کرتے تھے۔ جب مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کے دیار میں پہنچے تو وہاں کے سب مشائخ ان کی ملاقات کو آئے آپ نے فرمایا کہ ہم کو بھی ان کی ملاقات کے واسطے جانا چاہیے اور باطن سے ان کی نسبت سلب فرمائی۔ شیخ نے اپنے تئیں خالی وصاف پایا نہایت حیران و پریشان ہوئے جب حضرت درویش محمد مولانا شیخ خوارزنی کی طرف چلے تو شیخ خوارزنی کو اپنی سلب شدہ نسبت کی بو آئی اور آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر اس خوشبو کے پتے سے مولانا درویش محمد کی طرف بڑھنا شروع کیا اور جس قدر زیادہ آگے جاتے تھے اور مولانا سے نزدیک ہوتے جاتے تھے اسی قدر خوشبو زیادہ ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ جب دونوں کا آمنا سامنا ہو وہ خوشبو منقطع ہوگئی شیخ خوارزنی سمجھ گئے کہ مولانا نے نسبت سلب فرمائی ہے نہایت اظہار و انکسار و نیازمندی کی اور نہایت عاجزی و مسکنت سے کہا مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ ولایت آپ کے متعلق ہے۔ میں لوٹا جاتا ہوں۔ حضرت مولانا کو شیخ کی عجز و انکسار پر بہت رحم آیا۔ اور ان کی نسبت ان کو واپس کر دی شیخ نے اپنی نسبت کو بحال پا کر اسی سواری پر اس جگہ سے اپنے گھر کا راستہ لیا۔ حضرت مولانا درویش محمد کا انتقال ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ کو ہوا۔ موضع استقرار مضافات شہر سبز ماوراء النہر میں آپ کا مرقد ہے۔

حضرت مولانا خواجگی ایمنگی قدس سرہٗ

حضرت مولانا خواجگی ایلنگی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے انتساب ہے اور انہیں کی تربیت سے مقام تکمیل وارشاد کو پہنچے تیس سال تک اپنے والد کی مسند مشیخت پر متمکن رہے اور خدمت صادر دوارد کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ نہایت معمرسن ہوگئے تھے اور ہاتھ کانپتے تھے لیکن مہمانوں کے واسطے خود کھانا لاتے تھے بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادم اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے اور طریقہ میں محدثات ہوگئے تھے ان سے پرہیز و احترام کرتے تھے ان کی خوارک عادات و اشراق قلوب آفتاب سے زیادہ مشہور تھے اور اپنے وقت میں مرجع طلاب تھے علماء و فضلاء و امراء و فقراء ان کی خدمت میں استفادہ و استفاضہ کو حاضر ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک و سلاطین خاک آستانہ عالیہ کو سرمہ بناتے تھے۔

عبداللہ خاں والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک بارگاہ عظیم الشان ہے اور جناب سلطان الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں رونق افزا ہیں۔ اور ایک شخص دروازہ پر ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کی مہمات حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ اور اس کا جواب لاتے ہیں۔ جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شمشیر ان بزرگ کے ہاتھ عبداللہ خاں کو بھیجی اور انہوں نے آکر اس کی کمر میں باندھ دی۔ جب عبداللہ خاں بیدار ہوا۔ تو ان بزرگ کا حلیہ بتلا کر انکا پتہ پوچھا کہ کسی نے حاضرین سے عرض کیا کہ اس شکل و شباہت کے حضرت مولانا خواجگی املنگی ہیں۔ چنانچہ وہ بشوق تمام ہدایا و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اور آپ کا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا پاکر نہایت خوش ہوا۔ اور کمال نیاز مندی سے پیش آیا اور التماس قبول فتوح کیا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور فرمایا کہ حلاوت فقر نامرادی و

قناعت میں ہے سلطان نے بانکسار حکم اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول و اولی الامیر منکم کی طرف اشارہ کیا۔ تب ناچار قبول فرمایا۔ اس کے بعد سلطان عبداللہ خان ہر روز صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

نقل ہے کہ کسی جگہ کا بادشاہ پیر محمد خاں نامی بعزم تسخیر سمرقند باقی محمد خاں حاکم سمرقند پر پچاس ہزار سوار لے کر چڑھ آیا۔ باقی محمد خاں نے اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھ کر حضرت مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض دعا و ہمت کی۔ آپ خود بنفس نفیس پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا کہ تم واپس ہو جاؤ مسلمانوں کو آپس میں لڑنا اچھا نہیں ہے۔ مگر اس نے کچھ سماعت نہ کیا۔

من از محیط محبت نشاں ہمی دیدم   کہ استخوان عزیزان بساحل افتاد است

اسی سفر میں آپ کو واقعہ میں معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مولانا خواجگی ایلنگی کے پاس جاؤ پھر حضرت مولانا خواجگی ایلنگی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے فرزند میری آنکھیں تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اور یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا۔

میگذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں
عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

غرضکہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا خواجگی ایلنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور وہاں تین دن رات خلوت میں مولانا سے صحبت کی۔ اور اپنے تمام حالات باطنی گوش زد کئے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ بعنایت الٰہی تربیت وروحانیت اکابر طریقہ تمہارا کام انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب تم ہندوستان جاؤ۔ تم سے وہاں اس طریقہ کا رواج ہوگا۔ پہلے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ

علیہ نے عجز و انکسار کیا۔ مگر پھر حسب فرمودہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کو روانہ ہوئے۔

زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود ۔۔۔ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند

جب آپ لاہور میں پہنچے۔ ایک سال تک وہاں قیام فرمایا۔ تمام علماء و فضلاء سب آپ کے شیفتہ ہوگئے۔ بعد ازاں دہلی روانہ ہوئے۔ اور وہاں قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی۔ اور پھر یہاں سے تا آخر دم علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ کا شیوہ ستر حال و اخفاء تھا۔ انکسار و دید قصور کا آپ پر کمال غلبہ تھا۔ اگر کوئی شخص اخذ طریقہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔ تو عذر کر کے اس کو ٹال دیتے۔ البتہ جب اس کی طلب نہایت گرم دیکھتے۔ تب قبول فرماتے۔

نقل ہے کہ ایک شخص خراسانی حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر رہا کرتا تھا۔ اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے طلب پیر کامل کیا کرتا تھا۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچے تو حضرت بختیار کاکی نے اس خراسانی کو بشارت دی کہ ایک بزرگ نقشبندیہ طریقہ کے اس شہر میں پہنچے ہیں۔ اس کی ملازمت اختیار کر وحسب الامر وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس لائق نہیں ہوں وہ کوئی اور بزرگ ہوں گے اور اس قدر عجز و عذر کیا کہ وہ شخص مان گیا۔ اور واپس ہوگیا۔ رات کو اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کا میں نے تجھ سے اشارہ کیا تھا۔ وہی بزرگ ہیں۔ جن کے پاس تو گیا تھا۔ چنانچہ اگلے روز وہ حاضر ہوا۔ اور رات کا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ کوئی اور ہی ہوں گے۔ میں ہرگز ایسا نہیں ہوں تم جا کر دوسری جگہ تلاش کرو۔ اور کہیں پتہ لگے۔ تو مجھ سے بھی آ کر کہنا میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

اسی طرح کی نقل خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ کی ہے کہ ابتداء میں جب وہ حاضر ہوئے ان سے بھی اس قسم کی عذر معذرت کی کہ کسی اور جگہ جا کر تلاش کرو۔ اور کہیں کسی کا سراغ لگے تو خبر کرنا اور ان سے اس طرح کی الحاح کے ساتھ فرمایا کہ وہ اسی تلاش میں آگرہ چلے گئے۔ وہاں جا کر سخت حیران اور پریشان تھے کہ کیا کریں گے۔ ناگاہ گلی میں سے گانے کی آواز آئی۔ کوئی یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا پڑھتا تھا۔

تو خواہی آستین افشان و خواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی

یہ سن کر فی الفور واپس آ گئے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا سنایا۔ تب آپ نے ان کو قبول فرمایا جس کسی کو آپ قبول فرماتے تھے۔ اگر اس میں مادہ عشق و محبت زیادہ دیکھتے تھے۔ اس کو رابطہ تعلیم فرماتے اور کسی کو ذکر قلبی اور کسی کو لا الہ الا اللہ اور کسی کو اسم ذات تعلیم فرماتے تھے۔ آپ کی نسبت میں جذب نہایت تھا۔ جس پر نظر پڑتی تھی بے اختیار وہ بیتاب ہو جاتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک لشکری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا اور اپنا گھوڑا سائیس کو دے آیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بضرورت طہارت مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ اتفاقاً اس خادم پر آپ کی نظر پڑ گئی۔ کہ بکمال شورش بازار میں چلا۔ اور وہاں سے صحرا کو چلا گیا۔ اور پھر معلوم نہ ہوا کہ کہاں گیا۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی بہت حکایات ہیں اور ہر وقت تعلیم ہمت و توجہ بھی فرماتے تھے کہ قلب متجوہر ہو جاتا تھا۔ اور کسی کو عالم مثال اور کسی کو عالم ارواح منکشف ہو جاتا تھا۔ اور بعض صرف صورت مبارک ہی دیکھ کر مجذوب و مغلوب ہو جاتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خطیب منبر پر تھا کہ اسکی آنکھ آپ پر پڑ گئی فی الفور

تڑپ کر منبر سے گر پڑا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایام رمضان میں شب کے وقت ایک خادم کے ہاتھ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فالودہ بھیجا۔ وہ سادہ وضع آدمی تھا۔ سیدھا خاص دروازہ تک چلا گیا۔ اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ شفقت اور کو نہ اٹھایا اور خود ہی فالودہ لینے چلے گئے۔ اور لے کر اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اس نے عرض کیا کہ بابا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا خادم ہے۔ تو ہمارا ہی ہے۔ جیسے ہی وہ واپس ہوا جذب و سکر نسبت اس پر غالب ہونا شروع ہوا۔ اور وہ چلاتا ہوا افتاں و خیزاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ماجرا پوچھا اس نے بیان کیا کہ زمین آسمان شجر حجر سب جگہ ایسا نور بے رنگ نظر آتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مقابل اس بیچارہ کے ہو گئے۔ اور پرتو آفتاب اس ذرہ پر پڑ گیا۔ عامہ خلائق پر آپ کو اس قدر رحم اور شفقت تھی کہ ایک بار آپ کے رو برو لاہور میں قحط عظیم ہوا۔ جب آپ کے سامنے کھانا آتا۔ آپ فرماتے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ گلی میں تو آدمی بھوکے مریں۔ اور میں کھاؤں اور اس کھانے کو محتاجوں میں تقسیم کر دیتے سفر میں اگر کسی کو ماندہ و ضعیف دیکھتے۔ اس کو اپنی سواری پر سوار کر لیتے اور خود پیدل ہو جاتے۔ جب شہر قریب آ جاتا۔ آپ پھر سوار ہو لیتے کہ یہ کار ثواب پوشیدہ رہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ تہجد کی نماز کے واسطے اٹھے۔ آپ کے لحاف بچھونے میں بلی بیٹھ گئی۔ آپ صبح تک سردی کی ایذا اٹھاتے رہے۔ مگر بلی کو نہ ہٹایا۔ اگر کسی سے مکروہ شرعی دیکھتے اوروں کی طرح بتصریح و شدت نہی و منکر نہ فرماتے بلکہ کنایۃً و اشارۃً فرما دیتے۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا طرح طرح کی شرارتیں اس سے ظہور میں آتی تھیں۔ مگر آپ سب برداشت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے کسی مرید نے یہ حال دیکھ کر اس کو کوتوالی میں پکڑوا دیا۔ آپ نے یہ سنکر اپنے مرید پر عتاب فرمایا۔ اس نے عرض کیا حضرت وہ بڑا فاسق و شریر ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر آہ سرد دل سے کھینچی اور فرمایا کہ ہاں تم اپنے تئیں صالح باصفا جانتے ہو۔ تم کو اور شریر و فاسق نظر آتے ہیں۔ ہم کیا کریں کہ ہم کو وہ اپنے سے کسی طرح برا نہیں معلوم ہوتا یہ سن کر اس مرید نے اس کو حبس سے رہا کرا دیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت کو گئے۔ وہاں خادموں نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر مزار کے قریب ایک چادر آپ کے بیٹھنے کے واسطے بچھا دی۔ اتفاقاً وہاں ایک فقیر بیباک موجود تھا۔ اس نے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کس کے واسطے ہے۔ خادموں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا۔ وہ آپ کا نام سن کر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور آپ کی شان میں بہت سخت الفاظ شروع کئے کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے پھر آپ سے متوجہ ہو کر اور زیادہ بیہودہ گوئی شروع کی۔ مگر آپ نے اس سے معذرت کی کہ جو کچھ ہوا ہے۔ میری لاعلمی میں میری بلا اجازت ہوا ہے۔ تم خفا مت ہو اور تم جو کچھ میرے حق میں کہتے ہو۔ درست ہے میں ایسا ہی ہوں۔ حضرت کے ہمراہیوں نے چاہا بھی کہ اس کو تنبیہ کریں۔ مگر آپ نے ان کو منع کر دیا۔ اور قریب جا کر اس کا پسینہ اپنی آستین سے پونچھا اور نہایت منت سے چند درہم دیئے اور فرمایا کہ میری کمبختی کی وجہ سے تم کیوں اپنا دماغ خالی کرتے ہو جانے دو جو ہمراہی تھے کہتے تھے کہ اس فقیر نے اس قدر برا بھلا کہا۔ مگر آپ کے چہرہ

پر کچھ تغیر نہ ہوا۔ اگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید سے کوئی جریمہ بالغزش ہو جاتی تو فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری بدصفتی کا سبب ہے نہ باتیں مجھ میں ہوتیں نہ ان میں منعکس ہوتیں۔ اگر کوئی شخص محفل اقدس میں کسی مسلمان کی خفت بیان کرتا۔ آپ اس کی تعریف شروع کر دیتے۔ ہمیشہ اپنے اصحاب کو نیستی و دید قصور پر دلالت فرماتے تھے۔

نقل ہے کہ شیخ تاج سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفیہ تھے اور اٹل میں شیخ الہ بخش خلیفہ سیر سید علی قوم جونپوری قدس سرہٗ سے مرید ہوئے تھے۔ اور ایک شخص دیوانہ ابوبکر بھی شیخ الہ بخش قدس سرہٗ مذکور کا مرید تھا۔ یہ ابوبکر بھی سنبھل کے رہنے والے تھے جب حضرت شیخ تاج حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کر کے اپنے وطن سنبھل میں گئے۔ اور وہاں ان سے تاثیر عظیم پیدا ہوئی۔ اور یہ تربیت طلاب میں مشغول ہوئے تو بعض اہل سنبھل کو حسد آیا۔ انہوں نے دیوانہ ابوبکر مرید شیخ الہ بخش کو ان سے بھڑوا دیا۔ انہوں نے دیوانہ ابوبکر کو خوب تنبیہ کی اور یہ ماجرا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کو لکھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں یہ خط لکھا۔

مکتوب: دماغ خشکی شما کہ درباب شیخ ابابکر نمودہ بودید خواندیم ایں چیزہا مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست اولیاء از کبائر محفوظ نیستند تا مراد بیچارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد؟ از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلافت چشم داشت از و ظاہر نشود خصوصاً کہ دراصل دیوانہ منحرف العقل باشد استقامت صفات از د نباید چشم داشت اگر چہ بولایت برسد خدا داند درآں وقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را او نظرش پوشیدہ باشند کارخانہ دیوانہا دیگر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است بالجملہ ہمہ اور مرتبہ اش معذور باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی باید کر دیں معیت وجود را دیدہ ادب شناخت

انیست نفوس مختلف اند بعضے امارہ مطمئنہ و بعضے درمیان کہ آنرالوامہ گوئندہ آنہم اگر ذوی العقول باشد مطمئنہ اولیاء ست ارباب نفوس امارہ رانیز معذوری باید داشت بل بنظر لطف دید و رہبرکاری مطالعماے جمیل بکار باید برد طعن اہل سنبھل رانیز انکارنمی باید کرو بل بنظر ترحم در ایشاں باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اندو شیوہ نفوس فراموش کردہ اند اگر عاجزی سے گناہ کند حکم بربطلان او چرا کنندو مجموع امور اور ابر تلبیس چرا حکم فرمائید الحمد للہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیاء ست ماخود درظہور ایں امر طریق دیگر داریم۔ ہرگاہ ملامتی میرسد سرور خودی نگریم دیک بدصفتے درخودی یابیم ایں اشارت راموا عظت غیبی میدانیم چنانکہ دریں مادہ نیز درخود نفاقہا وتلبیسات یافتیم والتجا بحضرت کرم او بردیم انشاء اللہ تعالیٰ مرتفع شود بارے بگوئند از ملامت سنبھلیاں چہ لاحق خواہد شد عبادت راقبول نخواہند نمودیا صفائی توجہ برطرف خواہد شد یار درگاہ خداوندی خواہد شد۔

معشوق ترا و برسر عالم خاک! والسلام!

اسباب دنیاوی سے آپ کو اس قدر استغنا تھی کہ کبھی مجلس میں ذکر دنیا نہ ہوتا تھا۔ اور نہ اپنے واسطے اور نہ اپنے درویشوں کے واسطے کوئی تدبیر کرتے تھے۔ اور درویشوں کے واسطے سواء فقر و فاقہ وقناعت و زہد و مسکنت اور کچھ نہ چاہتے تھے۔ اگر کوئی ارباب غناء سے فقراء درگاہ کے واسطے کچھ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ تو آپ اپنے اور اپنے خاص خادموں کے واسطے منظور نہ فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان کی زیست میری طرح زہد و ریاضت وتوکل وقناعت سے بسر ہو۔ فرمایا کہ جس کسی کو مجھ سے مالی مدد پہنچے یہ یقین سمجھ لے کہ مجھ کو دینی محبت میں اس کے ساتھ نقصان ہے۔ البتہ غیر خواص کو مالی مدد فرمایا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ کا عزم سفر حج ہو۔ خانخانان نے ایک لاکھ روپیہ بطور زادو راحلہ کے بھیجے۔ آپ نے واپس کر دیئے۔ اور فرمایا کہ اس

بات کو دل قبول نہیں کرتا کہ اس قدر روپیہ کسی کا اپنے صرف میں لاؤں۔ کھانے اور کپڑے کا کچھ التزام آپ کے مزاج میں نہ تھا۔ اگر کتنی ہی مدت کوئی غیر مرغوب کھانا ہوتا۔ کبھی نہ فرماتے کہ اس کو بدل دو یا اور پکاؤ۔ یا اگر کپڑے میلے ہو جاتے۔ تو یہ نہ فرماتے کہ اور حاضر کرو۔ آپ کا مکان نہایت تنگ اور شکستہ تھا۔ اس کی صفائی اور درستی کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ باوجودیکہ آپ نہایت نحیف وضعیف تھے۔ مگر دوام ذکر و کثرت طاعت پر نہایت شغف رکھتے تھے۔ بعد نماز عشاء حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ اور مراقبہ کرتے۔ جب ضعف معلوم ہوتا۔ اٹھ کر وضو کرتے اور دوگانہ گذار کر پھر مراقب ہو جاتے اور اسی طرح تمام شب گذار دیتے۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط تھی کہ محل اطیب سے قرض حسنہ لے کر اپنی اور درویشوں کے واسطے طعام پکواتے۔ اور فتوح میں سے وہ قرض ادا کر دیتے۔ اور اس بات کی نہایت تاکید تھی کہ طعام پر باوضو ہو۔ اور بحضور و جمعیت پکائے فرمایا کرتے تھے کہ جو کھانا بلا احتیاط پکتا ہے۔ اس کے کھانے سے ایک دھواں اٹھتا ہے کہ وہ فیض کو بند کر دیتا ہے۔ اور ارواح طیبہ کہ وسائل فیض ہیں قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شریفہ کہ قانتات و عارفات سے تھیں۔ احتیاط کی وجہ سے باوجود لونڈی باندیوں کے بذات خود تنور میں روٹیاں لگایا کرتی تھیں اور مریدوں کو بھی اس قسم کی احتیاط کی نہایت تاکید تھی۔ چنانچہ اگر کوئی مسامحت کرتا تو اسکو نقصان سے معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ۔

نقل ہے کہ ایک درویش نے اپنے کام میں پستگی پائی۔ اور خدمت عالی میں آ کر ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا کہ لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے اس نے عرض کیا لقمہ تو وہی ہے۔ فرمایا کہ خوب سوچو آخرکار معلوم ہوا کہ ایندھن میں کچھ ترک احتیاط ہوگئی تھی۔ آپ کا ہمیشہ عمل عزیمت پر تھا۔ سماع و جہر۔ آپ کی مجلس میں بار نہ تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی

مجلس میں ایک درویش نے اللہ بجہر کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس میں اگر آئے تو آداب مجلس کا لحاظ رکھے۔ ایک مرتبہ حدیث کی کتابوں میں دیکھ کر فاتحہ خلف الامام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ اپنی تعریف میں قصیدہ پڑھتے ہیں۔ اور اس سے یہ سمجھ میں آیا کہ آپکا یہ مطلب ہے کہ میرے مذہب پر ہزاروں اولیاء گذرے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ نے فاتحہ خلف الامام ترک کر دیا اور باوجود ایسے کمال تکمیل کے آپ پھر بھی اپنی نایافت ہی کی شکایت کرتے تھے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔ رباعی

در راہ خدا جملہ ادب باید بود   تاجاں باقیست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند   گم باید کرد و خشک لب باید بود

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپکے کسی مرید کو خط لکھا تھا۔ اس خط کی پشت پر آپ نے یہ عبارت اپنے قلم سے لکھی دریغ کہ ایں عاجز گرفتار راقوت کار نماند وگرنہ بتوفیق اللہ تعالیٰ دریں دور روزہ عمر دیوانہ دار ماتم باز ماندگی خود میداشت و در جست وجوئی کیمیائے مقصود تگ و دومی نمود دزندگانی فداے ایں راہ میکر وحق تعالیٰ دریں افتادگی نیز دروی وآشوبی کرامت فرماید کہ کار دو جہانی خود را در قبضہ اختیار و اقتدار اونہادہ از مجموع گرفتار بہا فراغی بیابم آمین یا رب العالمین امید ازاں برادر آنست کہ روئے برخاک نہدواز برائے حصول آرزوئے فقیر از خدائے عزوجل نخواہد کہ دعاء الغائب للقائب اسرع الی الاجامیہ آمدہ والداعاء فرمایا حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

مدح و ذمت گرتفادت می کند   بتگری باشی کہ ادبت می کند

فرمایا کہ یاد کرو گے معنی زبان سے یاد کرنا بازگشت کے معنی یہ کہنا کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ نگہداشت خطرات سے دل کا بچانا۔ یادداشت استیلاء حضور

بغلبہ ذاتی فرمایا توبہ کے معنی گناہ سے نکلنے کے ہیں۔ اور حجاب ہے۔ وہ گناہ ہے۔ پس کمال توبہ مراد کندن سے ہے کہ اس کے واسطے پوستین لازم ہے۔ فرمایا زہد کے معنی رغبت سے نکلنا ہے۔ چونکہ رغبت مقید بمتاع دنیوی ہے۔ پس کمال زہد نامرادی ہے مصرع

چو پیوندہا بگلی و اصلی

فرمایا توکل روایت اسباب سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال توکل یہ ہے کہ وجود اسباب سے کہ فرع شہود حق مطلق ہے باہر آئے۔ فرمایا قناعت ترک فضول و اکتفا بقدر حاجت اور عمدہ کھانے اور لباس اور مسکن سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں اور کمال قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی اور محبت حق تعالیٰ پر اکتفا و آرام کرے۔ فرمایا عزلت مخالطت خلق سے باہر آنے کو کہتے ہیں اور کمال عزلت یہ ہے کہ رویت خلق سے بھی باہر آئے۔ فرمایا ذکر ماسواء اللہ تعالیٰ کے ذکر سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال ذکر یہ ہے کہ خود ذکر سے باہر آجائے وظہور سرہو الذاکر والمذکور ہو۔ فرمایا توجہ جمیع و داعی سے باہر آنا متوجہ حق سبحانہٗ کی طرف ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا صبر حظوظ نفس و مالوفات ومحبوبات سے باہر آنے کا نام ہے۔ فرمایا مراقبہ اپنے افعال و توانائی سے باہر آنے اور مواہب الٰہی کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں۔ فرمایا رضاء رضاء نفس سے باہر آنا و رضا الٰہی میں داخل ہونا۔ اور تسلیم احکام ازلیسر وتفویض الی اللہ کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو شخص مقام معصیت میں ہے۔ یا اس کے دل میں دنیا کی رغبت ہے۔ یا سبب میں ہے یا معاش ضروری پر اکتفا نہیں کرتا۔ یا خلق سے مخالفت رکھتا ہے۔ یا اس کی اوقات ذکر فکر سے معمور نہیں ہیں۔ یا خدا سے سواء خدا کچھ اور چاہتا ہے۔ یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا یا اپنے افعال پر یا اپنے حول وقوۃ پر نظر رکھتا ہے۔ یا تسلیم احکام ازلیہ نہیں کرتا وہ یقینی سلوک میں ناقص ہے فرمایا مگر معلوم ہو کہ بعض اہل نہایت کہ جو اپنے سے

اور اپنی خواہشات سے باہر آ گئے ہیں۔ بباعث بعض نیات اکتفا و عدم اختلاط و مجاہدہ میں نہیں رہے ہیں۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فرمایا اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرہم کا قول ہے کہ جس شخص کو اس راہ کا درد دامنگیر ہو۔ اس کو چاہیے کہ بعد توبہ نصوح بقدر طاقت رعایت زہد و توکل و قناعت و عزلت و صبر و توجہ جمیع مقامات کر کے اوقات ذکر الٰہی میں مصروف رکھے اور اسی رعایت کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ فرمایا ہمارے طریق ذکر سے جذب پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد وجذب جمیع مقامات بسہولت و استقامت حاصل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا اگر کسی کو اس سلسلہ کے درویش سے کہ جس میں وہ اوصاف موجود ہوں۔ جو اکابر طریقہ کہتے ہیں۔ ایسی محبت ہو جائے کہ اس کی غیبت میں اس کی صورت حاضر رہتی ہو۔ تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات تجھ سے نہ ہو کہ اس کے دل میں تیری جانب سے کوئی کراہت پیدا ہو جائے۔ چاہیے کہ اپنی مراد دل میں سے نکال ڈالے اور اسی کی مراد پر قائم رہے۔ بالجملہ مدار اس طریقہ کا ارتباط جانبین پر ہے۔ جس طرح کہ روئی آتشی شیشہ سے مقابل ہو کر حرارت آفتاب حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح باطن بوجہ ارتباط حرارت آگاہی حق سبحانہ تعالیٰ کسب کرتا ہے۔ مثال طالب اور راس درویش کی مثال روئی اور آتشی شیشہ آفتاب نما کی ہے۔ یہ طریقہ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ کیونکہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت جبی بدرجہ کمال حاصل تھی۔ اور اسی راہ سے انہوں نے فیض حاصل کیا ہے۔ فرمایا طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ بوجہ اسی نسبت جہتی کے ہے۔ فرمایا کہ دوام مراقبہ بڑی دولت ہے کہ اس سے دلوں میں قبولیت کی نشانی ہے۔ فرمایا کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں ہے کشوف صوریہ میں محل خطا ولغزش بہت ہے کوشش کرنا چاہیے کہ ظہور مع اللہ ہو

فرمایا ولایت بفتح الواو قرب بندگی کو کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور بکسر الواو موجب قبول خلق ہوتا ہے۔ خوارق و تصرف کا قسم ثانی سے تعلق ہے۔ کسی نے اس وقت سوال کیا کہ مستعدون کو جو برکات پہنچی ہے وہ کس قسم سے ہے۔ فرمایا کہ یہ اثر ولایت بفتح کا ہے۔ فرمایا کہ جس وقت طالب کا آئینہ پیر کے آئینہ کے محاذی ہوتا ہے۔ اس وقت اس میں بقدر مناسبت پرتو پڑتا ہے۔ فرمایا کہ بعض کو دونوں قسم کی ولایت سے کوئی ایک حاصل ہوتی ہے۔ اور کسی کو دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ہوتی ہیں۔ مگر ایک قوی ایک ضعیف فرمایا کہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی ہمیشہ ولایت بفتح ولایت بکسر پر غالب ہوتی ہے۔ فرمایا اگر کوئی مقتدا اس جہاں سے انتقال کر جاتا ہے۔ تو ولایت بکسر اپنے مخلص کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور ولایت بفتح اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ فرمایا اولیاء اللہ کبائر سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی بات اتفاقاً صادر ہو جائے تو ان کے احوال کا بطلان کرنا جہالت ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ ان کا دایم یا اکثر حال کیا ہے۔ اگر اکثر اچھا ہے تو پھر اگر اتفاقاً ان سے کچھ سرزد ہوگیا تو اس میں معذور رکھنا چاہیے۔ فرمایا کہ طریقہ انجذاب و محبت یقینی موصل ہے۔ اور اس کا رخ سواء حق سبحانہٗ کے اور طرف نہیں ہے۔ بخلاف اور طریقوں کے کہ انکا رخ انوار کی جانب ہے۔ اس سبب سے بعضے اسی میں رہ جاتے ہیں۔ فرمایا انجذاب و محبت ہر فرد انسانی میں ہے۔ لیکن پوشیدہ ہے۔ اہل سلسلہ نقشبندیہ اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔ فرمایا مشائخ تین وجہ سے تربیت و ارشاد خلق فرماتے ہیں یا بالہام حق سبحانہٗ یا بحکم پیر یا بوجہ شفقت کہ خلق کو ضلالت میں دیکھ کر پیدا ہو۔ مقتضائے شفقت یہ ہے کہ ترویج شریعت اختیار کرے۔ اور خلق کو وعظ نصیحت و حفاظت شریعت کرے اور فقہ وغیرہ کی تعلیم و تعلم کرتا رہے۔ اور جو لوگوں کو واصل کرتے ہیں۔ اس میں شفقت شرط نہیں

ہے۔ وہ شفقت سے بھی بڑھی ہوئی بات ہے۔ اسی طریقہ کا حاصل تربیت انجذاب ایمانی ہے۔ کہ دعوت تمام انبیاء علیہ السلام اسی کی ہے۔ فرمایا توکل کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ ترک اسباب کر کے بیٹھ جائے۔ یہ خود بے ادبی ہے۔ بلکہ کتابت وغیرہ کا کوئی سبب یعنی پیشہ مقرر کرلے فرمایا سبب پر نظر نہ رکھنا چاہیے۔ سبب کو مثل دروازہ کے خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے حصول سبب کے مقرر کیا ہے۔ اگر کوئی دروازہ بند کر کے دیوار پر سے گذرنا چاہے۔ تو یہ بے ادبی ہے۔ فرمایا قطع علائق کے یہ معنی ہیں کہ تمام نعمت و دنیوی و اخروی سے دل پھر جائے۔ اور تمام احوال و مشاہدات سے بے پروائی ہو جائے و انجذاب خلق متجدد وقت ہو۔ آپ کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ چنانچہ

نقل ہے کہ ایک چشتیہ شیخ زادہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی۔ کسی نے یہ معاملہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکے دل میں یہ خیال گذرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنا چاہیے۔ اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہوگئی۔ اس کی غیرت ہوگئی ہے۔ اور یہ وجہ علالت ہے۔ اس شخص نے یہ حال مریض کے سامنے بیان کیا۔ اس نے اس کی تصدیق کی اور ندامت و توبہ ظاہر کی۔ چنانچہ فی الفور آرام ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ہمسایہ پر نائب حاکم نے بہت ظلم کیا۔ اور چاہا کہ اس کو گھر سے نکال دے۔ یہ خبر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ آپ نے اس کو سمجھایا کہ اس محلّہ میں فقیر رہتا ہے۔ اس سے درگذر کر مگر اس نے نہ مانا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں۔ صرف تیری نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی۔ دو تین روز کے بعد اس پر چوری کا الزام لگا۔ اور اس کو مع خویشاں قتل کر ڈالا۔ آپ کے تصرفات نہایت قوی تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک سن رسیدہ عالم نے باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ مگر قادر نہ ہو سکا۔ اس سے اس کو ایسی شرمندگی ہوئی کہ اس نے دہلی کو چھوڑنا چاہا۔ یہ بات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ اس کے حال پر نہایت رحم آیا۔ ایک روز آپ گھوڑے پر سوار جاتے تھے کہ وہ عالم سرراہ مل گئے۔ آپ ان کی تعظیم کو گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور سینہ سے خوب زور سے لگایا۔ اس وقت اس نے اپنے میں طاقت عجیب پائی اور صاحب اولاد ہوا۔

نقل ہے کہ ایک عورت عقیمہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور شکایت کی کہ میرے بال بچہ نہیں ہوتا۔ میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سبب سے مجھ کو نہایت رنج ہے۔ اس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرماتے تھے۔ تھوڑی کھا کر باقی اس کو دے دی۔ اور فرمایا کہ بالفعل مادۃ الحیاۃ حاضر ہے۔ اس عورت نے وہ مادۃ الحیاۃ حضرت کے ہاتھ سے لے کر نوش کی ببرکت نفس نفیس اس کا مرض جاتا رہا۔ اور اللہ نے اس کو اولاد دی۔ اور اس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ فسخ کر دیا۔

نقل ہے کہ حضرت کے ایک خادم کو بعض سوانح سکریہ خلاف فقہ حنفیہ وارد ہوئیں ہر چند ان کے دفع کی کوشش کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار حضرت خواجہ سے عرض کرنے کے ارادہ سے انکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بمجرد چہرہ مبارک پر نظر پڑنے کے وہ سوانح سکریہ زائل ہو گئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صدہا کرامات ہیں کہ جس کا بیان مشکل ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا کرامت ہو سکتی ہے۔ کہ آپ نے صرف تین چار سال ہدایت و ارشاد خلق فرمایا۔ اور اس عرصہ قلیل میں آپ کا فیض تمام میں پھیل گیا۔ اکثر مشائخ وقت پیری و مریدی ترک کر کے حاضر حضور ہوئے۔ اور مشرف بہ تلقین ذکر ہوئے۔ دہلی میں جب آپ کا ظہور شروع ہوا تو بعض مشائخ کو بہت غیرت آئی۔ اور آپ کے ضرر پہنچانے

کے واسطے بہت توجہ کی۔ اور اسم پڑھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ خود ہی نقصان اٹھائے اور آخرکار حاضر ہو کر مرید ہوئے اور مخلصوں میں داخل ہوئے۔

نقل ہے کہ جب آپکا سن شریف چالیس سال کا ہوا۔ تو جس کسی کی وفات کی خبر سنتے۔ آہ سرد بھر کر فرماتے کہ خوب چھوٹا انہیں دنوں میں آپ نے ایک اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ جب میری عمر چالیس سال کی ہوگی۔ تو مجھ کو ایک واقعہ عظیم پیش آئے گا۔ پھر ایک روز فرمایا کہ خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی کہتا ہے کہ جس غرض کے واسطے تم کو لائے تھے۔ وہ پوری ہوگئی۔ ایک روز فرمایا کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں کسی کا انتقال ہوگا۔ ایک روز فرمایا کہ کوئی کہتا ہے کہ قطب وقت کا انتقال ہوگیا۔ اور میں اس وقت قصیدہ غرا اپنے مرثیہ میں پڑھتا ہوں اور اس میں میری تعریف مندرج ہے۔ غرضکہ وسط جمادی الثانیہ میں آپ کو مرض موت شروع ہوا۔ ان دنوں میں ایک روز فرمایا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ پیراہن پہنو۔ اس کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر زندہ رہیں گے تو پہنیں گے۔ ورنہ پیراہن کفن ہی پیراہن ہے۔ ایام مرض میں ایک روز آپ کو استغراق و استہلاک اس قدر ہوگیا کہ حاضرین یہ سمجھے کہ آپ کی نزع کی حالت ہے۔ جب آفاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے۔ اور ایسے حال سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ روز شنبہ ۲۵ جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے جان بجاناں تسلیم کی انا للہ وانا علیہ راجعون بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مع اصحاب اس جگہ تشریف لائے تھے اور اس جگہ کو پسند کر کے وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں کی تھوڑی سی خاک آپکے دامن کو لگ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں کی خاک

دامن گیر ہوتی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ حضرت کی پیدائش ۱۴ شوال یوم جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱ھ کو بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کا نسب النسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم نے فرمایا کہ آپ کی ولادت کے قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ خوک بندر و ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں کہ اسی اثناء میں میرے سینہ سے ایک نور نکلا ہے۔ اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا ہے۔ اور اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے تمام ظالم و زندیق و ملحدوں کو بکری کی طرح ذبح کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص آواز بلند کہتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اس خواب کی تعبیر حضرت مخدوم نے حضرت شاہ کمال کھتیلی رحمۃ اللہ علیہ سے چاہی۔ انہوں نے بعد توجہ فرمایا کہ تمہارا لڑکا پیدا ہوگا۔ اس سے دفعہ ظلمت و الحاد و بدعت ہوگی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ ایسے علیل ہوگئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال کھتیلی کا وہاں گذر ہوا۔ حضرت کے والد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ کو دم کرانے کو لے گئے۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک حضرت کے منہ میں دے دی۔ اور آپ اس کو دیر تک چوستے رہے۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد بزرگوار کو تسلی دی کہ خاطر جمع رکھو۔ اس لڑکے کی عمر دراز ہوگی۔ وہ عالم و عارف ہوگا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایام رضاعت کا ہے۔ مگر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ابھی تک یاد ہے۔ جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کو داخل مکتب کیا۔ تھوڑی

مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔ بعد ازاں اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ زیادہ حصہ علم کا انہیں سے پڑھا ہے۔ اور کچھ دیگر علماء کبار سے سیالکوٹ میں جا کر مولانا کمال کشمیری کہ فحول علماء وقت سے تھے۔ عضدی وغیرہ پڑھا ہے بعض کتب احادیث مثل مشکوٰۃ و صحیح بخاری و شمائل ترمذی جامع صغیر سیوطی و بعض تفاسیر مثل تفسیر واحدی و بیضاوی شریف وقصیدہ بردہ وغیرہ دیگر علماء کبار سے پڑھی تھیں۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوکر آپ درس و تدریس میں مشغول ہوئے طلباء کو نہایت سعی و کوشش سے پڑھایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک مرتبہ آپ کا آگرہ (کہ اس زمانہ میں دارالخلافت تھا) جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سفر میں آپ کو ابوالفضل سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ مگر آخرکار آپ ان کی بداعتقادی سے ناراض ہوگئے۔ اور ترک ملاقات کی۔ وہاں سے واپس آکر آپ اپنے والد ماجد کی صحبت کے ملتزم ہوئے اور اخذ فوائد باطنیہ کرکے اجازت سلسلہ چشتیہ حاصل کی۔ لیکن بوجہ کمال تقویٰ و التزام متابعت سنت تواجد و سرود وغیرہ سے کہ اس طریقہ شریفہ کے مرسوم سے ہے۔ پرہیز رکھا اس زمانہ میں ایک مرتبہ آپ نہایت علیل ہوگئے۔ چنانچہ اس حال کو دیکھ کر آپ کی بیوی صاحبہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی صحت کے واسطے دعا مانگنی شروع کی۔ اور نہایت گریہ وزاری کی اس گریہ وزاری میں نیند آگئی۔ معلوم ہوا کہ گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ تم خاطر جمع رکھو۔ ہم کو اس شخص سے بہت کام ہیں کہ ابھی ہزاروں میں سے ایک بھی سرانجام نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد پھر جلد آپ کو صحت ہوگئی۔ حضرت کو ہمیشہ سے شوق طواف بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے آرام کیے رہتا تھا۔ لیکن بوجہ اپنے والد بزرگوار کی کبرسنی کے ان کی خدمت سے علیحدگی پسند نہ فرماتے تھے۔ آخرکار بمشیت ایزدی ۱۰۰۷ھ میں حضرت کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ اور آپ ۱۰۰۸ھ ہجری میں بارادہ حج

متوجہ سفر ہوئے۔ جب دہلی میں پہنچے تو مولانا حسن کشمیری نے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی اور ان سے ملنے کی ترغیب دلائی۔ چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہایت بشاشت سے ملے اور ارادہ وقصد دریافت فرمایا۔ حضرت نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ اگرچہ حضرت نہایت دیر آشنا تھے۔ مگر یہاں اپنی عادت سے تجاوز کر کے فرمایا اگرچہ عزم بہت مبارک ہے۔ لیکن اگر چند روز کم از کم مہینہ یا ہفتہ اس جگہ فقراء کے پاس قیام کرو۔ تو کیا حرج ہے۔ حضرت نے حسب الارشاد ایک ہفتہ رہنا اختیار کیا۔ ابھی صرف دو روز ہی گذرے تھے کہ آپ کو بشوق انابت و اخذ طریقہ غالب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فی الفور بلا استخارہ داخل طریق کیا۔ اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔ چنانچہ اسی وقت حضرت کا دل ذاکر ہو گیا اور حلاوت و التذاذ پیدا ہوا۔ پھر وہ معاملے پیش آئے کہ دیکھنے سننے میں نہیں آئے اور عرصہ قلیل دو ماہ چند روز میں تمام نسبت نقشبندیہ بالتفصیل حضرت کو حاصل ہو گئی انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی علو استعداد دیکھ کر آپ کو خلوت میں طلب کیا اور اپنے وقائع بیان کئے کہ جب مجھ کو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ۔ وہاں تم سے یہ طریقہ جاری ہوگا۔ میں نے اپنے میں اس کی قابلیت نہ پا کر عذر کیا تو انہوں نے استخارہ کے واسطے فرمایا استخارہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ گویا ایک بلبل ایک درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ بلبل اڑ کر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو مجھ کو سفر ہندوستان میں کشائش ہوگی۔ چنانچہ بمجرد اس خیال کے وہ بلبل میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اور اس بلبل نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو اٹھ کر میں نے یہ خواب خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

سے بیان کیا۔ انہوں نے سنکر فرمایا کہ بلبل ہندوستانی جانوروں میں سے ہے۔ ہندوستان میں تم سے ایک ایسے شخص کو ظہور ہوگا کہ جہان اس سے روشن ہوگا۔ اور تم بھی اس سے بہرہ یاب ہوگے فرمایا کہ جب میں سرہند میں پہنچا واقعہ میں معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم قطب کے پڑوس میں آ کر ٹھہرے ہو اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا۔ صبح اٹھکر میں اس جگہ کے درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ملنے گیا۔ لیکن کسی میں وہ قابلیت نہ پائی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے باشندوں میں یہ قابلیت ہوگی کہ بعد ازاں ظہور میں آئے گی۔ چنانچہ جب تم کو دیکھا تو وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی موجود تھے اور نیز ایک روز دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے۔ اور لحظہ بہ لحظہ اس چراغ کی روشنی بڑھتی جاتی ہے۔ اور لوگ اس چراغ سے اور بہت چراغ بکثرت روشن کر رہے ہیں اور جب سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو وہاں کے دشت وصحرا کو مشعلوں سے بھرا پایا ہے اور اس بات کو بھی میں تمہارے ہی معاملہ میں اشارہ سمجھا۔ غرض کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بشارت حصول دولت کمال و تکمیل عطا فرما کر سرہند کو رخصت کیا۔ چند مدت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں مقیم رہ کر پھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب کی مرتبہ حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت ارشاد و افادہ طلاب عطا فرمائی اور خاص خاص اصحاب تربیت کے واسطے حضرت کے سپرد کئے اور خلعت خلافت عطا فرما کر رخصت فرمایا حضرت سرہند میں پہنچ کر تربیت و تہذیب میں مشغول ہوئے۔ اور اثر عظیم ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی و ساعت میں ہو جاتا تھا اور خلقت مور و ملخ کی طرح آپ کے گھر ہوگئی کہ اسی اثناء میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا خط شوق ملاقات میں پہنچا۔ حضرت اس کو پڑھتے ہی دہلی روانہ ہوگئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو کابلی دروازہ تک پاپیادہ مع خدام استقبال کو تشریف لائے اور حضرت

کو باعزاز تمام لے گئے اور اپنے سامنے سر حلقہ بنا کر اپنے اصحاب کو تاکید کی کہ ان کے رو برو نہ کوئی میری جانب متوجہ ہوا کرے اور نہ کوئی میری تعظیم کرے۔ بلکہ سب انہیں کی طرف متوجہ رہا کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں جو بعض کو متامل پایا تو فرمایا کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں اور خود بھی مثل دیگر مریدوں کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے اور جب حلقہ یا مجلس سے اٹھ کر باہر تشریف لیجاتے۔ تو حضرت کی جانب پشت نہ کرتے بلکہ چند قدم برجعت قہقری تشریف لے جاتے اور اسی طرح تحریر میں بھی بہت نیازمندی ظاہر فرماتے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ باعلی کمال برساناد وللارض من کاس الکرام نصیب تکلفی نیست آنچہ حقیقت حال ست نوشتہ می شود پیر انصاری قدس سرہ می فرمود من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود باوجود پیریش مریدے من میکر و ہرگاہ حقیقت صفت آں بے صفتاں ایں باشد گرفتاراں آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکند و از ہر کجابوی بمشام ایشاں برسد درپی آں قدم نزدند اکنوں تامل دا ہمال مانہ از استغنائی و بے نیاز مندی است موقوف باشارت است

اگر طمع خواہد زمن سلطان دیں ۔۔۔ خاک برفرق قناعت بعد ازیں

باری حال ونسخہ ارادہ من انیست خدای عزوجل برآنچہ می باید مہتد گرداناداز عجب و پندار مخلصی بخشاد انتہی۔

لیکن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے باوجود اس قدر وفور عنایت کے حضرت کے بھی ادب و اعتقاد کی کچھ انتہا نہ تھی حضرت خواجہ حسام الدین سے نقل ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ کا حضرت مجدد پر نہایت التفات تھا اور توقیر و احترام میں نہایت مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز کسی ضرورت سے مجھ کو میاں احمد کے بلانے کو بھیجا۔ جیسے ہی میں نے جا کر کہا کہ آپ کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ طلب

فرماتے ہیں سن کر رنگ رخسارہ خوف زدہ کی طرح متغیر ہوگیا اور تمام بدن میں اضطراب و رعشہ پیدا ہوگیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ سنا کرتے تھے کہ نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔ آج دیکھ بھی لیا۔ حضرت نے خود رسالہ مبدٔ المعاد میں لکھا ہے کہ ہم چار آدمی جملہ مریدوں میں ممتاز طور پر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ ہر شخص کا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے علاقہ و اعتقاد علیحدہ تھا۔ میرا تو یہ عقیدہ تھا کہ ایسی صحبت اور ایسی تربیت و ارشاد بعد زمانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز پیدا نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرتا تھا کہ اگر حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا۔ بارے ہزار ہزار شکر کہ اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ جب حضرت مجدد دہلی سے سرہند واپس تشریف لے گئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر مکاتیب میں اپنے اصحاب کا حال و مقام حضرت سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور ان کے واسطے دعا و توجہ کی خواستگاری کرتے تھے اور اس میں عزیز متوقف کے اشارہ سے بھی کسی کا حال دریافت فرماتے۔ اور اس کے واسطے بھی توجہ و ہمت طلب فرماتے۔ اول اول تو حضرت نے اس خیال سے کہ مبادا امتحان ہو تواضع و انکسار کر کے معذرت کی مگر جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی الحاح حد سے گذر گئی۔ اس خوف سے کہ یہ مبادا عدم امتثال امر واجب الاطاعت منجر بہ ترک ادب نہ ہو۔ بتواضع و احترام تمام تعمیل حکم کی۔

خواجہ محمد کشمی قدس سرہٗ صاحب زبدۃ المقامات وخلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ تاج علیہ الرحمۃ وغیرہ سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی لکھا ہے کہ عزیز متوقف سے خود حضرت خواجہ باقی باللہ مراد ہیں۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے واسطے حضرت سے دعا و ترقی مقام چاہی تھی اور یہ بھی انہیں سے لکھا ہے کہ آخر وقت میں حضرت خواجہ باقی باللہ

فرمایا کرتے تھے کہ فلاں شخص یعنی حضرت مجدد کے اثر صحبت سے معلوم ہوا کہ توحید کا کوچہ تنگ تھا۔ اور اس سے آگے شاہ راہ وسیع ہے۔ غرض کہ جو معاملہ ان پیر اور ان مرید میں گذارا۔ وہ دیکھتے تو کہاں سنا بھی نہیں۔ بلکہ کتابوں میں بھی نہیں پڑھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ میاں احمد مکمل مردوں اور محبوبوں سے ہیں۔ ایک روز فرمایا کہ ان کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے۔ ایک روز فرمایا کہ بعد صحابہ و کمال تابعین و مجتہدین ان کی مانند گنتی ہی کے اخص خواص گذرے ہیں۔ فرمایا میں نے اس تین چار سال میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کیا ہے۔ مگر الحمد للہ کہ میرا کھیل اور دکانداری رائگاں نہیں گئی کہ ایسا شخص ظاہر ہوا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی سرگرمی تربیت طالباں اسی وقت تک رہی جب تک کہ میرا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا۔ اور جب میرے کام سے فارغ ہو گئے معلوم ہوتا تھا کہ مشیخت سے اپنے تئیں علیحدہ کر لیا۔ اور طلب کو میرے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ تخم بخارا اور سمرقند سے لا کر ہند میں بویا تیسری مرتبہ جب حضرت سرہند سے دہلی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے واسطے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضعف بدن بہت معلوم ہوتا ہے۔ امید حیات کم ہے۔ اور اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ عبیداللہ و خواجہ عبداللہ کو کہ س وقت شیر خوار تھے طلب فرما کر اپنے رو برو توجہ کرائی۔ بلکہ ان کی والدات کو بھی غائبانہ توجہ کرائی۔ اس کے بعد جب حضرت مجدد وطن واپس تشریف لے گئے۔ پھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ سرہند پہنچ کر چند روز وہاں حضرت نے اقامت فرمائی۔ بعد ازاں لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام اصاغر و اکابر و علماء و فضلاء داخل طریقہ ہوئے۔ اور صحبت و حلقہ سرگرم ہوا۔

نقل ہے کہ یہاں ایک عالم نے حضرت سے خلوت میں سوال کیا کہ آپ

جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ مسئلہ وحدۃ الوجود کی نسبت کہ چنداں شرع سے موافقت نہیں رکھتا مع ہذا بعض اکمل اولیاء کا مشرب تھا۔ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے ان کے کان میں چند باتیں کیں کہ جن کو سن کر وہ رونے لگے۔ اور چہرہ پر تغیر پیدا ہوگیا۔ اور بانکسار تمام حضرت کے زانو پر ہاتھ لگا کر رخصت ہوگئے یہ نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے ان سے کیا کہا۔

ندانم چہ گفتی چہ رنجی ٭ کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

اسی اثناء میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خبر وفات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں پہنچی اور آپ باضطراب تمام دہلی کو روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچ کر عزا پرسی صاحبزادگان و پیر بھائیوں سے کی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے آپ کا تشریف لے جانا نعمت سمجھا۔ اور حاضر حلقہ و مجلس ہوا کرتے تھے۔ حضرت مجدد بھی بحکم وصیت پیر بزرگوار و التماس یاران دلفگاران کے احوال پر بدل متوجہ ہوتے۔ گویا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں جو طراوت و تازگی تھی۔ حضرت کی توجہات کی برکت سے از سرنو شروع ہوگئی۔ مگر عین سرگرمی افادہ و افاضہ میں بعض حاسدوں نے حضرت خواجہ کے حضرت سے استفادہ کو طرح طرح کے رنگ میں مخلصوں کے دل پر جمایا کہ جو باعث کشیدگی طرفین ہوا۔ اول اول حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پند و نصائح فرمائے۔ مگر جب اس سے کام نہ چلا بعض کی سلب نسبت فرمائی۔ ادھر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں نے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہلاکت کے واسطے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ختم پڑھے اور دعائیں کیں مگر

چراغی را کہ ایزد برفروزد ٭ کسی کوتف زند ریشش بسوزد

کسی سے کچھ نہ ہوا۔ اور حضرت وطن کو تشریف لے آئے۔ اس سے کچھ دنوں کے بعد باشارہ غیبی سب نے عفو تقصیر چاہی اور حضرت نے براہ کرم معاف

فرمایا۔ اور بعد ازیں ماہ جمادی الاخری میں کہ ماہ انتقال و عرس حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ دہلی تشریف لاتے اور کچھ دنوں قیام فرما کر سرہند مراجعت فرماتے دو تین مرتبہ آگرہ تک بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ ورنہ آپ ہمیشہ سرہند ہی میں قیام پذیر رہے۔ یا آخر میں بوجہ سلطانی مزاحمت کے لشکر کے ہمراہ رہنے اور پھرنے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت کسی موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ حضرت کے اس قدر فضائل و خصائص ہیں کہ جس کی تفصیل مشکل ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ آپ کا خمیر طینت اس مٹی سے بنا کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق و تکمیل سے باقی رہی تھی۔ چنانچہ اس کا اشارہ حضرت نے مکتوب جلد سوم میں کیا ہے اور یہ بات کچھ عقلاً و نقلاً بعید بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ اس کے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور عبداللہ بن جعفر کو بھی فرمایا کہ تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے۔ اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں طیران کرتا ہے۔ پس جائز ہے کہ جس خاک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے تیار کی ہو۔ اور اس کو انوار و برکات سے پرورش کیا ہو۔ اس کے کچھ بقیہ سے اپنے کسی اولیاء کی خمیر طینت بھی کر دی ہو۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب قیومت عطا فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں بعد نماز ظہر مراقب بیٹھا تھا۔ اور حفظ قرآن پڑھتا تھا کہ ناگاہ میں اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی پایا۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومت تمام ممکنات ہے کہ بوراثت وتبعت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا ہے کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین و رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی

اور مبارکباد منصب قیومت دی۔

اور قیوم کی مفصل کیفیت حضرت کے مکتوب ۷۹،۸۰ جلد سوم میں درج ہے۔ بباعث طوالت وہاں سے نقل نہیں کی۔ بلکہ مکتوبات معصومیہ کے مکتوب جلد اول سے نقل کرتا ہوں کہ وہ مختصر و قریب الفہم ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قیوم دریں عالم خلیفہ حق ست جل و جلا و نائب مناب او اقطاب و ابدال دردائرہ ظلال وی مندرج اندوا فراد دا و تاود درمحیط کمال او مند رج افراد عالم ہمہ بوئے روی دارند وقبلہ توجہ جہانیاں اوست دانند یا ندانند بلکہ قیام عالمیان بذات اوست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر اسما وصفات اند ذاتی درمیان شان کائن نیست ہمگی اعراض و اوصاف انداعراض و اوصاف را از ذات و جوہر چارہ نیست تاقیام شان بآن بود وعادۃ اللہ جاریست کہ بعد از قرون متطاولہ عارفی رانصیبی از ذات ارزانی داشتہ و پرتو ذاتی عطای فرمائند کہ بحکم نیابت و خلافت قیوم اشیا میگردد و اشیاء بوی قائم می باشند منجملہ ازں ایک یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجدد الف ثانی تھے۔ چنانچہ مکتوب چہارم جلد ثانی میں علم الیقین کا بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ عین الیقین و حق الیقین چہ گوید اگر گوید کہ فہم کندو کہ دریا بد ایں معارف ازحیط ولایت نیست ارباب ولایت در رنگ علماء دہر در ادراک آں عاجز ند و در درک آں قاصر ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اندار بابہما الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف ست۔ کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ و معارفة التی تتعلق بالذات والصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظهورات فیعلمون ان هولاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء ووراء معارف الاولیاء بل علوم هولاء بانسیبة الی تلک العلوم

تشرق تلک المعارف لب ذالک القشر واللہ سبحانہ الہادی دیداند
کہ برسر ہر مائۃ مجددی گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگرست ومجدد الف دیگر چنانچہ
درمیان مائۃ و الف فرق ست درمجددین لہٰذا نیز ہماں قدر فرق ست بلکہ زیادہ
ازاں و مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد
اگرچہ اقطاب وادتاد آں وقت بوند و بدلا ونجبا باشند خاص کند بندہ مصلحت تمام
راوالسلام انتہی ۔ اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ ای فرزند ایں آں وقت است کہ
درامم سابقہ دریں طور وقتی کہ پراز ظلمت ست پیغمبر الوالعزم مبعوث می گشت و
بنائے شریعت جدیدہ میکرد دریں امت کہ خیر الامم است وپیغمبر ایشاں خاتم الرسل
علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات علماء رامرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند وبوجود علماء
بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اندلہذا برسر ہر مائۃ از علمائے ایں امت مجددی تعین می
نمایند کہ احیای شریعت فرمانید علی الخصوص کہ بعد از الف کہ درامم سابقہ وقت
بعثت پیغمبر اولوالعزم ست دبر پیغمبری درآں وقت اکتفا نمودہ اند دریں طور وقت
عالمی عارفی نام المغر قہ ازیں امت درکارست کہ قائم مقام الوالعزم انبیاء باشد

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید | دیگراں ہم بہ کنند آنچہ مسیحا میکرد

ایک اور مکتوب میں اسی قسم کے مضمون کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ مقصود
ازیں گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ وترغیب طالباں ایں طریقت نہ تفصیل خود
بردیگران معرفت خدائے جل و علاء برآنکس حرام ست کہ خودرا از کافر بہتر داند
فلیف از اکابر دین

ولی چوں شہ مرا برداشت از خاک | سرز دگر بگذ رانم سرز افلاک
من آں حاکم کہ ابرنو بہاری | کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بروید ازیں تن صد زبانم | چوسوسن شکر لطفش کے توانم

منجملہ ازاں ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو علماء راسخین سے کیا تھا اور

آپ پر اسرار متشابہات قرآنی ورموز مقطعات قرآنی ظاہر فرمائے تھے۔ چنانچہ تحریر فرماہے کہ اہل فقیر تامد تہا سرتشابہات رامفوض بعلم حضرت حق سبحانہٗ می ساخت وعلماء راسخین راغیر از ایمان بمتشابہات نصیب نمی یافت وتاویلا تے کہ بعضی علماء وصوفیہ بیان کردہ اند انہار لایق شان آں متشابہات نصیب نمی یافت و تاویلا تے کہ بعضی علماء وصوفیہ بیان کردہ اند انہار الایق شان آں متشابہات نمی دانست وآں تاویلات را از اسری کہ قابل اعتبار باشد تصور نمیکر و چنانچہ عین القضاۃ از الف لام میم الم خواستہ کہ بمعنی وردست کہ لازم عشق ست و امثال آں آخرکار چوں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بہ محض محفل فضل خود شمہ از تاویلات متشابہات رابریں فقیر ظاہر ساخت وجدولی ازاں دریائے محیط بزمیں استعداد ایں مسکین کشادہ گردانید دانست کہ علماء راسخین را از تاویل متشابہات و مقطعات نصیب و افراست و ہم چنیں آنکہ بعض علما از وجہ ذات مراد واشتہ اندو ازید قدرت آں ہم نیست بلکہ تاویل آنہا از اسرار عامضہ است باخص الخواص آں رانمودہ انداز حروف مقطعات چہ گوید کہ ہر حرفی از حروف بحری است مواج از اسرار خفیہ عاشق ومعشوق درمزی ست غامض از رموز دقیقہ محبت محبوب ومحکمات ہر چند امہات کتاب اندا ماتتائج وثمرات آں متشابہات اند مقاصد کتاب متشابہات اند مجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت محدث بفتح دال تھے۔ چنانچہ مکتوب پنجاہ ویکم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں ان کلامه سبحانه' مع البشر قد يكون شفا لها وذالک الافراد من الانبياء عليهم الصلوة والتسليمات وقد يكون ذالک البعضى المكمل من متابعيهم بالتبعية والوارثه ايضاً واذ اكثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم سمى محدثا كما ان كان امير المومنين عمر رضى الله عنه وهذ غير الا المام غيراه القاء فى الدوع غير الكلام الذى مع الملک انما يخاطب بهذا

الکلام الانسان الکامل الجامع بعد طئی الامر والخلق والروح والنفس والعقل والخیال واللّٰہ مختص[1] برحمتہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم ولا یلزم من کون الکلام شفاھا ان یکون المتکلم للسامع بجوازان یکون السامع ضعیف البصر لا تحمل شعشان انوارہ کما قال علیٰ الھا الصلوٰۃ والتسلیمات فی جواب و سوال الرویۃ عنہ نورانی اراہ ولان فیٓ شفاہ حرق الحجب الشھودی لا الوجودی بانھم فان ھذہ مصرفۃ شریفۃ قلما یتکلھم بھا احد والسلام علی من اتبع الھدی یعنی تحقیق کلام اللہ تعالیٰ کا بشر سے کبھی کبھی مشافہۃ ہوتا ہے اور یہ مخصوص ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے اور کبھی کبھی بعض کمل متبعین کو بھی بوجہ تبعیت و وراثت کے ہوتا ہے۔ اور جس وقت کہ بہت ہو کلام کسی سے اس کو محدث (بفتح دال) کہتے ہیں جیسے کہ حضرت امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور یہ کلام الہام و القاء روحی سے علیحدہ اور کلام ملک سے بھی جدا ہے۔ اس کلام سے انسان کامل جامع ہے بعد طے امر و خلق و روح و نفس و عقل و خیال مخاطب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخصوص کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے ساتھ رحمت کے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ اور مشافہۃ کلام کرنے سے سامع متکلم کا روبرو ہونا لازم نہیں آتا بوجہ ہونے سامع کے ضعیف البصر کہ متحمل شعشان انوار نہ ہوگا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بجواب سوال باری تعالیٰ کے کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے کہ میں تحقیق دیکھتا ہوں۔ اس کو اور تحقیق مشافہت میں حجب شہودی ہے نہ وجودی فافہم یہ معرفت شریفہ ہے کہ بہت کم ایسی کسی نے بیان کی ہے۔ نیز خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز تحمید ہے کہ جس وقت کسی خاص معرفت کو لکھتے لکھتے آیہ شریفہ واللہ یختص الخ تحریر فرماتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خود اس سے متحقق ہیں۔۱۲

لکھا ہے کہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہٗ در بیاض خاصہ رقم نمودہ اند کہ حضرت ایشاں رابوراثت جد مکرم ایشاں فاروق اعظم محدث بفتح دال گردانید ند منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت بہ تبعیت و وراثت زمرہ سابقین سے تھے۔ چنانچہ مکتوب سی ونہم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں۔ بداں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ اصحاب شمال اصحاب حجب ظلمانی اند و اصحاب یمین اصحاب ارباب حجب نورانی سابقانند کہ ایں حجب ظلمانیہ برآمدہ اندو یک قدم برشمال و قدم دیگر بریمین نہادہ گوئے سبقت یمیداں وصل بردہ اند واز ظلال امکانی وظلانی وجوبی بالا گذشتہ واز اسم وصف واز شان و اعتبار جزو ذات نخواستہ تعالیٰ و تقدس اصحاب شمال ارباب کفر و شقاوقت اندو اصحاب یمین اہل اسلام و ارباب ولایت اندو سابقان بالا صالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و بہ تبعیت ہر کراباایں دولت مشرف سازند ایں دولت بیشتر بہ تبعیت دراکابر اصحاب انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والتحیات و بر سبیل قلت و ندرت در غیر اصحاب نیز متحقق است و فی الحقیقت ایں شخص نیز از زمرہ اصحاب است وملحق بکمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات درحق او مگر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لا یدری اولہم آخرہم ہر چند فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ایں راباعتبار قرون گفتہ وآں راباعتبار اشخاص سبحانہ اعلم۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے لطف سے حضرت کو خزینہ رحمت کیا تھا چنانچہ اس کا اشارہ مکتوب تین سو گیارہ جلد اول میں کہ بتقریب اسرار بائے دو چشمی لکھا تھا مندرج ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت کو بشارت دی کہ قیامت کو ہزار ہا آدمی تمہاری شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ کعبہ معظمہ آپ کی زیارت کو آیا منجملہ ازاں ایک یہ ہے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے حضرت کی دنیا کو آخرت کر دیا تھا۔ اس کے حل میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے مکتوب ایک سونواسی میں اس طرح تحریر فرمایا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت ایشاں مارا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبشر ساختہ بودند با آنکہ دنیائے ترا آخر گردانیدم سطرے چند در شرح ایں عبارت علیہ وحل ایں مکاشفہ غلیہ مرقوم ے گردد بگوش ہوش استماع نمائید بدانند کہ ہر چہ در دنیا مشہور میگردد بے شائبہ طینت نیست کہ دنیا تاب ظہور اصل بے شائبہ طینت ندارد و موطن ظہور اصل آخرت است وچوں دنیائے ایشاں حکم آخرت گرفت لاچار موعود آخروی دریں نشاء جلوہ گرگشت ونصیبے از اصل بے شائبہ طینت بحصول پیوست و نیز میتواند کہ بعضے تمعات ایں نشاء فانیہ کے موجب تنقیص درجات اخرویہ است درحق ایشاں زایں چنیں باشد بلکہ باعث ترقی درجات بود۔ چنانچہ نعیم آخرت کہ تمتع باآں موجب ترقی است منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ بکمال متابعت حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بمقام فوق رضا مشرف فرمایا۔ چنانچہ اس کا ذکر مکتوب ہفتم جلد ثانی میں اس طرح فرمایا ہے کہ فوق مقام رضا قدمے نیست۔ مگر خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ازاں مقام خبر دادہ کہ فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْت" لَایَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَک" مُقَرَّب" وَلَا نَبِیّ" مُرْسَل" اس کے بعد کچھ اور تحریر فرما کر اشارہ کرتے ہیں کہ جائز است کہ دراں موطن خاص کہ فوق مقام رضا است خادمی راز خادمان الوش خود ایشاں بوراثت وتبعیت دہند وبطفیل محرم آن بارگاہ سازند مصرعہ

از کریماں کارہا دشوار نیست

ایں معنی متلزم مزیست غیر انبیاء برانبیاء نیست علیہم الصلوٰۃ والتحیات چہ خادم را باہمکناں مساوات و تابع را بہمہ آں مطبوع چہ نسبت اصل مقصود یست و تابع طفیلی نہایت مطالعہ تابع بفضل جزئی می کشد کہ دراں محظور نیست چہ برحائک و حجام باعتبار صنعت خود بر عالم ذی فنون فضل دارد کہ از خیر اعتبار ساقط است کلامنا

اشارات و رموز بشارات کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیمات بصورت روحانیاں تشریف لائے۔ وبہ تلقی روحانی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح سے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ بصورت اجسام متمثل ہوکر کار اجسام سر انجام دیتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ ان سے دریوزہ کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہو۔ وہاں ہمارا کیا دخل ہے۔ گویا کہ اپنے تئیں کہا اور حضرت الیاس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس گفتگو میں خاموش رہے۔

نقل ہے کہ روز حلقہ میں مع یاراں مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما تشریف لائے۔ اور ایک خرقہ آپ کے دوش مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جلدی سے اٹھے اور بتواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آتا ہے۔ میرے سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا۔ اس کو امانتاً اپنے پاس رکھو جس کو میں کہوں گا۔ اسکے حوالہ کرنا۔ اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے حوالے کرنے کے واسطے واقعہ میں کہا لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا۔ مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید کی چار و ناچار لے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے دل میں خطرہ گذرا کہ مشائخ کی بھی عجیب معمول ہیں کہ جس کو جامعہ پہنا دیا۔ وہی خلیفہ بن گیا۔ ورنہ یہ چاہیے کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں۔ بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں۔ بمجرد اس خطرہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ مع

تمامی خلفاء تا حضرت شاہ کمال کتیھلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اور اپنی نسبت خاصہ کے انوار سے مالا مال کر دیا۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال گذرا کہ میں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں۔ اور یہاں یہ معاملہ گذرا کہ اس اثناء میں حضرت عبدالخالق غجدوانی سے لے کر تا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہم سب تشریف لائے اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر بیٹھے۔ اکابر نقشبندیہ نے فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچے۔ آپکو ان سے کیا علاقہ ہے۔ اکابر قادریہ نے فرمایا کہ انہوں نے اول چاشنی ہمارے خوان سے کھائی ہے۔ (اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت شاہ کمال کتیھلی قدس سرہٗ حضرت کے ایام شیر خواری میں تشریف لائے تھے۔ اور حضرت اس زمانہ میں علیل تھے اور حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے دہن شریف میں دے دی تھی۔ اور آپ نے اس کو خوب چوسی تھی۔ اور اب خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے۔ اسی بحث میں حضرات چشتیہ و کبرویہ سہروردیہ بھی تشریف لائے۔ اور کہا کہ ان کے ہم بھی دعویدار ہیں۔ (کیونکہ ان کے خاندان کی حضرت کو اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بیعت حضرت باقی باللہ علیہ الرحمۃ خلافت ملی تھی) مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت القدس میں حضرت کی زبانی لکھا ہے کہ اس وقت اس قدر ارواح اولیاء جمع ہوئیں کہ تمام مکان وگلی وکوچہ ودوشت وصحرا بھر گیا۔ اور مناظرہ کو صبح سے ظہر کا وقت آ گیا کہ اسی اثناء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور بکمال کرم و نوازش سب کی تسلی و دلاسا فرما کر ارشاد فرمایا کہ چونکہ شیخ احمد کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے۔ اس واسطے اسکی ترویج کریں اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی القا کریں کہ انکا حق بھی ثابت ہے اور اسی پر فاتحہ خیر پڑھا گیا اور

سب رخصت ہوگئے۔

نقل ہے حضرت نے فرمایا کہ طریقہ قادریہ میں بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی کم مانند نظر آتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آفتاب کی جانب بفراغت دیکھ سکتے ہیں۔ مگر شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے قلب کی جانب بوجہ شعشان نگاہ نہیں کی جاتی۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا کہ دائرہ غضب الٰہی ظاہر ہوا۔ جس وقت اس میں سیر کی طرح طرح کے غضب ذاتی و صفاتی و انتقامات اوسجانہ مطالعہ کئے اور سیر دیر تک رہی۔ بعد ازاں اس دائرہ سے مافوق سیر ہوئی۔ یہ دائرہ استغنائی کا تھا۔ اس جگہ رنگ رنگ کی استغنائی ذاتی و صفاتی اللہ تعالیٰ کی نظر سے گذری۔ بعد ازاں اس سے فوق کے مقام پر سیر ہوئی معلوم ہوا کہ یہ مقام رحمت ہے اس مقام پر صرف جمال ہی جمال کا ظہور ہے۔ جلال و استغنائی کی بو نہیں۔ بعد ازاں سیر فوق الیٰ ماشاء اللہ واقع ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک روز مسجد و خانقاہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں شریعت آکر اتری ہے جیسے کہ کارواں آکر ٹھہرتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حافظ حلقہ میں قرآن پڑھتا تھا کہ دفعۃً بعض وساوس دربارہ قرآن شریف میرے دل میں آنے لگے خیال آیا کہ نفس مطمئنہ ہوگیا۔ ولایت محقق فنا و بقا حاصل ہوگئی۔ پھر یہ خطرات کہاں سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس راز کے کشف کے واسطے متوجہ ہوا۔ بعد توجہ بسیار و التجا بیشمار کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرغ عظیم الخلقت میرے سینہ سے نکل کر باہر ہوگیا ہے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ سینہ میں بھی خناس تھا کہ جو وسوسہ ڈالتا تھا اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی خناس کی شر سے بچنے کے واسطے حکم ہوا تھا۔ قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس

الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس اور الہام ہوا کہ اصل دین میں جو خطرہ گذرتا ہے۔ اس کا منشا یہی خناس ہے کہ سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے اور ہر وقت نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ پھر الہام ہوا کہ اس کے آشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ الحق بعد خروج اس خناس کے عجب شرح صدر حاصل ہوا۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو مکشوف ہوا ہے کہ ہندوستان میں انبیاء گذرے ہیں۔ لیکن کسی کا ایک تابع ہوا۔ کسی کے دو غرضیکہ تین سے زیادہ کسی کے نہیں پائے جاتے اور اگر چاہوں تو ان کا مکان وجگہ بعثت بتادوں۔ بلکہ ان کی قبر بھی کہ ان کے انوار نظر آتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تو مجتہد علم کلام ہے۔ فرمایا جب سے میری رائے علیحدہ ہے۔ لیکن اکثر موافق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ فرمایا کہ جب اجتہاد حنفی و شافعی کی سیر کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ دو حصہ حق بجانب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ایک حصہ بطرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان بزرگوار سے حق باہر نہیں ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بیٹھا تھا معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مع شاگرداں تشریف لائے۔ اور ہر ایک کا نور مجھ میں آ گیا۔ اور اس نور میں مجھ کو فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اس کے کئی روز کے بعد دیکھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مع تلامذہ تشریف لائے۔ اور جو معاملہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گذرا تھا۔ وہی ان سے پیش آیا۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلاشائبہ تکلف وتعصب کہا جاتا ہے کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں مثل دریا عظیم کے معلوم ہوتی ہے۔ اور دوسرے

مذاہب مثل حوض کے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک صفہ بلند پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میر مجلس ہیں۔ چنانچہ میں بھی اس جگہ گیا۔ مگر بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کہ اسی اثناء میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے سب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا یاایھا الذین امنوا تفسحوا فی المجالس یہ سن کر سب نے تھوڑی حرکت کی۔ اور میرے بیٹھنے کی بفراغت جگہ نکل آئی اور میں اس جگہ بیٹھ گیا۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں کہ حضرت خاتمیت نے ایک اجازت نامہ جیسا کہ مشائخ اپنے خلفاء کولکھ کر دیا کرتے ہیں۔ مجھ کو مرحمت فرمایا ہے۔ لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ میں ابھی کچھ کسر ہے کہ اتنے میں ایک شخص آکر مجھ سے وہ اجازت نامہ بحضور آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے گیا۔ اور اس پر کچھ لکھوا کر اور حضرت محبوب رب العالمین کی مہر سے مزین کرکے مجھ کو لاکر دیا ہے۔ اس کے متن میں الطاف عظیمہ دنیا کے متعلق لکھے ہیں اور اس کی پشت پر لکھا ہے کہ تم کو اجازت نامہ آخرت عطا ہوا ہے۔ اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا ہے۔ کاغذ اجازت نامہ بہت طولانی ہے اور اس پر بہت سی سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس طرح بیٹھا ہوں جیسا کہ بیٹا باپ کے پاس بیٹھا ہو کہ اس عرصہ میں وہ اجازت نامہ لپیٹا ہوا ہاتھ میں لئے ہوئے حرم شریف میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحضور آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگیں کہ میں تیرے انتظار میں تھی اور تو یہ کام کر فرمایا کہ مجھ کو یہ حضوری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضرت

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی غیر غیر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بعد نماز صبح میں نے دیکھا کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا۔ وہ مجھ سے جدا ہوگیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ خلعت زائلہ کس کو دیں گے۔ یا نہیں۔ اور یہ آرزو ہوئی کہ فرزندی محمد معصوم کو عطا کریں۔ بعد لحہ کے دیکھا کہ محمد معصوم کو عطا ہوا اور یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے کہ ترتیب وتکمیل سے متعلق ہے۔ اشارہ ہے بور خلعت جدیدہ کا جب معاملہ انجام کو پہنچے امید ہے کہ براہ کرم اس کو فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیں۔

حضرت کے تصرّفات

نقل ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کلاں خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت موسوی تھی۔ حضرت نے اپنے تصرف سے ان کو ولایت محمدی پر پہنچایا۔ چنانچہ مکتوب دوسو چھتیس جلد اول میں ان کو تحریر فرماتے ہیں۔

بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم فرزندی ارشدی بادکہ از مکتوب شما در شرح احوال نوشتہ بودند چناں مفہوم گشتہ کہ شمارا مناسبتی بولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پیدا شدہ است از نمعینی شکر خداوند جل سلطانہ بجا آوردہ کہ از مدتہا آرزوی ایں دولت داشتہ کہ درحق شما بحصول پیوند دوایں زماں امید دار گشتہ متوجہ آں شدکہ شمارا بایں دولت جذب نماید اتفاقاً دریں جست و جوشمارا داخل ولایت موسوے یافت علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وازانجا کشیدہ داخل دائرہ ولایت خاصہ ساخت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ وچوں شمارا بہ قسر دریں ولایت درآوردہ اند زیادہ از بست روز است کہ درکنار خود نگاہداشتہ پرورش می نماید۔

اور یہ اعظم تصرفات سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو حضرت مجدد نے بشارت ولایت ابراہیمی دی۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا تو زیادہ تسلی ہوتی۔

رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور حضرت کو بھی وہاں موجود پایا کہ اسی اثناء میں حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ڈال دیا۔ صبح کو جب وہ شخص بیدار ہوا۔ اور حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی رات کا واقعہ بیان نہیں کیا تھا۔ حضرت نے خود ہی فرما دیا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں متوجہ یاراں تھا معلوم ہوا کہ شیخ طاہر لاہوری کا نام دفتر سعداں سے خارج کر کے دفتر اشقیا میں داخل کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت متوجہ دفع شقاوت شیخ ہوا عین التجا و تضرع میں معلوم ہوا کہ یہ امر لوح محفوظ میں قضا مطلق نہیں ہے اور مشروط کسی شرط کا نہیں ہے۔ اس وقت کمال یاس اور نا امید ہو گئی۔ مگر معاً قول حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد آیا کہ انہوں نے فرمایا کہ قضا مبرم میں کسی کو مجال تبدیل نہیں لیکن مجھ کو ہے اگر میں چاہوں تو وہاں بھی تصرف کر سکتا ہوں۔ پھر از سرنو ملتجی و متضرع ہوا اور عرض کی کہ بار خدایا تو نے اپنے ایک بندہ کو اس نوازش سے سرفراز فرمایا ہے۔ تیرے کمال کرم سے بعید نہیں ہے۔ اگر اس عاجز کو بھی ممتاز فرمائے۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ شیخ طاہر بندگی کو اس بلا سے نجات ہو گئی۔ مگر اس وقت معلوم ہوا کہ ایک قسم کی قضا ہے کہ وہ لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے۔ اور عنداللہ مطلق ہوتی ہے اور اس میں اخص خواص کو تصرف ہوتا ہے اور یہ معاملہ بھی اسی قسم آخر سے تھا۔

اولیا راہست قدرت از الہ   تیر جستہ باز گرد اند زراہ

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ قادریہ میں مرید ہوا کہ اسی درمیان میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی مہمان آئے۔ انہوں نے اس شخص کی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے سفارش کی کہ اس کے باپ سے میری

بھی آشنائی تھی۔ اسکو آپ نے طریقہ قادریہ میں داخل کیا ہے۔ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کو ملا دیجئے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ مکان سے باہر تشریف لائے اور اس شخص کو بلا کر فرمایا کہ قطب تارہ کی جانب دیکھ اس نے جو دیکھا تو اس میں سے ایک شخص سیاہ کمبل پہنے ہوئے تیر کی طرح اس جگہ آئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص سے فی الفور حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا قدم بوس ہوا۔ بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہوئے اور اسی ستارہ میں جا کر غائب ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک عالم دین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں میں اثناء سلوک میں قریب المرگ ہو گئے۔ اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور متوجہ اتمام سلوک ہوئے اور ان کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان سے حال دریافت فرماتے تھے اور وہ بیان کرتے جاتے تھے جیسے ہی ان کا سلوک ختم ہوا۔ ویسے ہی جاں بحق تسلیم کی۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت مجدد کی خدمت میں ابھی حاضر نہیں ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں عرض کیا کہ صحابہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ایک ہی صحبت میں کل اولیاء سے افضل ہو جاتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ کیا ایک ہی صحبت میں ایسی حالت ہو جاتی تھی کہ اولیاء کے جمیع حالات پر شرف لے جاتے تھے۔ حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس سوال کا حل صحبت پر موقوف ہے۔ چنانچہ وہ شخص حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اول صحبت میں وہ حالت پیدا ہوگئی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسی روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ آج میں نے تیر اورق پلٹ دیا۔ تیری سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے

قدموں پر سر رکھ دیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے۔ میری نعش حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا کہ داخل طریق فرما لیں۔ کیونکہ حضرت کا طریقہ تھا کہ اموات کو بھی اعطاء نسبت فرمایا کرتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کا لڑکا اس کے جنازہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائیگا۔ دوسرے روز اس کے لڑکے نے حلقہ میں دیکھا کہ اس کا باپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا سرگرم ذکر ہے۔

نقل ہے کہ مولانا ہاشم کشمی نے دکھن سے ایک عریضہ حضرت مجدد کی خدمت میں قدم بوس ہونے سے قبل متضمن ذوق وشوق بھیجا۔ حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شما در آں نواحی بسیار بنظر در آمد و امید وار ساکت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ اس بشارت پہنچنے کے بعد مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے کچھ مدت خدمت شریف میں رہ کر اور خلافت حاصل کر کے دکن تشریف لے گئے اور مرجع خلائق ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت پوری ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ میں شاہ جہاں اور شہزادہ جہانگیر کے درمیان میں بوجہ فتنہ انگیزی نور جہاں اس قدر بدمزگی پیدا ہوئی کہ آخرکار نوبت بمقابلہ و مقاتلہ پہنچی۔ دہلی کے بعض مشائخ نے شہزادہ کو بشارت فتح دی۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آخرکار شہزادہ کرسی نشین معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس وقت شہزادہ کی شکست ہوئی۔ مگر آخرکار وہی بادشاہ ہوا۔

نقل ہے کہ عبدالرحیم خاں خانخاناں صوبہ دار دکن بوجہ غمازی چند فتنہ انگیز

مورد عتاب سلطانی ہو کر دار السلطنت میں طلب کیا گیا اور نوبت بہ انجار سید کہ اس کو اپنی جان کا اندیشہ ہوگیا۔ اسی حالت پریشانی میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جلیل القدر میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے طلب مدد کی۔ حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے خانخاناں کی سفارش میں عریضہ لکھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ خدمت میں روانہ کیا اور جواب نیاز نامہ طلب کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ملاحظہ عریضہ میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ قلمدان طلب کر کے اس طرح جواب تحریر فرمایا کہ در وقت مطالعہ کتابت شما خانخاناں درنظر رفیع القدر درآمد خاطر شریف از معاملہ اوجمع باشد میر محمد نعمان نے وہ خط بجنسہ خانخاناں کے پاس بھیج دیا۔ اس کے چند ہی روز کے بعد بادشاہ خانخاناں سے راضی ہوگیا اور خلعت خاصہ عطا فرما کر اس کو پھر بحال کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک امیر کو سلطان وقت نے بغضب تمام لاہور سے طلب کیا۔ اور چونکہ اس سے خطاء عظیم سرزد ہوئی تھی۔ لوگ گمان کرتے تھے کہ بجرد پہنچنے کے بادشاہ اس کو ہاتھی کے پیر سے بندھوا کر مروا ڈالے گا۔ دہلی جاتے وقت جب وہ سرہند پہنچا حضرت مجدد کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ اور التماس حمایت کی حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خطرہ نہیں خاطر جمع رکھو۔ اس نے بکمال اضطرار عرض کیا کہ جو کچھ حضرت زبان سے فرماتے ہیں۔ وہ قلم سے لکھ دیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر یہ لکھ دیا کہ چوں فلاں از خوف غضب سلطانی کہ نمونہ غضب الٰہی است بفقراء رجوع نمودہ فقراء اور اور ضمن خود گرفتہ ازیں مہلکہ رہانیدند۔

اس کے رخصت ہونے کے چند روز کے بعد کسی نے آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اس امیر کو بادشاہ نے قید کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے۔ فقیر کو سلطان کی شفقت اس کے حق میں مثل روز روشن معلوم ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا بادشاہ نے اس کو

دیکھ کر تبسم کیا اور چند کلمات نصیحت آمیز کہہ کر خلعت دیا۔ اور پھر اس کو اس کی جگہ واپس کر دیا۔

نقل ہے کہ جب اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ برسات کے دنوں میں ماہ مبارک رمضان آیا۔ ایک تنگ مسجد میں تراویح پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ گرمی و پسینہ سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ جس قدر ختم قرار دیئے ہیں۔ اگر بکرم الٰہی بارش فرصت دیتی اور مسجد کے صحن میں سنا کرتے بڑی نعمت تھی۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ تراویح کے وقت ستائیسویں تک کہ چار ختم ہوئے۔ بالکل بارش نہیں ہوئی اور بآرام تمام ختم سنے۔

نقل ہے کہ اسی مسجد کے ایک جانب کی دیوار نہایت سست بنیاد تھی۔ اور جھکی ہوئی تھی۔ صبح و شام میں گرا چاہتی تھی۔ ایک روز حضرت نے براہ طیبت فرمایا کہ جب تک فقراء اس جگہ ٹھہرے ہیں رعایت کرکے نہیں کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت وہاں سے کوچ کرکے ایک میل گئے ہوں گے کہ وہ دیوار گر پڑی۔

ہزلنا جد ہزل من ہزل نیست تعلیم است

نقل ہے کہ ایک شخص سالہا سال سے بیمار چلا آتا تھا نہ کوئی دوا فائدہ کرتی تھی۔ نہ دعا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ایک عریضہ خدمت شریف میں بطلب دعاء صحت و جامہ تبرک روانہ کیا۔ حضرت نے اس کے جواب میں یہ مکتوب مع جامہ تبرک بھیجا۔ مخدوما تاچند چوں مادر مہربان برخود باید کہ زید وتا کے ازغم وغصہ باید پیچید خود ہمہ را مردہ باید نگاہداشت و جماد چند بے حس وحرکت باید پنداشت انک میت وانھم میتون نص قاطع است فکر ازالہ مرض قلبی دریں مہلت قلیل بسر بذکر کثیر از اہم مہام است وعلاج علت معنوی دریں مہلت بیاد رب جلیل ازا عاظم مقاصد دلی کہ گرفتار غیر است از ولجہ توقع خیر روے کہ مائل بلکتہم است نفس امارہ از وبہتر ست آنجا ہمہ سلامتی قلب می طلبہ و خلاصی روح می

جوئیند کوتہ ایشاں ہمہ در فکر تحصیل اسباب گرفتاری روح وقلبیھم هیهات هیهات چہ تواں کرد وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون دیگر ازمر ضعف اندیشہ نکنند انشاء اللہ تعالیٰ بصحت و عافیت تبدیل خواہد یافت خاطر ایں جانب ازیں رہ لذر جمع است جامہ فقراء کہ طلب داشتہ بودند پیرہن فرستادہ شد خواہند پوشید ومترصد نتائج وثمرات آں خواہند بود کہ کیر البرکت است

ہرکس افسانہ بخواند افانہ است

وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است

والسلام علیٰ مع التبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔

جس وقت کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خط اور پیرہن شریف اس شخص کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو پہنا فی الفور آرام ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا تھا کہ جس قدر کفر کی توہین کرے۔ عند اللہ اجر عظیم وثواب غازیان فی سبیل اللہ کا مستحق ہوگا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس شخص کا مع چند رفقاء ایک جگہ گذر ہوا۔ وہاں ایک بت خانہ تھا۔ یہ موقع پا کر بت شکنی میں مشغول ہوگئے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ گاؤں کے آدمی ان پر چڑھے آتے ہیں۔ اس سے نہایت پریشان ہوئے۔ اس وقت حضرت کو یاد کیا۔ ناگاہ آواز آئی کہ تیری مدد کو لشکر اسلام بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اس نے رفیقوں کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں۔ میں نے اس طرح آواز سنی ہے دشمن ایک تیر کے فاصلہ پر رہ گئے ہوں گے کہ تیس چالیس سوار ایک بلندی پر سے گھوڑے اڑاتے ہوئے نظر آئے۔ اور آتے ہی کفار کو ڈانٹ پلائی۔ اور ان سب کو اپنی حمایت میں لے کر چل دیئے۔ جب کفار نظر سے غائب ہوگئے۔ سب کو رخصت کر دیا پھر جو دیکھا تو نہ لشکر تھا اور نہ سوار تھے۔ صرف

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہی تھا۔

حضرت کے خوارق بے انتہا ہیں۔ ''مشتے نمونہ از خروارے'' اس جگہ درج کئے گئے۔ میری ذاتی طبیعت کا میدان کشف و کرامات کے لکھنے کی جانب کم ہے۔ ورنہ مصالح تو اس قدر جمع ہے کہ بحر دتشنہ مستقی دوریا ہم چناں باقی اصل یہ ہے کہ کثرت کشف کرامات سے نہ کسی ولی کی شان بڑھتی ہے اور نہ قلت ظہور خوارق سے کسی کی کسر شان ہوتی ہے۔

ولایت قرب الٰہی سے مراد ہے کہ کشف و کرامات اس کی ارکان و شرائط سے نہیں ہے۔ چنانچہ خود حضرت مجدد ہی اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ظہور خوارق و کرامات از شرط ولایت نیست و چنانچہ علماء مکلف بخوارق نیستند اولیا نیز بظہور خوارق مکلف نیستند چہ ولایت عبارت از قرب آلٰہی است جل سلطانہ کہ بعد از نسیان ماسواء باولیا خود کرامت میفر مائد شخصی را ایں قرب عطا فرمائند و از احوال مغیبات و محدثات ہیچ اطلاع ند ہند و شخصے دیگر باشد کہ اور اہم ایں وقرب دہند وہم اطلاع برمغیبات بخشند شخصے ثالث را از قرب ہیچ ندہند و اطلاع برمغیبات بخشند شخص ثالث از اہل استدراج است وصفائے نفس اور ابکشف مغیبات مبتلا ساختہ است و در ضلالت انداختہ کریمہ **ویحسلون انهم علیٰ شئ الا انهم هم الکاذبون استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله اولٰئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون** نشان حال شان ست وشخص اول وشخص ثانی کہ بدولت قرب مشرف انداز اولیاء اللہ کشف مغیبات در ولایت شان می افزاید وعدم کشف انہاںہ در ولایت شان نقصان می آرد تفاوت آنہا باعتبار درجات قرب است بسا است کہ صاحب علوم کشف صور غیبی از صاحب کشف آں صور افضل بود پیش قدم باشد بواسطہ مزیت قربے کہ ادرا حاصل شدہ است۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک

بڑا معاملہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محبوس ہونے کا واقع ہے۔ چنانچہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گیارھویں مکتوب کے دوسرے فقرہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح لکھا تھا۔ ثانیا معروض آنکہ در اثنائے ملاحظہ آن مقام مرۃ ثانیہ مقامات دیگر بعضہا فوق بعض ظاہر شدند بعد از توجہ بہ نیاز و شکستگی چوں بمقام فوق آں مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ ایں مقام حضرت ذوی النورین است وخلفاء دیگر راہم درآں مقام عبورے واقع شدہ است و ایں مقام ہم مقام تکمیل دارشادست وہم چنیں در مقام فوق ہم کہ اکنوں مذکور می آوند و بالائے آن مقام بمقام دیگر درنظر آمد چوں باآں مقام نیز رسیدہ شد و از مشائخ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ الاقدس را در ہر مقامی باخود ہمراہ می یافت و خلفاء دیگر راہم درآں مقام عبورے واقع شدہ است تفاوت نیست الادر عبورد مقام و مرورد ثبات و بالائے آں مقام ہیچ مقامی مفہوم نمی شود الامقام حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوٰۃ اتمہا ومن التحیات اکملہا ومحاذے مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامی دگر نورانی بس شگرف کہ ہرگز مثل آں در نظر نیامدہ بود ظاہر شد داند کے آزآں مقام ارتفاع داشت چنانکہ صفہ را از روی زمین بلند می سازند و معلوم شد کہ آں مقام محبوبیت است وآں بمقام رنگین ہ منقش بود خود راہم انعکاس آں مقام رنگین و منقش یافت بعد ازاں مہماں کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ ہوایا قطعہ ابر در آفاق منتشر دید وبعضی اطراف رادا گرفت وحضرت خواجہ بزرگ در مقام صدیق اند رضی اللہ تعالیٰ عنہما و خود در اور مقام محاذی آں می باید۔

جب جہانگیر کے زمانہ میں نور جہاں کا اختیار ہوا۔ اور رفض اور روافض کی کثرت ہوئی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد کے رد میں مکاتیب و رسالے لکھ کر جابجا منتشر کیے۔ چنانچہ وہ لوگ اس بات سے حضرت رحمۃ اللہ

علیہ کی جان و آبرو کے دشمن ہو گئے۔ اور ایک روز موقع پا کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ شیخ احمد اپنے تئیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتلاتا ہے اور اپنا مقام ان کے مقام سے برتر کہتا ہے۔ اس بات سے بادشاہ ناراض ہوا۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کر کے استفسار کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے وہ دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کوئی اپنے تئیں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھے حالانکہ اصول صوفیہ سے ہے کہ جو شخص اپنے تئیں سگ گرگین کہ خبیث تریں مخلوقات سے ہے۔ بہتر جانے بدتر از سگ گرگین ہے۔ اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب سمجھے ہیں۔ وہ سیر عروج کا حال ہے کہ اکثر صوفیہ کو ابتداء حال میں مقامات اکابر میں واقع ہوتی ہے۔ اور پھر اپنے اصلی مقام پر آ جاتے ہیں۔ مثلاً دربار شاہی میں کہ ہر ایک امیر و وزیر و شہزادہ کی جگہ مقرر ہے۔ اگر سلطان کسی شخص کو مصلحۃً اپنے پاس ذرا سی دیر کے واسطے طلب فرمائے اور اس سے سرگوشی کر کے پھر اسکو واپس کر دے۔ چونکہ وہ شخص تمام اراکین سلطنت کے مقام پر ہوتا ہوا آئے گا۔ تو اس سے یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ان کا ہم رتبہ وہم درجہ ہو گیا۔ یہی حال اس عروج باطنی کا بھی ہے۔ علاوہ ازیں اس مکتوب میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے تئیں اس مقام کے عکس سے رنگین پایا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی چیز عکس آفتاب سے روشن ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہو گیا۔ زمین ہر روز آفتاب کے عکس سے روشن ہوتی ہے مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ زمین آفتاب ہو گئی۔

غرضیکہ حضرت رحمۃ مجدد اللہ علیہ نے جوابات معقول سے بادشاہ کی ایسی تسلی کر دی کہ اس کا غصہ جاتا رہا روافض نے جب دیکھا کہ ان کی چال پوری نہ

ہوئی۔ بادشاہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سجدہ کرانے کی جانب متوجہ کر دیا۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ نہ کیا۔ اور اس بات پر آپکو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ قید ہونے سے پہلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی تک میری تربیت جمالی طور سے ہوئی ہے۔ اب منظور الٰہی سے جلالی طور سے کرنے کی ہے۔ چنانکہ پرورشم می دہندمی رویم اور مجھ پر ایک مصیبت آنیوالی ہے کہ موجب ترقیات مدارج قرب ہوگی۔ چنانچہ جب آپ قید ہوگئے۔ تو مخلصوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ کی خلاصی کی بہت تدبیریں کیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ اس زمانہ میں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب تحریر فرمائے ہیں۔ وہ عجب چاشنی دار ہیں میر محمد نعمان اپنے اجل خلیفہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی سیادت پناہ اخوی میر محمد نعمان را معلوم بودہ باشد کہ مفہوم شد کہہر چند یاراں خیر اندیش درتشبث اسباب خلاصی کوشیدند سودمند نیامد الخمیر فیما صنع اللہ سبحانہ پارہ ازیں امر بمقتصائے بشریت خونے پیدا شدد رسینہ تنگی ظاہر گشت وبیقیں خاص دانست کہ اگر مراد ایں جماعت کے درصدد آزارند موافق مراد حق است جل شانہ بس کرہ وتنگی سینہ بی معنی است ومنافی دعوی محبت است چہ ایلام محبوب در رنگ انعام او نیز محبوب ومرغوب محب است محب چنانکہ از انعام محبوب لذت میگیرد از ایلام او نیز ملتذ میگردد بلکہ درایلام او لذت بیشتری آید کہ از شائبہ حظ نفس ومراد او مبراست وچوں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کہ جمیل مطلق است ازار ایں کس خواستہ باشد ہر آئینہ ایں ارادہ اوتعالیٰ نیز درنظر انیکس بعنایت اوسبحانہ تعالیٰ جمیل است بلکہ سبب التذاذ است وچوں مراد ایں جماعت موافق مراد حق اس سبحانہٗ وایں مراد دریچۂ آن مراد است ہر آئینہ مراد لہنہا بنظر مستحسن وموجب التذاذ است فعل شخصے کہ مظہر فعل محبوب بود آں فعل شخص نیز در رنگ فعل محبوب محبوب است وآں شخص فاعل بعلاقہ ایں نظر نیز درنظر محب محبوب

ے درآید کہ نمایندگی صورت غضب محبوب بیشتر دارد کار دیوان گاں ایں راہ واژ گونہ است پس بدی آں شخص خواستن و بوی بد بودن منافی محبت محبوب ے درآیند نسبت بظاہر خلائق بیاراں بگویند و تنگی ہائے سینہ رادور سازند و بجماعۃ کہ درصدو آزارند بدنباشند بلکہ باید کہ از فعل آنہالذت گیرند آرے چوں بدعاما موزیم وحضرت حق سبحانہ تعالیٰ ارادعا والتجاد تضرع و زاری خوش ے آید دعا دفع بلیہ و سوال عفو عافیت کنند و آنکہ مرأت صورت غضب گفتہ شد زیرا کہ حقیقت غضب نصیب اعداست بادوستاں بصورت غضب ست وبحقیقت عین رحمت است دریں صورت غضب چنداں منافع محب ودیعت نہادہ اندکہ چہ شرح دہد ونیز در صورت غضب کہ بدوستاں عطامی فریاند خرابی جماعۃ منکرست وباعث ابتلائے انہا ومعنی عبارت شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ معلوم نمودہ باشندکہ گفتہ است عارف راہمت نیست یعنی ہمتی کہ قصد دفع بلیہ شود از عارف مسلوب است زیراکہ چوں بلیہ را عارف ازمحبوب داندومراد محبوب تصور نماید بدفع آں چہ نوع ہمت بندد و رفع آں چگونہ خواہد اگرچہ بصورت دعاء دفع برزبان آرد از جہت امتثال امر دعا اما فی الحقیقۃ ہیچ نمی خواہد بآنچہ می رسد ملتذ است والسلام علی من اتبع الہدیٰ اور میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کوتحریر فرماتے ہیں۔ الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ مخفی نماندکہ تا زمانیکہ بعنایت اللہ سبحانہٗ آں عنایت بصورت جلال و غضب او تعالیٰ تجلی نفرمود ومحبوس قفص زنداں نہ گشتم از تنگنائے ایمان شہودی بالکلیہ نرستیم واز پس کوچہائے ظلال خیال ومثال بتمام نہ برآمدم و درشاہراہ ایمان بغیب مطلق العناں نمودم واز حضور بغیب واز عین بعلم از شہود باستدلال بروجہ کمال نہ پیوستم و ہنر خود راعیب وعیب دیگراں راہنر بذوق کامل ووجدان مانع نیا فتم وشر بجائے خوشگواری تنگی وبی ناموسی ومرباہائے مزادار خواری و رسوائی نچشیدم و از جمال طعن نہ ملامت خلق حظ نگرفتم واز حسن جفا وبلائے مردم محفوظ نشدم

وکاملیت بین یدی الغسال گشتہ بالکلیہ ترک ارادہ و اختیار نکردم و اشتہائے تعلق آفاق وانفس نکستم وحقیقت تضرع و التجا و انابت و استغفار و ذل و انکسار بدست نیا وردم و قسطاس رفیع المنزلت استغنای حضرت حق سبحانہ را کہ محفوف بسر اوقات عظمت و کبریائی است مشاہدہ نمودم وخود رابندہ خوار وزارد ذلیل و بے اعتبار و بے ہنرو بے اقتدار و باکمال احتیاج و افتقار معلوم نساختم وما ابرئ نفس ان النفس لا مارۃ بالسوءِ الا مارحم ربی الغفور رحیم اگر بہ محض دریں محنت کدہ شامل حال ایں شکستہ بال نشد نزدیک بود کہ معاملہ بیاس رسد و رشتہ امید گستہ گردد۔ الحمد للہ الذی عافانی فی عین البلاء و کرمنی فی نفس الجفاء واحسن لی فی حالۃ الضاء ووفقنی علی الشکر فی السراء والضراء وجعلنی من متابعی الانبیاء ومن مقتفی اثار الاولیاء ومن محبی العلماء والصلحاء صلوات اللہ سبحانہ وتسلیمانہ' علی الانبیاء اولا علی مصدقھم ثانیا جب حضرت مجدد کو مدت معود حبس میں گذر گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کو وہاں جس جس کو فائدہ باطنی پہنچانا تھا۔ پہنچ گیا اور خود حضرت کو بوجہ ان مصائب کے جو ترقی ہونی تھی ہو چکی بادشاہ اپنے کردار سے نادم ہوا۔ اور حضرت کو باکرام تمام طلب کر کے معذرت اور عفو قصور چاہا۔ حضرت نے ایام حبس میں کبھی بادشاہ کے واسطے دعا بد نہیں کی۔ بلکہ مریدین میں سے اگر کوئی متوجہ ایذاء سلطان ہوتا۔ حضرت اس کو خواب خواہ بیداری میں منع فرما دیتے۔ اور فرماتے کہ اگر بادشاہ مجھ کو قید نہ کرتا یہاں کے لوگوں کو کس طرح فائدہ پہنچتا۔ بعد ازاں حضرت کئی سال تک بحکم سلطانی لشکر کے ہمراہ رہے اور اس اپنی بے اختیار و نامردی کا نہایت ذوق و لطف اٹھاتے رہے۔ چنانچہ وہاں سے ایک خط میں حضرت خواجہ محمد معصوم و خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہما کے نام اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ فرزندان گرامی بجمعیت باشند مردم ہمہ وقت منتہائے مار اور

نظری وارند مخلصی ازیں مصدیق میطابند تمید۔ اندکہ درنامرادی و بے اختیاری و ناکامی چہ بلاحسن و جمال است وکدام نعمت برابر آنست کہ ایں کس را بے اختیار از اختیار او آرند و باختیار خود اور ازندگی وہند دامور اختیاری اور انیز تابع آں بے اختیاری او ساختہ ازدائرہ اختیار او برآرند و کاملیت بین بدالعنال سازند در ایام حبس گاہی کہ مطالعہ ناکامی و بے اختیاری خودی نمودم عجب حظ میگرفتم وطرفہ ذوق می یافتم بلی ارباب فراغت ذوق ارباب بلاراچہ دریابندو از جمال بلائے اوچہ درک نمائند طفلاں راحظ درشیرنی است و آنکہ از تلخی فراگرفتہ است شیرنی رابجوئے نمے خرد۔

مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ شاہی لشکر کے ہمراہ حضرت اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے کہ آثار قرب وفات آپ کو معلوم ہوئے۔ صاحبزادوں کو خط لکھ کر طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میرا اس جہاں سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ منصب قیومیت تم کو عطا ہوا اور اشیاء تمہاری قیومیت پر بہ نسبت میرے زیادہ راضی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ باوجود حصول بشارت ایسے منصب عظیم الشان کے زار زار رونے لگے۔ اور ضبط گریہ نہ کرسکے فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ایسا بدحواس ہوگیا کہ اس بات کو کہ نہایت ضروری امر تھا۔ نہ دریافت کرسکا کہ آیا اشیاء میری قیومیت پر کیوں زیادہ راضی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر بے قراری دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی مدت کے واسطے ایک اور کام کرنے کیلئے مجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس اثناء میں اشیاء کا قیام تم پر ہے۔ اور تمہارا قیام مجھ پر ہے اور اب حضرت کی منشا ہوئی کہ باقی عمر بالکل گوشہ تنہائی میں گذاریں۔ چنانچہ آپ کو لشکر سے رخصت ہوگئی۔ اور آپ نے مکان پر آکر گوشتہ اختیا فرمایا۔ اور وہاں سواء صاحبزادوں

اور ایک دو اور خدام کے کوئی باریابی نہ پاتا تھا۔ اور حضرت سواء جمعہ و جماعت کے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اور کاروبار ارشاد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ جو شخص بیعت ہونے آتا۔ اس کو انہیں کے پاس بھیج دیتے۔

نقل ہے کہ انہیں ایام خلوت میں شب برأت کی رات حضرت نصف شب کے بعد خلوت سے گھر میں تشریف لائے۔ اس وقت والدہ مخدوم زادگان تسبیح خوانی میں مشغول تھیں۔ ان کی زبانی سے بے ساختہ نکلا معلوم نہیں۔ آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے محو ہوا ہوگا۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ تم بطریق شک کہتی ہو اور جو شخص دیکھتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے مٹ گیا۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ (یہ حضرت نے اپنی جانب اشارہ کیا) غرضیکہ وسط ماہ ذی الحجہ میں حضرت کو مرض ضیق النفس عارض ہوا۔

نقل ہے کہ بارہویں محرم کو حضرت نے مجمع احباب میں فرمایا کہ مجھ کو آگاہ کیا ہے کہ چالیس پچاس دن کے درمیان اس جہان سے تم کو جانا ہوگا۔ اور قبر کی جگہ بھی دکھلائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہر روز دن گنے جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بائیسویں صفر کو حضرت نے فرمایا کہ اس میعاد کے چالیس دن گذر گئے۔ اب دیکھئے اس پانچ سات دن میں کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان ایام میں جو کمال کہ نوع بشر کو سواء نبوت حاصل ہونے ممکن تھے۔ وہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل اپنے حبیب کے عطا فرمائے۔ اور پھر آپ پر مرض کا غلبہ شروع اور ضعف بڑھتا چلا گیا۔ اس حالت مرض وضعف میں نماز تہجد فرائض بجماعت ادعیہ ماثورہ ذکر و مراقبہ بدستور جاری تھا۔ اور کسی بات میں فرق نہ آیا۔ جس وقت کسی قدر افاقہ ہوتا۔ وصایا تحریض متابعت و اجتناب از بدعت و دوام ذکر کے فرماتے اور فرماتے کہ سنت نبوی کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے اور کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت حاصل کرنا چاہیے۔

نقل ہے کہ جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا۔ اس شب خدام سے فرمایا کہ تم نے بڑی تکلیف اٹھائی خیر آج کی رات اور۔

پس ثلث آپ کو تہجد کے واسطے اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور فرمایا کہ یہ آخری تہجد ہے۔ صبح کو اشراق کے بعد بول کے واسطے طشت منگوایا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ریت ڈال لاؤ کہ بلا ریت چھینٹیں اڑنے کا اندیشہ ہے۔ اور اسی طرح بلا پیشاب کئے۔ آپ نے فرمایا کہ لٹا دو (شاید حضرت کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اب وضو کی مہلت نہیں ہے۔ چنانچہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ سے آپ لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں سوءِ تنفس شروع ہو گیا۔ صاحبزادوں نے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو دو رکعت پڑھی ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ یہ کلام بھی مطابق کلام انبیاء علیہم السلام ہوا کہ اکثر آخری کلام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرف نماز تھا۔ اس کے بعد کوئی کلام نہ فرمایا اور اسم ذات میں مشغول رہے۔ اور بعد ایک لمحہ کے جان بجاناں تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

شور برخاست مگر دامن محفل بشکست
گریہ زد جوش مگر آبلۂ دل بشکست

آپ کا انتقال بتاریخ ۲۷ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہجری بمقام سرہند ہوا۔ نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد سعید آپ کے فرزند ثانی نے پڑھائی اور حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے فرزند اکبر کے محاذ میں جن کا انتقال حضرت کی حیات میں ہو چکا تھا۔ دفن کیا۔ ایک دفعہ حضرت نے اس جگہ دفن ہونے کے واسطے اشارہ فرمایا تھا۔ اور یہی جگہ ہے جس کی اشرافت میں تحریر فرمایا ہے۔ الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ بعنایت اللہ تعالیٰ وسبحانہ وبصدق حبیبہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام التحیۃ والبرکتر بلدہ ہند گویا زمین احیای من است کہ

برائے من چاہ عمیق تاریک را پر کردہ صفہ بلند ساختہ اند در اکثر بلاد و بقاع آنز ارتفاع دادہ دنور درآں زمین ودیعت گشتہ است کہ مقتبس از نور بے صفتی و بے کیفی است و در رنگ نوری کہ از زمین مقدسہ بیت اللہ ساطع ولامع است پیش از ارتحال فرزندی اعظمی مرحومی بچند ماہ ایں نور رابر من درویش ظاہر ساختہ بودند و در زاویہ زمین مسکن ہائے فقیراں نشان دادہ نوری نمودند ساطع کہ گردی از صفت و شان بوی رانیا فتہ بود واز کیفیات منزہ ومبرا آرزدی آں شد کہ آں زمین مدفن میں شود و آں نور دا زاں آرزو مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی بایں دولت سبقت کرد و در پردۂ کاک در دریائے نور مستغرق گشت

هَنِیئًا لاربابِ النعیمِ نعیمُهَا وَللعاشِقِ المسکینِ مَاتجرَع

از شرافت ایں بلدہ معظم است کہ مثل فرزندی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ است درآنجا آسودہ است و بعد از مدتے ظاہر شد کہ آں نور مودع لمحہ ایست از انوار قلبیہ ایں فقیر از اینجا اقتباس نمودہ درآں زمین افروختہ اندر در رنگ آنکہ چراغی از مشعلہ برافروزند قل کل من عنداللہ اللہ نور السموت والارض سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ متبرکہ کے مدح میں یہ چند ابیات نہایت پرلطف لکھتے ہیں۔ ابیات

اے خاک پاک روضہ عبیری و عنبری — کامل جہاں زبوئے تو مدہوش گشتہ اند

ساقی فشاند برتو خوش آبیکہ اہل دہر — عاقل بہ پشت آمدہ مخمور رفتہ اند

سرے زخاک خلد تو داری کہ اہل ارض — یک نفحہ از تو یافتہ برچرخ رفتہ اند

نے نے تراز تربت یثرب گرفتہ اند — پنہاں زردم و شام بسر ہند بشتہ اند

ایں خاک احمدی ست بذات احد نگر — نے یک کہ صد ہزار ایں خاک جستہ اند

اہلا و مرحبا پے زوار تو بسے — اقبال بعد برزخ اعدات بستہ اند

بکرۃ واصیلا اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انا انزلناہ تا آخر یہ دعا پڑھتے اللھم اشفنی بشفاعتک وداونی بدوائک دعافنی من البلاء واعصمی من الاھوال والارض والاوجاع اور اعضا وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔ بعد ازاں پوشاک لطیف ونفیس پہنتے و بہ تجمل و وقار تمام متوجہ ہوتے اور دو رکعت خفیف گذارتے۔ اور ان رکعت میں قرأت بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ والذین اذا فعلوا فاحشۃ اوظلمو انفسھم ذکر واللّٰہ فاستغفر والذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ ولم یصروا علیٰ ما فعلو اوھم یعلمون اولئک جزائوھم مغفرۃ من ربھم وجنات تجری من تھتھا الانھر خالدین فیھا ونعم اجر العاملین اور دوسری رکعت میں بعد قرأت فاتحہ یہ آیت پڑھتے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جائوک فاستغفر اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما ومن یعمل سواء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفور رحیما باقی نماز تہجد کو بطول قرأت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور مین نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گذر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے۔ تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے پس ازاں دوسری رکعتیں بقرأت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسری سے کم ادا فرماتے۔ بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک اور دوسری رکعت میں قل یایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللّٰہ احد پڑھتے سوم رکعت میں بعد قل ھو اللّٰہ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے۔ جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے۔ اللھم اھدنا فی من ھدیت وعافنا فی من عافیت وتولنا فی من تولیت وبارک لنا فی ما اعطیت وقنا ربنا شرما

قضیت انک تقضی ولا یقضی علیک انه لایذل من و والیت ولا یعزمن عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک واصلی اللہ علی النبی اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے۔ اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بے شمار پائے ہیں۔ اور سورہ الم سجدہ اور ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران اس جگہ سے پڑھتے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار الیٰ آخر السورة اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی آیت کریمہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہٗ ستر مرتبہ پڑھتے۔ بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے۔ یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین التومین واقع ہو اور قبل صبح بیدار ہوتے اور وضو جدیدہ فرما کر سنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فرض فجر بجماعت کثیر اول وقت آخر غلس میں ادا کرتے۔ اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے اور بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له الملک وله الحمد یحی ویمیت بیده الخیر وهو علیٰ کل شیئ قدیر اور سات دفعہ اللهم اجرنی امن النار بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے الهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم وحم تنزیل الکتاب الیٰ الیه المصیر وایة الکرسی وکریمه فسبحان اللہ حسین تمسون وحسین تصبحون الی تخرجون پھر یمین و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے۔ بعد دعا دونوں ہاتھ منہ مبارک پر لاتے۔ بعد ازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے اور شغل

باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر تیز مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ سے قرآن بھی سنتے۔ اور بعد فراغ حلقہ دو رکعت نماز پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ یسین تا نفخ فی الصور اور دوسری رکعت میں اس سورۃ سے تا آخر سورہ مذکورہ و سورہ والشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے۔ کبھی اول رکعت میں قل یایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد تین مرتبہ اور معوذتین ایک بار پڑھتے۔ اور بعد تشہد درود استغفار اس طرح پڑھتے۔ اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک و وعدک ما استطعت واعوذبک من شرما صنعت ابؤلک بنعمتک علیٰ وابو بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت بعدہ دعا استخارہ پڑھتے۔ اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولااقدر وتعلم ولا اعلم انک انت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل کان خیر الیٰ فی دینی و دنیای ومعاشی وعاقبۃ امری الیوم فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ اللھم ان کنت تعلم ن ما ارید من ای عمل کان شرلی فی دینی و دنیای ومعاشی وعاقبۃ امری الیوم فاصرفہ عنی وامرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین بوقت شام بعد اتمام اوابین بھی دعاء استخارہ پڑھتے۔ اور بجائے الیوم اللیل پڑھتے اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے دعوات یہ ہیں۔ اصبحنا واصبح الملک والحمد للہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر اللھم اسئلک خیر ما فی ھذا الیوم فتحہ وانصرہ ونورہ وبرکتہ وھداہ واعوذبک من شرما فی ھذا الیوم وشرما بعدہ اللھم ما اصبح لی من

نعمته ادبا احد من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر شام کے وقت بجائے الیوم اللیل واصبح امسی پڑھتے۔ اور تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شرما خلق اور تین دفعہ بسم اللّٰہ الذی لا یضرہ مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اور سات دفعہ اللھم بننی قبل ان ینی لموت اور سات دفعہ اللم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی اور سات دفعہ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد ازھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اور سات مرتبہ یامقلب القلوب قلب قلوبنا علیٰ طاعتک اور سات دفعہ اللھم غفر لامۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور سات دفعہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اور سو دفعہ سبحان اللّٰہ وبحمدہ اور تینتیس دفعہ سبحان اللّٰہ اور تینتیس دفعہ الحمد للّٰہ اور تینتیس دفعہ اللّٰہ اکبر اور ایک دفعہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیئ قدیر اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اوابین پڑھتے۔ اور ان چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکور بالا پڑھتے۔ بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے۔ اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا خود بہ تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القا و اعطا حال کرتے ہیں۔

بارہا ایسا اتفاق ہوتا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت کی بات حضرت کی

زبان سے سنتے۔ بمجرد سننے کے اس معرفت سے بتوجہ حضرت محقق ہو جاتے اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر وفکر فرماتے۔ اور تمام کو علو ہمت و اتباع سنت و دوام ذکر وحضور مراقبت و اخفاء حال کی تاکید فرماتے۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لا الہ لا اللہ محمد' رسول اللہ کی نہایت ترغیب دلایا کرتے۔ اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریا محیط کے۔ فرماتے کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔ فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کی تکرار سے ملتذ و محظوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے کہ تمام آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون سا مسئلہ مفتیٰ بہ ہے اور کون مسنون و معمول اور کون بدعت و مردود۔ حضرت کی اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی اور اصحاب پر اس قدر دہشت وہیبت غالب تھی کہ مجال انبساط دم زدن نہ تھی۔ اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ باوجود تواتر و تکاثر و ارادات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل ندرت چشم پرآب ہو جاتی۔ اور گاہ گاہ اثناء بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہو جاتا۔ جب ضحوہ کبریٰ ہو جاتا تو حضرت نماز ضحوہ کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے۔ داخل ضحوہ تھیں حاصل یہ کہ نماز ضحوہ بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اور کبھی بسبب قلت انہیں چار رکعت پر۔ جو کہ اول پڑھتے اکتفا فرماتے اور کبھی وہی اول پر اور قرأت نماز چاشت بعد فاتحہ سبح اسم ربک والشمس واللیل والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد ضحوہ و زوال میں اکثر تکرار قرأت سورہ یٰسین فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب ضحوہ کبریٰ ہو جاتا نماز ضحوہ

خلوت میں ادا کر کے حرم سرا میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندوں اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے اور جو کچھ پکتا سب میں حصہ رسد عطا فرماتے اور اگر اس وقت فرزندوں اور درویشوں اور خادموں میں سے کوئی موجود نہ ہوتا۔ اسکا حصہ رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرما دیتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت مجدد لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا گذر سرہند میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ بیشک کبھی نہ کھایا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کی سے سرایت انوار ونسبت وطہارت اس کے کھانے میں کہاں

راقم الحروف کا اپنا تجربہ ہے کہ جو حضرت مرشدی ومولائی حضرت مولانا غلام نبی صاحب للہی قدس سرہٗ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا۔ لذت ہوتی۔ وہ کسی امیر کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی مرغن ہوتا نہیں پائی وہی سرایت انوار ونسبت کی وجہ ہے۔ کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا دیتے اور گاہ گاہ دونوں زانو کھڑے کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللّٰه الذی لایضر مع اسمه شیئ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم فاللّٰه خیر حافظا وهو ارحم الراحمین اور سورہ لایلف پڑھتے الحمد للّٰه الذی اطعمنی هذ الطعام اللطیف الملیح بغیر حول ولا قوة اور اگر طعام شیریں ہوتا تو هذا الطعام اللطیف الحلو فرماتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے الحمدللّٰه الذی اطعمنا وسقانا واشبعنا واداںا وجعلنا من المسلمین اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ بھی پڑھتے۔ اللهم اغفر لاكله ولباذله ولمن كان له شیئاً فیه وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله

واصحابہ وسلم اگر صاحب طعام موجو ہوتا۔ تو فرماتے جزاکم اللّٰہ خیرا اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جزاھم اللّٰہ خیرا اور کبھی پڑھتے اللھم ارزقنی مما تحب وترضی اجعلھا عونا علیٰ ما تحب اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے اور جب خواہش نہ ہوتی طبق تک ہاتھ لے جا کر مزا لیتے گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے۔

تناول فرماتے آپ کی غذا نہایت قلیل بھی تھی۔ مع ذالک فرمایا کرتے کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسر وردین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خضوع وخشوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ فرمایا کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی جانب کھانے سے زیادہ نہیں کھینچتی۔ بعد طعام کے تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے اور جیسے ہی سایہ پھرتا اور موذن اذان کہتا بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بقوت وعجلت تمام بستر سے زمین پر اتر آتے اور اس میں ناغہ نہ ہوتا اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے مگر وقت حیعلتین لاحول ولاقوۃ پڑھتے۔ اور بعد اذاں دعاء اذاں پڑھ کر فی الفور ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور وضو کرکے نفیس پوشاک پہن کر مسجد میں تشریف لے جاتے۔

حضرت مجدد نمازیں کیسے پڑھتے؟

اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت زوال بطول قرأت ادا کرتے اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمان بعثت سے تا زمان رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں۔ اور اس میں طوال مفصل پڑھتے۔ اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار قرأت پر اکتفا فرماتے۔ اور فرض ظہر پڑھتے اور قرأت طوال پڑھتے۔ بعد ازاں فراغ فرض یہ دعا اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعد ازاں

دعوات کہ بعد ظہر ماثورہ میں پڑھتے۔ اس کے بعد قوم کی جانب ہو بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا۔ اور حضرت یاروں کی طرف مراقب و متوجہ بیٹھ جاتے بعد فراغ از حلقہ دو ایک سبق دینی درس فرماتے۔ اور جب وقت عصر ہو جاتا۔ تو تجدید وضو کے واسطے اٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امام ہوتے۔ اور جماعت فرض عصر بجماعت کثیر ادا کرتے۔ بعد ازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کی پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے اور متوجہ حال طالبان ہوتے اور ان کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے بعد ازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض یہ دعا اللھمّ انت السّلام ومنک السّلام تبارکت یَاذوالجلالِ وَلاِکرام پڑھ کر کھڑے ہو جاتے دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے بعدہٗ ادعیہ ماثورہ پڑھتے اور بعد ازاں چار رکعت نماز اوابین پڑھتے۔ اور اکثر اوقات اسی میں سورہ واقعہ و سورہ اخلاص اور گاہ چھ رکعت پڑھتے۔

اور نماز عشاء کو بعد از زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شفق اوسی سے مراد ہے وقت متفق علیہ ہے۔ مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت گذارتے اور پھر فرض ادا کرتے۔ اور بغیر اسکے کہ ادعیہ پڑھیں۔ اللھم انت السّلام الخ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعد ازاں دو رکعت اور مستحب بعد ازاں وتر پڑھتے۔ بعد ازاں الم سجدہ پڑھتے۔ اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورہ سجدہ و تبارک وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ پڑھتے۔ اور دعا قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے۔ جمع کرتے بعد ازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذا زلزلت الارض پڑھتے اور دوسری رکعت میں قل یاایھا

الکافرون پڑھتے۔ اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے۔ بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کہ کھلی یا جڑی رکھیں۔ بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا۔ اور دونوں پیروں پر برابر زور رکھتے۔ اور ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے اور قیام سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے۔ اور نہایت تجوید و تعمیق معانی و اسرار قرآنی سے قرات پڑھتے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر رکھتے۔ اور زانو انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قومہ بمقدار تسبیح جلسہ کرتے۔ اور درحال انفرا وسمع اللہ لمن حمد ربنا لک الحمد پڑھتے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے۔ اور پیٹ کو زانوں سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے۔ اور بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے اور تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے۔ اور کنار پر نظر رکھتے۔

حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشاء قبل سونے کے حضرت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و آمن الرسول تا آخر و ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض تا من المحسنین و قل ادعو اللہ او ادعو الرحمن الخ اور چہار قل پڑھتے اور جس وقت لیٹتے پہلوئے راست پر تکیہ کرتے۔ اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اللھم باسمک

ربی وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسکت نفسی فاغفرلنا ان ارسلنا فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین اللهم انی اسلمت وجهی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظهری الیک رغبة ورهبة الیک لاملجائی لا منجاء منک الا الیک اللهم انی امنت بکتا بک الذی انزلت وبرسولک الذی ارسلت الخ ولتجعلهن آخرما یتکلم به اللهم انی احمدک بکل لسان واستعیذ بک من البلایا ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم اعوذ بکلمات اللّٰه التامات کلها من شرما خلق تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے پھر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا اله الا اللّٰه وحده لا شریک له الملک وله الحمد بیده الخیر وهو حی لا یموت ابداً ابداً ذالجلال والاکرام وهو علی کل شیئ قدیر اور سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے اور سو دفعہ بعد نماز تہجد کے بھی پڑھتے اور سو دفعہ ہر روز مواظبت رکھتے پھر خواب کرتے۔

نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے۔ اس طرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ پڑھتے اور صلوۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا فرماتے۔ بلکہ اس کو مکروہ جانتے۔ لیکن بعد ادائے جمعہ پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعض اس وقت پائی نہیں جاتیں اور اس طرح نیت کرتے۔ نویت ان اصلی اللّٰه تعالیٰ اربع رکعته اخر فرض ظهر ادرک وقته ولم ادیه اور ادائے نماز ظہر کو بجماعت نہ پڑھتے۔ اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی۔ اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو مفرد ادا کرتے۔ اور اسی طرح سفر میں طریقہ جاری رکھتے باوجود اسکے کہ نماز بجماعت ادا کرنے کے نہایت حریص تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہم تابع مجتہد ہیں جو انہوں نے فرمایا ہے وہ ہمیں کرنا چاہیے۔ اور جو منع کیا ہے۔ اس کو نہ کرنا چاہیے۔ اور آخر عشرہ رمضان مسجد

میں معتکف بیٹھتے اور عشرہ ذی میں بھی عزلت کرتے اور ان عشرات میں طاعات و اذکار و صیام کی بہت حریص ہوتے۔ اور درود پڑھتے اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کرکے درود شریف پڑھتے۔ عیدالاضحیٰ کو راہ میں تکبیریں بلند کہتے جاتے اور عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی شباہت کرکے سر اور ناخن نہ ترشواتے اور بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ نماز کسوف وخسوف پڑھتے اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے۔ اور تین قرآن شریف سے کم ایام صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لا يموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح اللهم اجرنی من النار يامجير يامجير يامجير پڑھتے اور دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے۔ بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرأت پڑھتے تھے۔ کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں۔ اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرار قرآنی اس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں۔

قرآن کی تلاوت سے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی

بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے کہتے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں۔ گویا الفاظ ان کے دل سے نکلتے ہیں اور ہرگز بناکر نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی۔ لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی۔ اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔ ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی۔ فرمایا شناوری دریا اسرار قرآنی

فرصت نہیں دیتی کہ پلک بھی جھپکاؤں سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے اور جس وقت آیت سجدہ آتی فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع وسجود پانچ وسات بلکہ نوگیارہ پڑھتے کبھی تین مرتبہ پر اقتصار فرماتے۔ حسب موقعہ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ باوجود قوت واستطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اقتصار کیا جائے۔ اور حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہ سکیں۔ اور جس طرح اس بات کی احتیاط کرتے کہ سنت میں نقصان نہ ہو۔ اسی طرح اس میں بھی احتیاط کرتے کہ زیادتی بھی نہ ہو۔ اور سوا نماز تراویح وکسوف وخوف اور کسی نفل کی جماعت نہ کرتے اور اس کو مکروہ جانتے اور ہر کام نماز استخارہ سے شروع کرتے۔ اور کبھی صرف دعاء استخارہ پر اکتفا فرماتے۔

حضرت مجدد تشہد میں انگلی نہ اٹھاتے تھے

اور تشہد میں انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے کہ مذہب حنفی میں حرام ومکروہ ہے۔ ہر چند کہ بہت سے علماء اس کی سنیت کے بھی قائل ہیں۔ مگر بحکم آنکہ اذا دارالامر بین السنة والکراهة فترکه اولیٰ مع ذالک کبھی کبھی بمقتضائے حدیث نوافل میں اشارہ بھی کرتے تھے تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو۔ اور مریض کی عیادت کو جاتے۔ اور ادعیہ ماثورہ مریض پر پڑھتے اور دفع مرض کے واسطے توجہ باطنی فرماتے۔

قبروں کی زیارت کا اہتمام

قبروں کی زیارت کو جاتے اور بدعا استغفار مدد فرماتے اور اموات سے استعانت جائز رکھتے۔ بلکہ خود بھی کرتے اور باطن سے توجہ رفع اسباب وترقی درجات کرتے دعوت خاص قبول فرماتے اور دعوت عام میں تشریف نہ لے

جاتے اور مجلس قوالی (مولود خوانی) میں حاضر نہ ہوتے۔ مولود عبادت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن مکتوب ۲۷۲ جلد اول ذکر جہر ترک اولیٰ بلکہ بدعت جانتے۔ خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضل دیتے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ اگرچہ ولایت کسی نبی کی کیوں نہ ہو اور غلبہ صحو کو غلبہ سکر پر ترجیح دیتے اور صحو خالص نصیب عوام کالانعام کہتے اور اولیاء عشرت کو جو کہ خلائق کی ہدایت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اولیاء عزلت سے جو کہ جنگل و پہاڑوں میں بیٹھتے ہیں۔ بہتر جانتے اور تمام اصحاب رسول کو تمام اولیاء امت سے خواہ وہ قطب ہوں یا غوث افضل جانتے اور مشاجرات صحابہ کو اجتہاد پر معمول فرماتے۔ اور ہوائے انسانی سے مبرا سمجھتے۔ طریق مشائخ میں طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے۔ اور فرماتے کہ یہ طریقہ اصحاب ہے۔ شیخ محی الدین ابن العربی کو بہ نیکی یاد فرماتے بلکہ اظہار محبت فرماتے مع ہذا یہ بھی ارشاد فرماتے کہ ہر چند مجھ کو شیخ سے محبت ہے۔ مگر بعض علوم کشفی میں ان کی پسند نہیں کرتا۔ اور حق ان کے خلاف سمجھتا ہوں۔

مگر خطائے کشفی کو در رنگ خطاء اجتہادی بعید از مواخذہ جانتے بعض کتب مثل بیضاوی و بخاری شریف و مشکوٰۃ و ہدایہ و شرح مواقف و بیضاء حاشیہ عضدی و عوارف کا درس بھی فرماتے۔ تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم رکھتے اور فرماتے کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان ہے۔

حضرت مجدد کے سفری معمولات

اگر کبھی سفر پر جانے کا اتفاق ہوتا تو پیر و جمعرات کو شروع کرتے اور باقی ایام کو سفر کے واسطے مبارک جانتے کہ الایام ایام اللہ والعباد باللہ اور جب سفر پر متوجہ ہوتے تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے۔ اول رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد بعد نماز دعا استخارہ پڑھتے۔ اور نکلتے وقت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اور جس وقت سوار

ہوتے تکبیر کہتے اور یہ آیت پڑھتے۔ سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون اور جب شہر یا قریہ میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے اللھم اسئلک خیرھا وخیرما فیھا واعوذبک من شرھا وشرما فیھا اور جب منزل پر نزول فرماتے۔ تو یہ دعا پڑھتے۔ رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین اور اثناء عبور راہ میں اتر پڑتے۔ اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے۔ اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شرما خلق اور دو رکعت نماز بھی پڑھتے۔ سفر میں ہمراہیوں کو تلاوت سورہ قریش کی ترغیب دیتے۔ جب منزل پر پہنچتے واسطے خیریت منزل کے دعا استخارہ پڑھتے اور بوقت تند ہوا چلنے کے یہ دعا پڑھتے اللھم اجعلھا ریاحاً ولاتجعلھا ریحاً اللھم انی اسئلک خیرھا وخیرما فیھا وخیرما ارسلت بہ اعوذبک من شرھا وشرما فیھا وشھا ارسلت بہ اور بوقت رعدوظہور صاعقہ یہ تسبیح پڑھتے۔ سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اور کسی کو بلا میں مبتلا دیکھتے تو یہ پڑھتے۔ الحمد للّٰہ الذی عافانی مما ابتلاہ بہ وفضنی علیٰ ممن خلقنا تفصیلا وجعلنی من المسلمین

حضرت دریائے گنگا کا پانی نہ پیتے تھے

اگر کافر یا بت پرست کو دیکھتے تو یہ بھی دعا پڑھتے۔ اور کافر کی کبھی تعظیم نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ کی نقل ہے کہ حضرت سلطان کے ہمراہ تھے۔ لشکر سلطانی دریائے گنگا پر خیمہ زن ہوا۔ حضرت نے جمیع توابعین کو منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پئے کہ ہندوؤں کا معبد ہے۔ وہاں سے دور ایک کنواں تھا۔ وہاں سے پانی منگایا اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت کسی جگہ تشریف لے گئے وہاں کنوؤں کا پانی عمدہ نہ تھا۔ کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی وہاں سے تین چار کوس پر تھا۔ حضرت کے استعمال کے واسطے منگوایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ

اس پانی کے پینے میں تعظیم پائی جاتی ہے۔ فرمایا اس سے فقط استنجا کریں۔ اور جب آئینہ دیکھتے یہ پڑھتے اللهم احسن خلقی کما احسنت خلقی وحرم وجهی علی النار اور اگر اتفاقاً بانا میں گذر ہوتا۔ تو کلمہ توحید پڑھتے لا اله الا الله وحده لاشریک له له الملک وله الحمد یحی ویمیت وهو حی لا یموت هو علیٰ کلی شیئٰ قدیر ابداً ابداً ذوالجلال والاکرام اور جس وقت مسجد میں آتے اگر وقت مکروہ نہ ہوتا تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور اس میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور بوقت داخل ہونے کے نیت اعتکاف فرماتے اور اس طرح نیت کرتے۔ اعتکف مادمت فی هذا المسجد اور جب دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے توکلت علی الله واعتصمت بالله لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم اور جب ہلال دیکھتے تو یہ پڑھتے اللهم اهله علینا بالامن والامان اور ہاتھوں کی انگلیوں سے نقش لفظ الله بناتے۔ اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے تو عفاک الله کہتے اور جب نیا لباس پہنتے تو پڑھتے الحمد لله الذی کسانی هذا الثوب بغیر حول منی ولاحول ولا قوة اور لباس کا نام بھی تعین کرتے اگر عمامہ پہنتے تو هذا العمامة اور قمیض ہوتا تو هذ القمیض فرماتے اور اگر کوئی پوشاک ہوتی تو فرماتے البس جدید اوعشت حمید اومت شهیدا غرضیکہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت و مستحب رکھتے تھے۔ اور اس امر کی خادموں کو بھی نہایت تاکید ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ قرنفل رکھے ہیں ان میں سے تھوڑے لے آؤ۔ خادم نے چھ دانہ لا کر سامنے رکھے۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا کہ ہمارے صوفی کو ابھی یہ بھی معلوم نہیں کہ الله وتر و تحب الوتر پھر فرمایا کہ رعایت وتر مستحبات سے ہے۔ مستحب کو لوگ کیا سمجھتے ہیں۔

مستحب دولت داشتہ اللہ ہے اگر دنیا و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل میں دیں تو بھی کچھ نہیں فرمایا کہ میں اس قدر رعایت مستحب کی کرتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت خیال رہتا ہے کہ پہلے پانی داہنے رخسار پر پڑے کہ تیامن یعنی داہنے سے شروع کرنا مستحب سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے ایام سخت گرما میں روزہ رکھنے شروع کئے اور بباعث نحافت بدن کے دشواری ہوئی کسی نے عرض کی حضرت یہ کیا دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ انہیں ایام میں ماہ رمضان گذرا ہے۔ اس میں اکثر ان کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس کی قضا احتیاطی ہے۔ اور اس تقریب میں اپنے والد کا ذکر کیا کہ جہاں تک ممکن ہوتا روزہ میں دن کو استنجا نہ کرتے اور اگر بضرورت اتفاق ہو جاتا تو اس کی قضاء رکھتے **سبحان اللہ نعم السلف ونعم الخلف** اور جس طرح حضرت رعایت مستحب کی کرتے تھے۔ اسی طرح رعایت آداب بھی تھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پلنگ پر بیٹھ کر دفعۃً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا بچھونے کے نیچے کاغذ ہے نکال لو۔ گویا اس قدر گوارا نہ کیا کہ اتنے میں خادم نے کاغذ نکالے آپ بیٹھے رہیں۔ اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن پاک پڑھتا تھا۔ حضرت نے جو خیال کیا تو اپنے نیچے فرش زیادہ پایا۔ جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے فی الفور وہ فرش اپنے نیچے سے نکال دیا۔ اور اس حافظ کے ہم فرش ہوگئے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیشاب کرنے کے واسطے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نکتہ لگا ہے۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ نکتہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے مع اسکے جگہ بیٹھنا خلاف ادب ہے یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجا کو تشریف لے گئے۔

غرضیکہ آپ کے اخلاق و اوصاف بیان سے باہر ہیں۔

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

حضرت کے تین جلد مکتوبات اور چند رسائل جامع شریعت و حقیقت ہیں۔ اہل طریقہ کو ان کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کہ از بس کاشف اسرار ہیں۔ اس جگہ کہیں کہیں سے بعض فقرات انتخاب کر کے تبرکاً لکھتا ہوں۔

منتخب اقوال از مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

چوں طالبے پیش شیخے بیاید باید کہ شیخ اورا اول استخارہ فرماید۔ از سہ استخارہ تاہفت استخارہ تکرار نماید بعد از استخارہ اگر تذبذبے در طالب پیدا نشد شروع در کار او نماید (فائدہ) اقبال قلب شیخ کامل مکمل بھی قائم مقام استخارہ ہے۔ اور اگر استخارہ کرے تو نور علی نور ہے) اول اورا در طریق توبہ تعلیم دہد و در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید و تفصیل آنرا بمرور ایام حوالہ کند کہ ہمم دریں ایام بسیار قاصر اند اگر اول تکلیف تحصیل تفصیل توبہ کردہ شود ناچار حصول آن مدتے طلبد و شاید دریں مدت فتورے در طلب آورد و از مطلب باز ماند بلکہ توبہ را ہم سرانجام ندہد بعد ازاں طریقے کہ مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید و ذکرے کہ ملائم قابلیت اوست تلقین فرماید و توجہے بکار او درکار دارد و التفاتے بحال او مرعی نماید و آداب و شرائط راہ را باو بیان سازد و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و وصول مطلوب را بے متابعت ایں محال داند و اعلام نماید کہ کشوف و وقائع کہ سرموئے مخالفت بکتاب و سنت داشتہ باشد اعتبار نکند و مستغفر شدہ بتصحیح عقاید بمقتضائے آرائے فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت نصیحت نماید و بتعلیم احکام فقہیہ ضروریہ و عمل بموجب آں تاکید فرماید کہ طیران دریں راہ بے ایں دو جناح اعتقادی و عملی میسر نیست و تاکید نماید کہ در محرم و مشتبہ احتیاط مرعی دارد و ہرچہ یابد

نخورد واز ہر حالہ باید تناول نہ نماید تافتوے شریعت غرا ور آن باب راست نکند۔ بالجملہ در جمیع امور کریمہ **ما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوه** را نصب عین خود سازد

حال طالباں از دو امر خالی نیست یا از اہل کشف و معرفت اند یا او ارباب جہل و حیرت اما بعد طے منازل و رفع حجب ہر دو طائفہ واصل اند در نفس وصول مزیتے نیست یکے را بر دیگر چنانکہ دو شخص بعد از طے منازل بعیدہ بکعبہ میرسند یکے منازل راہ را تماشا کردہ رفت و بتفصیل ہر کدام از منازل را بقدر استعداد و خود دانستہ رسید و دیگرے از منازل راہ چشم دوختہ رفت و بتفصیل اطلاع نایافتہ بکعبہ رسید ہر دو شخص در نفس وصول بکعبہ مساوی از ہیچ کدام را زیادتی نیست دریں وصول بر دیگر۔ باید دانست کہ بطور تاثیر علامت نقصان استعداد نیست گرد بے باشد تام الاستعداد کہ بایں بلا مبتلا گردند ایضا ونصیحت بہ اصحابہ ارشاد محافظت کنند کہ امرے صادر نشود کہ باعث نفرت خلائق گردد کہ وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملامتیہ است کہ بشیخی و دعوت کار ندارد بلکہ مقام ملامت نقیض مقام شیخی است مبادا ایں دو مقام غلط نمایند و در عین شیخی آرزوے ملامت کنند کہ ظلم عظیم است و در نظر مریداں خود را متجمل دارند و در اختلاط و موانست با مسترشدان افراط نمایند کہ باعث استخفاف است کہ منافی افادہ و استفادہ است و در محافظت حدود شرعیہ نیک رعایت نمایند مہا امکن عمل برخصت تجویز نہ کنند کہ ہم منافی ایں طریقہ علیہ است و ہم مناقض دعویٰ متابعت سنت سنیہ۔ عزیزے فرمودہ ست ''ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین'' چہ ریاے عارفان از براے انجذاب قلوب طلاب است بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ پس ناچار از اخلاص مریداں بہتر باشد وایضا اعمال عارفاں اسباب تقلید است مر طالباں را در ایتان اعمال اگر عارفاں عمل نکنند طالباں محروم مانند پس عارفان ریا براے آن

کند دتا طالباں بآں اقتداء نمایند ایں ریا عین خلاص است بلکہ بہتر از اخلاص کہ
از برائے نفع خود باشد ازیں جا کسی گمان نہ کنند کہ عامل عارفاں محض از برائے
تقلید طالباں است و عارفاں را بعمل احتیاج نیست عیاذ ا باللہ سبحان۔ این عین
الحاد وزندقہ است بلکہ عارفان دراینا تاعمال بسائر طالباں برابر اند و از ایتان
اعمال ہیچکس را استغنا نیست غایت مافی الباب در اعمال عارفاں گاہ است کہ نفع
طالباں کہ مربوط بتقلید است نیز ملحوظ ست وبآن اعتبار آنرا ریائی نامند بالجملہ در
قول وفعل نیک محافظت نمایند کہ اکثر خلائق دریں آوان ہنگامہ طلب اند کارے
بوقوع نیاید کہ منافی ایں مقام باشدو جہال را بطعن اکابر رساند از حضرت حق
سبحانہٗ تعالیٰ استقامت طلبند ایضاً مدار ایں طریق بر دو اصل است استقامت
برشریعت بحدیکہ برترک ادنائے آداب آں راضی نباید شد ورسوخ وثبات
برمحبت و اخلاص شیخ طریقت برنہجی کہ اصلا بروے مجال اعتراض نماند بلکہ جمیع
حرکات وسکنات او زیبا ومحبوب درنظر مرید درآید عیاذا باللہ سبحانہ درامرے
از امور کہ بایں دو اصل متعلق است خللے واقع شود واگر بعنایۃ اللہ سبحانہٗ ایں دو
اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است

بدانی کہ منامات و واقعات شایاں اعتماد و اعتبار نیست اگر کسے خود را در
خواب بادشاہ دید یا قطب وقت یافت فی الحقیقت نہ چنیں است بیروں خواب و
واقعہ اگر بادشاہ شود یا قطب گردد مسلم است پس از احوال ومواجید ہرچہ در بیداری
درافاقت ظاہر شود گنجائش اعتماد دارد والا فلا۔ ایضاً بداں کہ سالکان ایں راہ از دو
حال خالی نیستند مرید اند یا مراد اگر مراد اند طُوبٰی لَهُم براہ انجذاب ومحبت ایشاں
را کشاں کشاں خواہند بردو بمطلب اعلیٰ خواہند رسانید و ہرادبے کہ درکار شود بتوسط
یا بے توسط تعلیم شاں خواہد کرد اگر زلتے واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود و برآن
مواخذہ نخواہند کرد واگر بہ پیر ظاہرا احتیاجے داشتہ شدند بے سعی ایشاں بآں دولت

دلالت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جل سلطانہ متکفل حال ایں بزرگواران است بسبب و بے سبب کار ایشاں را کفایت خواہند واللہ یجتبی الیہ من یشاء اگر مرید اند کار ایشاں بتوسط پیر کامل مکمل دشوار است پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و بسعادت افناء و بقا مستعد گشتہ و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء باللہ را بانصرام رسانیدہ و اگر جذبۂ او بر سلوک او مقدم است و بتربیت مراد آں مربی شدہ کبریت احمر است کلام او دوا است و نظر او شفاء احیاء دلہاے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی جانہاے افسردہ بالتفات لطیف او مربوط و اگر ایں طور صاحب دولت پیدا نشود سالک مجذوب ہم مغتنم است و تربیت ناقصاں از و نیز می آید و بتوسط او بدولت فنا و بقا میرسند

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

و اگر بعنایت خداوندی جل سلطانہ طالبے را بایں طور کامل و مکمل دلالت فرمودند باید کہ وجود شریف او را مغتنم داند و خود را بتمام باد سپارد و سعادت خود را در مرضیات او داند و شقاوت خود را در خلافت مرضیات او شناسد بالجملہ ہواے خود را تابع رضاے او سازد و در خبر نبویست علیہ و علیٰ الہ الصلوٰت و التسلیمات اتمہا و اکملہا لن یومن احدکم حتیٰ یکون ھوا ہ تبعا لما جئت بہ بدانکہ رعایت آداب صحبت و مراعات شرایط از ضروریات ایں راہ راست تا راہ افادہ و استفادہ مفتوح گردد او بدونہا لا نتیجہ للصحبہ ولا ثمرۃ للمجلس بعضے از آداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ میشود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ بہ پیر خود سازد و باوجود پیر بے اذان او بنوافل و اذکار نہ پردازد در حضور او بغیر او التفات نماید و بکلیہ خود متوجہ او بہ نشنید حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند

نقل کردہ اند از سلطان ایں وقت کہ وزیرش پیش او استادہ بود اتفاقاً دریں اثناء آن وزیر التفاتے بجانب جامہ خود کردہ بند آنرا بدست خود راست میساکت دریں حال نظر سلطان برآن وزیر افتاد دید کہ بغیر او متوجہ است بزبان عتاب گفت کہ ایں راہضم نمیتوانم کرد کہ تو وزیر من باشی و در حضور من بہ بند جامہ التفات نمائی باید اندیشید کہ

ہرگاہ وسائل دنیاء دنیہ را آداب دقیقہ درکار است وسائل وصول اے اللہ را بروجہ اتم و اکمل برعایت ایں آداب لازم خواہد بود ومہمان امکن در جاے نہ ایستد کہ سایہ او برجامہ یا برسایہ او افتد وبر مصلائے او پانہ نہد و در متوضاے او طہارت نکند و بظروف خاصہ او استعمال نکند و در حضور آداب نخورد و طعام تناول نماید وبکسی سخن نکند بلکہ متوجہ احدے نگردد و در غیبت پیر در جاے کہ او ست پا دراز نکند و بزاق دہن بآنجانب نیند از دو ہرچہ از پیر صادر شود آن را صواب داند اگرچہ بظاہر صواب نماید او ہرچہ میکند از الہام میکند و باذن کار میکند بریں تقدیر اعتراض را گنجایش نباشد واگرچہ در بعضے صور در الہامش خطا راہ یابد چہ خطاے الہامی در رنگ خطاے اجتہادی است ملامت و اعترض برآن مجوز نیست والیضا چوں ایں را محبتی بہ پیر پیدا شدہ است درنظر محب ہرچہ از محبوب صادر میشود محبوب ے نماید پس اعتراض را مجال نباشد ودر امور کلی و جزئی اقتدا بہ پیر کند چہ درخوردن و پوشیدن وچہ درخفتن وطاعت کردن نماز را بطرز او باید ادا کرد وفقہ را از عمل او اخذ باید نمود

آنرا کہ در سراے نگاریست فارغ است

از باغ و بوستاں و تماشاے لالہ زار

وہیچ اعتراض را در حرکات وسکنات او مجال ندہد اگرچہ آں اعتراض مقدار حبہ خردلہ باشد زیرا کہ در اعتراض غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت تریں جمیع

خلائق عیب بین ایں طائفہ علیہ است نجانا اللہ سبحانہ عن ھذا البلاء العظیم وطلب خوارق وکرامات از پیر خود نکند اگر آن طلب بطریق خواطر وساوس باشد ہیچ شنیدۂ کہ مومنے از پیغمبری معجزہ طلب کردہ باشد معجزہ طلباں کفار اند واہل انکار

معجزات از بہر قہر دشمن است ۔ بوے جنسیت پے دل بردن است

موجب ایماں نباشد معجزات ۔ بوے جنسییت کند جذب صفات

اگر شبہ پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر برخود نہد و ہیچ منقصت را بجناب پیر عائد نسازد و واقعہ کہ رو دہد از پیر پنہاں ندارد و تعبیر وقائع اند و طلب کند و تعبیر یکہ برطالب منکشف شود نیز عرض نماید وصواب وخطا را از و جوید و برکشوف خود زنہار اعتبار نہ نہد کہ حق باباطل دریں وار ممتزج است وصواب باخطا مختلط و بے ضرورت و بے اذن از وجدا نشود کہ غیر اورا برد ے گزیدن منافی ارادت است و آواز خود را برآواز او بلند نہ کند وسخن بلند باو نگوید کہ سودا وبست و ہر فیضی وفتوحیکہ برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید واگر درواقعہ بیند کہ فیضے از مشائخ دیگر رسیدہ است آنرا نیز از پیر داند و بداند کہ چوں پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر مناسب استعداد کاص مرید ملائم کمال شیخے از شیوخ کہ صورت افاضہ از وے ظاہر شدہ است و بمرید رسیدہ است ولطیفہ از لطائف کہ پیر مناسب باآن فیض دارد و بصورت آن شیخ ظاہر شدہ است بواسطہ بتلا مریداں لطیفہ را شیخ دیگر خیال کردہ است وفیض را ازاں دانستہ ایں مغالطہ عظیم است حق سبحانہٗ از مزلت قدم نگاہدارد و بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمۃ سید البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات بالجملہ الطریق کلہ ادب مثل مشہور است ہیچ بے ادبے بخدا نرسد واگر مرید در رعایت بعضی از آداب خود را مقصر داند دور اداے آں کما ینبغی نرسد واگر بسعی ہم از عہدہ نتو اند برآید معفو است اما از اعتراف بتقصیر ناچار است واگر عیاذًا باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند وخود را

مقصر ہم نہ انداز برکات ایں بزرگواراں محروم است
ہر کرا روے بہ بہبود نداشت   دیدن روے نبی سود نداشت

آرے مریدے کہ ببرکت توجہ پیر بمرتبہ فنا وبقا برسد وراہ الہام وطریق فراست بروے ظاہر شود پیر آن را مسلم دارد وبکمال او گواہی دہد آن مرید را میر سد کہ دربعضے امور الہامی بہ پیر خلاف کند وبمقتضاے الہام خود عمل کند اگرچہ نزد پیر خلاف آں متحقق بود چہ آں مرید دریں وقت از ربقہ تقلید برآمدہ است وتقلید درحق دے خطاست نمی بینی کہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات در امور اجتہادیہ و دو احکام منزلہ باآں سرور خلاف کردہ اندو دربعضے اوقات صواب بجانب اصحاب ظاہر شدہ است کما لایخفی علیٰ ارباب العلم پس معلوم شد کہ خلاف با پیر مرید رابعد از رسیدن بمرتبہ کمال غورست واز سوء ادب مبرانیست بلکہ ایں جا ہمیں ادب ست واگرنہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ بکمال ادب موادب بودہ اند غیر از تقلید امر دیگر نمیکردہ اند ابو یوسف را بعد از رسیدن بمرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنفیہ خطاست صواب درمتابعت راے خود است نہ راے ابی حنیفہ قول مشہور است از امام ابویوسف کہ نازعت اباحنیفہ فی مسئلۃ خلق القران ستہ اشھر شنیدہ باشی کہ تکمیل صناعت بتلاحق افکار است اگر بریک فکر ماندے زیادتے پیدا نکردے نحویکہ در زماں سیبویہ بودہ است امروز باختلاف آراء وتلاحق انظار دہ صد زیادتی وکمال پیدا کردہ است اماچوں بناء اونہادہ است فضل اور است الفضل للمتقدمین لیکن کمال ئنہا را امثل امتی کمثل مطر لایدری ولھم خیرا حدیث نبویست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تذیل لرفع شبہۃ بعض المریدین بدآنکہ گفتہ اند الشیخ یحیی ویمیت احیاً و اماتت از اوازم مقام شیخی است مراداز احیاء روحیست نہ جسمی وہم چنیں مراد از اماتت اماتت روحیست نہ جسمی ومراد از حیوۃ وموت فنا وبقاء است کہ بمقام ولایت وکمال میرساند وشیخ

مقتدا باذن اللہ سبحانہ' متکفل ایں دو امر است پس شیخ را ازیں احیاء و اماتت چارہ نباشد معنی یکی ویمیت یبقی ویفنی احیاء اماتت جسمی را بمنصب شیخی کارے نیست شیخ مقتدا حکمکھر ربا وارد و ہر کس را کہ بادمناسبت ست در رنگ خس و خاشاک در عقب او میدد و نصیب خود را ازوے استیفائی نماید خوارق و کرامات از برائے جذب مریداں نیست مریداں بمناسبت معنویہ منجذب میگردند وآنکہ بایں بزرگواراں مناسبت ندارد از دولت کمالات ایشاں محروم است اگرچہ ہزار معجزہ و خوارق و کرامات بیند ابوجہل و ابولہب راشاہد ایں معنی باید گرفت قال اللہ سبحان فی حق الکفار وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا حتی اذا جائوک یجادلونک ویقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین والسلام ایضاً باید دانست کہ حقوق پیر فوق بہ حقوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندا رد حقوق پیر بر حقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت حق سبحانہ و احسانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر حقیقی ہمہ محمد رسول اللہ صلعم است ولادت صوری ہرچند از والدین است اما ولادت صوری را حیات چند روزہ است ولادت معنوی را حیات ابدی ست نجاسات معنوی مرید را پیر است کہ بقلب و روح خود کناسی می نماید و تطہیر اشکنبہ اومیفر ماید در توجہات کہ نسبت بہ بعضی مسترشدان واقع می شود محسوس میگردد کہ در تطہیر نجاسات باطنیہ ایشان تلوثے بصاحب توجہ نیز میدد وتا زمانے کدر میدارد پیر است کہ بتوسلی او بخدا میرسد عزوجل کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و آخرویہ است پیرست کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ بالذات خبیث است مزکی و مطہر میگردد وازامارگی بہ اطمینان میرسدو از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید

گر بگویم شرح ایں بیحد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را ردا ونعوذ باللہ سبحانہ' من ذلک رضائے حق سبحانہ' در پس پردہ رضائے پیر ماندہ است تا مرید در

مرضی پیر خود را گم نسازد بمرضیات حق سبحانہٗ نرسد آفت مرید در آزار پیر است ہر زلتے کہ باشد تدارک آن ممکن است اما آزار پیر را ہیچ چیز تدارک نتواں نمود آزاد پیر بیخ شقاوت است مر مرید را عیاذ باللہ سبحانہٗ من ذالک خللے در معتقدات اسلامیہ وفتورے کہ در اتیان احکام شرعیہ از نتائج وثمرات آنست از احوال و مواجید کہ بباطن تعلق دارد خود چہ گوید و اثرے از احوال اگر باوجود آزار پیر باقی ماند او استدراج باید شمرد کہ آخر بخرابی خواہد کشید وغیر از ضرر نتیجہ نخواہد داد والسلام علی من اتبع الہدیٰ قباب اولیاء اللہ صفات بشریت ایشان است بہر چہ سائر مردم محتاج اند ایں بزرگواراں نیز محتاج اند ولایت ایشاں را از احتیاج نمی آبر رو و غضب ایشاں نیز در رنگ غضب د رسائر مردم است ہرگاہ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات فرماید اغضب کما یغضب البشر باولیاء چہ رسد وہم چنیں ایں بزرگواراں در اکل وشرب ومعاشرت با اہل وعیال ومواتست بایشاں باسائر ناس شریک اند تعلقات شتی کہ از لوازم بشریت است از خواص و عام زائل نمیگردد حق سبحانہٗ تعالیٰ درشان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات می فرماید وما جعلنھم جسد الا یاکلون الطعام وکفار ظاہر بین می گفتند مال ھذا لرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق پس ہر کہ نظر او بظاہر اہل اللہ افتاد محروم گشت وخسران دنیا وآخرت نقد وقت او آمد ہمیں ظاہر بینی ابوجہل و ابولہب را از دولت اسلام محروم ساخت و درخسران ابدی انداخت سعادت مندآں است کہ نظر او از ظاہر بینی اہل اللہ کوتاہ گشت وحدت نظر او بصفات باطنیہ ایں بزرگواراں نفوذ کردہ بر باطن مقصور گشت فھم کنیل مصر بلاء اللمحجوبین وما للمحبوبین عجب کاریست صفات بشریت آں قدر کہ در اہل اللہ ظاہر میگردد برسائر مردم ظاہر نیست وجہش آنست کہ ظلمت وکدورت در محل ہموار و مصفا اگرچہ اندک باشد بیشتر ہویدا میگردد از آنچہ در محل ناہموار وغیر مصفا اگرچہ بیشتر

باشد لیکن ظلمت صفات بشریت در عوام در کلیت سرایت میکند و در قالب وقلب و
روح میدود و در خواص این ظلمت مقصور برقالب ونفس است در اخص خواص نفس
نیز این ظلمت مبراست مقصور برقالب است وبس ایضاً این ظلمت در عوام موجب
نقصان وخسارت است و درخواص موجب کمال و نضارت ہمیں ظلمت خواص
است کہ ظلمت عوام را زائل میگرداند قلب ہائے ایشاں را تصفیہ می بخشد ونفسہارا
تزکیہ میدہد اگر این ظلمت نمی بود خواص را بعوام ہیچ مناسبت نمیکشود راہ افادہ و
استفادہ مسدود می نمود و این ظلمت درخواص آن قدر نمی ایستد کہ مکدر سازد بلکہ
ندامت و استغفار کہ درقفائے آں دست میدہد چندیں ظلمت و کدورت دیگر راہم
میر باید وترقیات میفر باید ہمیں ظلمت است کہ در ملائکہ مفقود است و بسبب آں
راہ ترقی مسدود اسم ظلمت بردی از قبیل مدح بما یشبہ الذم است عوام کالانعام
صفات بشریت اہل اللہ را در رنگ صفات بشریت خود میدانند ومحروم ومخذول می
مانند قیاس غائب برشاہد فاسد است ہر مقام را خصوصیات علیحدہ است وہر محل
الوازم جدا والسلام علی من اتبع الہدی والتزام متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ
والتسلیمات ایضاً الہٰی چیست اینکہ اولیاء خود را کہ باطن زلال خضر است کہ ہر کہ
قطرہ ازاں چشیدہ حیات ابدی یافت و ظاہر ایشاں سم قاتل ہر کہ بآن نگریست
بموت ابدی گرفتار آمد ایشانند کہ باطن شاں رحمت است وظاہر شان رحمت باطن
من ایشاں ازیشاں ست وظاہر میں ایشاں از بد کیشاں بصورت جونما اند وبحقیقت
گندم بخش بظاہر از عوام بشر اند بباطن از خواص ملک بصورت برزمین اند وبمعنی
برفلک جلیس ایشاں از شقاوت رستہ است و انیس ایشاں بسعادت پیوستہ اولئک
حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ
وسلم ایضاً حضرت سبحانہٗ تعالیٰ اولیاء اللہ را برنہجی مستور ساختہ است کہ ظاہر ایشاں
از کمالات باطن ایشاں خبر ندارد مکیف باعدای باطن ایشاں رانسبتی کہ بمرتبہ وبیچونی

وبیچونگی حاصل گشته است نیز بیچوں است و باطن ایشاں چوں از عالم امر است
نیز نصیبے از بیچونی وارد و ظاہر کہ سراسر چوں است حقیقت آنرا چہ دریابد بلکہ نزدیک
ست از نفس حصول آں نسبت انکار نماید بغایت الجہل وعدم المناسبۃ وتواند بود کہ
نفس حصول نسبت را واند اماند اند کہ متعلق آں کیست بلکہ بسا است کہ نفی متعلق
حقیقی او نماید و کل ذالک لعلو تلک النسبۃ وذنوا الظاہر و باطن خود
مغلوب آں نسبت است و از دید و دانش رفتہ است چہ واند کہ چہ دارد وبکہ وارد
پس ناچار غیر از عجز از معرفت راہ بناشد لہذا صدیق اکبرؓ فرمود والعجز
من درک الادراک ادراک نفس ادراک عبارت از نسبت خاصہ است کہ
عجز از ادراک آن لازم است لان صاحب الادراک مغلوب لایعلم ادراکہ وغیرہ
لایعلم حالہ کمام ایضاً شخصے بود درلباس صوفیاں کہ بہ بدعت اعتقادے مبتلا بود ایں
فقیر درحق اوتر دو داشت اتفاقاً می بینم کہ انبیاء صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم
باجمعہم جمع اندو ہمہ بزبان واحد می فرمایند درحق آن شخص کہ لیس منا دریں اثناء
بخاطر رسید از شخص دیگر کہ فقیر درحق او نیز متردد بود استفسار نماید دربارہ او فرمودند
کان منا نعوذ باللہ سبحانہ من سواء الاعتقاد ومن طعن الانبیاء الامجاد ایضاً آنچہ برما
فقیراں لازم است دوام ذل است و افتقار و انکسار وتضرع والتجا دادے وظائف
عبودیت ومحافظت حدود شرعیہ ومتابعت سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ
وتصحیح نیات درتحصیل خیرات وتخلیص بواطن وتسلیم ظواہر درویت عیوب و مشاہدہ
استیلاء ذنوب وخوف انتقام علام الغیوب وقلیل پندا اشتن حسنات خود را اگرچہ
بسیار باشد وکثیر انگاشتن سئیات خود را اگرچہ اندک باشد وترسال ولرزاں بودن
از شہرت وقبول خلق قال علیہ الصلوٰۃ والسلام امراء من الشران یشاء الیہ
بالاصابع فی دین او دنیا الامن عصمہ اللہ ومتہم واشتن افعال دنیات خود را
اگرچہ مثل فلق صبح باشد وعدم اعتنا باحوال و مواجید خود اگرچہ صحیح و مطابق باشد

اعتماد نباید کرد و مستحسن نباید پنداشت مجرد تائید دین وتقویت ملت را و ترویج شریعت ودعوت خلق را بحق جل وعلا چه ایں قسم تائید گاه است که از کافر و فاجر ہم آید قال علیه الصلوٰة والسلام ان الله لیوید هذا الدین بالرجل الفاجر مریدیکہ بطلب آید وارادہ مشغولی نماید آنرا در رنگ ببر وشیر باید دانست و باید ترسید کہ مبادا ازیں را خرابی او خواہند واستدراج او نمایند واگرچہ فرضا در قدم مرید در خود فرحی و سرورے یابند آنرا کفر شرک دانند وتدارک آں بہ ندامت واستغفار چنداں نمایند کہ اثرے ازاں در سر نماند بلکہ بجائے فرحی حزن وخوف نشیند ونیک تاکید نمائید کہ طمع در مال مرید وتوقع در منافع دنیوی او پیدا نشود کہ مانع رشد مرید است وباعث خرابی پیر چہ آنجا ہمہ دین خالص می طلبند الا لله الدین الخالص شرک را در آنحضرت ہیچ وجہ گنجایش نیست وبدانند کہ ہر ظلمتی وکدورتے کہ بر دل طاری گردد ازالہ آں بتوبہ واستغفار وندامت والتجا باہل وجوہ میسر است مگر ظلمتے وکدورتے کہ از راہ محبت دنیاء دنی بر دل طاری شود منغص میگرداند ومستحسن ے سازد وازالہ آں تعسر تام استے وتعذر برکمال صدق رسول الله صلعم حب الدنیا راس کل خطیئة نجانا الله سبحانه وایاکم عن محبة الدنیا ومحبة ابنائها وار بابها والاختلاط بهم والمصاحبة معهم فانهاسم قاتل ومرض هالک وبلاغ عظیم وداء عمیم ایضاً بعد الحمد والصلوٰة والسلام فاصبر الوالعزم من الرسل ولا تستعجل لهم نمکی در سکونت آں مقام ہمیں ایذاء وجفا است وشما در مقام فرار ید ازاں نمک آری شکر پرورده تاب نمک ندارد چہ تواں کرد۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است
ناز کی کہ راست آلیس بار می باید کشیدء

اندارج یافتہ بود اگر اجازت باشد درالہ باس منزل اختیار کنم منزلے تعین

نمایند تا از افراط جفا آنجا رفتہ نفس راست کنند هذا هو طريق الرخصة وطريق العزيمة الصبر والتحل على الايذاط والسلام ایضاً دنیا بظاہر شیریں است وبصورت طراوت داروونی الحقیقت سمی است قاتل متاعیست باطل وگرفتاریست لا طائل مقبول او مخذول است مفتون او مجنون است حکم او حکم نجاستی است زراندودہ ومثل او مثل زہریست شکر آلودہ عاقل آنست کہ بایں چنیں متاع کاسد فریفتہ نشود بچنیں کالاے فاسد گرفتار نگردد وگفتہ اند اگر شخصی وصیت کرد کہ مال مرا بہ عاقل زمانہ بدہند بزاہدی باید داد کہ از دنیا بے رغبت است وآں بے رغبتی او کمال فطانت اوست ایضاً نفس امارہ انسانی مجبول است برحب جاء وریاست وہمگی است اوترفع براقرانست وبالذات خواہانست کہ خلائق ہمہ بوے محتاج باشند ومنقاد او امر ونواہی او گردند وہیچ کس محتاج نباشد ومحکوم احدی نبود ایں دعویٰ الوہیت است ازوے وشرک است بخداے بے ہمتائی سبحانہ بلکہ آں بے سعادت بسرکتے ہم راضی نیست میخواہد کہ حاکم او باشد وبس وہمہ او باشد او باشد فقط:

در حدیث قدسی آمدہ است عاد نفسک فانها انتصبت بمعا واتی یعنی دشمن دار نفس خود را زیرا کہ بدرستی آں نفس ایستادہ است بدشمنی من پس تربیت نفس نمودن بہ تحصیل مرادات او از جاہ وریاست وترفع وتکبر فی الحقیقۃ امداد کردن است بدشمن خداے عزوجل وتقویت نمودن است مرا در اشاعت ایں امر را نیک باید دریافت در حدیث قدسی وارد است الكبرياء ردائى والعظمة ازراى فمن نازعنى فى شئ منها ادخلته فى النار و ابائی دنیاۓ دنیہ کہ ملعونہ ومبغوضہ حق است حق سبحانہ بواسطہ آنست کہ حصول دنیا ممدو معاون حصول مرادات نفس است پس ہرکہ بدشمن مدد نماید ناچار لعنت را شاید وفقر فخر محمدی گشت علیه وعلى اله الصلوت والتسليمات

زیرا کہ در فقر نامرادی نفس است وحصول عجز آں مقصود از بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وحکمت در تکلیفات شرعیہ تعجیز وتخریب ہمیں نفس امارہ است شرائع برائے رفع ہوائے نفسانی وارد شدہ اند ہر قدر کہ بمقتضائے شریعت بعمل درآید ہماں قدر ہوائے نفسانی رو بزوال آرد لہذا ایتان یک حکم از احکام شرعیہ در ازالہ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات ومجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ سود بلکہ ایں ریاضات ومجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرا واقع نشدہ مدمؤید و مقوی ہوائے نفسانی اند برہماں وجوگیاں در ریاضات ومجاہدات تقصیر نکردہ اند اما ہیچ از۔نہا سود مند نگشتہ وغیر از تقویت نفس وتربیت آں نمودہ مثلاً یک وام درا دائے زکوٰۃ کہ شریعت باآں امر فرمودہ است درتخریب نفس سود مند تر است ازانکہ ہزار دینار از پیش خود صرف کند طعام خوردن درعید فطر بحکم شریعت نافع است در رفع ہوا ازانکہ از نزد خود سالہا صائم باشد دو رکعت نماز باید ادرا بجماعت ادا کردن کہ سنتی اوسنن بجا آوردن است بمراتب بہتر است ازاں کہ تمام شب بصلوٰۃ نافلہ قیام نماید ونماز بامداد را بے جماعت اوا کنہ بالجملہ تا نفس مزکی نشود واخبث مالیخولیائے مہترے پاک نگردو نجات محالت فکر ازالہ ایں مرض ضروری تا بموت ابدی نرساند کلمہ طیبہ لا الہ لا اللہ موضوع است از برائے نفی آلہ آفاقی وانفسی در تزکیہ نفس وتطہیر آں انفع وانسب است اکابر طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم از برائے تزکیہ نفس ہمیں کلمہ طیبہ را اختیار فرمودہ اند

تابجا روب لانرد بی راہ نرسی در سرائے الا اللہ

ہرگاہ نفس درمقام سرکشی آید ونقض عہد نماید بہ تکرار ایں کلمہ تجدید ایمان باید نمود قال علیہ الصلوٰۃ والسلام جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ بلکہ ہمہ وقت از تکرار ایں کلمہ چارہ نبود زیرا کہ نفس امارہ ہموارہ در مقام خبث است و درحدیث آمدہ است درفضائل ایں کلمہ کہ اگر آسمانہا وزمینہا درپلہ بہ نند ایں کلمہ

را در پلۂ دیگر آئینہ ایں پلہ راجح آید از پلہ دیگر والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ والتزام
متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایضاً حق سبحانہٗ مامفسن بے سرہ
برگ را بدولت اتباع سید اولین و آخرین کہ بطفیل دوستی اور کمالات اسمائی و صفاتی
خود را در عرصہ ظہور آورد و اور بہترین جمیع کائنات خلق کرد علیہ من الصلوٰۃ افضلہا
ومن تسلیمات اکملہا مشرف گردانا دو برآں استقامت بخشادکہ ذرہ ایں متابعت
مرضیہ از جمیع تلذذات دنیاوی وتنعمات اخروی بمراتب بہتر است فضیلت منوط
بمتابعت سنت اوست ومزیت مربوط باتیان شریعت او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام
والتحیۃ مثلاً خواب نیمروزے کہ از روے ایں متابعت واقع شود از کرور کرور احیاً
لیالی کہ نہ از متابعت است اولیٰ و افضل است وہم چنیں افطار یوم فطرکہ شریعت
مصطفوی بآں فرمودہ است از صیام ابد الاباد کہ نہ ماخوذ از شریعت اند بہتر است
اعطاء جیتلے بامر شارع از انفاق کوہ زرکہ از نزدخود باشد فاضل تر است امیرالمومنین
عمر روزے نماز بامداد بجماعت ادا کردہ در اصحاب نگاہ کرد یک کس را حاضر نیافت
پرسید اصحاب عرض کروند آں کس تمام شب را زندہ میدارد شاید دریں وقت
خوابش بردہ باشد امیرالمومنین عمر فرمودند کہ اگر تمام شب خواب کردے و نماز
بامداد را بجماعت گذاردے بہتر بودے اہل ضلالت ریاضت ومجاہدات بسیار
کردہ اند اما چوں موافق شریعت حقہ نیستند بے اعتبار و خوار اند اگر اجرے بداں
اعمال شاقہ مترتب مے شود ہم مقصود بعضے منافق و دنیویست تمام دنیا چیست تا
بعضے منافق اور اکسی اعتبار بہد مثل ایشاں مثل کناسی است کہ ریاضتش از ہمہ بیش
است واجرتش از ہمہ کمتر مثل تابعان شریعت مثل آں جماعت است کہ کہ در جواہر
نفیسہ بالماسات لطیفہ کاری کنند عمل ایشاں درنہایت قلت است و اجر ایشاں
درغایت رفعت عمل یک ساعت تو اند بود کہ باجر صد ہزار برابر بود سرآں ست
کہ عمل کہ موافق شریعت واقع مے شود مرضی حق است سبحانہٗ وخلاف آن نامرضی

اوست تعالیٰ پس نا مرضی چہ جائے ثواب بلکہ متوقع عقاب است ایں معنی را
در عالم مجاز شاہد واضح است باندک التفات بظہور می آید

ہر چہ گیر و علتی علت شود　　کفر گیر و کامل لمت شود

پس سرمایہ جمیع سادات متابعت سنت است وہیو لائے جمیع فسادات خلاف
شریعت ثبتا اللہ وایاکم علیٰ متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰت
والتسلیمات واصلام ایضاً از ترہات صوفیہ چہ میکشاید واز احوال ایشاں چہ مے افز
اید آنجا وجد وحال را تا بمیزان شرع نسنجد بہ نیم حبیل نمی خرند وکشوف والہامات راتا
برمحک کتاب وسنت نزنند بہ نیم جوے نمی پسندند مقصود از سلوک طریق صوفیہ حصول
از دیا ویقین است بمعتقدات شرعیہ کے حقیقت ایمان است ونیز حصول یسر است
در اداء احکام فقیہہ نہ امرے دیگر ورائے آں چہ رویت موعود بآخرت است دور دنیا
البتہ واقع نیست مشاہدات وتجلیاتیکہ صوفیہ باں خرسند ندنہ رام بظلال است وتسلی
بشبہ ومثال او تعالیٰ وراء الوراء است عجائب کاروبار است اگر حقیقت مشاہدات و
تجلیات ایشاں را کماہی گفتہ شود خوف آن دارو کہ فتورے در طلب مبتدیان ایں راہ
پیدا شود وقصورے در شوق ایشاں افتد وازاں نیز مے ترسد کہ اگر نگوید باوجود علم تجویز
التباس باطل بحق کردہ باشد یادلیل المتحیرین دلنی بحرمۃ من جعلۃ رحمۃ اللعالمین علیہ
وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایضاً پیش از ظہور غلبہ حال عدم امتیاز میان اسلام وکفر
چنانکہ نزد اہل شریعت وحقیقت درصورت غلبہ حال ست در رنگ منصور حلاج کے
مغلوب حال بودہ است اہل شریعت بکفر اوحکم کردہ اند نہ اہل حقیقت اما نزد اہل
حقیقت نیز منقصت دامنگیر اوست از کاملاں نمی شرند واز مسلمانان حقیقی نمی انگارند
ایں شعر منصور بایں معنی شاہد است

کفرت بدین اللہ والکفر واجب　　لدی وعندا لمسلمین قبیح

پس پیش از ظہور غلبہ حال تقلید ارباب احوال نمودن وتمیز نا کردن از بے

تمیز یست والحاد و زندقہ وکفر شریعت وحقیقت است اعاذ نا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین
من امثال ھذا التقلیدات شایاں تقلید علوم شرعیہ است نجات ابدی منوط بتقلید
حنفی و شافعی است اقوال جنید وشبلی از برائے دو مصلحت بکار ے آید پیش از ظہور
احوال استماع ایں اقوال راتشو یقے بآن احوال ے بخشد و جدے پیدا می آرد و
بعد از ظہور احوال ہمیں اقوال را مصداق ومحک احوال خود می سازد و بغیر ایں دو
مصلحت اقوال ایشاں را دانستن وغور کردن در آن ممنوع است احتمال ضرر غالب
است عاقلاں در محلے کہ تو ہم ضرر باشد اقدام نمی نمایند فکیف کہ ظن غالب باشد
ایضا قطب ابدال واسطہ وصول فیوض است کہ بوجود عالم وبقاء آن تعلق دارد
وقطب ارشاد واسطہ حصول فیوض است کہ بارشاد و ہدایت عالم تعلق دارد پس تخلیق
وترزیق و ازالہ بلیات و دفع امراض وحصول عافیت وصحت منوط بفیوض مخصوصہ
قطب ابدال است ایمان واہدایت وتوفیق حسنات وانابت از سیئات نتیجہ فیوض
قطب ارشاد وقطب ابدال در ہمہ وقت درکار است وخلو عالم از و متصور نیست کہ
نظام باومربوط است اگر یکے از افراد قطب میرود دیگرے برجائے دے نصیب
می شود اما قطب ارشاد لازم نیست کہ درہمہ وقت کائن بود وقتے باشد کہ عالم از
ایمان و ہدایت بالکل خالی باشد وتفاوت حسب کمال در افاد ایں اقطاب بسیار
است اجد آن وصلوا الی درجۃ الولایۃ وفرد اکمل از قطب ارشاد برقدم خاتم
الرسل است علیہ وعلیھم من الصلوٰۃ افضلھا ومن التسلیمات اکملھا
وکمال ذالک الفرد مطابق بکمالہ' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانما
الفرق بینھما با الاصالۃ والتبعیۃ لاغیرو قد کان صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم فی وقتہ قطب الارشاد وکان قطب الابدال فی ذالک الوقت
علیہ السلام اویس قرنی وطریق وصول فیض از قطب بعالم آنست کہ قطب
بواسطہ جامعیہ مکتسبہ کی صورت است مر مبدء فیاض رادہ است مراد راو عالم بکلیتہ

خود تفصیل است مرآں قطب جامع را پس فیض از حقیقت بصورت بے تکلف می آید و از صورت جامع بعالم کہ کاتفصیل است مرا و را بے تحاشی میرسد پس فیاض مطلق اوست تعالیٰ و واسطہ را در وصول فیض صنعی نیست بلکہ بسیار است کہ واسطہ را ازاں فیاض آگاہی نباشد از ما و شما بہانہ ساختہ اند اگر کسی گوید کہ ایمان و ہدایت بعاملہ خلائق نیست پس فیوض قطب ارشاد عام نباشد بلکہ مخصوص باشد باہل ایمان و ہدایت و حضرت رسالت خاتمیۃ علیہ الصلوٰت والتسلیمات رحمت عالیانند و قطب ارشاد معنی چہ باشد جواب گویم ہرچہ از مبدء فیاض فائض مے شود و تفصیل باید ہمہ خیر و برکت و ایمان است شر و نقص را در آن موطن گنجایش نیست خواہ آن فیض باہل شقاوت برسد یا باہل سعادت لیکن ہماں ہدایت و ارشاد بواسطہ خبث محال در اہل فساد معنی ضلالت و شرارت پیدا میکند در رنگ غذاے صالح کہ بواسطہ فساد محل در مریض مادہ اخلاط رویہ را مراض مہلکہ میگرود پس در اہل فساد ہماں ہدایت بواسطہ امراض قلبیہ ایشاں معنی ضلالت پیدا میکند کفیل مصر ماء للمحبوبین وبلاء المحجوبیں فی الحقیقت آنست کہ قبطی آنرا خون می باید وآن یافتن او آنرا خون بواسطہ خبث خود است نہ فساد آب صفرائے کہ شیرینی نزد او تلخ است بواسطہ فساد مزاج اوست در ذات شیرینی ہیچ تلخی حادث نشدہ است بواسطہ فساد محل معنی تلخ در آن محل پیدا کردہ است کما مر مفصلا پس محقق شد کہ آنچہ از جانب حق میرسید تعالیٰ وتقدس ہمہ خیر و برکت است وصلاح و رشد ہماں خیریت در محل فساد معنی فساد پیدا میکند پس محقق شد کہ ما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیہ نیز باشد بسیار عزیز الوجود است بعد از قرون بسیار و از منۂ بے شمار ایں قسم گوہرے بظہور می آید و عالم ظلمانی از نمور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است کہ از محیط عرش تا مرکز فرش ہرکسی را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل می شود از راہ اومی آید و از

ومستفاد میگر دو دے بے توسط او ہیچ کس بایں دولت نمیر سد مثلاً او در رنگ دریاے محیط تمام عالم را فرو گرفتہ است وآں دریا گویا منجمدات کہ اصلا حرکت ندارد و شخصے کہ متوجہ آن بزرگ ست وباو اخلاص دارد یا آنکہ آں بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ در وقت توجہ گویا روز نے در دل طالب کشادہ میشود و ازاں راہ بقدر توجہ و اخلاص ازاں دریا سیراب می می گردد ہم چنیں شخصے کہ متوجہ بذکر الٰہی است جل شانہٗ وبآن عزیز اصلا متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمیں قسم افادہ اینجا ہم حاصل می شود لیکن در صورت اولیٰ بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصے کہ منکر آں بزرگ ست یا آن بزرگ از و درپاء است ہرچند بذکر الٰہی تعالیٰ و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت فیض محروم است ہماں انکار و آزار سد راہ فیض اومی گردد بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم افادہ او شود وقصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت ازدے مفقود است صورت رشد است صورت بے معنی قلیل النفع است وجماعہ کہ اخلاص ومحبت باآں عزیز دارند ہرچند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ جل شانہٗ خالی باشند نیز ایشاں را بواسطہ مجر ومحبت نور رشد و ہدایت میر سد والسلام علی من اتبع الہدی ایضاً درمیان طریق صوفیہ اختیار کردن طریقہ علیہ نقشبندیہ اولیٰ و انسب است چہ ایں بزرگواراں التزام متابعت سنت نمودہ اند و اجتناب از بدعت فرمودہ لہٰذا اگر دولت متابعت دارند و از احوال ہیچ ند از ندخر سند ندو اگر باوجود احوال در متابعت فتور دارند آن احوال رانمی پسندند ازینجا است کہ سماع و رقص را تجویز نکردہ اند و احوالیکہ برآں مترتب شود اعتبار نہ نمودہ اند بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند وثمراتیکہ برآں مترتب شود التفات باآں نہ نمودہ روزے درمجلس طعام در ملازمت حضرت ایشاں حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصان حضرت خواجہ مابود در وقت افتتاح طعام در حضور ایشاں بسم اللہ را بلند گفت ایشاں رانا خوش آمد بجد یکہ زجر بلیغ فرمودند بلکہ اورا منع کنند کہ درمجلس طعام ما حاضر

نشود و از حضرت ایشاں شنیدہ ام کہ حضرت خواجہ نقشبند علماء بخارا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشاں را از ذکر جہر منع فرمایند علماء بحضرت امیر گفتند کہ ذکر جہر بدعت است بہ نند ایشاں در جواب فرمودند نعنکم فقط۔

سوال۔ در طریقہ نقشبندیہ التزام متابعت سنت است و حالانکہ آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ریاضات عجیبہ و گرسنگیہائے شدیدہ کشیدہ اند و دریں طریق از ریاضات منع می نمایند بلکہ ریاضت را بواسطہ ظہور کشوف صوریہ مضر مید انند عجب می نمایند کہ در متابعت سنت چگونہ احتمال ضرر متصور شود

جواب۔ محبت اطوار کہ گفتہ است کے ریاضات دریں طریقہ ممنوع اند و از کجا شنیدہ کہ ریاضات را مضر مید انند دریں طریق دوام محافظت بسنت والتزام متابعت سنت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ وسعی در ستر احوال و اختیار توسط حال و مراعات حد اعتدال در مطاعم و ملابس از ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ است غایۃ فی الباب عوام کالانعام ایں امور را از ریاضات نمی شمرندو از مجاہدات نمی دانند ریاضت و مجاہدت نزد ایشاں منحصر در گرسنگی است و کثرت جوع در نظر شاں عظیم القدر است زیرا کہ خوردن نزد ایں بہائم صفتاں از اہم مہام است و از اعظم مقاصد است پس ناچار ترک آن ریاضت شاقہ بود و مجاہدہ شدیدہ باشد بخلاف دوام محافظت بسنت و التزام متابعت سنت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ وامثال آنہا اور نظر عوام قدرے نیست و اعتدادے نہ تا ترک انہا را از منکرات دانستہ تحصیل ایں امور را از ریاضت شمرند پس لازم است بر اکابر ایں طریقت کہ در ستر احوال میکوشند ترک ریاضتے کہ در نظر عوام عظیم القدر است وباعث قبول خلق است و مستلزم شہرت است کہ متضمن آفت است وشر شرارت نمایند قال علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام یحب امراء من الشران ان یشار البد بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ

اللہ نزد فقیر گرسنگیہائے دور دراز از مراعات حد اعتدال در ماکولات بسیار آسان
ست ویسر تمام داروی باید کہ ریاضت مراعات توسط حال از ریاضت کثرت
جوع زیادہ است حضرت والد بزرگوار قدس سرہ میفر مودند کہ درعلم سلوک رسالہ
دیدہ ام کہ در آنجا نوشتہ کہ در ماکولات مراعات اعتدال نمودہ وحد وسط نگاہداشتن
در وصول بمطلوب کافی ست با ایں مراعات ہیچ احتیاج بذکر وفکر نیست والحق در
مطاعم وملابس بلکہ درجمیع امور توسط حال ومیانہ روی چہ بلا زیباست

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید | نہ چنداں کہ از ضعف جانب برآید

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ حضرت پیغمبر مارا علیہ وعلی آلہٖ الصلوٰۃ والسلام را
قوت چہل مرد عطا فرمودہ بود کہ بآن قوت تحمل بار گرسنگیہائے شاقہ می نمودند و
اصحاب کرام نیز ببرکت صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیہ تحمل ایں بار میفر مود
وہیچ فتورے وخللے در اعمال و افعال ایشاں واقع نمی شد باوجود گرسنگی قدرت
برمحاربہ اعداء برنجی داشتند کہ قدرت سیر شکماں بہ عشرآن نرسد ازینجا بودہ کہ
نسبت کس از صابراں بردویست کس از کفار غالب می آمدند وصد کس برہزار کس
غلبہ می نمودند وجوع کشاں غیر از صحابہ نزدیکست کہ در اتیان آداب وسنن عاجز
آیند بلکہ بسا ہست کہ از عہدہ اداء فرائض بتکلیف برآیند بے قدرت دریں امر
تقلید اصحاب کرام نمودن در اتیان سنن وفرائض خود را عاجز ساختن است منقول
است کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقلید آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
والسلام نمودہ صوم وصال اختیار کردند از ضعف و ناتوانی بے اختیار برزمین افتادند
آں سرور بطریق اعتراض فرمودند علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کیست از شمامثل
من نزد پروردگار خود بیتوتت میکنم وطعام وشراب از انجامی خورم پس بے قدرت
تقلید نمودن مستحسن نداشتند و ایضا اصحاب کرام ببرکت صحبت خیرالانام علیہ وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام از مضرتہائے خفیہ کثرت جوع محفوظ ومامون بودند و دیگر انرا ایں

حفظ دامن میسر نیست نیانش آنست کہ کثرت جوع البتہ صفا بخش است جمعی را صفائے قلب می بخشد وجمع دیگر را صفائی نفس صفائے قلب ہدایت افزاے ونور بخش است وصفائے نفس ضلالت نما ست وظلمت افزا فلاسفہ یونان و براہمہ وجوگیہ ہند ہمہ را ریاضت گرسنگی صفاء نفس بخشیدہ بہ ضلالت وخسارت دلالت نمود افلاطون بخیر واعتماد برصفائے نفس خود نمودہ صور کشفیہ خیالیہ خود را مقتدائے خود ساختہ عجب درزید وبحضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ درآن وقت مبعوث شدہ بود نگرید وگفت نحن قوم مهدون لاحاجة بنا الى من يهدينا اگر ایں صفائی ظلمت افزا نمیداشت صور کشفیہ خیالیہ سد راہ اونمی گشتند واز وصول بمطلب مانع نمی آمدند او بمظنہ ایں صفا خود را نورانی یافت ندانست کہ ایں صفا از پوست رقیقہ امارہ او نگذاشتہ است وامارہ او برہماں خبث ونجاست خود است بیش ازیں نیست کہ نجاست مغلظہ را بشکر غلاف رقیق نماید قلب کہ فی حد ذاتہ پاکیزہ است و نورانی زنگے برروے مجاورت نفس ظلمانی نشستہ است بہ اندک تصفیہ بحالت اصلی رجوع نماید ونورانی میگردد بخلاف نفس کہ فی حد ذانہا خبیث است وظلمت صفت ذاتی اوست تا زمانیکہ بسیاست قلب بلکہ بمتابعت سنت واتباع شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ بلکہ بمحض فضل خداوندی جل سلطانہٗ مزکے ومطہر نگرد وخبث ذاتی اوزائل نگردد وفلاح وبہبود از وے متصور نیست افلاطون از کمال جہل صفاے خود را کہ بامارہ او تعلق داشت در رنگ صفائی قلب موسوی انگاشت ناچار خود را نیز مہذب ومطہر در رنگ او خیال کردو از دولت متابعت اوعلی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محروم ماند وبداغ خسارت ابدی تسم گشت اعاذنا الله سبحانه من هذا البلاع وچوں ایں مضرت درنہا وجوع مکمون بودہ اکابر ایں طریقہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ریاضت جوع را ترک نمودہ در مطعومات بریاضت اعتدال ومجاہدہ توسط حال دلالت نمودند ومنافع جوع را باحتمال ایں ضرر عظیم الخطر ترک کردند ودیگراں

منافع جوع را ملاحظہ نمودہ چشم از مضاء آں پوشیدند و بجوع ترغیب نمودند مقرر عقلاء است کہ باحتمال ضرر منافع کثیرہ رامتھوال گذاشت نزدیک ایں مقالہ است آنچہ علماء فرمودہ اند شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیھم کہ اگر امری دائر باشد میاں سنت و بدعت ترک بدعت بہتر است ز اتیاں سنت یعنی در بدعت احتمال ضرر است و در سنت توقع منافق پس اعتمال ضرر رابر توقع منافق ترجیح دادہ ترک بدعت باید نمود پس عجب نباشد کہ دراتیان سنت ضررے ازراہ دیگر پیدا شود حقیقت ایں سخن آنست گویا موقت بآن قرنست چوں توقیت آنرا بواسطہ وقت وخفا جمعی درنیافتہ اند مبادرت درتقلید آن نمودہ اند وجمع دیگر آنرا موقت دانستہ تقلید نورزیدہ اند و اللہ سبحانہ اعلم بحقیقہ الحال۔

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ فرزند اکبر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۰ھ میں واقع ہوئی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بدولت بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مشرف ہوئے اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا آٹھ سال کا سن تھا۔ اور اپنے والد کے ہمراہ تھے اسی وقت انہوں نے بھی حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور آپ پر واردات عجیبہ وغریبہ وارد ہوئے۔ استغراق اس قدر غالب ہوا کہ حضرت خواجہ نے اس کا علاج طعام بازاری سے کیا۔ اکثر علوم نقلیہ وعقلیہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پڑھے تھے اٹھارہ سال کی عمر میں آپ علوم ظاہری سے فارغ ہوکر درس بکمال دقت ومتانت فرماتے تھے۔ نظر کشفی آپ کی ایسی صحیح تھی کہ اکثر حضرت خواجہ ان سے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لے جایا کرتے تھے۔ اور اموات کے حالات استفسار فرماتے۔ اور وہ بلا توقف جو کچھ معلوم ہوتا بتلا دیا کرتے۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تجارت کے واسطے سفر کو جانے لگے۔ ان کے رخصت کرنے کو سب شہر سے باہر گئے۔ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ راہ میں آپ کے جد امجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کا مزار پرانوار تھا۔ اس پر مراقبہ فرمایا بعد مراقبہ فرمایا کہ حضرت دادا صاحب جناب چچا صاحب کو سفر سے منع فرماتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بچہ تھے۔ ان کے کشف پر اعتماد نہ کرکے وہ روانہ ہوگئے۔ مگر انجام یہ ہوا کہ مال اسباب بھی سب غارت ہوگیا۔ اور خود بھی ہلاک ہوگئے۔

نقل ہے کہ آپ کے ایام طفولیت میں ایک درویش صاحب وجد و حال آپ کی ملاقات کو آیا۔ آپ کے والد بھی اس جگہ موجود تھے۔ چلتے وقت اس نے عرض کی کہ آپ اپنے سر کی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمایئے۔ آپ مراقب ہوئے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ منع فرماتے ہیں۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ نہیں دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نقشبند حاضر ہیں۔ اور بمبالغہ منع فرماتے ہیں۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ دے دو تب آپ نے وہ کلاہ اس درویش کو عطا فرمائی۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب تربیت کے واسطے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کئے تھے۔ اس وقت خواجہ حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے والد ہی کی تربیت سے بمرتبہ کمال و تکمیل پہنچے اور اکیس سال کی عمر میں حضرت نے ان کو خلعت خلافت عطا فرمایا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت علیل ہوئے۔ اور ضعف بدرجہ غایت ہوگیا۔ اس مرض میں موت و حیات حضرت کے اختیار پر چھوڑی گئی تھی۔ آپ نے اس خیال سے کہ شاید ارتحال اختیار کرنا پڑے تو امانت حضرت خواجگان کسی کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اس وقت سوا خواجہ محمد

صادق رحمۃ اللہ علیہ اور امیر نعمان رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ اور کوئی اس قابل نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ امانت ان کے سپرد کی۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرزندی اعزی مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات جذبہ وسلوک۔

اور ایک جگہ ارقام فرماتے ہیں کہ ایں مقام (سرہند) رابفرزندی ارشدی عنایت فرمودہ اند و داخل ولایت ایشاں ساختہ وفقیر اینجا در رنگ مسافراں نشستہ۔

جب آپ کا سن شریف چوبیس سال کا ہوا تو قضا الٰہی سے سرہند میں مرض طاعون کا ظہور اور سخت شدت ہوئی۔ آپ نے رفع بلا کے واسطے توجہ فرمائی معلوم ہوا کہ وبا لقمہ چرب چاہتی ہے آپ نے رضا بقضا ہوکر اپنے تئیں نثار خلق خدا کیا اور بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا انتقال ہونا تھا کہ وبا کو تسکین ہوگئی۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ جو کوئی حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک پانی میں تر کرکے پی جائے وبا سے محفوظ رہے۔ اور اس کا صدہا نے تجربہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ مخدوما مفارقت فرزندی اعزی از اعظم مصائب است معلوم نیست کہ کسی مثل ایں مصیبت شدہ باشد اما صبرے وشکرے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ دریں مصیبت ایں ضعیف القلب را کرامت فرمودہ از اجل نعم و اعظم انعامات است۔ اور ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق باطل و علاو رحمتے بود از رحمتہائے رب العالمین دریں بست و چہار سالگی آں یافت کہ کم کسی یافت پایۂ مولویت و تدریس علوم نقلیہ وعقلیہ را بحد کمال رسانیدہ بود وحتیٰ کہ تلامیذ ایشاں بیضاوی وشرح موافقت و امثال اینہا رابقدرت تام درس دارند و حکایات معرفت

و عرفان و قصص شہود و کشوف ایشاں مستغنی است از آن کہ دربیان آرد معلوم شماست کہ در ہشت سالگی بر نہجے مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ معالجہ تسکین ایشاں رابطعام ہائے بازار کہ مشکوک و مشتبہ است می نمودند و می فرمودند کہ مجتبیٰ کہ مرا بہ محمد صادق است باہیچکس نیست از یں سخن بزرگئے ایشاں باید دریافت ولایت موسوی رابہ نقطہ آخر رسانیدہ بود و عجائب و غرائب آن ولایت علیہ رابیان فرمودند و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذال و منکسر بودہ می فرمودند کہ ہر یکے از اولیاء از حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ چیزے خواستہ است و من التجا و تضرع خواستہ ام انتہیٰ رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ

حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بن خازن

یہ حالات حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بن خازن علیہ الرحمۃ فرزند ثانی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۵ھ میں بمقام سرہند ہوئی بچپن ہی سے آثار ولایت و شرافت ہویدا تھے۔

نقل ہے کہ آپ کا سن شریف چار پانچ سال کا تھا کہ آپ سخت علیل ہوئے۔ غلبہ مرض میں آپ سے دریافت کیا کہ کسی چیز کو دل چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں حضرت خواجہ کو یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو چاہتا ہے۔ اس بات کا ذکر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ محمد سعید نے حریفی اور رندی کی اور ہم سے غائبانہ بازی لے گیا۔ چنانچہ انہیں ایام میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا تھا۔ اس میں حضرت مجدد کا ذکر لکھتے لکھتے تحریر فرزندان ایں شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند استعداد ہائے عجیب دارند بالجملہ شجرۂ طیبہ اند انبتہ اللہ نباتا حسنا جب آپ سن شعور کو پہنچے متوجہ تحصیل علم ظاہر ہوئے۔ کچھ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ شیخ طاہر بزرگی لاہوری سے پڑھا اور

باقی اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ قرآن شریف کو تجوید عالی پڑھا تھا۔ اور حدیث میں سند جید رکھتے تھے۔ اور فقاہت میں ایسا ید طولا رکھتے تھے کہ اگر خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ غامضہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی تو ان سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور یہ اس خوبی سے بیان کرتے کہ حضرت کو تسلی ہو جاتی اور آپ نہایت خوش ہوتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں کسی شخص نے وہاں کے علماء و مشائخ کی دعوت کی اتفاق سے ان دنوں یہ بھی مع اپنے چھوٹے بھائی خواجہ محمد معصوم کے لاہور میں موجود تھے۔ ان ہر دو برادر کو بھی مدعو کیا۔ وہاں بتقریب سجدہ تحیت و سجدہ عبادت گفتگو شروع ہوگئی۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور تمام علماء دوسری جانب اس وقت انہوں نے اصول و فروع سے اپنے دعویٰ کو ایسا ثابت کیا کہ تمام مجلس حیران رہ گئی۔ غرضیکہ سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے کماحقہ فارغ ہوگئے اور اپنے والد سے اخذ طریقہ و مراقبہ کیا۔ اور بہ نسبتہاے اصل ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ابتدا سلوک میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو سرہند سے بمقام دہلی ایک عریضہ بایں عبارت تحریر کیا۔ حضرت سلامت دل راہیچ متوجہ بجائے نمی یابد بلکہ دل رانمی یابد اکثر حیران مے باشد اگر قرآن می شنود چوں سائر مردم نشستہ می ماند گاہ بغیر توجہ بذکر رفتگیہا در دل مفہوم میشود و در قصبہ شاہ آباد مشغول بود روح را از بدن تمام جدا وید ظاہر گردید کہ ایں مقام حیرت است پیشوائے ایں مقام شیخ عراقی قدس سرہ بود دیدم کہ شیخ را ظہور شد و آن نسبت غلبہ کرد چندانکہ غلبہ میکرد بداں متالم می شد دریں میاں ظہور حضرت خواجہ بزرگ شد تسکینے روئے نمود روز دیگر حضرت ایشاں ظاہر شدند و بیشتر تسکین شد انتہےٰ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بجواب اس کے بڑے صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما کے خط میں اس طرح تحریر فرمایا آنکہ محمد سعید از احوال خود نوشتہ بغایت اصل است ہیچ یکے را از یاراں

بایں خصوصیت روے نداد انشاء اللہ کہ او نیز بولایت خاصہ مشرف گردد۔ اس کے بعد تا انتقال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کسب کمالات باطنی میں مصروف رہے۔ اور ان کی جملہ خصوصیات میں شریک ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ محمد سعید علماء راسخین سے ہے۔ محمد سعید زمرہ سابقین سے ہے۔ اور خلیل خدا ہے۔ خلعت خلت جو مجھ سے جدا ہوگا۔ وہ محمد سعید کو عطا ہوگا۔ فرمایا کہ محمد سعید نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح دائرہ نفی قطع کرلیا۔ اور اب اثبات میں میرا شریک ہے۔ فرمایا کہ محمد سعید خازن رحمت الٰہی ہے قیامت کے دن تقسیم خزائن رحمت اس کے سپرد ہوگی۔ فرمایا کہ محمد سعید کو مقام شفاعت سے حظ وافر ہے۔ فرمایا کہ ایک روز عرصہ قیامت مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ دیکھتا ہوں کہ محمد سعید میرے آگے آگے ہاتھ میں کتاب پل صراط سے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہشت میں پہنچے۔ فرمایا کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں۔ محمد سعید و محمد معصوم دونوں میرے امام ہیں۔ فرمایا کہ محمد سعید تو میرا ضمنی ہے۔ اور اس بات سے تنگ دل نہ ہونا کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضمنی تھے۔ حضرت خازن الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ جن ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیل تھے مجھ کو امامت خلوت خانہ تفویض تھی۔ جب حضرت پر کمالات عظیمہ و مقامات فخیمہ از قسم اسرار واجب الاستتاء بہجت نماز وارد ہوتے تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ محمد سعید یہ جملہ نتائج نماز ہیں۔ جس کا کہ تو امام ہے۔ اس واسطے تجھ کو بھی اس میں نصیب وافر حاصل ہے۔ فرمایا کہ میں کسی مقام عروج و نزول میں نہیں گیا۔ جہاں کہ محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو۔ فرمایا کہ محمد سعید کی ولایت احمدی ہے۔ اور اس کی دنیا کو حکم آخرت ہوگیا ہے۔ ولقد اٰتینا اجرہ فی الدنیا کا مصداق ہے۔ فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین ظاہر محمد سعید سے ملتجی ہوں

گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اورنگ زیب جب داراشکوہ سے لڑتا تھا اور حضرت خازن الرحمۃ کا بتقریب سفر حج اس طرف گذر ہوا تو اورنگ زیب نے دعا فتح کی التجا کی آپ نے فرمایا کہ فتح اسکی جو ترویج شریعت کرے۔ اس نے کہا کہ یہی ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی مع چند یاروں کے ساتھ اس جگہ حاضر ہیں۔ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک عرضی حضور میں اس مضمون کی پیش کی کہ ہم اور یہ عنایات الٰہی جل شانہٗ میں برابر ہیں۔ حالانکہ ہم نے بڑی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور انہوں نے نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ الفاظ قرآنی تحریر فرمائے **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم** چنانچہ ان جملہ امور کو اجمالی طور سے آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب سوم جلد سوم میں حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند حضرت شیخ خلیل اللہ کو اس طرح تحریر فرمایا ہے **نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ والہٖ ونسلّم** ازخوردی باز آثار قبول و کرامت از ایشان پیدا و ہویدا بود و از زمان صبا اطوار ولایت و نجابت ہویدا ذور زمان حیات قطب الولایت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ ایشاں خردسال بودہ اندو بملازمت صوری خواجہ نرسیدہ لیکن خواجہ درحق ایشاں فرمودہ بودند کہ محمد سعید حریف است از ما غائبانہ نسبت گرفتہ است مصرع

فی المھد ینطق عن سعادۃ حدہٗ

تحصیل کمالات ظاہری و باطنی درخدمت والد بزرگوار خودنمودہ اندو درہفدہ سالگی علوم ظاہرہ معقولہ و منقولہ را بدرجہ کمال رسانیدہ اندو دررنگ والد بزرگوار خود

بکمال ورع وتقوی آراستہ و بمتابعت سنت وعمل بعزیمت پیراستہ لین کلام و تواضع ونفقہ دار و باہتمام وبذل وجود طریقہ ایشاں ست قرآن مجید را تجوید عالی سند نمودہ اندو در حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام ست جید و روایت قوی دارند و در فقاہت دستگاہ علیا۔ حضرت ایشانرا کہ در اکثر اوقات احتیاج تحقیق مسئلہ فقہیہ می شد از ایشاں بیان مینحو استند وگاہی کہ حل مشکلات مسائل میکردند و راہ خلاصی از بعض مضائق می نمودہ اند آنحضرت بسیار خوش وقت می شدند و دعا درپارہ ایشاں میکردند و درحضور آنحضرت بمراتب کمال و تکمیل رسیدہ بودند وبخلاف ایشاں رواں وقت نیز تعلیم طریقہ و ارشاد طلبہ می فرمودند و باوجود کمال عقل معاد در عقل معاش نیز درجہ کامل دارند چنانچہ حضرت ایشاں در اکثر امور مصلحت و مشورہ می نمودہ اندو رائے ایشاں را می پسندیدند در امور باطنی نیز ایشاں صاحب سر آنحضرت بودند و اسرارے با ایشاں درمیاں می آوردند کہ کم کسی درآن شریک بودے باسرار غامضہ و معاملات خاصہ آنحضرت مبشر و محقق اند ارباب امراض صوری از توجہ ایشاں شفا میجویند و اصحاب و اصحاب علل معنوی از تصرف شاں را ہی بجمعیت می پویند بالجملہ ایشاں مصداق قول قطب المحققین و وارث المرسلین خواجہ نقشبند قدس سرہ اندکہ فرمودہ اندکہ مافضلیانیم ایں نقل در بزرگی ایشان کافی ست کہ می آرندکہ ایشاں در معاملت می بینندکہ اصحاب کرام حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام جمع اندو ایشاں باچند از یاراں حضرت ایشان نیز درآں مجلس حاضر اند دریں میاں اصحاب کرام کاغذے طلب نمودندکہ بخدمت آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نامہ نویسند کاغذ را حاضر نمودند و نامہ نوشتہ اند بایں مضمون کہ ایشاں و مایان درعنایات الٰہی جل سلطانہ برابریم و ما ایں ہمہ محن و ریاضات شاقہ کشیدہ ایم و ایشاں نہ وجہش چسیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجواب آن ایں لفظ قرآنی نوشتہ اند ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ

ذوالفضل العظیم دور تبیین معارف وحقائق و بشرح اسرار و دقائق زبان عالی و بیان شافی وارند وچوں نزد اہل معنی اعلائے کمالات و اظہر کرامات سخن در دقائق ذات وحقائق صفات است تعالت و تقدست کہ از جوش ذوق وخروش سر برزدہ است لاجرم از شرح کمالات و کرامات ایشاں لب فروبستہ حوالہ بر ملفوظات و مکتوبات ایشان می نماید تا ازیں پے برند وازیں معنی بصورت گرانید خوش گفت

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت خازن الرحمۃ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ اور وہاں بانواع عنایات خدا تعالیٰ و رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممتاز ہوئے وہاں کے حالات و واردات میں ایک رسالہ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند پنجم نے تحریر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا۔ ورنہ مفصل طور سے نقل کرتا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھتے تھے۔ کہ حجرہ مقصورہ سے آواز آئی اعجل اعجل فانا منتظرون الیک فرمایا کہ ایک روز مجھ پر وہاں نسبت کمون و بروز کا کمال غلبہ ہوا۔ ایک روز فرمایا کہ الیوم نسبتی کنبۃ المجدد فرمایا کہ آٹھ مرتبہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچشم ظاہر دیکھا ہے۔ کشف وکرامات کا آپ کے مزاج میں بہت اخفا تھا۔ مگر تاہم بطور اضطراری ظاہر ہو جاتی تھی۔

نقل ہے کہ ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ آپ کی ولایت مشہور ہے۔ بطور خرق عادت مجھ کو بیٹا عطا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرے بیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بیٹا پیدا ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کا بیٹا حالت نزع میں تھا۔ وہ روتا ہوا حضرت کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ

بھی وارث انبیاء ہیں میرے فرزند کے حال پر توجہ فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا بیٹا اچھا ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے بفضلہ تعالیٰ اس کا لڑکا تندرست ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو حضرت نے چادر عطا فرمائی۔ وہ شخص اتفاقاً کسی عورت پر عاشق ہوگیا اور قریب تھا کہ مرتکب گناہ کبیرہ ہو کہ ناگاہ وہ چادر درمیان میں حائل ہوگئی۔ اور دونوں گناہ سے محفوظ رہے۔

نقل ہے کہ حضرت کا ایک خادم کسی عورت پر مبتلا ہو کر مرتکب حرام ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ حضرت کی شکل ظاہر ہوئی۔ اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا وہ فی الفور اپنے ارادہ سے باز آیا لکھا ہے کہ ایک مدت تک اسکے رخسار پر انگلیوں کا نشان بنا رہا۔

''روضۃ القیومیہ'' میں حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک جوان امیر آدمی حضرت خازن الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا۔ عرض کی کہ سیر کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ بیٹھے رہو۔ اس جگہ تم کو سیر کرا دیں گے اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا اس نے دیکھا کہ ایک عجیب وغریب باغ میں تادیر اس کی سیر کرتا رہا۔ بعد ازاں حضرت نے وہ کپڑا اٹھالیا۔ اس نے دیکھا تو وہی وقت تھا۔

نقل ہے کہ ایک شخص اکثر اہل باطن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر کہیں اس کی مقصد برآری نہ ہوئی آخرکار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کل کو حلقہ میں باوضو حاضر ہونا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ حلقہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس پر توجہ فرمائی اور وہ اس قدر موثر ہوا کہ اپنا تمام مال و اسباب راہ مولیٰ میں صرف کر کے آستانہ عالیہ پر بیٹھ گیا۔ اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مشرف بہ اجازت طریقہ ہوا۔ حضرت کی تحریر نہایت پر معارف وپند آمیز ہوتی تھی۔ ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں۔۔ آدمی تا زمانیکہ گرفتار مادون اوست تعالیٰ وساحت سینہ

اونبقوش ماسوا منقش بمرض باطن گرفتاراست واز قرب اوتعالیٰ دور ومہجورفکر ازالہ
ایں مرض دریں فرصت بسیر ازا ہم مہام است وعلاج دفع ایں علت معنوی دریں
مہلت قلیل از اعظم مقاصد ازالہ ایں مرض مربوط بذکر کثیر واشتہ اند وطہارت
باطن را از لوث ماسوائے منوط بیاد او تعالیٰ گردانیدہ یایہا الذین امنوا اذکرو
اللہ ذکراً کثیرا او سجوہ بکرۃ واصیلا ذکر کثیر وقتی متحقق گرود کہ غفلت
درقفائے آں نبود کہ دریں راہ سم قاتل است وممد مرض باطن عزیزے می فرماید او
اقبل مقبل علی اللہ مرۃ عمرہ ثم اعرض لحظۃ کان مافات اکثر ماناله
کمال ذکر آنست کہ ماسواء مذکور از ساحت سینہ رخت بربند دوکوس رحلت زند واز
جمیع ناباُنجا پاک و مصفا شود نہ از شادی دنیا شادماں گرد ونہ ازغم آن غمگین
بحدیکہ اگر تکلف اخطار ماسواء نماید میسر نیاید بواسطہ نسیانیکہ دل را از ماسواء حاصل
گشتہ است وہرچہ درآن شرکت غیراست شایان جناب قدس اوتعالیٰ نیست الا
اللہ الدین الخالص وقال اللہ تعالیٰ واذاکر ربک اذا نسیت ای ماسواء
تعالیٰ ایں حالت معبر بفناء قدم اول است دریں راہ سیر الی اللہ انتہا بانجام برسد
بعد ازان شروع در سیر فی اللہ وسیر درکمالات اسماء و صفات اوتعالیٰ می شود۔
بادشاہ عالمگیر نے کہ اس خاندان سے نہایت خصوصیت رکھتا تھا۔ حضرت کو بالتجاء
تمام آپ کی آخری عمر میں دہلی بلایا۔ حضرت بھی بلحاظ اس کے اخلاص کے
تشریف لے گئے اور بہت دنوں تک وہاں مقیم رہے۔ اس جگہ آپ علیل
ہوگئے۔ ہر چند اطباء شاہی علاج کرتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ آخرکار
جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ اب وقت اخیر قریب آگیا ہے۔ بادشاہ سے رخصت
ہوکر سرہند روانہ ہوگئے راہ میں جب مقام سنبھالکہ پہنچے۔ تو بتاریخ ۲۷ جمادی
الثانیہ ۱۰۷۰ھ کو انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون وہاں آپ کو تجہیز تکفین
کرکے ایک پالکی میں سرہند لے چلے۔ حضرت کے فرزند چہارم شیخ سعد الدین

سے منقول ہے کہ حالت بیقراری میں اٹھ اٹھ کر حضرت کی نعش مبارک ٹٹولا کرتا تھا۔ ایک بار شب کو دیکھا کہ صرف چادر ہی چادر ہے۔اور جسم مبارک نہیں ہے اس ماجرے سے نہایت اضطرابی و سراسیمگی ہوئی۔ حضرت کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو یقین ہے کہ آپ کا جسم مبارک بہشت میں گیا۔ لیکن اس امر سے مجھ کو کمال ندامت وخجالت ہوگی۔ پھر جو چادر میں دیکھا تو جسم شریف موجود تھا۔ جس وقت سرہند میں جنازہ پہنچا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت غم ہوا۔ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن ہوں۔ جب آپ کو قبر میں رکھا آنکھیں کھولدیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے رہے۔ جب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے بہ اشارہ چشم فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیجئے۔ تب بند کرلیں۔ اور آپ کو دفن کر دیا۔ بعد ستر اسی سال کے آپ کی قبر بوجہ کثرت بارش بیٹھ گئی۔ اس کی درستی کے واسطے جو کھولنے کا اتفاق ہوا تو جسم شریف مع کفن بجنسہ رکھا ہوا تھا۔ اور اس سے خوشبو نکلتی تھی۔

حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ

حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ فرزند پنجم حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہا اللہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ھ میں جیسا کہ لفظ شیخ عبدالاحد سے ظاہر ہوتا ہے۔ بمقام سرہند ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ ایام طفلی ہی سے ان کو سب فرزندوں میں عزیز سمجھتے تھے۔ اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو گل کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت یہ اسی نام سے مشہور تھے۔ بچپن ہی میں کتاب و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فقہ علماء پر قدم راسخ تھا۔ تتبع آثار اجداد میں نہایت مستعد تھے۔ قبل بلوغت ہی سے صلوۃ خمسہ و نوافل کی اس قدر کوشش تھی کہ معلوم نہیں کہ ان کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم اور اخذ

فیوض میں سرگرم تھے۔ پندرہ بیس سال کی عمر کے درمیاں میں حضرت خازن الرحمۃ کے ہمراہ حج کو گئے تھے۔ چنانچہ حالات سفر و کشوف حرمین شریفین میں ایک رسالہ بزبان عربی ایسی فصاحت و بلاغت سے تحریر کیا تھا کہ دیکھنے والے حیران ہوتے تھے۔ دوران سلوک ابتدائی میں اگرچہ ان کا گذر مقامات وحدت الوجود پر ہوا۔ مگر آداب شریعت وتقویٰ کی نہایت رعایت رکھی کہ کوئی لفظ زبان سے خلاف ادب نہ نکالا۔ ان کے والد نے ان کی استعداد جید دیکھ کر اپنے جمیع کمالات عالیات اجمالاً ان پر القا کر دیئے تھے۔ اور اجازت تعلیم طریقہ بھی دے دی تھی۔ لیکن ۱۰۷۰ھ میں جب حضرت خازن الرحمۃ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے اپنے عم بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر باشی اختیار کی اور قدر آداب مریدانہ و خدمت مسترشدانہ بجا لانے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں اور حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بھی بحکم اعمامکم واباء کم کوئی دقیقہ ان کی تربیت کا اٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالاحد نے اپنے چچا حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام مجالس اور صحبتوں کا مفصل حال ایک مکتوب میں کسی کو لکھا ہے۔ وہ اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدللّٰہ العلی الاعلی والصلوٰۃ والسلام علی سید الوری امام التقی والہ وصحبہ بدر الدجیٰ اما بعد رقیمہ کریمہ مخدومی استاذی سلمہ سبحانہ مشرف ساخت مرقوم بود کہ آنچہ از جناب امام العارفین قطب الواصلین حضرت ایشاں ما قدسنا اللہ سبحانہ اوجنس بشارات درباب خود استماع نمودہ باشی درقبضہ تحریر بیارو دوستاں را ازاں معنی آگاہ ساز مخدوما چند کرت ایں سوال از خدمت شریف بظہور آمدہ چوں نقائص و معائب خود مشاہدہ می نمودم شرم می آید کہ بآں جواب نفیسہ سگ گرکین راقلادہ بند دومہار سازد وسہو خطا برآن معصوم مطلق وامام برحق

چیزے جرأت نماید اما اطاعۃ لاہل الحقوق برخی از عنایات آنجناب عالی درحیز تحریر آرد ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا مخدوما مار اور اوائل ایام اجابت بحضرت خلیفۃ الرحمان ایں معنی بخاطر فاطر خلجان داشت کہ چوں بخدمت سعادت توام انابت آری وقبلہ توجہ ایشاں را سازی مبادا نسبتی کہ باخازن الرحمت داری فتورے واقع شود ومعیت وضمیمت کہ باایشاں داشتی الخلاطی و برودتی طاری گردد و ازینجا ماندہ و ازانجا راندہ گردی دیں دلا مخدوم عالی مقام محمد نقشبند طاہر ساختند کہ حضرت ایشاں ترا براروے امر بزرگ طلب نمایند و بہ من نیز بیان فرمودند اما اولی آنست کہ خود بے واسطہ از جناب عالی استماع نمائی بعد از شنیدن ایں نوید بخدمت سامی شتافتم بعد از ذرہ نوازی و مرید پروری وتفقد بسیار از زبان لامع الانوار گوہر فشاندند کہ صفحۂ احوال ترا مفصل مطالعہ نمودم چنان منکشف شد کہ یاحضرت خازن الرحمۃ نسبت معیت بروجہ اتم تمام داری و از جمیع کمالات خاصہ و مقامات مخصہ ایشان نصیبے بطریق اجمال داری عرض کردم کہ امیدوار توجہ مع ثبات انیم اشارہ نمودند کہ آنچہ از خدمت خازن الرحمۃ رسیدہ مسلم ومقرر است اما اما از اول بطریق تفصیل سیر خواہم کنانید ونسبت سابق بحصول ایں نسبت نقصان نخواہد یافت بلکہ قوت و ثبات پیدا خواہد کرد بعد از چندگاہ ایں مقدمہ شگرف را درغیبت فقیر نزد مخدوم زادہ عالی منزلت محمد خلیل اللہ روشن تر بیان فرمودند وزنگ از دل و جاں ایں بزہ کار زدودند بحمد اللہ سبحانہ وقع کذالک ھذا واستمع الا ان مفصلا واللہ علی ما نقول وکیل مخدوما مجلس اول کہ غرہ شہر جمادی الاولی ۱۰۷۶ھ یک ہزار و ہفتاد وشیش ہجری بود چوں بتوجہ ولایت اثر ایشاں مشرف گشت بعد از مراقبہ و مکاشفہ بزبان غیب ترجمان فرمودند کہ باطن ترا بسیار مزین یافت بخلعت وجود موہو حقانی وہماں را از درمجلس ثانی آرائش وزینت ہماں خلعت بیان نمودند و درمجلس ثالث تزکیہ نفس و ترقی از عالم خلق بعد از قطع تمامی دائرہ عالم بشارت دادند و درمجلس رابع باتحاد و

معیت بعد از تحقیق بحقیقت قدسیہ خویش خبر داوند و تصدیق کشف ایں درویش کہ پیش ازیں بروزی ایں امر معروض داشتہ بود نمودند فرمودند کہ کم کسی از یاراں بایں خصوصیت ظاہری شود و بعضی کلمات مدحیہ کہ ہر یکی از انہا ایں خاک افتادہ را باوج شرف میرساند برلسان الہام ترجمان راندند و در مجلس خامس وسادس بنوید کمالات نبوت بعد از تمامی ولایات ثلثہ مشرف ساختند و در مجلس سابع و ثامن بدخول در حقیقت کعبہ معظمہ بزیب و زینت تمام ہم ترقی ازاں بفوق مبشر ساختند و در مجلس نہم و دہم ملحوق و وصول حقیقت قرآنی بشارت دادند وتا مجلس پانزدہم بدخول درآن حقیقت علیہ وترقیات درآں بزیب و زینت کذاوکذا معزز ساختند و در مجلس شانزدہم بہ نسبت معیت بجناب خویش و جناب خازن الرحمۃ وہم جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم بشارت دادند و در مجلس ہفتدہم ہشتم ماہ مبارک رمضان ۱۰۷۲ھ ہجری بشارت دخول در حقیقت صلوٰۃ و اقتداء بمرتبہ وجوب مفتخر ساختند و در مجلس ہژدہم و نوزدہم و بستم بترقیات شائستہ وحسن آرائش وقرب امام خبر دادند و در مجلس بست و یکم فرمودند کہ کیفیت عظیم شرف ظہور فرمود وخلعت فاخرہ بکمال علو عنایت شد کہ آفاق رانورآن خلعت یا عین خلعت واگرفت و مجلس بست و دویم تا مجلس بست و ششم ترقیات وصول بمقام معبودیت صرفہ بطریق ذات موہوب باظہور بعضی خاصہ المقام مبشر ساختند و در مجلس بست و ہفتم و ہشتم بعروج تا بحقیقۃ الحقائق ثم الانطباق ولحوق بقوت تامہ مشرف ساختند و در مجلس بست و نہم فرمودند کہ خلعت عظیم بازیب و زینت بسیار مرحمت شد و معاملہ تو خیلے علو پیدا نمود گویا حقیقۃ الامر منقلب گشت و در مجلس سیم فرمودند کہ عنایت بیحد از جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ درباب تو مفہوم میشود چنانچہ خود بآرائش وتزین سرگرم اندو آنچہ درباب نزول درنقطہ عدم معروض داشتہ بودی نزول درجواران نقطہ معلوم مے شود فی الجملہ قدمی درمیان ماندہ است و در مجلس سی ویکم و دوئم بترقیات ومعارف نادرہ اطلاع

داوند و در مجلس سی وسیوم بہ تعین حبی مبشر ساختند و از عنایات خاصہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم درباب ایں احقر خبر داوند و در مجلس سی وششم بوصول تا صفوف مقدسہ صفوف اربعہ انبیاء کہ درحقیقت صلوٰۃ مقرر است و عنایت شدن خلعت عالی ازان مقام بانوید برامید سرفراز ساختند و در مجلس سی وہفتم بشارت نزول در نقطہ عدم مطلق داوند و در مجلس سی وششم بعد از دیگر مقامات حقائق و دقائق محبوب بیت ذاتی وغیرہ فرمودند کہ تعین حبی ترقی بسیار نمودہ و در مجلس سی ونہم بعد از دیگر معارف واسرار بشارت ترقیات بکمال ذرہ پروری برزبان غیب ترجمان آوردند کہ معیت خاص بامن پیدا کردہ و معاملہ بفرزندان خاص مختص بودہ ہماں معاملہ باتو متحقق گشت مجلس چہلم بہ بشارت ولایت احمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیۃ وعنایت لباس محبوبیت بلکہ از بہرہ بآن معنی شگرف مکرم ساختند و در مجلس چہل ویم و دوم وسیوم بتقرر و تحقق مقدمین مزبورین و ترقی درآن مقام خبر داوند و در مجلس چہل و چہارم بعلو نسبت وعطاے خلعتے بزرگ کہ محیط عالم باشد بشارت فرمودند و در مجلس چہل وپنجم فرمودند کہ محویت نیستی سجدی ظاہرے شود کہ عین واثر باقی نماندہ ونصیبی وبہرہ از فوق تعین حبی معلوم می شود دو وصولے کہ مناسب آن مقام است مفہوم گردید عرض نمودم کہ برترقی از تعین حبی صوم نذر کردہ بودم اکنوں ایفاء کنم فرمودند ایفاء کن در مجلس چہل وششم بعنایت خلعت عالی وترقی از تعین حبی اطلاع بخشیدند و در مجلس چہل وہفتم بعد از ذکر معارف سینہ بشارت معیت درمقامات علیہ وترقی در سیر سابق فرمودند کہ سیر تو بمقام بلند رسیدہ است کہ فی الحال مدرک نمیگردد کہ تاکجا وبکدام مقام رسیدہ و در مجلس ہشتم ونہم بحصول مقام صباحت و زینت ان موطن و بہرہ از مقطعات قرآنی بشارت فرمودند و در مجلس پنجاہم کہ آخرین مجالس است بعد از توجہ ونظر ولایت نمودہ ذکر ترقی فوق التعینات ولباس عالی وآرائش نفیس احمر کہ تلعبسہ النسوان می شود فرمودند لیکن حکیم قطعی بمحبوبیت

کہ ازراہ احتیاط دور است اگر چہ لباس محبوبیت است و آرائش و آرائش ملاحت نفرمودند هذا ما سمعت فی مجالس التوجه والسکوت۔

غرضیکہ جملہ خصوصیات آبائی و اجدائی کی بشارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اپنے معاملات و اسراران سے ظاہر فرماتے ہیں اور اکثر ان سے مشورہ فرماتے اور فرماتے کہ عبدالاحد تمام عقل ہے۔ اور کبھی فرماتے کہ عبدالاحد عقل مجلس ہے۔ اور آپ کو دور سے آتا دیکھ کر فرماتے کہ جاء العقل گاہ گاہ بعض اپنے یاران مخصوص کا ان سے حال دریافت فرماتے کہ فلاں تیرے نزدیک کیسا ہے اور کہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے جواب میں جو کچھ عرض کرتے وہ قبول فرماتے۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حقیقت قرآن کو کہ فوق تعینات ہے۔ مثل دریائے عظیم کی پاتا ہوں اور اپنے تیئں اور حضور کے اقل قلیل اصحاب کو علی تفاوت درجات اس میں آشنا پاتا ہوں۔ بکمال عنایت فرمانے لگے کہ مجھ کو کہاں پایا میں نے عرض کیا کہ فوق المقام اس کو سن کر آپ نہایت محظوظ ہوئے اور بہ بشاشت تمام ایک شخص کو جس کی نسبت میں نے عرض کیا تھا کہ آشنایاں بحر حقیقت قرآن سے ہے۔ فرمایا کہ عبدالاحد تجھ کو بشارت عالی دیتا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ نے بعد دیگر بشارات تحریر فرمایا ہے کہ فقیر شمارا از خاصاں می شمرد و قرب شما جیس در بیش می فہمد بعد انتقال حضرت عروۃ الوثقیٰ جب منصب قیومیت حضرت کے فرزند ثانی حضرت حجۃ اللہ نقشبند پر منتقل ہوا تو شیخ عبدالاحد بکمال ادب انکی خدمت میں حاضر باش رہنے لگے۔ ادھر وہ بھی نہایت محبت و شفقت سے پیش آنے لگے اور اپنے اسرار درمیان میں لاتے۔ اور آپ کی نسبت انواع بشارات فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ فیض الٰہی مجھ پر نازل کرتا ہے۔ بعد ازاں بجنسہ تم پر پہنچتا ہے پھر تمام مخلوقات پر دوئم فرمایا کہ ایک روز مجھ کو الہام ہوا کہ سنشد عصدک

باخیک حضرت شیخ نے عرض کیا کہ میں ایسا پاتا ہوں کہ قیام جملہ کائنات مجھ پر ہے۔ اور میرا قیام حضرت کی ذات پر جیسا کہ یہ معاملہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مابین تھا فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی پاتا ہوں۔ ایک روز فرمایا کہ تیرے معاملہ میں مجھ کو الہام ہوا کہ جس طرح اسکے چچا کو طینت اصالت اور محبوبیت سے مشرف کیا تھا۔ اسی طرح اس کو بھی مشرف کیا۔ اور جو اس کا مقبول ہے۔ وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو اس کا مردود ہے۔ وہ ہمارا مردود ہے۔ ایک روز فرمایا کہ میں تم کو حضرت مجدد و حضرت عروۃ الوثقیٰ و حضرت خازن الرحمۃ کے جمیع کمالات میں شریک و سہیم پاتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ارزانی فرمایا ہے۔ اس میں بھی شریک ہو۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ نے جو فرمایا تھا کہ تم معاملہ قیومیت میں شریک ہو وہ بھی ظاہر ہے ایک روز فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے درود فرمایا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی مع اخلاف کرام حاضر ہیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ بعد ازاں تمہاری پیشانی چومی فرمایا کہ جس تواضع سے کہ تو میرے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس کا مجھ کو خیال تھا۔ ایک روز الہام ہوا کہ تیری تواضع نہیں کرتا بلکہ یہ تواضع ہماری کرتا ہے من تواضع اللّٰہ رفعه اللّٰہ فرمایا کہ ایک روز آواز آئی کہ عبدالاحد پر ہماری کمال عنایت ہے۔ اور ہم نے اس کے واسطے بڑی بڑی چیزیں تیار کیں ہیں۔ بتدریج اس کو پہنچائیں گے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ عبدالاحد ہمارا محبوب ہے۔ اور ہم اس کے محب ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز تم امامت کرتے تھے۔ میں تمہارے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگا۔ الہام ہوا کہ عبدالاحد کا سر ہمارے قدم پر واقع ہے۔ اور اس کی امامت قبول ہے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ عبدالاحد تیری قیومیت کا شریک ہے اور تیرا وزیر اعظم ہے۔ اس کے سوا

اور بیشمار بشارتیں ہیں۔ کہاں تک لکھی جائیں۔ حضرت شیخ کا مقولہ ہے۔ کہ میں نے کبھی اپنے پیر کے سجادہ کی جانب پشت نہیں کی اب اس سے دیگر آداب کا قیاس کرنا چاہیے۔ غرضیکہ حضرت شیخ نے کوئی دقیقہ طلب و آداب کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور جس جگہ سے گل مراد ہاتھ آیا۔ طرہ دستار کیا۔ اور اس سبب نے ایسے جامع کمالات ہوئے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ فرمایا کہ ایک شب میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی بارگاہ اقدس میں حاضر پایا۔ اور اپنے تئیں بھی نہایت قریب کھڑا دیکھا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے کچھ باتیں کیں۔ چنانچہ اس میں سے دو باتیں یاد ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب میری رضا کے طلبگار ہیں۔ اور میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کا طلبگار ہوں۔ دوم یہ کہ محمد کو انواع مغفرت تم سے پنہاں دیئے ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ میں متوجہ بارگاہ عرش جاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوا کہ یارسول اللہ توجہ فرمایئے کہ یہ میرا کام ہو جائے مکشوف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک دعا کے واسطے اٹھائے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔ بعد نماز فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ جس نے تیرے پیچھے نماز پڑھی وہ بخشا جائے گا۔ اور اسی قسم کے اکثر الہام ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز بعد حلقہ فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ جو کوئی اس حلقہ میں داخل تھا۔ وہ مغفور ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ متوجہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں کہ آیا اس فقیر کے بارہ میں کچھ عنایت خاص ہے یا نہیں اور یہ سوال اس کا قبل نماز عشاء تھا۔ بعد نماز آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ بعض سوال کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دریافت نہیں کرتے۔ اس وقت

اس شخص نے بات سمجھ کر اپنے سوال کا جواب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں متوجہ ہوا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمال درگاہ لایزالی میں ایسا مستغرق پایا کہ اصلا اس طرف کو متوجہ نہ ہوئے بہت دیر کے بعد بارگاہ عالی مفتوح ہوئی اور میں تجھ کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک تیرے سر پر پھیرا بلکہ کچھ دیر تک رکھے رہے۔ اس وقت اس درویش نے بھی تصدیق کی کہ بیشک فلاں وقت مجھ پر عجیب وغریب کیفیت طاری تھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ گوشہ نشینی اختیار کریں۔ اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کر دیں کہ اسی اثناء میں ایک شب آپ کے بھائی شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ محمدی قائم ہے۔ وہاں ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ گل چاہتا ہے کہ سیر کو ہسار کرے۔ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گل سے کہہ دو کہ سیر کو ہسار موقوف رکھے۔ کہ ہم نے عالم کے کام کو اس کے سپرد کیا ہے۔ اس خواب کو سن کر حضرت شیخ عبدالاحد متوجہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ عزلت اور ترک تلقین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی مبارک نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک شب مجھ کو جنت کے باغوں کی سیر کا اتفاق ہوا۔ جس وقت جنت میں داخل ہوا اور ایک حوض عظیم کے قریب پہنچا۔ اس میں فوارے جاری تھے۔ اس میں سے چند قطرے اڑ کر میرے بدن پر آ کر پڑے ان کے اثر سے سر سے پیر تک تمام بدن میں شیرینی سرایت کر گئی۔ فرمایا کہ اس معاملہ کو گیارہ بارہ سال سے زیادہ گذر گئے ہیں۔ مگر اس پانی کی شیرینی کا اثر ابھی تک میں اپنے وجود میں پاتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید خدمت شریف میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ تجھ سے بو آتی ہے شاید تو نے حرام کھایا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اعوذ باللہ من الحرام لیکن ایک شخص کے ساتھ ایک اہل دنیا کے گھر دعوت میں گیا تھا۔ اسکے طفیل میں چند لقمہ کھائے کھانے میں دہی وغیرہ بھی تھا۔ اور وہ شاید مال مغصوبہ تھا۔ یہ اس کا اثر ہوگا۔ آپ نے اس پر کمال عنایت فرمائی۔ اور حکم دیا کہ تین روزے رکھ بعد ازاں توجہ کے واسطے آنا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ مجھ کو منجانب اللہ یہ معلوم ہوا ہے کہ مجھ کو فتوحات ظاہری و باطنی عنقریب ہونے والی ہے۔ اسی عرصہ میں حضرت کو سرہند کے قصبات کی سیر کا اتفاق ہوا اور آپ ایسے مغلوب الحال اور ساکت الکلام ہوگئے کہ اگر بضرورت اتفاق کلام ہوتا الفاظ یا آیات قرآنی سے فرمایا کرتے جب افاقہ ہوا اور طالبان خدا کی جانب متوجہ ہوئے اور بعض یاروں نے استفسار حال کیا فرمایا بکمال لطف الٰہی اس احقر کو خلعت رضا سے سرفراز فرمایا اور ظاہری فتوحات کا یہ ظہور ہوا کہ شہزادی زیب النساء نے بلا وہم وگمان پانچ ہزار روپے خرچ خانقاہ کے واسطے بھیج دیئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی کے ہاں دو فرزند پیدا ہوں گے۔ یہ یہ نام ہوگا۔ اور ایسی ایسی شکل ہوگی۔ حالانکہ ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد شادی دو لڑکے اسی شکل وصورت کے آپ کے بھائی کے گھر پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام بھی وہی رکھا۔

نقل ہے کہ جب کوئی شخص آپ سے فرزند نرینہ کے واسطے ہمت و توجہ چاہتا۔ آپ اس کو بشارت دیتے تو ساتھ ہی اس کی شکل وصورت بھی بتلا دیا کرتے تھے کہ ایسی ہوگی۔ چنانچہ ویسی ہی ہوتی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند نے دست تعدی بدرجہ کمال دراز کیا آپ اس کی حرکات سے ناراض ہوئے۔ چنانچہ اسی ہفتہ میں وہ انواع غضب سلطانی

میں گرفتار ہوا حضرت کی خدمت میں بصد التجا حاضر ہوا۔ اور اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں روز بادشاہ تیرا قصور معاف کردے گا۔ چنانچہ اسی وقت مقررہ پر بادشاہ نے اس کا قصور معاف کیا۔ اور اس کو منصب و خلعت عطا کیا۔ حاکم مذکور نے ایک باغ مع دیگر اشیاء کے حضرت کے نذر کی۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمایا کہ اس کا مال ظلم و غضب سے خالی نہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں منزل پہنچتے پہنچتے وقت عصر کسی قدر تنگ ہوگیا مگر چونکہ حضرت کو اور بعض دیگر کو وضو تھا۔ سب نے نماز باطمینان پڑھ لی۔ ایک درویش کو وضو کا خلل تھا۔ وہ نماز کے واسطے نہایت بیتاب ہوا اور آفتاب قریب غروب کے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک وہ نماز نہ پڑھے خدا کرے آفتاب غروب نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اس نے سلام پھیرا تب آفتاب غروب ہوا۔

نقل ہے کہ ایک عورت نے آپ کے روبرو آپ کو کلمات ناشائستہ کہے۔ آپ نے سن کر صبر فرمایا۔ بعدہ آپ کو معلوم ہوا کہ غیرت الٰہی انتقام کے واسطے حرکت میں آئی ہے۔ آپ نے حاضرین میں سے ایک سے فرمایا کہ اس کے طمانچہ مار۔ مگر اس نے توقف کیا۔ اسی اثناء میں وہ عورت گر کر مرگئی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس کا خون تیری گردن پر ہوا۔ اگر تو اس کے طمانچہ مار دیتا۔ تو انتقام الٰہی سے بچ جاتی۔ آپ کی طبیعت نہایت موزوں و رنگین واقع ہوئی تھی۔ چند شعر آپ کے طبع زاد نقل کیے جاتے ہیں۔

خانۂ زین ست دنیا عیش او پا در رکاب
شہسوار است آنکہ زینجا زد و دامن چید و رفت
در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم
بلبل از بوئے تو جوشند خبر یافتہ ایم

دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت
نقشبندیست کہ ز بوی دفا یافتہ ایم
کے شود پابند سالک ز اختلاط خانماں
موج از خر بحر را وحدت کجا زنجیر پاست
بہریک ناں منت دوناں کشیدن چوں سزانست
دارم از نانے قناعت یکجہاں خوانے درست
نگار مست من امشب گذشت از سر کو
ہنوز از در و بانم شراب می ریزد

آپ نے ۷۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۷ ماہ ذی الحجہ یوم جمعہ ۱۲۰۶ھ کو بعارضہ حبس بول دورد مثانہ بمقام دہلی انتقال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور نعش مبارک حضرت کی سرہند میں لا کر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے مشرق کی جانب دفن کی۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبدالاحد کے خلفاء نامدار سے ہیں آپ کا مکان بمقام سنام متصل سرہند تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت کثیر الذکر اور کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے اور ہر دوگانہ کے بعد مراقبہ طویلہ فرماتے۔ غرضیکہ نصف شب سے صبح تک یاد مولیٰ میں گذارتے۔ مرض موت میں آپ کو چھ مہینہ تک اسہال آئے تاہم نماز تہجد میں پینتیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ کا کرتے تھے۔ اور ہزار بار نفی اثبات حبس نفس سے کرتے۔ اس کے علاوہ تلاوت کلام مجید درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ صاحب ورع اس قدر تھے کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند مویشی لوٹ کر

لایا تھا۔ بیس سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ دہلی جب تشریف لاتے۔ وجہ جلال سے اپنے ساتھ ستو لے لیتے۔ وہی کھاتے۔ دوسری چیز نہ کھاتے۔ ہر امر میں رعایت عزیمت کی رکھتے۔ قریب دو سو علماء اور صلحاء کے آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ جماعت کثیر آپ کی توجہات سے انتہا مقامات مجددیہ کو پہنچی اور ارباب فنا و بقا جو کہ آپ کی صحبت میں استغراق و بیخودی و تہذیب اخلاق سے شریک ہوئے۔ ان کا کوئی شمار نہیں۔ بعد درس حدیث قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور جو آتا تھا۔ اسکے باطن پر القاء ذکر وجمیعت فرماتے۔ جمعہ کے روز کثرت سے آدمی جمع ہوتے۔ آپ توجہ فرما کر سب کے دل ذاکر کر دیتے۔ کوئی عرض بھی کرتا کہ جناب ان لوگوں کو امتیاز بھی نہیں ہوتا کہ یہ حرکت قلبی ذکر کی ہے۔ یا حرکت طبعی فرماتے کہ معلوم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ببرکت انوار ذکر ایمان سلامت لے جائیں گے۔ اور قبر میں اس کا اثر معلوم ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے آپ کا نام عالم غیب میں قاسم خزائن اللہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کا گذر ایک مسجد میں ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ساتھ مریدوں کا مجمع لئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اور آدمیوں کو مرید کر رہا ہے۔ لیکن اس کا باطن انوار نسبت مع اللہ سے خالی ہے۔ چونکہ مشائخ کبار کے نزدیک بلا فنا قلبی و واردات ولایت مرید کرنا حرام ہے۔ لہٰذا آپ کو اس کے حال پر شفقت آئی اور دیر تک اس کی طرف متوجہ رہے۔ اور اس کو ولایت قلبی پر پہنچا دیا۔

نقل ہے کہ ایک مقبرہ کی جانب گذر ہوا۔ چلتے چلتے ٹھہر گئے۔ اور قبرستان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لوگ فیض کی درخواست کرتے ہیں۔ متوجہ احوال اموات ہوئے اس وقت ظہور حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ تمام قبرستان انوار سے معمور ہو گیا۔ حرمین شریفین کو پاپیادہ گئے۔ اور وہاں بانواع

الطاف سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرفراز ہوئے۔ فرمایا کہ میرے سینہ کی حرکت اور سوز طلب کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ بعنایت مصطفوی تسکین پائی اور وہاں مقصود دلی حاصل ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں ریاضت و مجاہدہ اور نوافل اور عبادت بہت کیا کرتا تھا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مامور ہوا کہ آپ کی خدمت میں استفاضہ کرے۔ آپ نے اس کو مجاہدات کرنے کو منع فرمایا اور توسط اختیار کرنے کو ارشاد فرمایا۔ لیکن چونکہ وہ عبادت کا عادی تھا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو خواب میں نظر آئے اور آپ کی متابعت کا حکم فرمایا۔ تب اس نے وہ مجاہدے چھوڑے اور ملتزم صحبت ہوا۔ اور ببرکت صحبت مقامات عالیہ پر پہنچا۔

نقل ہے کہ آپکا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کیا بات ہے۔ تیرے باطن میں کدورت ہے۔ کہیں شبہ کا لقمہ تو نہیں کھایا۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے خانقاہ کے کھانے کے سواء اور کچھ نہیں کھایا۔ مگر آخرکار مقرر ہوا کہ ایک رنگریز کے گھر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا کھانا کھایا تھا۔ آپ نے اس کو بہت تنبیہ کی۔ اور فرمایا کہ میں نے تجھ کو منع کیا تھا کہ ہر شخص کے گھر کا کھانا مت کھایا کرو۔ دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو نہایت نفرت تھی۔ آپکے ایک مرید نے نواب صاحب فیروز جنگ کی طرف سے عرض کی کہ وہ مرید ہونے کے واسطے حاضر ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔ آپ نہایت منغض ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میری خانقاہ بھی فلاں بزرگ کی طرح بے برکت ہو جائے۔ فرمایا دنیا داروں کے قدم نہایت منحوس اور باعث بے برکتی ہوتے ہیں۔

نقل ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا کہ بڑا دولت مند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نہایت محتاج ہیں۔ دولت اور نعمت سرمدی

نسبت مع اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو نصیب کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الغناء غنی النفس آپ کا انتقال ۱۸ رمضان السبارک ۱۱۶۰ھ کو مرض اسہال میں بمقام دہلی ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون چند باتیں آپ کے خصائص سے تھیں ایک یہ کہ آپ کو صحبت کبریٰ حاصل تھی۔ دوسرے یہ کہ آپکی قبر کے جوار میں جہاں تک نگاہ کام کرے جو شخص دفن ہوگا بخشا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ جس نے ان کو دیکھا وہ بخشا جائے گا۔ دہلی میں سبزی منڈی سے کئی میل آگے کرنال والی سڑک پر مزار مبارک واقع ہے۔

حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا تھا۔ کہ انا بنشرک بغلام اسمہ یحییٰ اور اس رعایت سے ان کا نام محمد یحییٰ رکھا تھا۔

نقل ہے کہ آپ کے صغرسن میں ایک روز شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں شیخ احمد اپنا ایک بیٹا ہم کو دو کہ وہ مثل ہماری دانا اور دیوانہ ہو۔ چنانچہ حضرت نے فی الفور شاہ محمد یحییٰ کو پیش کیا۔ حضرت شاہ سکندر نے ان کو اپنی گود میں لے کر اپنی نسبت خاصہ عطا فرمائی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ ہمارا ہے۔ اور آج سے اسے شاہ کہا کرنا۔ چنانچہ اسی روز سے ان کو شاہ محمد یحییٰ کہتے ہیں۔ جب حضرت شاہ سکندر تشریف لے گئے۔ حضرت نہایت خوش ہو کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ محمد یحییٰ صغرسنی سے مقبول اولیاء اللہ ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال پر نہایت شفقت فرماتے۔ اور ان کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے۔ اور بعض مقامات اور کمالات کی بشارت بھی دی۔

نقل ہے کہ حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک روز آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ میرا ارادہ تھا کہ محمد یحییٰ بھی مثل اپنے بھائیوں کی اس نسبت سے بہرہ ور ہوتے۔ مگر وہ ابھی بہت کم سن ہے اور میری اجل نزدیک چنانچہ آپ کی نو سال کی عمر تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اور ابھی آپ نے صرف قرآن شریف ہی حفظ کیا تھا۔ بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور اکثر علوم نقلیہ وعقلیہ اپنے بھائیوں سے حاصل کیے۔ بیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد ازاں سلوک باطن و مقامات طریقہ مجددیہ بھی اپنے برادران بزرگ سے حاصل کیے۔ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے بھائی آپ پر نہایت عنایت فرمایا کرتے تھے اور بشارت حصول کمالات عالیہ فرماتے۔ آپ بکمال استقامت و اتباع سنت و کثرت عبادت و تعمیر اوقات و اشاعت علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہتے۔ دو مرتبہ آپ نے حج بھی کیا تھا۔ شاہ اورنگ زیب آپ کا نہایت معتقد تھا۔ اور بہت سے دیہات اور املاک آپ کی نذر کیے تھے۔ چنانچہ سرہند میں یہ مثل مشہور ہوگئی۔ اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْمُلْکُ لِیَحْیٰی آپ نے ۱۰۹۶ھ میں انتقال فرمایا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ کے برابر جانب مغرب مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر محمد نعمان قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی تعداد شمار نہیں ہوسکتی۔ لیکن چند خلفاء کے حالات اس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔ خلفاء میں سب سے اعلیٰ و ارفع حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ شمار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب جلد ثالث مکتوبات شریف کی شروع ہوئی۔ تو حضرت میر نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ جلد کس کے نام سے مسجل ہوگی۔ اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ پیش ازیں ہم

ظاہراً فقیر نوشتہ بود کہ باسم شما مسجل سازند در جواب کتابت شما حالا ہم ہماں سخن است بہتر از شما کہ خواہد بود۔ آپ کی ولادت ۹۷۷ھ میں بمقام بدخشاں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے بشارت دی تھی کہ تیرے ایک بہت بزرگ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چنانچہ جب وہ پیدا ہوئے۔ تو آپ کا نام محمد نعمان رکھا گیا۔ ایام لڑکپن ہی سے آپ کے مزاج میں ایک فکر و حیرت تھی لیکن یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی مراقبات پر اطلاع ہوئی۔ اس وقت خیال میں آیا کہ وہ فکر اور حیرت یہ تھی۔ ابتداء ایام شباب میں آپ نے حضرت عبداللہ بلخی عشقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور جب ہندوستان میں آئے تو بسبب کثرت شوق خدا طلبی اور درویشوں سے بھی اذکار حاصل کئے۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے بہ تلقین ذکر و مراقبہ نقشبندیہ مشرف ہوئے اور انہیں کے پاس مع جمع کثیر فرزنداں و خویشاں بفقر و فاقہ بسر کرتے۔ اور نہایت فرحاں و شاداں رہتے۔ اور حضرت خواجہ بھی ان کے حال پر نہایت الطاف و کرم فرماتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی امیر نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ بعض فقراء خانقاہ نہایت عسرت سے بسر کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ان کو کفاف روزمرہ حاضر کیا کروں۔ حضرت خواجہ نے اپنے چند اصحاب کے واسطے اجازت دے دی۔ مگر میر نعمان کے واسطے نہ فرمایا کسی نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ میر نعمان کثیر العیال ہیں۔ اور کمال فقر و فاقہ سے بسر کرتے ہیں۔ آپ ان کے واسطے بھی حکم فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے منظور نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ میرے اجزاء بدن ہیں۔

اگر چہ اس وقت میر نعمان نہایت تنگی معیشت سے بسر کرتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تخصیص سے نہایت خوش ہوئے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ۔ از اشاع ایں عنایت برقصبہار ختم و امید ہا بستم حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے پاس بعض گھر تھے کہ ان میں قرن گذر گئے تھے کہ کسی نے سکونت اختیار نہیں کی تھی۔ اور ابابیلوں وغیرہ نے اپنے گھونسلے بنائے تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت میر نعمان مع متعلقین اس جگہ فروکش ہوئے۔ مکان کی عفونت کی وجہ سے آپ کی ہمشیرہ علیل ہوگئیں۔ ان کی عیادت کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شریفہ تشریف لے گئیں۔ مگر وہاں کی بدبو کی وجہ سے ایک ساعت بھی نہ ٹھہر سکیں۔ جب مکان پر واپس آئیں۔ تو حضرت خواجہ سے فرمایا کہ اے نور دیدہ اگر یہ لوگ مرید ہوگئے ہیں تو کشتنی تو نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے والدہ یہ لوگ بدعوی نہیں آئے ہیں کہ ان باتوں سے ملول اور دل گیر ہوں۔ غرضیکہ حضرت میر نہایت تنگی سے بسر کرتے تھے۔ مگر چونکہ مقصود کچھ اور ہی تھا۔ ان مکروہات کی جانب بالکل خیال بھی نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت ارشاد فرمائی اور اپنے اصحاب بھی تربیت کے واسطے سپرد کئے۔ اس وقت میر نعمان کو بھی حوالہ فرمایا میر صاحب نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر چہ وہ بزرگ آدمی ہیں۔ مگر میرے قبلہ توجہ تو یہی درگاہ ہے۔ اس پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہوئے۔ اور بغضب تمام فرمایا کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم ایسے ہزاروں ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں اور اولیاء متقدمین بھی حال خال ان کی مانند گذرے ہیں۔ یہ سن کر حضرت میر صاحب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکمال عجز و انکسار دریوزہ عنایت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہماری تمہاری ایک ہی بات ہے۔

لیکن ابھی چندے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی رہے۔ بعد انتقال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ دہلی گئے۔ حضرت میر نے ایک عریضہ جس میں کہ اپنی شکستہ دلی اور بے نصیبی اور بے استعدادی لکھی تھی پیش کیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ مجھ کو سواء اس کے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے کہ حضرت سید المرسلین رحمۃ العالمین کی اولاد میں ہوں۔ حضرت اس عریضہ کو پڑھ کر نہایت متاثر ہوئے اور میر نعمان کو اپنے اصحاب میں داخل کر کے ان کی تربیت شروع کی۔ اور درجہ کمال و تکمیل کو پہنچایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں فرمایا ہے۔

روزے بعد نماز بامداد درحلقہ یاراں نشستہ بودم بخواست یابخواست توجہی بجانب شما پیدا شد و در رفع بقایائے آثار کہ بنظرمی آمد گشت و اہتمام در رفع ظلمات و کدورات کہ محسوس می گشت نمود تا آنکہ ہلال کمال شما بدر کامل گشت و آنچہ در آفتاب ہدایت وویعت نہادہ بود ہمہ دراں منعکس شد حتیٰ کہ درجانب کمال ہیچ متوقعی و منتظرے نماند الا ان یتسع الظرف بعد ذالک ویاخذ بقدر وسنة شیئاً فشیئاً وتازمان طویل صورت مثالیہ ایمعنی را درنظر داشت تایقینی کہ مصداق صدق است حاصل آمد الحمدللّٰہ سبحانہ والمنۃ علیٰ ذالک حصول ایں دولت تاویل آں واقع است کہ شمادیدہ بودید حصول آنرا بمبالغہ و تاکید مسالت می نمودید للّٰہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ دام شمابہ تمام ادا یافت وموعود منجر و شدد معود موفی اشد امید وار است کہ تکمیل بہ اندازہ ایں کمال وصل آید و دشت وصحرا آں حدود بوجود شریف منور گردد حضرت نے قطبت ملک دکن میر نعمان کو مرحمت فرمائی اور الحق کہ آپ کا ارشاد حد سے گذر گیا۔ لاکھوں کی نوبت پہنچ گئی۔ بادشاہ وقت نے یہ ہجوم دیکھ کر اندیشہ کیا اور آپ کو دکن اپنے پاس بلالیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سخت علیل ہوئے اور

آپ کو اپنی حیات میں تذبذب ہوگیا۔ اس وقت آپ نے اپنے فرزند خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ و میر نعمان قدس سرہما کو بلا کر بقدر ہر ایک کی مناسبت کے امانت خواجگان سپرد کی۔ بعد ازاں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی اور مقامات جدیدہ عطا فرمائے۔

نقل ہے کہ حضرت میر نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو کوئی مقبول شیخ احمد ہے۔ وہ میرا مقبول ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا مقبول ہے اور جو مردود شیخ احمد ہے وہ میرا مردود ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا مردود ہے۔ اسکو سنکر میر صاحب نہایت مسرور ہوئے۔ اور دل میں کہا کہ الحمدللہ میں مقبول حضرت ہوں۔ اسی اثناء میں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو تیرا مقبول ہے۔ وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے۔ وہ خدا کا مقبول ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے۔ وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے۔ وہ خدا کا مردود ہے۔

نقل ہے کہ ایک شب میر محمد نعمان نماز تہجد میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک برات مع باجہ وغل وشور کے اس طرف سے نکلی۔ اس سے ان کو پریشانی ہوئی۔ اور سلام پھیر کر ایک پیالہ اس جگہ رکھا تھا۔ اسکو الٹ دیا۔ پیالہ ان کا الٹنا تھا کہ برات مع سامان غائب ہوگئی بعد نماز پیالہ کا سیدھا کرنا یاد نہ رہا۔ صبح کو سرہند اپنے پیر کی خدمت میں روانہ ہوگئے۔ وہاں چھ مہینے قیام کا اتفاق ہوا۔ وہاں سے جب واپس آئے۔ برات کے غائب ہونے کا لوگوں نے ذکر کیا۔ جب آپ کو

وہ پیالہ الٹنا یاد آیا۔ اس وقت جلدی سے جا کر وہ پیالہ سیدھا کیا۔ فی الفور اسی جگہ سے برات موجود ہوگئی فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو ایک مقام کے حاصل ہونے کی آرزو تھی۔ مگر حاصل نہ ہوتا۔ اتفاق سے ایک رات برہان پور کی جامع مسجد کے چبوترہ پر سے گر پڑا۔ اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جیسے ہی گرا وہ مقام کھل گیا۔ فرمایا کہ اس گرنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ اس کی خوشی میں حلوا تقسیم کیا۔ اور اس وقت ایسا اعتقاد تھا کہ جو اس حلوے کو کھائیگا۔ وہ بہشت میں جائیگا۔ آپ کی وفات ۱۰۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف شہر آگرہ میں ہے۔ اور زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ اور خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص مزار پر جو دعا دل سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ زبدۃ المقامات جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تحریر کی ہے۔ اس کے دیباچہ میں اپنا حال اس طرح لکھا ہے کہ اگرچہ میرے آباؤ اجداد سلسلہ عالیہ کبرویہ کے منتسبوں میں تھے اور میں بھی عالم طفولیت میں اس خاندان عالی کے چند بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن بباعث مناسبت فطری عنفوان شباب ہی سے باشار ہائے نہانی وبشار تہائے پنہانی دل کو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ سے تعلق تھا۔ مگر حیران تھا کہ دیکھئے کس طرح منزل مقصود تک رسائی ہوتی ہے کہ ناگاہ میں علیل ہوگیا۔ اور حالت غلبہ مرض میں میری زبان سے یہی نکلتا تھا کہ براسپ زیں نہید کہ مارا ہندوستان باید شد جب بیماری سے صحت ہوئی۔ ایسا اتفاق ہوا کہ مجھ کو ہندوستان آنا ضروری پڑ گیا۔ اور یہاں ایک سال کے بعد ایک شب مجلس ذکر حالات و

تصرفات مشائخ گذشتگان کا آیا اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ پہلے ہی کوئی ہوئے ہوں گے۔ اب تو کوئی نہیں اور اگر ہیں تو ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ ناگاہ انہیں ایام میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہا اٹھ تجھ کو فلاں بزرگ طلب فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے ہمراہ ہوگیا۔ اور ایک جگہ پہنچا۔ جس جگہ کہ ایک بزرگ ایک چبوترے پر مراقب ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ان کے مریدان کے سامنے بادب تمام سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے سر اٹھا کر اپنا ہاتھ بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا پڑھ **بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا جاء نصر اللہ والفتح** تا آخر سورۃ چنانچہ میں نے وہ سورت پڑھی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ جب آنکھ کھلی تو میں اس بشارت کو سمجھ گیا۔ اور شہر برہان پور میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میر نعمان صاحب خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما رہا کرتے تھے۔ حضرت میر کے مکاشفات اور تصرفات کے لوگ بہت مداح تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کی صورت بعینہٖ ویسی ہی پائی۔ جیسے کہ اس بزرگ کی تھی۔ جو مجھ کو خواب میں بلانے آئے تھے۔ خیر میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر و مراقبہ سلسلہ خواجگان کا حاصل کیا۔ اور انہوں نے مجھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف کرایا۔ اور میں دو سال تک ان کی خدمت میں رہا۔ اور پایا جو کچھ کہ پایا ابتداء میں خواجہ محمد ہاشم کشمی حضرت میر نعمان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ تا آنکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی علو استعداد دریافت کر کے ان کو اپنے پاس طلب فرمالیا۔ چنانچہ مکتوب اول جلد ثالث میں میر نعمان کو اس بارے میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز درصحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہر می شود مشار الیہ مرباء شما است و مذاق داں شما اب خواجہ

محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ سفر و حضر میں ہر وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کہا کرتے تھے کہ قطع نظر محبت پیری مریدی میں حضرت کی ظاہر شکل کا بھی عاشق ہوں۔ حضرت کے علوم و معارف کے سمجھنے میں حضرت خواجہ کو نہایت ملکہ تھا۔ چنانچہ حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے اور وہاں صاحبزادگان میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ اس وقت حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔ سوانح جدیدہ روز بروز درمسودہ می آید د یہ بیاض میرسد اما کسیکہ درک کند کیست و آنکہ حظ بگیرد کدام خواجہ محمد ہاشم مغتنم است کہ ذوق فہم سخن دارد فی الجملہ ملتذ ذمی گردد و دریں سفر اجمیر از شدت محن از مخلصان صحیح العذر گشتہ است۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز تہجد خواب میں دیکھا کہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مع ایک خادم کے وکیل بادشاہی کے پاس گئے ہیں اور نوکر ہوگئے۔ مگر اس خادم کو نوکر نہیں رکھا۔ جس وقت وکیل اس کا نام لکھنے لگا۔ اس کو قریب سے جا کر غور سے دیکھا تو اُس کے چہرہ پر داغ تھا۔ مگر پھر حضرت نے مکتوب ایک سوچھ میں صاحبزادگان کو تحریر فرمایا ہے کہ درمیان واقعہ کو روے دادہ بود کہ یار ثالث رابنو کری قبول نکردند بعد از زمانے ظاہر گشت کہ بفضل کرم آنرا نیز قبول فرمودند و آثار قبول ظاہر گشت یار ثالث سے مراد خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

جب حضرت نے خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت دے کر برہان پور روانہ کیا۔ ان کی صحبت میں نہایت تاثیر ہوئی۔ وہاں کے آدمی کیا امیر کیا غریب مور و ملخ کی طرح ان کے گرد جمع ہوگئے۔ اور یہ اس بشارت کی تصدیق تھی کہ حضرت نے ان کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شما درآں نواحی بسیار بنظر درآمدہ و امید وار ساخت للہ الحمد والمنۃ

حضرت خواجہ کا انتقال برہان پور میں ہوا۔ اور وہیں آپ کی قبر شریف ہے۔

حالات حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ سادات صحیح النسب سے تھے۔ فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز میرے والد کو دی۔ اور فرمایا کہ اس کو کھا لے۔ چنانچہ انہوں نے کھالی۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں۔ اور میں پیدا ہوا۔ اور مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا وجود جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطیہ سے ہے۔ ابتداء میں حضرت شیخ نے حاجی خضر خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی اور حالات بلند پر پہنچے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اپنے حالات بلند اپنے پیر سے بیان کئے انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے۔ اب تم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے حالات سن کر فرمایا کہ یہ ابتدائی حالات ہیں۔ انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید میری ترغیب کے واسطے یہ فرمایا ہے۔ لیکن جب کچھ مدت وہاں رہے۔ تب پتہ لگا کہ ابتدائی حالات سے بھی کم درجہ کے تھے۔ بعد حصول مراتب کمال و تکمیل ایک روز حضرت مجدد نے حضرت شیخ آدم بنوری کو خلوت میں طلب فرما کر اجازت ارشاد اور خلافت عطا فرمائی۔ حق سبحانہ نے ان کو طریقہ نقشبندیہ میں ایک طریقہ مخصوصہ کہ اس کو طریقہ احسنیہ نقشبندیہ کہتے ہیں عنایت فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قوت نسبت عطا فرمائی تھی کہ اول توجہ میں بلکہ بمجرد تلقین طریقہ مرید کو فناء قلب و نسبت نقشبندیہ پر پہنچا

دیتے تھے۔ آپ کو الہام ہوا کہ جو کوئی تیرے طریقہ میں ہوگا۔ وہ مرحوم ومغفور ہوگا۔ اور قیامت کے روز تجھ کو علم سبز ظل محمدی عنایت ہوگا کہ تیرے متوسلان طریقہ اس کے نیچے آرام سے ہوں گے۔

نقل ہے کہ چار لاکھ آدمی آپ سے مرید ہوئے اور ایک ہزار کامل خلیفہ آپ کے تھے۔ اتباع سنت ورفع بدعت واستقامت شریعت وطریقت آپ کا شیوہ تھا۔ ریا اور سماع کو آپ کی محفل میں راہ نہ تھی۔ غنا اور دولت وہاں نہایت ذلیل چیز تھی۔ امر معروف ونہی منکر آپ کا طریقہ تھا۔ اہل دنیا سے ایسے غلبہ اور ہیبت سے کلام کرتے تھے کہ کوئی ادنیٰ آدمی سے بھی اس طرح نہ کرتا تھا۔ کلام آپ کا امر معروف یا بیان حقائق میں ہوتا تھا۔ رسمی کلام بالکل نہ کرتے تھے اور کبھی کرتے تو اس کے ضمن میں نصیحت اور حکمت ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو مع مریدین لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت وہاں شاہ جہان بادشاہ بھی موجود تھا۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ آدم بنوری کے ہمراہ قریب دس ہزار کے افغان ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ فتنہ برپا کریں۔ بادشاہ نے سعد اللہ خاں وزیر کو حضرت کے پاس روانہ کیا کہ جا کر حالات معلوم کرے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر کی جانب کچھ خیال نہ کیا۔ اور اس نے جو دریافت کیا۔ اسکا بھی بہت بے پروائی سے جواب دیا اس پر وزیر برا فروختہ ہوگیا۔ اور بادشاہ سے آکر خلاف باتیں بیان کیں۔ بادشاہ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ آپ مکہ معظمہ چلے جائیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے ہی وہاں کا شوق تھا۔ روانہ ہوگئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں پہنچے۔ اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ شہر شریفہ روضہ منورہ پر حاضر ہوئے مرقد اطہر سے دونوں دست مبارک ظاہر ہوئے۔ اور شیخ نے بہزار شوق بڑھ کر مصافحہ کیا۔ اور بوسہ دیا اور یہ

معاملہ حاضرین نے مشاہدہ کیا۔ جب آپ نے مدینہ منورہ سے معاودت کا ارادہ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ یا ولدی انت فی جوری چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا اور ۱۰۵۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے پاس مدفون ہیں۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری قدس سرہ

حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے تھے۔ صاحب ریاضت شاقہ ومجاہدات شدیدہ ہوئے ہیں۔ حافظ قرآن حاوی معقول و منقول تھے۔ جب شوق راہ خدا پیدا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکمال انکسار و عاجزی و افتقار بسر کرتے۔ اکثر درویشوں سے کہا کرتے کہ کناس موقوف کر دو۔ میں خلا صاف کر دیا کروں گا۔ آپ کے سپرد تعلیم صاحبزادگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید ومحمد معصوم رحمۃ اللہ علیہم کی تھی۔ باوجود وفور علم و حفظ قرآن حضرت کی ہیبت اس قدر ان پر غالب تھی کہ ایک روز حضرت مجدد نے حضرت شیخ کو امام جماعت بنایا۔ مگر غلبہ دہشت سے باوجود حفظ قرآن قرأت کا لفظ لفظ گلے میں اٹکتا تھا۔ آخرکار ببرکت انکسار و عاجزی و ادب پایا جو کچھ پایا۔

نقل ہے کہ اثناء سلوک میں حضرت شیخ محمد طاہر بندگی کو ابتلاء عظیم واقع ہوا۔ مجمل طور سے اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بعد حلقہ فرمایا کہ آج اس طرح معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر بجائے خود کانپنے لگے۔ اور وہ شخص طاہر تھے۔ اس کی تھوڑی مدت بعد ان سے عجیب عجیب لغزشیں سرزد ہوئیں۔ مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے براہ وفور شفقت ان کے واسطے ہمت و دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اس بلا کو ان کے سر سے دفع کیا۔ چنانچہ اس قصہ کا

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں بتقریب بیان قضاء و قدر و نیز حضرت شیخ کے اجازت نامہ میں اشارہ کیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز غلبہ حال میں شیخ کی زبان سے نکل گیا کہ اگر خود حضرت بھی چاہیں تو میری نسبت سلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں فانی ہو چکا ہوں۔ اور اتفاق صوفیہ ہے کہ الفانی لا یرد یہ بات کسی نے حضرت مجدد کے سامنے بھی کہہ دی۔ آپ سکر جلال میں آ گئے۔ اور شیخ طاہر بندگی کی نسبت سلب کر لی۔ شیخ بیچارے بصد اضطراب بعض بزرگوں کو وسیلہ کر کے عفو تقصیر کے خواہاں ہوئے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے معاف فرمایا۔ اس تربیت جمالی اور جلالی کے بعد حضرت نے شیخ طاہر بندگی کو اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ و خرقہ ارادت طریقہ قادریہ و خرقہ تبرک سلسلہ چشتیہ سے مشرف فرما کر تربیت طالباں کے واسطے لاہور روانہ کیا۔ وہاں جا کر وہ افادہ طلبہ میں مشغول ہوئے تشرع و اتباع و متجمل وانقطاع و فقر و قناعت و انکسار و مسکنت میں وحید زمان تھے حجرہ کا دروازہ اندر سے لگا کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور کسی کو وہاں آنے نہ دیتے۔ خصوصاً امراء و اغنیا کو تو بالکل داخل ہی نہ ہونے دیتے۔ اور نہ ان کی فتوح قبول کرتے۔ آپ کی معیشت یہ تھی کہ دینیات کی کتابیں خوشخط لکھواتے اور ان کو محشیٰ کر کے فروخت کر دیا کرتے۔ اور اس سے بسر اوقات کرتے۔ اکثر عمر تجرد میں گذری آخر عمر میں باداء سنت نکاح کر لیا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ابلیس لعین کو دیکھا اور دریافت فرمایا کہ میرے مریدوں میں تیرا کس شخص پر اختیار نہیں چلتا۔ جواب دیا کہ شیخ طاہر بندگی لاہوری پر جس وقت کہ وہ بھوکے ہوتے ہیں۔ اور اس قدر ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا کہ خشک ہو کر پوست اور استخوان رہ گئے تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے سال میں ایک مرتبہ یا چند مرتبہ حضرت کی خدمت

میں مع درویشوں کے کوزہ اور عصا اور چادر کاندھے پر رکھ کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور کچھ مدت رہ کر باجازت واپس چلے جاتے۔ وہاں سے اپنے حالات کی بذریعہ عرائض حضرت کی خدمت میں اطلاع دیا کرتے۔ چنانچہ ایک عریضہ میں اس طرح تحریر فرمایا ''حضرت سلامت نسبتہائے طریق ثلثہ جلوہ گر است و ارواح مشائخ آں فوج فوج تشریف می آرند والطاف کثیرہ می نمانید خصوصاً حضرت خواجہ بزرگ و حضرت غوث الثقلین و حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس اسرارہم و نیز در حلقہ ذکر و نماز تراویح حضرت رسالت باچندیں ہزار صحابہ و مشائخ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات آمدہ مدتے بنشستند و نواز شہامی نمانید و در عشرہ اعتکاف خلعت خاص عنایت فرمودند و حضرت فاطمہ زہرا علی ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نیز الطاف بسیار نمودند و بہ تشریف نواختند و در ضمن ایں وقائع عروج ونزول بسیار واقع شد بعد از طے مقامات کثیرہ خود را در خدمت روضہ منورہ حضرت رسالت صلعم یافتم بعد ازاں روضہ مبارکہ را در منزلے خود دیدم بعد ازاں بنورے کہ از روضہ مقدسہ ساطع شد محقق گشت وتحقیقت آں نیز ساختند و بتکرار انجامید بعد ازاں ظاہر شد کہ حجب بتمامہ از روئے کار زائل شد وحقیقت وصل عریانی آشکارا گشت مکالمہ و محادثہ نیز وقوع یافت بعد ازاں جہل ونکرت صرف رونمود حالانہ وصل ست ونہ فقد ونہ طلب ونہ غیر طلب ہیچ حکم محکوم علیہ نیست نہ اثباتاً نہ نفیاً''۔

ایک اور عریضہ میں لکھتے ہیں۔ ثانیاً آنکہ بعض اوقات چیز ہارو میدہد کہ در اظہار آں شرم می آید در غلبہ احوال میفر۔ مانید کہ ہر کہ ترا دید اورا از آتش دوزخ آزاد کردم و وقتی دیگر می فرمانید ہر کہ بتو بیعت کرد اور ابخشیدم و دیگر چنانکہ از حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ لفظے صادر شدہ بود بفقیر فرمودند۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا نہایت غلبہ ہوا۔ اور کمال بیقراری ہوئی اور درگاہ حق سبحانہ میں زاری کی کہ اتفاقاً اسی وقت جناب رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہر ہوئے۔ اور آواز آئی کہ یہ حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ فرمایا کہ بارہا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو دیکھتا ہوں کہ میرے سر پر چھتر شاہی رکھتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے شیخ سے فرمایا کہ تم کو لاہور کا قطب کیا ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ بستم محرم الحرام ۱۰۵۶ھ میں ہوئی آپ کی قبر "میانی صاحب" لاہور میں ہے۔

شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرہ

شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ جامع معقول ومنقول و صاحب کشف و کرامات تھے۔ ابتداء میں آپ توضیح و تلویح حضرت سے پڑھا کرتے مگر نہ پابند نماز مفروضہ تھے۔ اور نہ بزرگوں کے معتقد بلکہ عشق مجازی میں گرفتار تھے۔ ایک روز حضرت نے ان سے کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ اور منہیات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایسی زبانی نصیحت تو مجھ کو بہت سے آدمیوں نے کی ہے۔ جذب فرمائیے اور کچھ کرامت دکھائیے کہ صلاحیت پر آجاؤں ورنہ خالی نصیحت سے کچھ کام نہیں چلتا۔ حضرت نے قدرے تامل فرما کر ارشاد فرمایا۔ اچھا کل آنا اس روز ان کے محبوب ان کے مکان پر آگئے۔ ان کی صحبت چھوڑنا ان کے دل نے گوارا نہ کیا کئی روز کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ وعدہ خلاف کیا۔ اچھا نہ کیا۔ خیر اب بھی وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر آجاؤ۔ چنانچہ حضرت شیخ دوگانہ پڑھ کر حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو خلوت میں لے جا کر تعلیم ذکر قلبی فرمائی اور توجہ کی فی الفور مست و بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی طرح گھر پہنچایا دوسرے روز جب ہوش آیا تو قلب کو تمام تعلقات سے پاک پایا۔ اس کے بعد سے حضرت کی صحبت میں بالالتزام اختیار کی۔ اور

سالہا خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر کسب فیوض کیا۔ جب بمرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ حضرت نے خلافت سے مشرف فرما کر ان کے وطن کو روانہ کیا اور وہاں مشغول افادہ طلاب ہوئے اس زمانہ میں آگرہ دارالخلافت تھا۔ مگر اس سلسلہ کے خلفاء سے خالی تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت نے ان کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ بلا میری اجازت کے وہاں سے باہر نہ آنا۔ چنانچہ حضرت شیخ کو وہاں قبولیت عظیم ہوئی۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے وہاں کے عوام وخواص بہرہ یاب ہوئے کہ اسی اثناء میں ابلیس پر تلبیس نے بعض ایسے وسوسہ شیخ کے دل میں ڈالے کہ حضرت کی اجازت کے بغیر بغرض اصلاح بعض امور وطن کو مراجعت کی۔ یہ امر حضرت کے خلاف گذرا حضرت شیخ نے حضرت کی گرانی طبع معلوم کر کے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو۔ پھر واپس چلا جاؤں حضرت نے فرمایا وقت وہی تھا۔ اب اختیار ہے چاہے جاؤ یا نہ جاؤ۔ شیخ نہایت مضطرب ہو کر پھر آگرہ پہنچے۔ اور وہاں مثل اول افادہ خلائق میں مشغول ہوئے اور لوگوں نے ہجوم کیا۔ چونکہ اس زمانہ میں وہ دارالحکومت تھا۔ اور فوج وغیرہ بہت رہتی تھی۔ اکثر لشکری لوگ کہ ادب اور قواعد سے واقف نہ تھے۔ آتے شیخ انکو بخشونت نصائح کرتے اور گاہ گاہ اپنے حالات بلند اور مکشوفات بیان کرتے۔ چنانچہ بعض وقائع و معاملات منکروں تک پہنچے۔ انجام یہ ہوا کہ اس سے ایک صورت فتنہ پیدا ہوگئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آگرہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ بلکہ اس فتنہ کا اثر حضرت تک پہنچا کہ بادشاہ وقت نے جس کو اس طائفہ صوفیہ سے کچھ مناسبت نہ تھی۔ حضرت کو بلا کر ایذا پہنچائی۔ اور محبوس کیا۔ اس قصہ کے بعد شیخ نے اپنے وطن میں سکونت اختیار کی۔ اور سرگرم اشاعت طریقہ ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا۔ اس میں یہ تحریر کیا کہ از حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشارت ہائے خاص می یابد وعنایتہا می نمایند و

نصائح می فرمائید روزے فرمودند انت سراج الہند و باز و یاد طاعت امر نمودند و نیز از عالم غیب بشارت قطبیت میرسد و اکثر اوقات حادثہ کہ حکم الٰہی جلشانہٗ بوقوع آں تعلق گرفتہ است پیش از وقوع آں باں اعلام می بخشند و از غیب بشارتہائے عجیب می باید کہ عرض کردن بحضور گرامی تعلق دارد۔ آپ کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں۔ ان کی قبر شریف سہارنپور میں موجود ہے۔

مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا بدر الدین سرہندی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء جلیل القدر میں سے تھے۔ حضرات القدس کے آخر میں مولانا نے اپنے حالات اس طرح لکھے ہیں کہ میری پندرہ سال کی عمر تھی کہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت سے مشرف ہوا۔ جس وقت کہ آپ نے مجھ کو اسم ذات تعلیم فرمایا ہے اور خود متوجہ ہوئے بندہ بھی متوجہ ہوا۔ اتفاقاً میں نے حبس نفس سے ذکر شروع کیا۔ آپ نے اپنے اشراق باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ اسم ذات میں حبس نفس نہیں ہوتا۔ بلا حبس نفس کرو۔ بعد ازاں اس طرح میں نے ذکر شروع کر دیا۔ چنانچہ اسی مجلس میں ذکر جاری ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ چند سبق اور طلبہ کے ساتھ تکرار چھوڑ دینا چاہیے۔ تاکہ ذکر ملکہ دل ہو جائے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تمام حالات اور واردات لکھے ہیں۔ جو حضرت کی خدمت میں حاصل ہوئے اور حضرت نے ان کے اعلیٰ اور اصیل ہونے کی تصدیق کی۔ حضرت ان کے حال پر نہایت عنایت فرماتے اور اپنے عیال میں شمار کرتے۔ مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ مدت تک قالین پشمین پر نماز پڑھی اور چونکہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں پشم پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور حضرت کا طریقہ حتی الامکان جمع مذاہب کا تھا۔ آپ نے اپنے سجدہ کی جگہ تھوڑا سا سوتی کپڑا سی دیا تھا۔

جب وہ کپڑا میں نے اٹھالیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا کہ گھر چل کر کسی اچھی جگہ رکھ دوں گا۔ اتفاق سے نماز عشاء پڑھ کر میں سو گیا۔ اور اس کپڑے کا رکھنا بھول گیا اور وہ پگڑی میں رہا۔ اس کپڑے کی برکت سے اس رات بارہ مرتبہ بلکہ اس سے زیادہ مجھ کو جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ مولانا نے ایک کتاب حضرات القدس دو جلد میں پیران سلسلہ نقشبندیہ کے حالات میں درج کی ہے۔ پہلی جلد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک اور دوسری میں اپنے پیر دستگیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادگان عالی شان وخلفاء نامدار کے حالات بکمال وضاحت وصحت درج کئے ہیں۔ راقم الحروف نے بھی اس کتاب حضرات القدس سے بہت سے حالات درج کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جزا خیر دے کہ ہم پس ماندوں کے واسطے ایک ذخیرہ چھوڑ گئے واضح ہو کہ اس جگہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفاء کا تبرکاً ذکر دیا ہے۔ ورنہ آپ کے خلفاء مثل شیخ نور وشیخ حمید بنگالی وشیخ محمد صدیق وشیخ طاہر بدخشی وشیخ عبدالہادی بدایونی ومولانا خواجہ محمد صادق وشیخ خضر ومولانا شیخ احمد برکی ومولانا حسن برکی ومولانا شیخ محمد یوسف ومولانا کریم الدین ومولانا شیخ عبدالحی وشیخ مزمل ومولانا یار محمد قدیم ویار محمد جدید ومولانا امان اللہ وغیرہم بکثرت وخارج از شمار تھے۔ اور سب عالم فاضل صاحب کشف وکرامات وصاحب استقامت وارشاد تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم

خواجہ معصوم ملقب بہ عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ وفرزند ثالث تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ بمقام نسبی متصل سرہند ہوئی۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمایا

کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت مجھ پر نہایت مبارک ہوئی کہ ان کی پیدائش کے تھوڑی ہی مدت کے بعد میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشرف ہوا۔ جب حضرت سن تعلیم کو پہنچے۔ آپکو مکتب میں داخل کیا۔ وہاں مدت قلیل میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر کے دیگر علوم کے حاصل کرنے پر توجہ فرمائی۔ بچپن ہی سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی ان پر نگاہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ بابا جلد تحصیل علم سے فارغ ہو کہ مجھ کو تم سے بڑے بڑے کام ہیں۔ فرماتے کہ چونکہ علم مبدو حال ہے۔ اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت نے ان کو جمیع کتب معقول و منقول بکوشش تمام پڑھائیں۔ اکثر علوم انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما اور شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری قدس سرہٗ سے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اعظم سے تھے۔ پڑھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کی علو استعداد باطنی کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ دے بالذات قابل ایں دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ اور فرمایا کہ یہ اس کی علو استعداد کی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر میں بجا معیت استعداد و حقیقت تجلی ذاتی حرف توحید زبان پر لایا کہ میں زمین ہوں۔ اور میں آسمان ہوں۔ اور دیوار حق ہے اور اشجار حق ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم محبوب خدا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کو نہایت تعظیم و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ایام طفولیت میں حضرت کے ہمراہ دہلی گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کے قریب اپنے والد کے پلنگ پر جا کر سو رہے کہ اسی اثناء میں حضرت بھی تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ خواجہ معصوم کو بیدار کرے۔ مگر حضرت نے روک دیا۔ اور خود باہر آ کر بیٹھ

گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دوست آرام کرتا ہے۔ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اس کو تکلیف پہنچے اور ملال ہو حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ خود بیدار ہوئے۔ گیارہویں سال آپ نے اپنے والد حضرت مجدد سے اخذ طریقہ فرمایا۔ اور چودھویں سال حضرت سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے کہ تمام عالم اس سے منور ہے اور ہر ذرہ ذرہ میں ساری ہے۔ اگر مثل آفتاب غروب ہو جائے تو تمام جہان میں اندھیرا ہو جائے حضرت نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ تو قطب وقت ہوگا اور اس بشارت کو یاد رکھنا الحق کہ وجود حضرت خواجہ محمد معصوم ایسا ہی ہوا کہ جہان ان کے انوار و برکات سے معمور ہوگیا۔ سولہ سال کی عمر میں آپ جمیع علوم معقول و منقول سے فارغ ہو کر ہمہ تن متوجہ باطن ہوئے اور بعنایت الٰہی اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار و خصوصیات سے بہرہ وافر حاصل کیا۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ میں نے ایک روز خود حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ محمد معصوم کا حال میری نسبت روز بروز حاصل کرنے میں صاحب شرح وقایہ کا سا ہے کہ جس قدر اس کا دادا تصنیف کرتا تھا۔ اسی قدر وہ حفظ کر لیتا تھا۔ جس روز اس کی تصنیف ختم ہوئی۔ اسی روز اس کا حفظ کرنا ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت نے اسی مضمون کو اپنی نظم میں بکمال لطافت و نزاکت ادا کیا ہے۔ نظم

مجدد بتوصیف او لب کشاد　　بفر مود کاے پور عرفان نزاد
زعرفاں نوشتم ورق در ورق　　ہمہ خواندی از من سبق در سبق
تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی　　ہر آنچہ نہادم تو برداشتی
تو آخر چون من قطب دوراں شوی　　زمن ایں بشارت بہ یاد آوری

غرضیکہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کو اپنے والد ماجد حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کمالات و خصائص میں نصیب کامل ملا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد معصوم تجھ کو اصالت سے بھی بہرہ ہے اور تیری تخمیر طینت میں بھی بقیہ طینت جناب حبیب رب العالمین مندمج ہے اور محبوبیت ذاتیہ جو تجھ میں پائی جاتی ہے۔ اسی کے آثار سے ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرف اپنے مکتوب ایک سو بانوے جلد اول میں اشارہ فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ حضرت ایشاں ما رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ بقیہ از خلقت سرور دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والبرکات العلی ماندہ بود و آنرا ادلش گویاں بیک فرد از دولت منداں امت او عطا فرمودہ اند و تخمیر طینت او ازاں نمودہ و ازیں راہ آں فرد را از اصالت بہرہ درساختند ازاں بقیہ بعد تخمیر طینت آں فرد نیز بقیہ قلیلے ماندہ بود آں بقیہ نصیب یکے از منتسبان آں فرد آمدہ است و تخمیر طینت او ازاں فرمودند و باندازہ آں خطے از اصالت نیز یافتہ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرۃ اس مکتوب میں یکے از منتسبان آں فرد سے خود اپنی طرف اشارہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کو الہام ہوا کہ بارہ روز کے بعد دوپہر کو تیرا انتقال ہوگا دوسرے روز ہوا کہ گیارہ روز کے بعد دوپہر کو ہوگا۔ اور تیسرے روز الہام ہوا کہ دس روز کے بعد ہوگا۔ غرضیکہ ہر روز ایک ایک دن گھٹتا جاتا تھا۔ جب ایک دن باقی رہ گیا۔ تب آپ نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا۔ اور خاتمہ بخیر کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم کچھ فکر مت کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تمہارا نزول کامل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارھویں روز دوپہر کو آپ کا نزول کامل ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ محمد معصوم منصب قیومیت تجھ کو عطا ہوا اور اشیاء تیری قیومیت پر زیادہ راضی ہیں۔ چنانچہ

اس کا تذکرہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات میں بحوالہ مکتوب ایک سو چار جلد ثالث مکتوبات مجددیہ میں آچکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اس معاملہ کو ایک اپنے مخلص کو مکتوب چھیاسی جلد اول میں اسی طرح لکھا ہے۔ درآں ہنگام کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس درویشے را از مخلصاں خود بخلعت قیومیت نواختند و بایں امر خطیہ سرفرازش ساختند آں درویش را در خلوت داشتہ فرمودند کہ بعلاقہ ارتباط من بایں مجمع گاہ ہمیں معاملہ قیومیت بودہ کہ آنرا بتو عطا نمودہ شد و مکونات بشوق تمام بتو رو آوردند ند الحال سبب ماندن خود دریں جہاں فانی نمی یابم مکتوب چھیاسی جلد اول میں قیوم کی تعریف اس طرح لکھی ہے کہ قیوم دریں عالم خلیفہ حق است جل وعلا

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقداس نے فرمایا کہ محمد معصوم زمرہ سابقین سے ہے کہ جس کی شان میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ثلثۃ من الاولین وقلیل من الاخرین فرمایا ہے نیز مجھ کو اسرار متشابہات قرآنی و مقطعات فرقانی سے نصیب ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب ۲۲۷ جلد اول میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے فرمودند کہ در زمرہ سابقین کہ حضرت حق سبحانہ در شان ایشاں ثلثۃ من الاولین وقلیل من الآخرین فرمودہ است نظرے کردم خود را داخل آں جرگہ دیدم دیگے را از منتسباں خود نیز درآنجا باخود یافتم و مثل آں در اسرار متشابہات نیز نوشتہ اند کہ متشابہات کنایت از معاملات است روا بود کہ شخصے را معاملہ حاصل بود علم بآں معاملہ نباشد را دریک فردے منتسبان خود مشاہدہ نمودہ است بدیگراں تاچہ رسد خوش گفت سعادتہا است اندر پردہ غیب نگہ کن تا کرا ریزند جیب غرضیکہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ الولد سر لابیہ کے صحیح مصداق تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آخر عمر میں عزلت اختیار فرمائی تھی۔

کاروبار ارشاد و بیعت طالبان و امامت مسجد انہیں کے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ بعد انتقال اپنے والد کے زینت بخش مسند ارشاد ہوئے لکھا ہے کہ قریب نو لاکھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ سات ہزار خلیفہ صاحب ارشاد ہوئے۔ ایک ہفتہ میں آپ کی صحبت میں طالب کو فنا و بقا حاصل ہو جاتی تھی۔ ایک مہینہ میں کمالات ولایت سے مشرف ہو جاتا تھا۔ کشف مقمات الہیہ نہایت صحیح تھا۔ اپنے مریدوں کو جائے دور دراز سے فرما دیا کرتے تھے کہ تیری ولایت محمدی ہے۔ یا موسوی یا عیسوی شاہ اورنگ زیب بھی ان کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور بلالحاظ پس و پیش جہاں جگہ مل جاتی تھی بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت کا رعب اس قدر غالب تھا کہ بادشاہ زبانی گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ جو عرض معروض کرنی ہوتی تھی۔ تحریری پیش کرتا تھا۔ حضرت حرمین شریفین میں بھی حاضر ہوئے اور وہاں بانواع انعامات حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ و جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستعد ہوئے۔ وہاں کے بعض معاملات آپ کے فرزند ثانی حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس میں سے جستہ جستہ میں بھی لکھتا ہوں۔

نقل ہے کہ جب حضرت بحری سفر طے کر کے خشکی میں روانہ ہوئے۔ فرمایا کہ تمام دشت نشیب و فراز یہاں کے انوار نبوی علیٰ مصدہا الصلوٰۃ والتسلیمات سے پر پاتا ہوں اور تمام اشیاء اس نور میں غرق ہیں۔ ایک روز فرمایا کہ ان دنوں سفر خشکی میں بہ نسبت سواری جہاز کے انوار کعبہ حسنہ بیش از پیش ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے منتقل ہو کر میری طرف بہ بشاشت تمام تبسم کناں آیا۔ فرمایا گیارہویں ذی الحجہ کو جب طواف سے فارغ ہوا اگرچہ جمرات ابھی میرے ذمہ باقی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ صرف اداء ارکان پر کاغذ اجر و قبولیت حج مسجل کر کے مجھ کو عنایت فرمایا ایام کعبہ میں حضرت اکثر طواف میں مشغول رہا کرتے تھے اور اس وقت اس عبادت کو سب میں

افضل جانتے تھے۔ فرمایا کہ امور عجیبہ وغریبہ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ غالب اوقات معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ حسنہ مجھ سے معانقہ کرتے ہیں۔ اور باشتیاق تمام تقبیل و استلام واقع ہوتا ہے فرمایا کہ انہیں دنوں ایک روز مجھ سے اس قدر انوار و برکات ظاہر ہوئے کہ اس سے تمام دشت و اشیاء مملو ہوگئے اور اس کے مقابلہ میں تمام دیگر انوار نابود معلوم ہونے لگے۔ چنانچہ اس حقیقت کے دریافت کے واسطے میں متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ مجھ کو اپنے سے انخلاع اور کعبہ حسنہ سے تحقق ہوگیا ہے۔
ایک روز حضرت اہل معلیٰ کی زیارت کو گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر توقف کر کے فرمایا بحر انوار موجزن ہے اور کمالات صحبت خیر البشر تاباں اور درخشاں ہیں۔ بعد ازاں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے۔ اور وہاں مراقبہ طویلہ کیا فرمایا جس قدر عنایات حضرت کلاں تر امہات المومنین نے فرمائیں۔ کسی نے نہیں کیں۔ حتیٰ کہ اکثر اوقات احتجاب سے باہر آ کر بکمال نوازش فرمانے لگیں کہ فلاں شخص کو یہ انعام دو اور یہ نعمت بخشو فرمایا آپ کی نسبت کمال علو و رفعت میں ہے۔ گویا کہ کمالات نبوی علیٰ صدرہا الصلوٰۃ والسلام میں محفوف ہیں۔ فرمایا کہ جب میں فاتحہ سے فارغ ہوا۔ سراپردہ میں تشریف لے گئیں۔ کہ وہی فاتحہ وداع تھا۔ بعد ازاں حضرت فضیل بن عیاض و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ امت مرحومہ میں جو چند مشائخ کبار مستثنیٰ ہیں اور علیحدہ شان رکھتے ہیں۔ انہیں میں سے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ایام اقامت مکہ معظمہ میں حضرت کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوگئے۔ حضرت نے ان کی صحت کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ فرمایا کہ جس وقت میں نے ان کی صحت کے واسطے دعا کو ہاتھ اٹھائے میری طبیعت میں اقسام مخلوقات نے بلکہ جمیع

خلائق اسماء صفات اللہ جل شانہ نے میری مشارکت کی فرمایا کہ ایک روز میں طواف کرتا تھا کہ اسی اثناء میں کعبہ حسنہ نے مجھ سے معانقہ کیا اور بشوق عجیب و غریب بغلگیر ہوا۔ فرمایا کہ ایک رات میں رکن یمانی کے نزدیک حاضر ہو کر نماز وتر پڑھتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں فرشتوں کا ایک مجمع کثیر ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ستر ہزار فرشتہ رکن یمانی کے نزدیک حاضر رہتے ہیں۔ وہ میرے گرد آ کر جمع ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں قلم دوات ہے۔ اور میری حقیقت معاملہ کچھ لکھنے لگے فرمایا کہ ایک روز بعض کمالات حاصل کرنے کے واسطے کمال تضرع و التجا سے دعا مانگی۔ اور بعد دعا کہا مَا لَیَعْبُدُ اِلَّا اَرَادَات بجر د اس کے انشراح و بسط عظیم سینہ میں ہوا۔ بعد نماز صبح حلقہ میں دیکھا کہ ایک خلعت عالی مجھ کو عنایت ہوا ہے متوجہ ہوا کہ آیا یہ کس قسم کا خلعت ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ فرمایا کہ ایک بار مصلیٰ مالکی پر حلقہ و مراقبہ کیا۔ ایک خلعت بکمال علوشان اپنے اوپر دیکھا۔ اور اپنے تئیں ارشاد سے مناسبت پائی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہے۔ مگر بوجہ قرب قیامت وقت اس کے ظہور کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی اثناء میں محسوس ہوا کہ مجھ کو دوات اور قلم عنایت کیا۔ جس طرح کہ منصب و زارت دیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ طائف سے واپس ہو کر ایک روز مصلائے مالکی پر حلقہ ذکر میں مع یاراں مشغول تھا کہ اسی اثناء میں غیبت ہوگئی۔ معلوم ہوا گویا کوئی شخص پروردگار کی عنایات عظیمہ کی مجھ کو خبر دیتا ہے۔ اسی وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ ایک خلعت جلیل القدر کہ کثرت شعشان انوار سے اسکی صورت متمثل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ایک نور صرف تھا۔ مجھ کو پہنایا اس کے بعد میں حلقہ سے اٹھ کر خارج از مسجد آیا اور آ کر لیٹ رہا۔ وہاں پھر وہ خلعت اپنے اوپر پایا کہ اتنے میں کسی نے آواز دی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ایسا ہے بامناسب اس کے لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری

فرمایا کہ جب حرم محترم سے رخصت ہونے کے دن قریب آ گئے الطاف عظیمہ و انعام فخیمہ مرحمت ہوئے۔ اور معلوم ہوا۔ ایک خلعت عالی سبز رنگ مکلل بجواہر عنایت ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ خلعت وداع ہے اس وقت فرزندوں کے واسطے جو کہ رفیق سفر تھے۔ متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ عنایت ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک اس کے بعد حضرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ راہ میں جو آثار نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و مزارات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پڑتے سب کی زیارت کرتے جس وقت وادی بدر سے صفراء میں پہنچے۔ راستہ سے علیحدہ ہو کر حضرت عبیدالحارث کی زیارت کو کہ شہداء بدر سے ہیں گئے تھوڑی دیر تک ان کی قبر پر مع یاراں متوجہ رہ کر قافلہ سے آ ملے فرمایا کہ جس وقت حضرت عبیدالحارث کی قبر پر متوجہ ہوا۔ ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر میں بکمال ظاہر ہوئے۔ اور میری طرف آ کر بکمال بشاشت ملاقات کی اور ایک ساعت ٹھہر کر جلدی سے واپس چلے گئے۔ جیسے کہ کوئی ضروری کام میں مشغول ہوتا ہے۔ اور مہمان کی خاطر سے آ کر فی الفور لوٹ جاتا ہے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے رات کو بوجہ کثرت شوق و شدت ظہور شعشان انوار نیند نہ آئی۔ صبح کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ روضہ منورہ پر حاضر ہوکر آداب زیارت بجا لائے۔ روضہ معطرہ شریفہ سے کمال الطاف وعنایات و دریافت احوال ظاہر ہوا۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے داخل طریقہ ہونے کی درخواست کی۔ حضرت نے بباعث کمال ادب اس معاملہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ اور مواجد کریمہ پر کھڑے ہوکر مراقبہ کیا۔ چنانچہ کمال رضا اس امر جلیل القدر میں معلوم ہوئے۔ اور خلعت ارشاد جناب مقدس مطہر علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ و سلام عنایت ہوا اور انوار عنایات حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ظاہر ہوئے۔ ایک روز مزارات بقیع کی زیارت کو گئے۔ الطاف و عنایات

حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ و مہربانی اہل بیت خصوصاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا زیادہ از حدوعد ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ اگرچہ حضرت صدیقہ کا مزار بقیع میں ہے۔ مگر حجرہ شریفہ ان کا گھر ہے۔ اکثر اوقات ام المومنین کو حجرہ شریفہ میں حضرت نبوی کے پاس پاتا ہوں۔ اور مسجد شریف کو ان کے انوار سے مملو دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جس قدر عنایات حضرت عائشہ صدیقہ کی اپنے بارے میں دیکھتا ہوں۔ وہ بیاں نہیں ہوسکتیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کام کے واسطے میں نے حضرات شیخین کو حضور انور میں شفیع کیا۔ لیکن اس کا اثر کسی حکمت سے ظاہر نہ ہوا۔ آخرکار حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وسیلہ کیا۔ آپ نے اپنے تئیں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا۔ اور ان کی گود میں لیٹ کر لوازم محبت و آثار موانست بجا لاکر میرے معاملہ کو پیش کیا۔ چنانچہ وہ مقصود فی الفور حاصل ہوگیا۔ فرمایا کہ کمالات حضرت فاطمہ زہرا علی ابیہا وعلیہا السلام شب مولد آنحضرت ظاہر ہوئی اور اجتماع عظیم و سرور فخیم اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حجرہ شریفہ میں معلوم ہوا۔ حضرت کو دو روز کی مسجد نبوی میں اعتکاف کی اجازت ہوئی۔ رات کے وقت جب سب کو وہاں سے حسب معمول علیحدہ کر دیا۔ حضرت مواجہ شریف میں جا کر مراقب ہوئے۔ فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ خاص سے باہر تشریف لائے۔ اور میرے اوپر نزول فرمایا اور اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا کہ حضرت مقصورہ سے باہر تشریف لائے اور بکمال عنایت مجھ سے بغلگیر ہوئے اس وقت مجھ کو الحاق خاص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت سے حاصل ہوا فرمایا کہ ایک روز اہل بقیع کی زیارت کو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت کمال علو و لطافت ظاہر ہوئی۔ اور اپنے حال پر کمال الطاف وعنایت معلوم ہوئی اور ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ محسوس ہوا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کو گیا۔ حضرت کی نسبت علیہ کی ایک تلاطم امواج معلوم ہوئی اور اپنے بارے میں کرم وتلطف بیشمار سمجھ میں آیا۔ اور یہ بھی محسوس ہوا کہ آنحضرت مجھ کو اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تو ہمارا ہے اور ہمارا ہی مہمان ہے۔ فرمایا کہ اس سے قبل اپنا معاملہ حضرت صدیقہ کی جانب بوجہ ان کی کثرت عنایات کے زیادہ مائل پاتا تھا۔ جب مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بحر نسبت میں مستغرق ہوگیا کہ اتنے میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت نے شرف ظہور فرمایا اور باوجودیکہ حالت متقدمہ میں تحقق واستہلاک تھا نسبت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بھی استغراق ظاہر ہوا۔ اس کے بعد اس جگہ دونوں بزرگوں نے بنفس نفیس خود ظہور فرمایا۔ اور مجھ کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا داہنے شانہ کی طرف ظاہر ہوئیں۔ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بائیں جانب اور اس معاملہ کو مغرب سے عشاء کا وقت ہوگیا۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا کہ مسجد شریف میں نسبت زہرا بتول غالب آئی۔ ان کی نسبت مائل بسفیدی معلوم ہوئی۔ اور حضرت صدیقہ حبیبہ کی نسبت مائل بسرخی تھی۔ اس کے بعد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ شریف میں حاضر ہوا۔ وہاں بھی یہی معاملہ پیش آیا کہ دونوں مجھ کو اپنی جانب کھینچتی تھیں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت نے بھی قوت واستیلاء پیدا کیا۔ گویا کہ دونوں نسبت مساوی ہوگئیں۔ بعد عشاء آپ نے فرمایا کہ تاحال وہی کیفیت ہے اور میں ایک ایسے فرح وسرور کے عالم میں ہوں۔ کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہے کہ اس قسم کے دو عالی شان بادشاہ اس ضعیف کے حال پر مہربان ہیں۔ فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ وجود شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز جمیع عالیان ہے۔ عرش سے فرش تک تمام

مخلوقات کیا جن و انس حور و ملک و سائر جنود الٰہی آپ کے محتاج ہیں اور آپ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہے۔ لیکن قیام افاضات آپ کے توسل شریف سے ہوتا ہے اور مہمات ملک وملکوت آپ کے اہتمام و انصرام سے سرانجام پاتے ہیں۔ شب و روز کافہ مخلوقات پر روضہ مطہرہ علیٰ ساکنہا الصلوٰۃ والسلام التحیۃ سے علیٰ سبیل الاتصال انعام فائض ہوتا رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ وما ارسلنک الا رحمة للعالمین ہیں۔ فرمایا کہ بلایں ہمہ عموم رحمت استغنا وعظمت بھی کہ لازمہ مقام محبوبیت سے ہے۔ بوجہ اتم واکمل پائی جاتی ہے۔ اور اسی سبب سے آپ کے حضور میں عرض احتیاج کے واسطے توسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بلاتوسل مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز فرمایا کہ کل سے ظہور اسرار وتلاطم امواج انوار معلوم ہوتا تھا۔ اور آج ایک ایسا معاملہ اضافہ کیا ہے کہ اشارۃً بھی ظاہر نہیں کرسکتا۔ اور اگر ظاہر ہو قطع البلعوم وذبح الحلقوم کا سزاوار ہوں۔ مگر بعض مقامات برمز کہتا ہوں اور وہ معاملہ کمون و بروز ہے۔ جب شیخ کامل یہ چاہتا ہے کہ اپنے جمیع کمالات کسی مرید صادق میں اضافہ کرے تو اپنے سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس وقت وہ مرید بتاشہ مرشد کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جملہ دقائق و لطائف سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ کو اپنی نسبت حضرت خیرالبریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت کیا کرتے تھے۔ اب اس قسم کا معاملہ عظیمہ فقیر بھی اپنی نسبت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پاتا ہے۔ اس سبب سے بعض معاملات ایسے درمیان آتے ہیں کہ لاعین رأت ولا اذن سمعت اور اس وجہ سے رات جو اشعار نعت و قصائد مدحیہ حسب رسم قدیم پڑھتے گئے۔ سب کو اپنی طرف منسوب پاتا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت کے صاحبزادہ ثانی نے عرض کیا۔ کہ کمون و بروز بھی فنا

وبقا متارفہ قوم ہے۔ یا کوئی علیحدہ معاملہ ہے۔ فرمایا کہ نہیں یہ غیر فنا و بقا ہے اور اس سے بدرجہا ممتاز ہے۔ ایک روز حضرت بقیع میں گئے۔ بعد واپسی فرمایا کہ جس قبر پر جاتا تھا۔ جس طرح کہ صاحب قبر بعنایت پیش آتا تھا۔ اسی طرح دوسرے اہل قبور کہ جن کی قبر پر جانے کا ارادہ ہوتا تھا۔ اور میری ملاقات کو اس طرح جمع ہوتے تھے۔ جیسے کہ کسی نہایت عزیز مہمان کے واسطے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیٰ ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پر پہنچا میری طرف آکر مجھ سے ملحق ہوگئے۔ کبھی میری گود میں لپٹتے تھے اور کبھی گلے سے لگتے تھے۔ بالکل نور ہی نور تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اپنے جگر گوشہ کے حق میں فرمایا کہ لو عاش لکان نبیا فرمایا کہ ان کی نسبت سے اس قسم کا التذاذ ہوا کہ فراموش نہیں ہوگا فرمایا کہ بقعات مبارکہ اور مزارات متبرکہ میں میری نسبت نے ظہور عجیب و انجلائے غریب پیدا کیا۔ اور میں نے اپنا قرب و منزلت بجناب اقدس او تعالیٰ مشاہدہ کیا۔ محسوس ہوا کہ تمام عالم اس نسبت کے انوار سے مملو ہوگیا ہے۔ اور مکونات عالم صف باندھے ہوئے میرے گرد ہیں۔ اور میں ان میں امام معلوم ہوتا ہوں اور جو فیوض و برکات گوناگوں کافہ خلائق کو پہنچتا ہے۔ اس درویش کے توسط سے پہنچتا ہے۔ اور تمام مخلوقات کیا اولیاء اور کیا غیر اولیاء اس فقیر سے حصول برکات و ترقیات کے منتظر ہیں اور اکثر اوقات دوات قلم اپنے پاس تصحیح مہمات ملک کے واسطے حاضر پاتا ہوں جیسا کہ وزیر اعظم کو بارگاہ سلطانی میں نسبت و قدرت ہوتی ہے۔ وہی حالت مجھ کو اپنے میں سمجھ آتی ہے اس کے سواء اور اسرار غریبہ اس جلیل القدر خدمت کے سواء ظاہر ہوتے تھے۔ فرمایا جس قدر میری نسبت کا ظہور ہوتا تھا۔ مجھ کو تعجب ہوتا تھا کہ حضور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں دوسرے کی نسبت کے ظہور کا کیا موقع ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ بھی انہی کی

عنایات و برکات کا اثر ہے۔ اور انہیں کا طفیل ہے۔ فرمایا حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس قدر الحاق و فنا ہے کہ عوام زائرین کو ان کے ظہور عنایات و برکات سمجھ میں آتے ہیں۔ چنانچہ بکمال کرم خلعت خاصہ خود اس احقر کو عطا فرمائے۔ اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی قدر فاصلہ سے مدفون ہیں۔ ان کے انوار و برکات میں خوب تمیز ہوتا ہے۔ اور جب کبھی وہاں جاتا ہوں۔ عجیب معاملات و اسرار درمیان میں آتے ہیں فرمایا کہ بقیع میں یوں تو سب بعنایت پیش آتے ہیں۔ مگر امیر المومنین سیدنا عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدنا ابراہیم وعبدالرحمٰن بن عوف وعبدالرحمٰن بن مسعود و امام اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اوروں سے زیادہ مہربان ہیں۔ ایک روز حضرت نے مواجہ کریمہ میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام محراب عثمان کے پاس حلقہ ذکر مع اصحاب کیا۔ فرمایا معلوم ہوا کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ روضہ منورہ سے حلقہ کی طرف متوجہ ہیں۔ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند خواص جن کو قرب خاص ہے۔ باہر آئے۔ ان میں ایک فرزندی محمد عبیداللہ بلباس عالی تھا۔ فرمایا نساء اہل بیت میں حضرت خدیجہ الکبریٰ و عائشہ صدیقہ وحضرت زہرا بتول کی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان علیحدہ ہے۔ اور یہ تینوں بزرگ علوشان ہیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فرمایا کہ جس وقت مدینہ سکینہ سے روانہ ہونے لگا۔ مسجد شریف میں رخصت کے واسطے حاضر ہوا۔ بباعث حزن و الم جدائی بے اختیار گریہ بکثرت شروع ہوگیا۔ اسی غم واندوہ میں حضرت خاتمیت بکمال ابہت وعظمت روضہ مطہرہ سے ظاہر ہوئی۔ اور نہایت کرم سے ایک خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت کہ ہرگز ایسا نہیں دیکھا تھا۔ احقر کو پہنایا اور محسوس ہوا کہ اس تاج پر ایک سر پر

کا طرہ لگا ہے اور اس پر ایک لعل جڑا ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت خاص جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اترا ہے۔ اور خلقتوں کی طرح نہیں ہے۔ فرمایا کہ خلعت عطا کرنے سے نظر کشفی میں نسبت خاصہ مرحمت فرمانا مراد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اس وقت میں متردد ہوا کہ آیا وطن جاؤں یا اس جگہ مقیم رہوں۔ اور ملتجی اور متضرع ہوا کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی مبارک کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی کمال مرضی واپس ہوجانے کی ہے۔ اسی اثناء میں ایک شخص (اس جگہ ایک شخص سے مراد دارہ شکوہ ہے کہ اس کو اس خاندان سے نہایت کینہ تھا اور حضرت کی روانگی کے بعد اپنے کی علالت میں بادشاہ ہوگیا تھا) کی نسبت خیال آیا کہ دشمن شریعت غرّا اور اس خاندان کا ہے۔ اور اس معاملہ میں جناب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ملتجی ہوئے۔ محسوس ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام دست مبارک میں شمشیر برہنہ لے کر ظاہر ہوئے۔ گویا کہ اس کے قتل کا اشارہ فرماتے ہیں۔ فوقع کما اشار صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم مدینہ شریفہ سے جب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت کو درد مفاصل عارض ہوگیا۔ شدت مرض میں فرمایا کہ حضرات عالیات زہرا بتول وصدیقہ حبیبہ وحضرت ابراہیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گویا کہ میری عیادت کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ یہ حضرات بکمال عنایات میں پیش آئے ہیں۔ حضرت کے تصرفات زائد از حد ہیں۔ مگر اس جگہ بمقتضائے لایدرک کلہ' لا یترک کلہ چند بطور اختصار زیر قلم آتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا۔ اور لوگوں کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا۔ حضرت کو یہ سن کر غیرت آئی۔ اور بہت سی آگ جلوا کر یا نار کونی برداً وسلام علیٰ ابراهیم پڑھ کر دم کیا۔ اور ایک شخص کو فرمایا کہ اس

میں بیٹھ کر ذکر کر۔ چنانچہ وہ بیٹھ کر مشغول ذکر ہوا۔ اور آگ اس پر گلزار ہوگئی۔

نقل ہے ایک شخص نے کابل میں خواب میں دیکھا۔ گویا حضرت نے مجھ کو تبرک عطا فرمایا ہے۔ بیدار ہوا تو تبرک موجود تھا۔

نقل ہے کہ چند اشخاص حضرت کے پاس راہ دور و دراز سے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ہر ایک کو ملبوس خاص عطا فرمایا۔ لیکن ایک شخص محروم رہا۔ جب وہ اپنے مکان پر مع رفیقان پہنچا۔ اس کو اپنی محرومی کا نہایت افسوس ہوا۔ اور اسی حسرت میں تھا کہ ناگاہ شور وغل حضرت کی تشریف آوری کا بلند ہوا۔ اور آدمی استقبال کے واسطے چلے وہ شخص بھی بخوشی تمام روانہ ہوا۔ جب بیرون شہر پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس کو دیکھ کر فرمانے لگے تو کیوں آزردہ ہوتا تھا۔ یہ تبرک لے۔ اور کلاہ شریف ہاتھ میں دے دی بمجرد کلاہ دینے کے حضرت نگاہ سے غائب ہوگئے۔ اور کلاہ شریف اس کے ہاتھ میں رہ گئی۔ ایک روز حضرت وضو فرماتے تھے کہ ناگاہ خادم سے لوٹا لیکر دیوار پر مارا۔ چنانچہ وہ لوٹا ٹوٹ گیا۔ اور لوٹے سے وضو کیا۔ حاضرین نے اس امر کو ذہن نشین رکھا۔ مدت کے بعد ایک سوداگر آیا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں بنگالہ کی طرف ایک صحراء میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر میری طرف غراتا چلا آتا ہے۔ دیکھ کر نہایت خوف ہوا۔ ناگاہ حضرت کو دیکھا کہ لوٹا لئے آئے ہیں۔ اور اس شیر کی طرف پھینک کر زور سے مارا کہ اس کے خوف سے شیر فرار ہوگیا۔ اور میں محفوظ رہا۔

نقل ہے کہ جب حضرت حج کو جاتے تھے۔ راہ میں شہزادہ اورنگ زیب قدموس ہوا اور بارہ ہزار روپیہ نذرانہ حاضر کیا۔ اور نہایت اخلاص سے پیش آیا۔ حضرت نے اس کو بشارت دی۔ اس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو یہ لکھ بھی دیں۔ چنانچہ حضرت نے اس کو لکھ دیا توقع کما قال گوہر آرائے اس کی ہمشیرہ کہا کرتی تھی کہ میرے بھائی اورنگ زیب نے بارہ ہزار روپیہ کو سلطنت خریدی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہوگیا ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہا۔ نہ کام دنیا کا کرتا ہے۔ نہ عاقبت کا حضرت اس کو سمجھانے لگے۔ تو اس نے کہا

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند   گرتو نمی پسندی تبدیل کن قضا را

حضرت نے فرمایا۔ ہم نے تیری قضا تبدیل کی۔ چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوا۔ اور خیال عشق جاتا رہا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کی سواری میں ایک سید براہ ادب آگے آگے پا پیادہ چلے جاتے تھے۔ اژدحام خلائق سے کسی جگہ ایک گلی میں گر پڑے دل میں خطرہ گذرا کہ میں سید اور ایسا ذلیل بلاسواری کے چل رہا ہوں۔ بمجرد اس خطرہ کے حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب میں نے آپ سے کب کہا کہ آپ بلا سواری پاپیادہ چل کر ذلیل ہوں۔ وہ سید صاحب اس خطرہ سے تائب ہوگئے۔

نقل ہے کہ ایک شخص بیمار ہوگیا۔ ہر چند علاج معالجہ کیا۔ لیکن نفع نہ ہوا۔ حضرت سے رجوع کیا۔ اور عرض کیا کہ حکماء ظاہر کے علاج سے امید شفاء نہیں۔ آپ دعا فرمایئے کہ صحت ہو۔ فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوگا اور پس ماندہ وضو کا پانی پلایا۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ آرام ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی آنکھیں دکھنے آئیں۔ ہر قسم کا علاج کیا۔ لیکن فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک شخص نے اس سے اپنی مجرب دوا کی تعریف کی۔ اس بیچارہ نے اس کا استعمال کیا۔ بمجرد لگانے کے اس کی آنکھیں بالکل جاتی رہیں کہ اسی اثناء میں حضرت حج سے واپس تشریف لائے۔ یہ بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا اور لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگا کر فرمایا کہ اسی طرح گھر چلا جا۔ وہاں جا کر آنکھیں کھولنا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ آنکھیں جو کھولیں تو بینائی موجود تھی۔

نقل ہے کہ ابتداء ناصر علی شاعر کی طبیعت شاعری میں بہت مناسبت نہ تھی اور میلان دل اس جانب تھا۔ ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض مافی الضمیر کیا۔ آپ اس وقت وضوفرماتے تھے۔ وہی پانی پلایا۔ بمجرد پینے کے وہ موزونی وہ شوخی پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ چنانچہ اسی کا شعر ہے۔

بایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید

با یراں می فرسیم تا کہ می گوید جوابش را

نقل ہے کہ ایک حضرت کا داماد اور عورت کی جانب متوجہ تھا۔ صاجبزادیوں نے اس امر کی حضرت سے شکایت کی۔ آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ مر جائے گا۔ صاجبزادیوں نے عرض کی کہ جیتا رہے۔ فرمایا کہ بس اب جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ اب ایمان کی دعا کرو۔ چنانچہ اسکے تیسرے چوتھے دن ان کا انتقال ہوگیا۔

نقل ہے کہ حضرت کے خادموں میں سے ایک شخص نے ایک دوا کسی امیر کو دی۔ اتفاقاً وہ دوا ناموافق نہ آئی۔ امیر نے چاہا کہ اس کو ایذا پہنچائے۔ یہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں طبیب ہوں۔ اور فلاں امیر کو دوا دی تھی۔ اس کو نقصان ہوا۔ اور مجھ کو تکلیف دیا چاہتا ہے۔ آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ پہلے تم طبیب نہ تھے۔ لیکن اب تمطیب ہوگئے۔ جاؤ اس کو دوا دو فائدہ کرے گی۔ اور آئندہ سے جو دوا دو گے۔ آرام ہو جایا کرنے گا۔ چنانچہ اس حکیم نے بازار سے کچھ دوا لے کر اس کو دی فی الفور آرام ہوگیا۔

نقل ہے کہ حضرت کے ایک خادم کے چھ مہمان آئے۔ اس کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموش بیٹھا رہا کہ اتنے میں آم آئے اور حضرت کے وہاں معمول تھا کہ حاضرین کو دس دس آم دیئے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت نے اس شخص کو بلا کر اپنے ہاتھ سے دس آم دیئے۔ اور فرمایا کہ تمہارا حصہ ہے۔ پھر دس اور دیئے اور فرمایا یہ تمہارے ایک

مہمان کا ہے پھردس اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے دوسرے مہمان کا حصہ ہے۔ غرضیکہ چھیوں کا حصہ اسی طرح دیا۔ اور بعد ازاں چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں۔ اور فرمایا کہ تم بجائے ہمارے فرزند کے ہو۔ جس وقت ضرورت ہوا کرے بے تکلف خانقاہ سے لیا کرو۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تنگی مبدل بفراغت ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس شخص کو کمال فراغت ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے موجودات عالم امکان مثل زمین و آسمان و آفتاب وغیرہ سے استفسار کیا کہ ارباب وحدت الوجود تم میں شہود و مشاہدہ مطلوب ثابت کرتے ہیں آیا یہ درست ہے یا نہیں اور تم میں مطلوب جلوہ گر ہے یا نہیں سب نے جدا جدا تقدس و تنزیہہ خدا و تعالیٰ ظاہر کیا کہ ہم پر یہ تہمت مت رکھو ہماری کیا مجال کہ اللہ تعالیٰ کی مظہری اور مرائیت کا دعویٰ کریں۔ اللہ تعالیٰ باآں علوشان تنزیہ ہم میں کس طرح ظہور فرمائے۔ سب نے اپنے تئیں خالی محض بیان کیا اور حقیقت آسمان نے سب حقائق سے زیادہ انکار اس دعویٰ کا کیا اور بکمال عجز و زاری پیش آئے اور چونکہ اس کی طرف حوادث زمانہ رجوع کرتے ہیں۔ اس سبب سے وہ سب سے زیادہ خائف و ہیبت زدہ نظر آئے۔ اور ایسے ہی آفتاب ترس و خجالت سے شرمندہ و محزون تھا۔

وفات حضرت کو مرض وجع مفاصل اکثر رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی اس قدر شدت ہوئی کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ تب حضرت نے فرمایا کہ اب دوا کوئی فائدہ نہ دے گی۔ حکیم مطلق نے اس سے اثر زائل کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو الہام کیا ہے کہ معاملہ ارشاد اب انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ گویا کہ جو آفرینش سے مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت نے اپنا تمام کتب خانہ صاحبزادوں پر تقسیم کر دیا ۱۰ محرم ۱۰۷۹ھ جمیع وضیع و شریف کو بلا کر وصیت کی کہ میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث و اجماع و

اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ فقراء خلاف شرع سے پرہیز رکھنا۔ آخر ماہ صفر میں جب حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوا۔ حضرت نے عین مجمع میں فرمایا کہ بے اختیار یہی دل چاہتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد پھر حضرت پر مرض کا بدرجہ غایت غلبہ ہوا۔ انتقال سے دو تین روز بیشتر حضرت نے قرب و جوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ متضمن استدعا سلامت خاتمہ بایں عبارت لکھ کر بھیجا۔ فقیر محمد معصوم از دنیا میرود کہ بدعائے خیریت خاتمہ مدد و معاون باشند۔ چنانچہ اس کے جواب میں سید مرزا نامی ایک بزرگ نے یہ دو شعر لکھے تھے۔

در ہر پیر زن ے زد پیمبر کہ اے زن درد عایم یاد آور

یقین میداں کہ شیراں شکاری دریں راہ خواستند از مور یاری

وفات سے ایک روز قبل جمعہ کا دن تھا۔ حضرت نماز جمعہ کو مسجد میں تشریف لائے بعد نماز فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت دنیا میں رہوں۔ اور سب کو پند و نصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو حضرت نے بکمال تعدیل ارکان نماز ادا کی بعد مراقبہ معمولہ کے اشراق کی نماز پڑھی۔ بعد ازاں آپ پر سکرات موت شروع ہوگئے۔ اسوقت آپکی زبان جلد جلد چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت یٰسین شریف پڑھتے تھے۔ غرضیکہ دوپہر کے وقت دوشنبہ کے دن نویں ربیع الاول کو ۱۰۷۹ھ ہجری کو جان بجاناں تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت کا حلیہ وعبادات و عادات

حضرت تمام قد پر اندام گندم رنگ وکشادہ ابرو بلند بینی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی داڑھی سفید تھی۔ تمام اعضا نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ لباس میں چوغہ بطور تورانیوں کے پہنا کرتے تھے اور کبھی ہندوستانی جامہ بھی پہنا کرتے

تھے۔ عمامہ سر سے باندھتے تھے۔ ثلث یا ربع شب باقی رہے۔ نماز تہجد کو اٹھتے تھے۔ اور بکمال احتیاط و آداب استنجا و وضو سے فارغ ہو کر نماز شروع کرتے اور آٹھ رکعت سے کم نہ پڑھتے اور اس میں قرأت یٰسین پڑھتے۔ یا تلاوت قرآن مجید کرتے اور دس شب میں ختم کرتے۔ اول سورہ فاتحہ سے سورہ آل عمران کی آیت وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تک پڑھتے۔ دوسری شب کو وہاں سے لے کر سورہ مائدہ کو ختم کرتے تیسری شب میں سورہ انعام سے سورہ توبہ کی آیت تک مِنَ الذینَ اوتو الکتابَ الی صاغرون چوتھی شب کو وہاں سے لے کر سورہ رعد ختم فرماتے۔ پانچویں شب کو سورہ ابراہیم سے سورہ طٰہٰ ختم فرماتے چھٹی کو سورہ نمل ختم فرماتے۔ ساتویں کو سورہ قصص سے سورہ یٰسین ختم فرماتے۔ آٹھویں کو صافات سے حم ختم فرماتے۔ نویں کو سورہ محمد سے سورہ تحریم ختم فرماتے۔ دسویں کو سورہ تبارک سے والناس تک پڑھ کر پھر اول رکوع میں الم پڑھتے۔ اور جس جگہ آیت سجدہ آتی اس جگہ سجدہ فرماتے۔ اور بعد ہر دوگانہ مراقبہ بحضور تمام فرماتے۔ واستغفار و کلمات تسبیح تحمید و تمجید بھی پڑھتے۔ اور بعض صاحبزادوں کو جو حرم سرا میں ہوتے توجہ فرماتے بعد ازاں آرام فرماتے کہ تہجد بین النو میں واقع ہو پھر جس وقت صبح کو اذان ہوتی اٹھتے اور استنجا و وضو بکمال احتیاط کر کے دو رکعت سنت پڑھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ اور وہاں خود امامت کر کے فرض پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات ماثورہ پڑھ کر متوجہ قوم ہوتے اور دعا مانگتے۔ بعدہ مراقبہ فرماتے اور حاضرین پر القاء فیض کرتے۔ اس وقت حافظ قرآن پڑھا کرتے جس وقت کہ آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو جاتا تب نماز اشراق چہار رکعت دو سلام سے ادا کرتے۔ اور استخارہ یومی وسلبی بھی پڑھتے۔ بعد ازاں صحبت قہوہ ہوتی۔ اسوقت حاضرین سے بات چیت بھی ہوا کرتی تھی۔ اور دعوات ماثرہ بھی اس وقت پڑھی جایا کرتی تھیں۔ اس کے بعد خاص خاص خدام کو توجہ

سے مشرف فرماتے۔ وبشارات مقامات ارجمند دیتے۔ بعد ازاں تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوتے ہر روز موافق منزل تہجد پڑھتے۔ بعد تلاوت قرآن شریف دعا فرما کے متوجہ دولت خانہ ہوتے۔ اور محل سرا میں پہنچ کر تجدید وضو فرماتے۔ اور آٹھ رکعت نماز ضحیٰ پڑھتے۔ اور گاہ گاہ یہ نماز باہر ادا کر کے گھر میں تشریف لے جاتے۔ اور یہ نماز قریب دوپہر ادا کرتے۔ بعد ازاں طعام تناول فرماتے۔ اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر ہاتھ دھوتے۔ پھر قیلولہ فرماتے پھر جس وقت موذن اذان ظہر پڑھتا۔ بسرعت تمام بچھونے سے اترتے اور استنجا و وضو باحتیاط تمام کر کے متوجہ مسجد ہوتے۔ اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت نماز فی زوال پڑھتے۔ پھر سنت پڑھتے اور جیسے ہی سنتوں سے فراغت ہوتی۔ مکبر تکبیر کہتا اور خود بنفس نفیس امامت کرتے۔ البتہ ایام مرض میں اور کوئی بھی امام کر دیتے۔ اور اس نماز میں طوال مفصل پڑھتے اور کبھی غیر طوال مفصل بھی پڑھتے۔ بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر ایک مرتبہ اللھُمَّ انتَ السَّلام وَمنک تبارکتَ یا ذالجلال والاکرام پڑھ کر بلاتوقف اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سنت ظہر ادا کرتے۔ بعد ازاں آیۃ الکرسی پڑھتے۔ پھر دو رکعت یا چار رکعت پڑھ کر دعا میں مصروف ہوتے اور بکمال خضوع دعا مانگتے۔ اور پھر دعوات ماثورہ پڑھتے۔ بعد نماز ظہر یا درس فرماتے۔ یا نماز بطول قرأت ایسی پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا۔ کبھی گھر میں جا کر مستورات کو وعظ ونصیحت فرماتے یا مریدین کو خط تحریر فرماتے پھر جس وقت موذن اذان عصر دیتا۔ نماز کے واسطے تیاری کرتے اور طہارت سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پھر چار رکعت سنت پڑھ کر فرض عصر پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات ماثورہ سے فارغ ہو کر درس کتب احادیث مثل مشکوٰۃ وصحیح بخاری ومسلم فرماتے۔ یا مکتوب شریف کا درس فرماتے۔ یا تلاوت قرآن شریف فرماتے۔ اور مکتوب کا

ورں اس وقت پر موقوف نہ تھا۔ بلکہ صبح وظہر کو بھی گاہ گاہ ہوتا تھا کہ اتنے میں شام ہو جاتی تھی۔ اور حضرت سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ اور پھر وضو فرماتے کہ اتنے میں مؤذن اذان کہتا اور فرض مغرب پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھ کر فی الفور اٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت پڑھتے اور پھر ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین پڑھتے۔ اور اس میں تکرار سورہ واقعہ کرتے پھر خاص خاص مریدین کو توجہ کرتے چونکہ حضرت کے ہاں طالبان خدا کا کثرت سے ہجوم ہوتا تھا۔ اس سبب سے ان کے وقت اور نوبت مقرر تھی۔ اور حاجی محمد عاشور بخاری کہ جامع مکتوب جلد ثالث ہیں اس خدمت سے سرفراز تھے کہ مریدین کو نوبت بہ نوبت توجہ کے واسطے حاضر کریں اور بلا نوبت کوئی نہ آئے۔ صاحبزادہ وخلفاء خاص اس حکم سے مستثنیٰ تھے۔ ان کو جس وقت جاہتے بلا وسط حاجی محمد عاشور صاحب طلب کر لیتے۔ اور اسی طرح محل سرائے میں عورتوں کی توجہ کی نسبت قاعدہ تھا۔ اور وہاں بھی صاحبزادیاں و دیگر اقارب اس دستور میں داخل نہ تھیں بعد نماز اوابین جس وقت حضرت توجہ فرماتے۔ تو جن لوگوں کی نوبت نہ ہوتی۔ وہ قدرے فاصلے پر ختم خواجگان پڑھے اور آخر ختم میں حضرت بھی شریک ہوا کرتے۔ یا صرف فاتحہ ہی پر اکتفا کرتے۔ اور اسی وقت داخل طریق بھی کیا کرتے۔ اسکے علاوہ اور وقت بھی داخل طریق کر لیتے۔ غرضیکہ انہیں اشغال میں وقت عشاء ہو جاتا۔ اور بعد غیوبت بیاض موذن اذان کہتا۔ اور حضرت تجدید وضو کر کے اکثر چار رکعت اور گاہے دو رکعت پڑھ کر فرضوں کی نیت باندھتے۔ اور اس میں مثل عصر کے اوساط مفصل پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنت زوائد پڑھتے اور بعد ان سنتوں کے اللھم انی اسئلک حسن الخاتمۃ تین مرتبہ پڑھتے۔ اور یہ

حضرت کے جد اعلیٰ حضرت مخدوم قدس سرہ کے اعمال سے تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سنتیں پڑھنا حسن خاتمہ کے واسطے نہایت پرتاثیر ہیں۔ بعد ازاں تین وتر پڑھتے۔ غالباً اول رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یاایہا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے مگر وتر کا یہ دستور تھا کہ ایک شب اول میں پڑھ لیا کرتے۔ اور ایک شب تہجد کے وقت پڑھتے اور وتر میں قنوت حنفی کو شافعی سے جمع کرتے۔ وتروں سے فارغ ہو کر تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ قدوس کو تیسری مرتبہ بلند پڑھتے۔ اس کے اخیر میں رب الملائکۃ والروح بصورت خفی پڑھتے۔ بعد ازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذا زلزلت الارض دوسری میں قل یاایہا الکافرون پڑھتے۔ پھر دعا بکمال تضرع مانگتے اور بعد دعا متوجہ دولت خانہ ہوتے راستہ میں اگر کوئی عرض معروض کرتا۔ اس کا جواب موافق ذہن مخاطب دیتے دولت خانہ میں پہنچ کر سورہ الم سجدہ و تبارک الذی پڑھتے۔ بعد ازاں طعام تناول فرمانے بیٹھتے اور بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھاتے اور جو ساتھ کھانا کھانے والا ہوتا۔ اس کی طرف اگر کم ہوتا بڑھاتے جایا کرتے۔ اور جو خود تناول فرماتے وہی تابعین کو بھی دیتے۔ اور بہت سی صالحات جو توجہ وغیرہ کو آتیں ان کے ہمراہ علیحدہ کھانا بعزت تمام کر دیتے۔ تاکہ اپنے اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ بفراغت کھالیں بعد فراغ طعام چند قدم ٹہلتے اور پھر بیٹھ کر کوئی بات چیت کرتے۔ اور مستورات کو توجہ فرماتے۔ بعد ازاں وضو کر کے چہار رکعت قیام اللیل پڑھتے اور پھر استغفار و تسبیح و تحمید و تحلیل و تکبیر میں مشغول ہوتے۔ اور قریب نصف شب بچھونے پر آرام کو تشریف لاتے اور پہلو راست پر آرام فرماتے اور دعوات ماثورہ پڑھتے ہوئے سو جاتے۔ حضرت ہر جمعہ کو غسل فرماتے۔ اور کپڑے عمدہ پہن کر مسجد کلاں میں تشریف لے جاتے۔ حضرت کا غسل صحت پر موقوف تھا۔ اور حجامت بھی غالباً اسی ہی روز بنوایا

کرتے۔ نماز عیدین کو باہر عیدگاہ پر تشریف لے جاتے اور وہاں کے آنے جانے میں تخالف طریق فرماتے۔ ایام رمضان میں تین قرآن مجید سنتے اور عشرہ اخیر میں معتکف ہوتے۔ ماہ مبارک رمضان میں عبادت اضعاف مضعاف کر دیا کرتے تھے۔ اور روزہ میں کلام کیا کرتے تھے۔ اور کمال احتیاط و ادب سے روزہ رکھتے۔ اور ان ایام کی گرسنگی و تشنگی سے بہت خوش ہوتے تھے اور بشرط یقین روزہ جلد افطار کیا کرتے تھے۔ البتہ روز ابر و غبار میں تاخیر فرمایا کرتے۔ اور ہمیشہ اہل شہر خاص و عام کی دعوت افطار کیا کرتے۔ خدام و مخلصین کو کمال تاکید اور استقامت شریعت و محبت مشائخ کی فرماتے اور اہل وحدۃ الوجود کی تقلید سے منع فرماتے اور شیخ محی الدین ابن العربی کو بزرگ جانتے۔ اور ان کی خطاء کشفی کو معذور رکھتے۔ اور شطحیات شیخ کی توجیہ تاویل فرماتے اور کسی مسلمان کی غیبت نہ فرماتے۔ اور طالبان خدا کی نہایت خاطر کرتے۔ اور جس وقت وہ بہ مراتب ولایت عظمیٰ مشرف ہوتے۔ خلافت و قطبیت عطا فرما کر رخصت کرتے طریق صوفیہ میں طریقہ نقشبندیہ کو اکمل و افضل جانتے۔ اگرچہ طریقہ چشتیہ و قادریہ میں بھی مرید کرتے تھے۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا جائز رکھتے۔ دعوات خاصہ میں تشریف لے جاتے اور دعوات عامہ میں نہ جاتے۔ شادی یا عرس میں اگر بدعت نہ ہوتی تو تشریف لے جایا کرتے اور خود بھی سال میں دو عرس کیا کرتے ایک عرس حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ ان عرسوں میں حفاظ قرآن پڑھتے اور قسم قسم کا طعام و شیرینی و میوہ آدمیوں میں تقسیم ہوا کرتا ہے ایام بیض کے روزے متصل رکھا کرتے۔ عشرہ ذی الحجہ کے سوا روز عید و ایام تشریق روزہ نہ رکھتے۔ یوم عاشورہ کا دو ایک روز پہلے سے روزہ رکھتے۔ اور کبھی تمام عشرہ کا روزہ رکھتے یتیم کے کنوئیں سے پانی نہ پیتے تھے۔ اپنے برادر کلاں حضرت خازن الرحمۃ کا نہایت ادب

کرتے۔ چنانچہ ایام گرما میں جب حضرت کوٹھے پر تلاوت قرآن کیا کرتے تو شام کے وقت حضرت خازن الرحمۃ پالکی میں سوار ہو کر ایک تیر کے فاصلہ سے اپنی محل سرائے کو تشریف لے جاتے گذرتے تو حضرت باوجود اس قدر بعد کے جس وقت ان کی پالکی پر نظر پڑتی اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جب تک نظروں سے نہ غائب ہوتے کھڑے رہتے۔ ایک مرتبہ کسی خادم نے عرض بھی کی کہ حضرت وہ تو دور ہوتے ہیں۔ اس طرف دیکھتے ہی نہیں۔ آپ کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ ان کو دکھانا مقصود نہیں ہے۔ آپ کے مکان میں ایک بیری کا درخت کھڑا تھا۔ اس کے بیر پہلے جب تک حضرت خازن الرحمۃ کو نہ بھیجتے خود تناول نہ فرماتے۔ حضرت کے تین مکتوبات یہ تحقیق غوامض و دقائق و مغلقات حضرت مجدد الف ثانی و پند نصائح ہیں۔ ایک جگہ تحریر فرمایا ہے۔

امابعد ایں تذکاریست ایں خستہ دل فگار برائے احیاء ہوشیار فاعتبروا یا اولی الابصار بدانکہ مقصود از آفرینش انسان تحصیل معرفت حق است جل وعلاء درمعرفت اقدام متفاوت است باعتبار استعداد وبعضہا فوق بعض ہرکس در معرفت بقدر عرفان خود سخن کردہ است اما آنچہ مجمع علیہ ایں طائفہ علیہ است وقدر مشترک است ولا بداست در مدارج قرب آنست کہ معرفت بے فنا درمعروف صورت نمی بندو

ہیچکس را تانگر دوا و فنا — نیست رہ در بارگاہ کبریا

از تست حجاب تو یقین ست — شرط ہمہ رہ رواں ہم نیست

پس بریاران ہوشمند ناگریزست کہ در حاصل کارد نقد روزگار خود نیک تامل فرمانید ہرکرا معرفت مسطورہ حاصل است فطوبیٰ لہ وبشریٰ باید کہ ایں حاصل را صرف امور غیر حاصلہ نہ نماید نہ ہمت برآں گمارد کہ اصل را در رنگ ظل واگزار دو ہرکرا را ہے۔ بمعرفت نکشو دندو در طلب ونقد ایں دولت نیز ندادند فالویل لہ کل

ا؎ دیکھو مکتوبات ایک سو چھیاسٹھ جلد ثالث مکتوبات معصومہ ۱۲

الویل آنچہ مقصود از خلقت او بود او انمو د و امرے را کہ دریں نشاء از روے طلب و استند بجانیا درد و بامور دیگر پرداخت وتعمیر چیزیکہ تخریب او خواستند نمود و سرمایہ عمر گرامی را در ہوا ولا یعنی مصروف ساخت و زمین استعداد خود را باوجود حصول اسباب معطل گذاشت کمال انفعال است کہ مطلوب را دریں مہلت قلیلہ باوجود دعوت بآں درآغوش ناکشیدہ ازیں دعوت گاہ رخت بربندو وفرد ابکدام رو درحضرت صمدیتش درآید و بکدام حیلت زباں عذر بکشاید کہ عذاب بعد وحرماں بدتر از عذاب جحیم است چنانچہ لذت قرب وصال زیادہ از لذت جنات النعیم است فیا وَیلتا علیٰ منْ اَعْرَض عن اللّٰہ وَیَا حَسْرتا علیٰ منْ جنب اللّٰہ و درباره در دنیا آمدنی نیست مَنْ کَانَ فی ھٰذِہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ وَاضل سَبِیْلًا

ترسم کہ یار بانا آشنا بماند ۔۔۔ تا دامن قیامت ایں غم بما بماند

ایضاً مخدوما اشرف عمر کہ ایام جوانیست وہنگام درستی قویٰ و جوارح گذشتہ و میرود و از سول عمر رسیدہ می آید افسوس کہ اشرف اشیا را کہ معرفت الٰہیہ است بار ذل عمر کہ موہوم محض است حوالہ نمودہ آید و اشرف عمر در ہوا وہوس کہ ارذل اشیاست صرف باید ھلک المسوفون مقصود از خلقت ثقلین تحصیل ایں معرفت است دریں نشاء فانیہ وکسب رضائے مولیٰ حقیقی است دریں مہلت یسیرہ و امثال ما ابو الہو ساں در پے آرزوہائے بیہودہ تا کے ازیں دولت مطلوبہ محجوب باشیم و تاچند با رضائے نفس و شیطان از رضائے خداوندی جل شانہ دور ومہجور گردیم الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ وما نزل من الحق حاجز حصین مانع قوی از معرفت کام ادائے زہوا پر دریست و آرزوہائے لاطائل و امانی بیہودہ ہرچہ مقصود تست معبود تست شنیدہ باشند افرایت من اتخذ الھہ ھو نص قرآنی ست

عشوره ابلیس از تلبیس تست ۔۔۔ در تو یک یک آرزو ابلیس تست

چوں کنی یک آرزوے خود تمام در توحید ابلیس زائد والسلام

ایضاً اے برادر از صحبت ناجنس و مخالف احتراز نما و از مجالست مبتدعہ بگریز

یحیٰ معاذ رازی قدس سرہ میگوئند اجتنب من صحبة ثلثة اصناف العلماء الغافلین و الفقراء المداهنین و المتصوفة الجاهلین وکسیکہ خود را بمسند شیخی گرفتہ است وعمل او نہ بروفق سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت متحلی نیست زینہار از و دور باش بلکہ درآں شہر کہ اوست مباش مبادا کہ بمرور ایام دل را باو میلانے پیدا آید وخلل عظیم درکار خانہ انداز و اقتدار انشاید او دز دیست پنہاں دوامی است از براے شیطاں ہر چند از انواع خوارق عادت بنی و از دنیا بظاہر بے تعلقش یابی مزمن صحبة اکثر ما تفر من الاسد سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ میفر ماید الطریق کلها مسدودة الاعلیٰ من اقتفی اثر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نیز فرمودہ من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لایقتدی به فی هذ الشان لان علمها مقید بالکتاب والسنة وهسم او گفته ان طریق السادات المقربین الصادقین السابقین مقید بالکتاب والسنة فهم الصوفیه علی الحقیقة والعلماء العاملون بالشریعة والطریقة وهم ورثة النبی علیه واله الصلوٰة والسلام والمتبعون فی اقواله واخلاقه وافعاله وافاض اللّٰہ سبحانه علینا من برکاتهم مکرری نویسد کہ متہاون آداب نبوی و تارک سنن مصطفوی را علےٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام زینہا عارف خیال نکنید و فریفتہ وتجمل و انقطاع خوارق عادات اونشوید وشیفتہ زید وتوکل و معارف توحید او نگر دید کہ فرق مبطلہ مثل یہود و نصاریٰ وجوگیہ وبرہمہ دریں امور بافرق محق شرکت وارند ابوعمر بخید گفتہ است کل حال لا تکون عن نتیجة علم وان جل فان ضررہ علی صاحبه اکثر من نفعه سئل عنه بالتصوف قال الصبر تحت الامر والنهی مدار کار بر اتباع شریعت است و

معاملہ نجات مربوط باقتضائے اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زہد توکل تجل بلا
تبعیت او علیہ السلام نامقبول است و اذکار دا شواق دا ذواق بے توسل او علیہ
الصلوٰۃ والسلام غیر معمول مدار خوارق عادات برجوع ریاضت است بمعرفت
کارے ندارند وعبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود من تهاون الاداب
عوقبت بحرمان السنن ومن تهادن بالسنن عوقبت بحرمان الفرائض
ومن تهاون بالفرائض عوقبت بحرمان المعرفة ولهذ قال النبي صلى
الله عليه واله وسلم المعاصي تزيد الكفر سلطان وقت شیخ ابوسعید ابوالخیر را
گفتند فلاں کس بر روئے آب میرود گفت سہل ست کسے برآب میرد دو گفتند
فلاں کس برہوا می پرد گفت زغن ومگس در ہوا می پرد گفتند فلاں کس در یک لحظہ از
شہرے بشہرے میرود گفت شیطان در یک نفس از مشرق بمغرب میرد دوا ایں
چنیں چیز ہارا بس قیمت نیست مرد آں بود کہ درمیان خلق بہ نشید دوا دوستد کند
وزن خواہد وباخلق درآمیز دیک لحظہ از خدا عزوجل غافل نباشد از قدوۃ اہل اللہ
ابوعلی رودباری را پرسید ند از کسی کہ ملاہی ے شنود ومیگوید کہ ایں مرا حلال است
چرا کہ من بدرجہ رسیدہ ام کہ اختلاف احوال درمن تاثیر نمی کند اد جواب داد آری
تحقیق رسیدہ است ولیکن بجہنم رسیدہ ابوسلیمان وارادنی قدس سرہ میگوید ربما
وقعت في قلبي نكتة من نكت اياما فلا اقبل منه الا بشاهدين عادلين
الكتاب والسنة ودر حدیث آمدہ است اصحاب البدعة كلاب النار ونیز
آمدہ است من عمل ببدعة مولاه الشيطان في العبادة والقى عليه
الخشوع والبكاء واگر گناہی بوقوع آید زود تدارک آں بہ توبہ و استغفار نمائی
گناہ پوشیدہ را توبہ پوشیدہ گناہ آشکارا را توبہ آشکارا وتوبہ را بوقت دیگر میند ازی
منقول است کہ کرام الکاتبین تاسہ ساعت در نوشتن گناہ توقف می کنند اگر
صاحب گناہ دریں میان توبہ کرد آنرانے نویسند والا در دیوان اعمال او را بہشت

Marfat.com

می نمانند وجعفر بن شبان قدس سرہ گوید غفلة عن توبة زنب وامکنه شرمن
ارتکابه واگر باین زودی توبہ میسر نشود ہرگاہ توبہ نماید پیش ازانکہ معاملہ بغزغرہ
رسد مقبول است ودر حدیث آمدہ است کہ ان اللّٰه یسبط یداہ باللیل لیتوب
میسیٔ النهار ویسبط یداہ بالنهار لیتوب مسیی اللیل باید کہ ورع وتقویٰ
را اشعار خود کند ودر منہیات وشبہات قدم نہ نہد کہ درین راہ انتہا ازنواہی پیش از
ایتان وامتثال اوترقی بخش وسودمند است ودر ہر امریکہ دل تو بایستد آنرا بگذار و
مرتکب آں مشوبر فتویٰ نفس مردود امر متردودہ دل را مفتی ساز در حدیث آمدہ
است الحلال بین والحرام بین فدع ما یرید بیک الی مالا یرد بیک حدیث مفہوم
میشود کہ جائیکہ شک آمدہ ودل ایستادہ آنرا باید گذاشت واگر شک بیاید وارتکاب
معفو است فاروق دیگر را بے کسے کہ بامور مشتبہ بتلا گردو آنست کہ دست خود را
برسینہ یا بردل گذار داگر باید درآں اقدام نماید واگر مضطرب باید خود را یکسو کشد
جمیع طاعات وعبادات خود را متہم دار وخود را از ادائے حق آں مقصر داند ودیگر از
برائے قوت خود وعیال خود کسی اختیار کند مثل تجارت ومانند آں مانع نیست بلکہ
مستحسن است کہ سلف اختیار آں کروندہ اند در حدیث فضائل کسب بسیار است
واگر برقدم توکل بنشیند ہم زیبا است لیکن بشرطیکہ از کسے طمع نداشتہ باشد از محمد
بن سالم پرسیدند انحن متعابدون بالکسب ام بالتوکل فقال التوکل جال
رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم والکسب سنه رسول اللّٰه صلعم
وانما سن الکسب لمن ضع عن حال التوکل وسقط عن درجة الکمال
التی هی حالة علیه الصلوٰة والسلام فمن یطاق التوکل فالکسب غیر
صباح له الاکسب معاونة لاکسب اعتماد ومن ضعف عن حال التوکل
التی هی حال رسول اللّٰه صلعم ابیح له طلب المعاش والکسب مثلا
سبقط عن درجة حال علیه وعلیٰ اٰله الصلوٰة والسلام ابومحمد بن منازل

قدس سرہ گوید التفویض مع الکسب خیر من خلوۃ عنہ و در خوردن طعام اعتدال نماید نہ آنقدر خورد کہ کسل در طاعت پیدا آید و بے مزہ سازد و نہ آں قدر قلت نماید کہ ازاذکار و طاعت باز ماند حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند لقمہ را چرب بخور و کار خوب بکن۔ بالجملہ مدار کار طاعت است ہر قدر کہ ممد آنست مبارک است و آنچہ کہ مخل این کارخانہ است ممنوع است و در جمیع افعال و حرکات قصد کند کہ نیت را مرعی دارد و در ہیچ عمل تا نیت صالح دست ندہد مہما امکن اقدام او نماید و بعزلت و خاموشی راغب بود درحدیث آمدہ است الحکمۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ فیھا فی العزلۃ واحد منھا فی الصحبۃ واختلاط با مردم بقدر ضرورت بکند و سائر اوقات را بمراقبہ واذکار بسر برد وقت کا راست ہنگام صحبت داشتن در پیش است مگر صحبت کہ برائے افادہ و استفادہ بود محمود بلکہ لابدست و ہم چنیں صحبت داشتن با اہل الطریق بشرط فانی بودن بایکدیگر وسخن لایعنی درمیان نیا وردن نیز مستحسن بلکہ در بعض اوقات از عزلت راجح است و بخالف طریق خود صحبت نباید داشت و بہرنیک و بد باکشادہ پیشانی باید پیش آمد باطن خواہ منبسط بود خواہ منقبض و بہر کہ بعذریہ پیش آید عذر اور اقبول نماید و خلق نیکو داشتہ باشد واعتراض برکسے کم کند وسخن نرم و ملائم گوید ہیچکس را لعنف پیش نیابد مگر از برائے خدا عزوجل شیخ عبداللہ قدس سرہ گفتہ است درویشی نہ نماز و روزہ است و نہ احیائے شب است ایں جملہ اسباب بندگی است درویشی نہ رنجیدن است ورنجانیدن اگر ایں حاصل کنی و واصل گردی از محمد بن سالم پرسیدند بماذا یعرف الاولیاء فی الخلق بعلف لسانھم وحسن اخلاقھم وبشاشۃ وجوھھم وسخاوۃ انفسھم وقلت اعتراض وقبول عذر من اعذر الیہ وتمام الشفقۃ علی جمیع الخلق و در سخن گفتن رعایت قلت باید کرد و خواب بسیار نباید نمود کہ دل رامیر اند و جمیع امور خود را بحق تعالیٰ بسیارد و خود در کدمت چست باش

تا از تدابیر امور فارغ باشی وچوں دل تو یک جانب باشد جمیع امور ترا کفایت خواہد کرد نیز بند ہائے خود رابر تو آسان سازد کہ بامور تو قیام نماید بالجملہ اور اباش والا مباش بتدبیر نفس خود مشغول مشو برہیچکس اعتماد جز بر فضل پروردگار منمائے باعیال و فرزندان سلوک نیک باید کرد و اختلاط بقدر ضرورت باید نمود کہ حق انہا برذمہ واجب است و موانست تام بانہا نباید پیدا کردتا سبب اعراض از جناب مقدس نشود احوال باطن بہ نااہل نباید وانمود وبا اہل غنا صحبت نباید داشت و در جمیع احوال سنت را باید گزید و از بدعت مہما امکن احتراز باید نمود در زمان بسط حدود شرعیہ را نیک رعایت باید کرد و از جا نباید رفت وہنگام قبض امید وار باید بود و دل تنگ و مایوس نباید شد فان مع العسر یسراً ان مع العسرا یسراً درشدت درخاقصد کند کہ یکساں باشد و در وجود و عدم بریک نمط بود بلکہ در عدم مستریح باشد و در وجود مضطرب از ابوسعید اعرابی قدس سرہ از اخلاق فقراء پرسید ند گفت اخلاق فقراء سکون است نزد فقد و اضطراب نزد وجود و انس بہ ہموم و وحشت نزد فرجہا و درحوادث مذبذب نشود و بر عیوب بردم نظر نکند ومحبوب و دراہموارہ در نظر دارد وخود را بر ہیچ سلمانے فضل ندہد وہمہ را از خود افضل انگارد وبہر کدام از مسلمانان چناں اعتقاد داشتہ باشد کہ کشائیش کار من از برکت نفس و دعاے او تواند کہ شود و اسیر اہل حقوق بود و سیر سلف راہمہ وقت ملحوظ داشتہ باشد و بصحبت اہل غربت و فقر و مسکنت راغب بود وغیبت ہیچکس نکند بلکہ غیبت کنندہ را مہما امکن مانع آید و امر معروف ونہی منکر را شیوہ گیرد و بر انفاق مال حریص بود و اتیان حسنات خوش وقت بود و از ارتکاب سیئات دور باشد و از فقر ترسیدہ تنگ دل نماید و از قلت معیشت دربار نبود کہ ہنگام عیش در پیش است ان العیش عیش الآخرۃ تنگی اینجا منتج وسعت آنجاست و درخدمت فقرا و اخوان دینی خود را معاف نباید داشت ابو عبداللہ خفیف گوید یارے از یاراں مہماں من شد اتفاقاً اور اعلت شکم درگرفت

ومن کدمت او را بخود گرفتم و خدمت اورا میکردم وتمام شب طشت از پیش برمید اشتم یک بار مرا پنکے ربود مرا گفت تمت لعنک اللہ یعنی بخواب رفتی لعنت کند ترا خدا تعالیٰ از من پرسید ندند کہ نفس خود را چگونہ یافتی ہنگامیکہ او نزا لعنک اللہ گفت گفتم چناں یافتم کہ مرا رحمک اللہ گفت وبجالیکہ نرسیدہ بے تقریب درآں تکلم مکن و خدمت صوفیہ رلبآ داب کن تا از برکات شاں بہرہ ورگردی الطریقۃ کلہ ادب ہیچ بے ادبے بخدا نرسید شنیدہ باشند بالجملہ خاک بے وجود شدہ بخدمت لـہنہا بالکل اقدام نمایند والا ہوس مصاحبت ایں بزرگواراں نکند کہ دریں صورت احتمال ضرر غالب است نفع موقوف ابوبکر بن سعدان گفتہ است ہرکہ صحبت صوفیہ را گزیند پس صحبت باآنہا دارد بے نفس و بے دل و بے ملک و ہرگاہ بچیزے از اشیاء خود نظر کند اورا از رسیدن بمطلوب باز وارد و در طلب حق جل و علا خود را آرام مدہ ومضطرب باش ابوبکر طمسانی گوید تصوف اضطراب است چوں سکون آمد تصوف نماند محب را بے محبوب آرام نیست و بما سواء او انس و الفت نہ ہموارہ از سراز ایں ندا سرمیزند

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام　　　دل ترا مے طلبد دیدہ ترا مے خواہد

مرید را بدیں صفت باید شد کہ دریں آیت کریمہ است حتی اذا ضاقت علیھم الارض الیٰ الا الیہ چوں تعطش او بدیں مرتبہ رسد وتمام روے زمین بایں فراخی بروے تنگ و تاریک شود بجمل کہ بحر رحمت در جوش آید و آن شیفتہ خانماں بردادہ را از وے بستانند و بردر خلوت کانہ وحدتش جابد ہد بیت

وادیم تر از گنج مقصود نشاں　　　گرما نرسیدیم تو شاید برسی

التماس ایں مسکین از امثال شما دوستاں آنست کہ ایں مہجور عاصی را از دعاے مرجوعہ خویش فراموش نکنند و از کرم عمیم او تعالیٰ درخواہند کہ ایں گنہگار تباہ کار فرد اے قیامت در قفاے عاصیان مرحوم داخل باشد شعر

کجا ماؤ کجا زنجیر زلفش عجب دیوانگیہا در سر افتاد

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین.

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہٗ

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۲ھ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں بمقام سرہند ہوئی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس لڑکے سے چونکہ بوے اصالت آتی ہے۔ اس سبب سے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھنا چاہیے۔

نقل ہے کہ صغرسنی میں ایک مرتبہ آپ ایسے علیل ہوگئے کہ امید حیات باقی نہ رہی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کچھ فکر نہ کرو۔ اس لڑکے کی بہت عمر ہوگی۔ اور بڑا صاحب کمال وارشاد ہوگا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ ایک پیر معمر عصا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اور خلق اسکے گرد حلقہ باندھے استفادہ کے واسطے کھڑی ہے الحق کہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی عمر نوے سال کی ہوئی اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مرجع ومآب خلائق ہوئے۔

نقل ہے کہ چالیس روز میں آپ نے کلام مجید حفظ کیا تھا۔ بعد تحصیل علوم معقول ومنقول وفروغ واصول اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں استفادہ علم باطن وجمیع کمالات ومقامات احمدیہ کیا اور ہر مقام میں قدم راسخ اور عبادت اور ورع اور تقویٰ میں استقامت کامل رکھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آپ کے حال پر نہایت شفقت تھی۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنی ہوا کرتی تو میں اپنے لڑکے صبغۃ اللہ کی کیا کرتا حضرت نے آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرما کر کابل روانہ فرمایا اور وہاں کی قطبیت بھی آپ کے سپرد کی وہاں

آپ کو قبولیت عظیم پیدا ہوئی۔ اور طالبان خدا کو مقامات عالیہ پر پہنچایا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے کچھ سوال کیا۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ سائل محروم جائے۔ ایک مٹی کے ڈلے پر نگاہ کی وہ فوراً سونا ہوگیا۔ آپ نے وہ سونا اس کو عطا فرمایا۔ آپ کی وفات بروز جمعہ بتاریخ آٹھویں ربیع الآخر ۱۱۰۱ھ کو ہوئی۔ اپنے والد کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہ

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند فرزند ثانی و خلیفہ اجل حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بماہ ذی قعد ۱۰۳۴ھ بعد وصال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلدہ سرہند میں ہوئی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں جبکہ حضرت حجۃ اللہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا کہ حمل میں ہے۔ عجائب روزگار و صاحب معارف و اسرار ہوگا۔ اور خلقت کو اس سے فیض پہنچے گا۔ آپ نے تھوڑی مدت میں قرآن شریف یاد کرکے تحصیل علم ظاہر کی جانب مشغول ہوئے۔ اکثر کتابیں آپ نے اپنے عم مکرم حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں۔ اور ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بلکہ پڑھانے آتے ہیں۔ غرضیکہ آپ نے فقہ و حدیث و جمیع علوم متداولہ نہایت کوشش سے پڑھے علم قال ہی کے ساتھ علم حال بھی آپ نے والد بزرگوار سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اور بوجہ علو استعداد چند مدت میں ایسے حالات و مقامات پر پہنچے کہ عقل وفکر سے باہر ہے۔ چنانچہ اپنے حال کا ایک خط اپنے والد بزرگوار کو اس طرح لکھا ہے۔ قبلہ عالم و عالمیاں سلامت دریں دوس روز آنقدر

شمول عنایات و مواہب عطیات الٰہی عز شانہ در بارہ خود احساس نمود کہ شمہ از اں بیان را برنتابد علی الخصوص دریں نزدیکی آنقدر بدقائق و اسرار خلعت نواختند و بآن سربلند ساختند کہ تفصیل آن از حیطہ بیان خارج است و موافق آن بالقاب بزرگ سرفراز گردیدہ دیر روز بعد از نماز عصر کہ فی الجملہ در آزار خفتے داشتہ متوجہ حال خود گشت ہماں اسرار واجب الاستار بقوت و غلبہ ظاہر شدن گرفت و عجائب غنج و دلال درمیان آوردند دریں اثناء ملہم ساختند کہ خدائے تعالیٰ پیش تو آمدہ است احساس نمود کہ درہماں بالاخانہ باخیر و برکت گویا نزول بلاکیف بلاعظمت و کبریا واقع شد و خصوصیات کہ بایں بندہ عاجز درمیان آمد نتواں گفت "لاعین رأت ولا اذن" سمعت یضیق صدری ولا ینطلق لسانی زیادہ بریں جرأت نمی تواند اطلاق ایں قسم الفاظ برآن حضرت جل سلطانہٗ از تنگی میدان عبارت است و مصروف از ظاہر والا فہو سبحانہٗ منزہ عن الزمان والمکان والنقائص کلھا سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین انتہی اس مکتوب کے جواب میں حضرت کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ آنچہ از ذواق علیہ مواجید سینہ و شمول عنایات و مواہب کہ در مادہ خود احساس نمودہ اند و سرفرازی یافتن باسرار خلت و "ملقب شدن بالقاب بزرگ و مشاہدہ نمودن غنج و دلال و ملہم شدن بنزول بے کیف بعد لذان احساس ایں نزول و درمیان آمدن امور یکہ لاعین رأت ولا اذن سمعت کہ برنگاشتہ بودند بوضوح پیوست وسبب لذت معنویہ گردید علو رتبہ ایں اسرار چہ بیان نماید کہ از حیطہ درک عقل و تصویر خیال بیرون ست من لم یذق لم یدر فقیر نزدیک بایں چیزہا در مادہ شما معلوم می کند و الغیب عنداللہ ہر چہ نوشتہ اند باجمال نوشتہ ظاہراً تفصیل را بمشافہ حوالہ نمودہ آمد بلے ایں امور

نوشتن درست نمی آید بلکہ بہ بیان ہم نمے درآید ہماں قضیہ است کہ نوشتہ اند یضیق صدری ولا ینطلق لسانی انتہیٰ ایک اور خط میں اپنے والد بزرگوار کو لکھتے ہیں۔ امشب برہمان بالاخانہ باخیر و برکت نشستہ بود کہ از درصورت مبارک حضرت ظاہر شد آمدہ بمن ملحق و متحقق گردید دریں اثناء ندا درداوند کہ امروز ترا باپدر تو متحد یکی ساختند ایں معاملہ مکرر روے دادہ بود ایں الہام گویا موقوف بہمیں نوبت بود انتہیٰ یہ خط پورا نہیں ملا جس قدر دستیاب ہوا۔ اس جگہ لکھ دیا۔ مگر اس کا جواب جو حضرت کے والد نے تحریر فرمایا ہے۔ اس سے مضمون خط کا پورا پورا پتہ لگتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ چہ نویسد از مطالعہ رقعہ شریفہ کہ مشتمل بر الہامات عجیبہ و القاب غریبہ و خطابات علیہ وتشریفات وتکریمات سنیہ کہ بآن ممتاز وسربلند شدہ آید چہ قدر خوش وقت وملتذ گردید و آنچہ از اسرار خلت و محبت و تحقق بآن از اسرار لازم الاستار است بہ اجمال مرقوم نمودہ بودید و از مشاہدہ انوید و برکات ایں شہر مبارک و معائنہ نمودن فتح ابواب آسمان ہا و ابواب جناں بوضوح پیوست اموریست کہ دیدہ عقل وفکر دردرک آن خیرہ و در مراہت جز با نوار الٰہی و تائیدات نامتناہی پے نتواں برد احتیاج بتصدیق ایں حقیر ندارد مع ذالک تصدیق در تصدیق است واقعہ کہ دیدہ آید وتعبیر آن خواستہ محتاج بہ تعبیر نیست از کمال مناسبت معنوی خبر میدہد تا بجاے رسیدہ است کہ باتحاد کشید و شرکت در معاملات پیدا شد و بجہت تاکید بہ رویا و کفایت نانمودہ الہام بایں معنی فرمودہ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الہدیٰ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بعض حقائق و معارف اپنے والد کے سامنے بیان کئے انہوں نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر کئے تھے۔ تم کو بھی آگاہی بخشی۔

نقل ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ الحمدللہ کہ وہ خلعت تم کو بھی عطا ہوا مبارک ہو الحق کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ کی شان نہایت عالی تھی۔ اور آپ کی علوشان کا اسی سے اندازہ کرنا چاہیے کہ جب ابتدائی معاملات کی نسبت خود حضرت عروۃ الوثقیٰ ان کی تحریر فرماتے ہیں کہ علو رتبہ ایں اسرار چہ بیاں نماید کہ از حیط درک عقل و تصویر خیال بیرون ست تو پھر انتہا میں کیا کچھ ہوا ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو اسرار واجب الاستار حضرت والد بزرگوار (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں وارد ہوا کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں عرض کر کے سینہ کا بخار نکال لیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حالات مثل بارش شدید کے برستے رہتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا محرم نہیں کہ اس سے کہ کر سینہ کی عقدہ کشائی کرلیا کروں۔ چنانچہ ایسے ہی حالات کی جانب اشارہ کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر شمہ از حقیقت معاملہ ایں اکابر درمیان آرد نزدیک کہ نزدیکاں دوری جویند و واصلاں راہ ہجر پویند مستمع از ہوش رود و متکلم راتاب نماند۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست   ہم قصۂ غریب و حدیث غریب ہست

فرمایا کہ ایک روز زنانی حویلی میں ایک کوٹھڑی میں بیٹھا تھا۔ کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھڑی کے اندر آیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ تجھ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے یہ سنکر تواضع سے سر جھکا دیا۔ جس وقت سر اٹھایا دیکھا کہ وہ فرشتہ واپس جاتا تھا۔ آپ کی وفات شب جمعہ نویں محرم الحرام ۱۱۱۵ھ کو اکیاسی سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت سرہند میں آپ اپنے والد کے مقبرہ کے شمال کی جانب علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ و خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند علیہ

الرحمۃ ہیں آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ذی قعد ۱۰۹۳ھ میں ہوئی۔ آپ فرزند اکبر و خلف الصدق حضرت شیخ ابوالعلی فرزند حضرت حجۃ اللہ کے ہیں۔ آپ کا تیرہ سال کا سن تھا کہ حضرت شیخ ابوالعلی قدس سرہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ اسی وقت سے آپ اپنے جد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم ہوئے۔ بچپن ہی سے آثار ہدایت و انوار ولایت چہرہ مبارک سے آشکارا تھے۔ اور اسی کم سنی میں آپ پر اس قدر استغراق غالب تھا کہ سبق پڑھنے میں آپ کو غیبت ہو جایا کرتی تھی اور انوار حضور و آگاہی ظاہر ہو جاتی تھی۔ سلوک باطنی تمام و کمال اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر اپنے وقت کے قیوم تھے اور نہایت کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے۔ تہجد سے چاشت تک مراقبہ فرماتے۔ بعد ازاں توجہ کرتے۔ بعد ازاں قدرے قیلولہ فرماتے۔ اور پھر نماز فی الزوال بطول قرأت پڑھتے۔ بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف کرتے۔ بعد ازاں قدرے طعام تناول فرماتے۔ اور آپ کے کھانے کا یہی وقت تھا۔ بعدہ نماز عصر پڑھتے۔ اور بعد نماز مشکوٰۃ شریف یا مکتوب شریف درس فرماتے۔ بعد نماز مغرب اوابین میں دس پارہ پڑھتے۔ بعد ازاں حلقہ فرماتے اور پھر نماز عشاء پڑھ کر محل سرائے میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں حلقہ نساء سوتا قریب نصف شب چند گھڑی کے واسطے استراحت فرماتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ تمام نسبت خاندان مجددیہ مجھ کو ایک توجہ میں عطا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ معمول نہیں ہے۔ اور دفعۃً اگر نسبت آ جائے تو اس کا تحمل بھی حوصلہ بشریت سے باہر ہے۔ مگر سائل نے اپنے سوال میں بہت الحاح کی ناچار آپ نے ایک ہی توجہ میں اس کو تمام نسبت القاء فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لایا اور مرگیا۔

نقل ہے کہ ایک آپ کا مرید کثیر العیال تھا۔ ایک دفعہ وہ ایسا سخت علیل

ہوا کہ حالت نزع شروع ہوگئی۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور براہ شفقت اس کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ اس کو شفا ہوگئی اور مدت تک زندہ رہا۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ اسی وقت وہ شخص بھی مرگیا۔ کہ آپ کی روح مبارک جو اس کی حیات کی قیم تھی اس کا اس جہان سے قطع تعلق ہوگیا۔ جس وقت آپ بغرض عیادت یا کسی اور تقریب سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے تو آپ کی سواری میں خلقت کا ازدحام ہوا کرتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی تقریب سے جامع مسجد کے قریب سے گذرے آپ کی سواری میں اس قدر ہجوم خلائق تھا کہ جس کی حد نہیں۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں سے آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے پرانی کملی اتار کر پھینک دی اور کہا اس کو جلا دو۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو کہا اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے کہ میں نے اس کا شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس سال سے اسی کملی میں دریافت کر رہا ہوں کسی نے اس وقت کہا کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں فرمایا کہ الحمدللہ کہ ہمارے پیرزادہ ہیں۔ اور ہماری آبرو باقی رہ گئی۔ آپ نے انسٹھ سال کی عمر میں بتاریخ ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ کو انتقال فرمایا۔ اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بمروج الشریعتؒ

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ کو بمقام سرہند ہوئی جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز ''عروۃ الوثقیٰ'' کو الہام ہوا۔ سلام علیہ یوم ولد وعبوث ویوم یبعث حیا ایام طفولیت ہی سے آثار ولایت و ہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے۔[1] مقامات معصومیہ میں لکھا ہے کہ

آپ کی سات سال کی عمر تھی کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا گذر سرہند میں ہوا۔ انہوں نے سوال کیا کہ دل ایک پارہ گوشت ہے وہ کس طرح ذکر کرتا ہے۔ گویائی صفت زبانی کی ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی ایک پارہ گوشت ہے۔ جس مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی ہے۔ کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ مولانا قادر کی یہ جواب سنکر تشفی ہوگئی۔ آپ اپنے والدین کی سب اولاد سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کو "میاں حضرت" کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں مکرم خاں کو لکھتے ہیں۔ جواب آنرا "میاں حضرت" باستصواب ایں فقیر نوشتہ است علم وعمل اور تقویٰ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ سلوک باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور جمیع خصائص مجددیہ سے مشرف ہوئے اور منصب قطبیت پر سرفراز ہوئے۔ آپکے والد فرمایا کرتے تھے کہ عروج نزول میرا اور تمہارا برابر ہے۔ انگشت سبابہ اور وسطیٰ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے ساتھ اس طرح جاتے ہو۔ آپ کی صحبت نہایت کثیر البرکت تھی۔ اور آپ کے حلقہ میں خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ بعض کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مجدد نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے لڑکے مثل میری ہوں گے۔ ان سے محمد نقشبند اور محمد عبیداللہ مراد ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

نقل ہے کہ ایک مہینہ میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا تھا یعنی رمضان شریف میں دن کو ایک پارہ یاد کرلیا کرتے تھے۔ اور رات کو سنا دیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ یوم جمعہ کو بمقام سنبھالکہ دہلی سے سرہند کو آتے ہوئے ہوئی اور نعش مبارک سرہند میں آپ کے والد کے گنبد میں دفن کی۔

نقل ہے کہ انتقال سے قبل آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز کا وقت ہے۔

---

[1] مقامات معصومیہ خواجہ صفیر احمد ہمشیرہ زادہ خواجہ محمد عبیداللہ کی تصنیف سے ہے ۱۲

خادم نے عرض کیا کہ ہے آپ نے تیمم کیا اور بعد تیمم پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ اور نماز کی نیت باندھی اور سجدے میں جان تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت ۱۰۴۸ھ میں ہوئی علوم معقول و منقول وکلام وتفسیر و حدیث بکمال کوشش حاصل کئے تھے۔ اور ہر ایک کتاب پر شرح و حاشیہ لکھا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ ان سے فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ مدت عمر تھوڑی باقی رہی ہے۔ لیکن بعنایت الٰہی تمہارا کام ایک توجہ میں کر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ یعنی ولایت ثلثہ وکمالات ثلثہ وحقائق سبعہ القاء فرما دیں اور نسبت عالیہ باجمیع احوال و اسرار باطن میں متحقق ہوگئی۔ یہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے کمال تصرف اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے کمال استعداد و قابلیت سے ہے۔ اس سے زیادہ کوئی تصرف اور کرامت نہیں ہوسکتی مردہ کو زندہ کرنا اس کے سامنے ہیچ ہے۔ آپ باستقامت طریقت و شریعت و ورع وتقویٰ موصوف تھے۔ طالبان خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے۔ آپکی وفات ۱۱۱۷ھ کو ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون آخری کلام آپ کا حسبی اللہ ونعم الوکیل تھا۔

حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد صدیق فرزند ششم اور سب سے چھوٹے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۷ھ میں بمقام سرہند ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ کی ولادت سے دو سال قبل حضرت عروۃ الوثقیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایک فرزند اور بلاواسطہ پیدا ہو۔ چنانچہ ایک روز آپ نے اس بات کو حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے روبرو بھی فرمایا آپ محجوب ہوکر فرمانے لگیں کہ اللہ نے بیٹے پوتے نواسے دیئے ہیں۔ اب بجائے فرزند بلاواسطہ کے فرزند باواسطہ کی آرزو کیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ دل بے اختیار اسی طرح چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت شیخ محمد صادق پیدا ہوئے۔ حضرت کو بوجہ اکبر سن ان کی تربیت کا نہایت فکر و خیال تھا کہ مبادا معاملہ خام و ناتمام رہ جائے اور بھائیوں کے محتاج ہوں جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تھوڑی مدت میں قرآن شریف ختم کر کے کتب متداولہ کے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ مگر معاملہ حال کو مقدم رکھا۔ اور گیارہ سال کی عمر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بشارت ولایت احمدی سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ آپ نے یہ خواب اپنے والد ماجد سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم کو یہ ولایت نصیب ہوگی۔ حتیٰ کہ اٹھارویں سال کی عمر میں حضرت نے آپ کو بشارت ولایت احمدی عطا فرمائی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات وخصوصیات طریقہ سے مثل اپنے بڑے بھائیوں کے سرفراز ہوئے۔ اور اسی اثناء میں آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ اور دوسرے بھائیوں کی طرح اشاعت طریقہ احمدیہ میں مصروف ہوئے۔ آپ حرمین شریفین کی زیارت سے فائز ہوئے اور وہاں آپ کی قبولیت عام ہوئی اور مدت تک وہاں مقیم رہے۔ بعدہ ہندوستان واپس تشریف لائے۔ اس زمانہ میں فرخ سیر بادشاہ تھا۔ وہ آپ کا مرید ہوا اور امراء واعیان سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے آپ اکثر مریض رہا کرتے تھے اور اس سبب سے غذاء مرغوبہ کا پرہیز رہتا تھا۔ فرمایا کہ دہی مجھ کو نہایت مرغوب الطبع ہے۔ مگر تیرہ سال سے نہیں کھایا۔ آپ بکمال علم وعمل وفضل

و ورع وتقویٰ وحسن خلق وکسر نفس آراستہ تھے۔ بتاریخ ۵ جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ
بمقام دہلی آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرہند میں آپ کی نعش مبارک علیحدہ مقبرہ میں
متصل مقبرہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما دفن کی انا للہ و انا الیہ راجعون
حضرت عروۃ الوثقیٰ کے صاحبزادگان کے علاوہ صدہا خلفاء صاحب ارشاد مثل محمد
باقر لاہوری و محمد حنیف کابلی و محمد صدیق پشاوری و مرزا امان اللہ برہانپوری و شیخ
ابوالمظفر و شیخ محمد علیم اللہ جلال آبادی و مرزا عبیداللہ بیگ و ملا حسن علی پشاوری و
ملا موسیٰ بھٹی و ملا بدرالدین سلطانپوری و حکیم حافظ عبدالحکیم نوہانی و شیخ بایزید
سہارنپوری و حاجی حبیب اللہ حصاری و شیخ محمد مراد و شیخ آدم بھٹی و سید یوسف
گردیزی و میر شرف الدین حسین لاہوری و شیخ انور نور سرالی و شیخ حسین منصور
جالندھری و اخوند سجاول مترجم شرح وقایہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم گذرے ہیں۔

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہٗ

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ پانچویں صاحبزادہ حضرت عروۃ الوثقیٰ
خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ھ بمقام
سرہند ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ کے عم مکرم حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت کوئی فرشتہ یہ آیت شریف
پڑھتا ہے۔ **سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث** جب سن تعلیم کو
پہنچے آپ کو مکتب میں داخل کیا تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن شریف حفظ
کرلیا۔ اور اس کے بعد عرصہ قلیل میں کتب متداولہ پڑھ لیں۔ ایام طفولیت ہی
سے کمالات باطنی حاصل کرنے شروع کردیئے گیارہ سال کی عمر تھی کہ آپ کے
والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فناء قلب کی بشارت عطا
فرمائی اور آپ کی علو استعداد دیکھ کر ہر دم و ہر لحظہ آپ کی ترقی کا خیال تھا۔ آپ

کے ظرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔ غرضیکہ عین ایام شباب میں واصل جملہ کمالات ہو کر مقبول مولائے ذوالجلال ہوئے۔ چنانچہ ایک خط میں اپنے والد کو اپنے معاملہ باطنی سے اس طرح اطلاع دیتے ہیں۔ عرضداشت کمترین درویشان محمد سیف الدین بعرض احوال پراگندہ جرأت نمودہ گستاخی می نماید و بامید عفو از حد تجاوز کردہ دراز نفسی میکند قبلہ گاہا چندانکہ خواست و می کواہد کہ از دائرہ مباحات قدم بیروں نہ نہد صورت پذیر نمی شود عمل بعزیم خود درحق او عنقاء مغرب است و از اتیان اولیٰ و احوط بغایت بعید افتادہ الحمدللہ سبحانہٗ کہ باوجود ایں ہمہ خرابی و تباہ کاری درمحبت سگاں آں درگاہ قدم راسخ دارد و دراعتقاد فدویت آن عتبہ علیہ ممتاز است متاعے ازیں بہتر دربساط خود ندارد و نظر بہمیں اندوختہ بعضے حالات سابقہ ولاحقہ رامعروض میدارد۔ بیت

تو مرا دل دہ و دلیری بیں
رو بہ خویش خوان و شیری بیں

حضرت سلامت پیش ازیں بچند سال از غایت ذرہ پروری بالحاق حقیقت الحائق وحصول بہرہ از نسبت ملاحت ایں دو رازکار را مستعد ساختہ بودند ایں ضعیف نیز آنچہ از دولت عظمیٰ ورک میکر و بعرض آن مصدع میگشت احیاناً آن قدر ایں نسبت علیہ زیر بار میکرد کہ اتحاد جسدی بلکہ معاملہ کمون و بروز متخیل میگردد وثقلی دربدن خود احساس مے نمود والحال نیز دربحار اسرار آن حقیقت اعجوبہ منش غواصی می نماید و چندانکہ دور دور میرود گویا ہیچ نرفتہ ست و بانواع مختلفہ ظہوری فرماید و ہر بار فنا و بقاء جدید متوہم مے شود

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

ماواء ومسکن خود راتعین حبی معلوم می کند وخود را محاط ایں تعین کہ فوق آن

تعینے نیست می یابد و عجائب و غرائب چیزہا از راہ ہمیں تعین در خود ے فہمد و مثل ابر نیساں انوار و برکات می ریزند و اسرار لازم الاستار باوے درمیان ے آرند و در بعضے اوقات چناں متخیل گشتہ است کہ مروارید و زیور را بروے نثاری کند و آن قدر مشغوف ایں نسبت است کہ نسبتہائے دیگر گویا مستور شدہ اند و ایضاً ایں درویش را آن اعلیٰ حضرت بارہا بار تقاع واسطہ اخذ فیوض و برکات از مرتبہ مقدسہ بے حیلولۃ بشری مبشر فرمودہ اند چہ کمال اتحاد با حقیقت او صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رفع واسطہ است و ایں قسم اتحاد نصیب اقل قلیل است چنانچہ از مکتوبات قدسی آیات ظاہر میگردد اما بہرہ از اصالت در حق ایں قسم شخص لازم ہست یا نیست امیدوار است کہ بجواب ایں سرفراز گردد۔ آپ کے جواب میں امر معروف ونہی منکر بدرجہ غایت تھا۔ ہمگی مصروف اجراء احکام شریعت و رفع بدعت تھی۔ سلطان وقت شاہ اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت اور توجہ کے واسطے روانہ فرمائیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے انہیں کو وہاں بھیجا۔

نقل ہے کہ جب آپ دہلی میں پہنچے اور قلعہ میں داخل ہونے لگے۔ قلعہ کے دروازہ پر دو ہاتھیوں کی تصویر بنی ہوئی تھی کہ جس پر فیلبان بھی سوار تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں اس قلعہ میں داخل نہیں ہوں گا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا ہے۔ چنانچہ وہ ہاتھی اور فیلبان بالکل توڑ ڈالے گئے۔ جب آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ نے آپ کو حیات بخش باغ کی سیر کی تکلیف دی۔ وہاں سونے کی مچھلیاں تھیں جن کی آنکھوں وغیرہ میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائیں گی۔ میں اس جگہ نہ بیٹھوں گا محافظان باغ نے بخیال نقصان شاہی ان کے توڑنے

میں تامل کیا۔ لیکن بادشاہ نے فی الفور تڑوا دیں اور کہا کہ خاطر شیخ میں زیادہ نفع ہے۔ غرضیکہ آپ نے حسب عادات وہاں ایسا امر معروف ونہی منکر فرمایا کہ بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی شکر گذاری میں ایک خط لکھا۔ جس کے جواب میں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ الحمدللہ والمنۃ کہ فقیر زادہ منظور نظر و مقبول گشتہ و از صحبت بحصول انجا میدہ داز امر معروف ونہی منکر کہ شیوہ فقیر زادہ است اظہار شکر و رضا مندی نمودہ بودند شکر خداوندی جل شانہٗ بریں عطیہ بجا آورد وسبب از دیا و دعا گوئی نمودہ آمد چہ نعمتے است کہ با اینہمہ طمطراق بادشاہی و دبدبہ سلطانی کلمہ حق بسمع قبول افتد و گفتہ نامرادے موثر شود بادشاہ اورنگ زیب آپ سے توجہ لیا کرتا اور عجیب وغریب حالات کہ جو شاہوں کے واسطے عنقاء روزگار ہیں۔ وارد ہوتے آپ اکثر اس کے حالات اپنے والد کو تحریر فرماتے۔ چنانچہ بعض مکاتیب میں جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اس کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں۔ وہ مندرج جلد ثالث ہیں۔ مکتوب دوسو بیس جلد ثالث میں تحریر فرماتے ہیں۔ آنچہ در احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند از سرایت ذکر در لطائف وحصول سلطان ذکر و رابطہ وقلت خطرات وقبول کلمہ حق و رفع بعضے منکرات وظہور لوازم طلب ہمہ بوضوح پیوست شکر خداوندی جل شانہٗ بجا آورد در طبقہ سلاطین ایں نوع امور حکم عنقاء مغرب دارد در حدیث آمدہ است من احیی سنتی بعد ما امتیت فله اجر مائة شهيدا اللهم ردہ توفیها و طلباً و شوقا و ترقيا في مراتب قربك ایں درویش از انچہ وظیفہ فقراء است از دعا و توجہ فارغ نیست وصلاح ظاہر و باطن شاں را در یوزہ گر باطن ایشاں رابہ نسبت اکابر معمو ے یابد و امیدوار است کہ دریں نزدیکی بفناء قلب مشرف شوند کہ درجہ اولیٰ است از ولایت وایں معنی را در حق ایشاں قریب الحصول می یابد باکریمان کارہا دشوار نیست والسلام اولاً وآخراً آگے اس سے اسی جلد کے مکتوب

دو سو بتیس میں تحریر فرماتے ہیں۔ در احوال حضرت برنگاشتہ بودند کہ از وسعت لطیفہ اخفیٰ و مناسبت تام باآن خبرمی دہند از مطالعہ آں ذوقہا نمود لطیفہ اخفیٰ اعلاے لطائف است و ولایت آں فوق سائر ولایات و ایں لطیفہ راخصوصیتے است خاص بسرور کائنات و مفخر موجودات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات فقیر نیز ایشانرا مناسبتے بلطیفہ اخفیٰ دریابد الغیب عنداللہ سبحانہ والسلام اس سے آگے مکتوب دو سو بیالیس میں تحریر فرمتے ہیں۔ بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التحیات میر ساند مکتوب مرغوب رسیدہ خوش وقت ساخت آنچہ از احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند ہمہ بوضوح انجامید درطبقہ سلاطین ظہور ایں نوع امور از غرائب روزگار است اللہم ذد سالک چوں صفات خود را پرتو صفات حق یابد جل شانہٗ تجلی صفات بود و کمال ایں تجلی آں ست کہ ایں صفات ملحق باصل یابد خود را کہ مرآت ایں کمال بود خالی محض یابد و عدم صرف بیند ایں زماں نہ ذکرے یابدؔ و نہ توجہی و نہ حضوری چہ بعد از لحوق کمالات باصل آن امور نیز عائد آنجناب مقدس میشوند بعد ازاں اگر ذکر است خود بخود است و اگر توجہ وحضورست خود بخود است عارف دریں نہنگام رخت بصحراء عدم کشیدہ است و از ہمہ منغبات تہی گشتہ ایں حالت معبر بفناء نفس است خوش گفت

معشوق اگرچہ گشت ہم خانۂ ما
ویران ترا از اول است ویرانۂ ما

دارالخلافت میں آپکے ارشاد کی نہایت وسعت ہوئی بادشاہ شہزادہ ومحلات شاہی و جملہ امیر و وزیر آپ سے داخل سلسلہ مجددیہ ہوئے اور حلقہ ومجالس میں اس قدر اژدحام خلائق ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم جو کہ آپ کا مرید تھا۔ مجلس عالی میں حاضر ہوا۔ اس قدر انبوہ خلائق تھا کہ اس کی پگڑی گر پڑی۔ اس کثرت

ارشاد و بعض دیگر اپنے حالات کی حضرت نے اپنے والد کو بذریعہ مکتوب اطلاع دی۔ بجواب اس کے وہ تحریر فرماتے ہیں بعد الحمد والصلوٰۃ و ارسال التحیات میر ساند مکتوب مرغوب کہ متضمن اذواق عالیہ و احوال سنیہ بود خوش وقت ساخت وسبب فرحت دل و راحت جاں گردید نوشتہ بودند باوجود نسبت محبوبیت و اسرار متعلقہ آں جانب تکمیل و ارشاد روز افزون ست چرا روز افزون نبود کہ افضل محبوباں سرور دین و دنیا است و جانب ارشاد و تکمیل دروی علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات از ہمہ زیادہ تر بود مرقوم نمودہ بودند کہ بعض اوقات بمباشرت امور مباحہ نزول واقع مے شود تا بہ آں امور تشبت نہ نماید معاملہ تکمیل است میکند و ارتکاب عزیمت و مستحب پرورش جانب ملکیت می نماید کہ بارشاد کارنداد ولکل وجہۃ اولیاء غیر مرجوعین در تکمیل جانب ملکیت کوشش می ناید و از کمالات بشریت و دعوت حظے ندارد و اولیاء مرجوعین تکمیل ہر دو جانب میکنند و ملکیت بابشریت جمع ساختہ اند ایں اکابر بمراد حق جل وعلیٰ قائم اند شعر

لانی فی الوصال عبد نفسی وفی الھجران مولیٰ للموالی

ہجر یکہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار خوش تر

مضمون حدیث است ان اللّٰہ کما یحب ان یوتی بالعزیمۃ یحب ان یوتی برخصتہ باید دانست کہ مباح کہ مقروں بنیت صالح شود داخل مستحبات میگردد و رخصت عزیمت می شود نوم العلماء عبادۃ شنیدہ باشند علی الخصوص مباح کہ بامراد تعالیٰ بوقوع آید داخل فرائض و واجب میگردد۔ چنانچہ ایں معنی تفصیل از مکتوبات جلد ثانی حضرت ایشاں واضح و لائح است نوشتہ بودند کہ در مجالس سلطانی طرفہ اسرار لازم الاستتار جلوہ میدہد و مجرد دخول بآن محافل بعروج و نزول خاص ممتازی سازند بلے اہل کمال از ہر بقعہ فیوض و اسرار مناسبہ آں بقعہ اخذی نمایند و از ہر زمین کمال مناسب آں زمیں میگیرند زمینی را مناسبت بمعاملات

فناست وزینے را موافقت بکمالات بقابقعہ بعروج مناسبت وارد و بقعہ بنزول حرم مکہ را معاملات جدا است وحرم مدینہ رافیوض وکار بار جدا مصرع

ہر خوش پسرے راحرکات دگر است

غرضیکہ چند مدت تک آپ دارالخلافت میں مصروف امر معروف ونہی منکر و ارشاد خلق میں رہے۔ بعد ازاں پھر حضرت سرہند واپس آ گئے۔ اور اپنے والد کی خدمت میں اقتباس انوار و برکات کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد بہمہ اطوار وافعال ان کی جانشینی کی۔

نقل ہے کہ اکثر آخر کی نصف شب کو آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر جاتے اور گرد پھرا کرتے تھےاور شعر پڑھا کرتے تھے۔

من کیتم کہ باتو دم دوستی زنم　　چندیں سگاں کوے تو یک کمتریں منم

فرمایا کرتے تھے کہ میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کا کتا ہوں اور کبھی فرماتے کہ بندگی شیخ احمد کابلی سرہندی کی درگاہ کا کتاہوں۔

نقل ہے کہ آپ کی خانقاہ میں چار سو آدمی جمع رہتے تھے اور جو شخص جو فرمائش کرتا اس کے واسطے وہی کھانا تیار ہوتا اور باوجود اس قدر حشم کے مالک بمقامات بلند وکرامات ارجمند پہنچے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تقلیل غذا کرنا چاہا۔ حضرت نے فرمایا کہ حاجت تقلیل غذا نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بناء کار دوام وقوف قلبی صحبت شیخ پر رکھا ہے ثمرہ زہد ومجاہدہ شاقہ خرق عادات وتصرفات ہے اور ہمارے یہاں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہاں دوام ذکر وتوجہ الیٰ اللہ واتباع سنت ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کے خادموں میں سے کابل سے کہ اس کا وطن مالوف تھا۔ ایران کہ جاتا تھا۔ راستہ میں ایک رافضی گھوڑے پر چڑھا ہوا آگے آگے جاتا تھا۔ ناگاہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس نے چند

کلمے بے ادبی کے کہے اس نے اسی وقت تلوار سے اس کا سر کاٹ ڈالا بعد ازاں اس کو خوف ہوا کہ کہیں اس کے رفیق ایذا نہ پہنچائیں۔ ناگاہ ایک سوار نقاب پوش پہنچا۔ اور ایک عصا اس مقتول کے مارا اور اس شخص سے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں نے اس کو گدھا کر دیا ہے۔ اس شخص نے جو غور کیا تو وہ گدھے کی لاش ہوگئی تھی۔ اس نے سوار سے عرض کی کہ مجھ کو اپنی زیارت سے مشرف کرائیے انہوں نے نقاب الٹا دیکھا تو حضرت شیخ سیف الدین تھے۔ فرمایا کہ اگر اس کی صورت نہ تبدیل کر دیتا۔ تو اس کے رفیق تجھ کو تکلیف دیتے کہ اسی اثناء میں اس کے رفیق بھی آ گئے۔ اس کا گھوڑا خالی پایا اور لاش گدھے کی پڑھی تھی۔ شرمندہ ہوئے اور نہ پوچھا گھوڑا لے کر چپکے سے چلے گئے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو مرض جذام ہوگیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا آپ نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ فی الحال شفاء ہوگئی۔

نقل ہے کہ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ کی خالہ نے خواجہ زبیر سے دعا صحت کے واسطے عرض کیا۔ آپ واسطے دفع مرض کے متوجہ ہوئے اور بعدہ فرمایا کہ اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ حافظ و معین ہے۔ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا شیخ عظیم ہوگا۔ اور ہزاراں ہزار آدمی اس کے حلقہ میں حاضر ہوں گے۔

نقل ہے کہ آپ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ اللہ نقشبند قدس سرہ سفر حجاز کو جاتے تھے۔ بوقت رخصت آپ سے کہا کہ عمر آخر ہوگئی ہے لڑکوں کے حال پر مہربانی رکھنا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کی عمر بہت ہو۔ البتہ مجھ کو اپنی عمر کی بالکل امید نہیں ہے۔ آپ میرے بچوں پر نظر عنایت رکھئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر دونوں بھائیوں کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ انیس سال کے بعد فوت ہوئے۔

نقل ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ من الظہر والعصر مستورات کو جمع کر کے حدیث سنایا کرتے تھے۔ ایک روز خلاف معمول جلد وعظ ختم کر دیا۔ مستورات نے عرض کیا کہ ابھی بہت وقت ہے کچھ اور پڑھیے فرمایا اور محمد اعظم سے پڑھوانا محمد اعظم آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام تھا۔ بعد ازاں آپ علیل ہو گئے اور پھر حدیث سنانے کا اتفاق نہ ہوا اور بعد ازاں محمد اعظم ہی نے سنایا ہوگا۔ آپ نے سینتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔

نقل ہے کہ جب آپکا جنازہ دفن کرنے لے چلے ہوا پر جاتا تھا۔ ہر چند لوگ چاہتے تھے کہ کاندھے پر رکھیں ممکن نہ ہوا اور قبر کے پاس خود بخود جا کر رکھا گیا۔

حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر میں فقیہ کامل تھے۔ آپ نے کسب مقامات سلوک حضرت شیخ سیف الدین فرزند و خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سے کئے اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہ کر مشرف بحالات بلند و مقامات ارجمند ہوئے۔ نیز حضرت حافظ محمد محسن اولاد شیخ عبدالحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ ابتداء میں پندرہ سال تک ہر وقت مستغرق رہتے تھے صرف نماز کے وقت افاقہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر مغلوب الحال ہو جاتے تھے۔ آخر میں افاقہ ہوگیا تھا۔ کثرت مراقبہ سے پشت مبارک میں خم ہوگیا تھا۔ اتباع سنت کا نہایت التزام و اہتمام تھا۔ ہر وقت کتب سیر و اخلاق پیش نظر رہتی تھیں۔ اور اسکے موافق عمل کیا کرتے تھے۔ ادنیٰ ادب کا ترک نہ ہوتا تھا اور اگر بمقتضائے بشریت ہو جاتا متنبہ ہو جاتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلاف سنت پہلے داہنا پاؤں بروقت داخل ہونے بیت الخلاء میں رکھا گیا۔ تین روز تک احوال باطنی میں قبض ہوگیا۔ جب نہایت التجا و تضرع کی تب کھلا لقمہ میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے چند

روز کا کھانا پکا لیا کرتے۔ اور اسی کو شدت بھوک میں کھا لیا کرتے فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال سے طبیعت کا تعلق کیفیت غذا سے نہیں رہا اور بھوک میں جو کچھ مل گیا وہی کھا لیا دو سالن جمع نہ کیا کرتے تھے۔ دو صاحبزادے تھے۔ ایک کو گھی اور ایک کو شکر دیا کرتے تھے۔ اغنیا کا کھانا کبھی نہیں کھایا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ یہ شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی دنیادار کے گھر سے کھانا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ظلمت معلوم ہوتی ہے اپنے خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم بھی غور کرو انہوں نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ کھانا وجہ حلال سے معلوم ہوتا ہے لیکن بوجہ نیت ریا ایک قسم کی عفونت اس میں پیدا ہوگئی ہے۔ اگر کسی دنیادار کے گھر سے کتاب منگاتے تین روز تک اس کا مطالعہ نہ کرتے اور فرماتے کہ ان کی صحبت سے ظلمت مثل غلاف کے اس پر لپٹ گئی ہے۔ جب ببرکت صحبت مبارک ظلمت زائل ہو جاتی مطالعہ کرتے نور فراست اور کشف اس قدر صحیح تھا کہ جیسا ان کو چشم دل سے معلوم ہوتا اوروں کو چشم ظاہر سے نہ معلوم ہوتا اور نہایت قوی الصرف تھے اور مریدوں کو انکی زلات پر متنبہ فرما دیتے تھے۔

نقل ہے کہ روز ایک مرید حضرت سید نور محمد بدایونی کی خدمت میں حاضری کے واسطے گھر سے چلا راستہ میں ایک نامحرم پر نظر پڑگئی دیکھتے ہی فرمایا کہ تم میں ظلمت زنا معلوم ہوتی ہے۔ شاید کہ نامحرم پر نظر پڑگئی ہے۔ پھر براہ کرم توجہ فرما کر اس ظلمت کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح ایک روز ایک خادم کو راستہ میں شرابی مل گیا تھا۔ جس وقت خدمت میں حاضر ہوا دیکھ کر فرمایا کہ آج تمہارے باطن میں ظلمت شراب معلوم ہوتی ہے۔ شاید کہ شراب خوار سے ملاقات ہوئی ہے فرمایا کہ فساق کی ملاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں ذکر تہلیل کر کے جاتا تھا۔ آپ فرما دیتے تھے کہ آج ذکر تہلیل کر کے

آئے ہو۔ اور اگر کوئی درود شریف پڑھ کر جاتا۔ اس کو فرما دیتے تھے کہ درود پڑھ کر آیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کو جن اٹھا لے گئے ہیں۔ جس قدر عمل و عزائم کئے سب بیکار ہوگئے۔ آپ اس معاملہ میں ہمت فرمایئے۔ یہ سن کر آپ تا دیر مراقب رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جافلاں وقت تیری لڑکی حاضر ہوگی۔ چنانچہ اسی وقت آ گئی۔ لڑکی سے جو ماجرا دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک صحرا میں بیٹھی تھی۔ وہاں سے ایک بزرگ میرا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ لے آئے۔ آپ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے اس قدر تامل کے بعد کیوں فرمایا کہ تیری لڑکی فلاں وقت آئے گی۔ فی الفور کیوں نہ فرما دیا۔ فرمایا کہ میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کی کہ اگر میری ہمت میں اثر ہو مصروف ہوں۔ جب الہام ہوگیا کہ تیری ہمت میں اثر ہے تب میں نے ہمت کی اور کہا کہ فلاں وقت تیری لڑکی آجائے گی۔

نقل ہے کہ دو عورتیں امتحاناً حضرت سے اخذ طریقہ کے واسطے حاضر ہوئیں اور دراصل وہ رافضی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے عقائد بد سے توبہ کرلو پھر اخذ طریقہ کرنا۔ چنانچہ ایک آپ کے کمال کی قائل ہو کر داخل طریق ہوگئی اور دوسری کو توفیق نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک آپ کا مخلص ہوائے نفسانی سے چاہتا تھا کہ مرتکب زنا ہو کہ اسی اثناء میں آپ کی صورت مثالی حاضر ہوئی اور عورت خائف ہو کر ایک گوشہ میں چھپ گئی اور وہ شخص تائب ہوگیا۔

نقل ہے کہ آپ کے پڑوس میں بنگ فروش کی دکان تھی ایک روز فرمایا کہ ظلمت بنگ سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے کسی مخلص نے جا کر اس کو بزور ہٹا

دیا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اب پہلے سے بھی زیادہ مکدر ہوگئی ہے کہ احتساب خلاف شرع واقع ہوا اول اس کو بہ نرمی توبہ کرانی چاہیے تھی۔ پھر شدت کرنی تھی غرضیکہ اس کو تلاش کر کے بلوایا اور مریدوں کی جانب سے معذرت کی اور کچھ روپے اس کو دیئے اور فرمایا کہ خلاف شرع پیشہ اچھا نہیں ہوتا کوئی مباح پیشہ اختیار کرو چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے واسطے گئے۔ مراقبہ میں معلوم ہوا کہ تمام جسم وکفن درست ہے مگر پاؤں کے پوست اور کفن میں مٹی کا اثر پہنچ گیا ہے۔ اس کی وجہ دریافت کی تو صاحب مزار نے فرمایا کہ ایک غیر شخص کا پتھر اس کی بلا اجازت وضو کی جگہ رکھ لیا تھا کہ جس وقت آئے گا واپس دے دوں گا۔ ایک مرتبہ اس پر قدم رکھا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے مٹی نے پاؤں وکفن میں اثر کیا۔ الحق کہ جس کا قدم تقویٰ میں زیادہ اسی کو قرب ولایت زیادہ۔ آپ کی وفات ۱۱ ذیعقد ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا مدفن خام دہلی میں خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کے مزار کے قریب آبادی سے باہر ہے۔

حضرت مرزا مظہر جانجاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانجاں بتاریخ گیارھویں رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بروز جمعرات صبح بعہد شاہ اورنگ زیب تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار امراء شاہی سے تھے اور اسم شریف مرزا جان تھا۔ اور اسی مناسبت سے شاہ اورنگ زیب نے آپ کا نام جان جاناں رکھا کہ بیٹا باپ کی جان ہوا کرتا ہے اور رفتہ رفتہ بنتے بنتے جانجاناں ہوگیا۔ آپ کا نسب بواسطہ محمد بن حنیفہ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے آثار رشد وہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے۔ عشق آپ کی خمیر طینت میں تھا۔

نقل ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یاد ہے کہ میری چھ ماہ کی عمر تھی

کہ ایک حسین عورت نے مجھ کو دایہ کی گود سے اپنی گود میں لے لیا۔ اس کے جلوہ جمال سے میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اس کے ساتھ ایک محبت پیدا ہوگئی۔ اور اس کے بلادیدار قرار نہ آتا تھا۔ اور اس کے فراق میں رویا کرتا تھا۔ پانچ سال کی عمر میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ یہ لڑکا عاشق مزاج ہے۔ فرمایا کہ میری عمر ۹ سال کی تھی کہ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ بکمال عنایت پیش آئے اور انہیں ایام میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا ان کی صورت مبارک حاضر ہو جاتی فرمایا کہ میں بارہا بہ چشم ظاہر حضرت صدیق اکبر کو دیکھا ہے اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھے تھے کسی شخص نے ذکر کیا کہ قدماء صوفیہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ مگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سب کے خلاف وحدت شہود کو ترجیح دیتے ہیں کہ اسی اثناء میں ایک نور مثل آفتاب کے چمکا اور اس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ظہور فرمایا اور آپ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ۔ اس واقعہ کو آپ نے اپنے والد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو ان کے طریقہ سے فیض حاصل ہوگا صغرسنی سے ہی آپ کے والد نے آپ کی تربیت میں نہایت اہتمام فرمایا اور تمام اوقات منضبط فرما دیئے اور نہایت تاکید کی کہ وقت عزیز رائگاں نہ ہو چنانچہ عرصہ قلیل میں آپ نے ہر فن میں کمال پیدا کیا علاوہ علم قرأت و فقہ و حدیث کے دیگر فنون میں بھی آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔

نقل ہے کہ تقطیع سرادیل آپ کو پچاس طرح سے آتی تھی فن سپاہ گری میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بیس آدمی تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک لاٹھی ہی ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک

شخص بھی زخم نہیں پہنچا سکتا۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مغرب کی نماز میں انصراف سلام کے وقت میرے خنجر مارنا چاہا میں نے فی الفور اس سے چھین لیا۔ اور پھر واپس دے دیا۔ اس نے پھر حملہ کیا اور پھر میں نے چھین لیا پھر واپس دیا اسی طرح اس نے سات مرتبہ حملہ کیا اور ساتوں مرتبہ میں نے چھین چھین لیا آخرکار اس نے معذرت کی اور پاؤں پر گر پڑا فرمایا کہ ایک مرتبہ مست ہاتھی راہ میں آتا تھا۔ اور میں سامنے سے گھوڑے پر سوار جاتا تھا۔ فیلبان نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ۔ مجھ کو شرم آئی کہ حیوان سے بھاگنا بڑی نامرادی ہے اتنے میں ہاتھی نے مجھ کو سونڈ میں لپیٹ لیا۔ اسی وقت میں نے خنجر نکال کر اس کی سونڈ میں مارا ہاتھی نے چیخ مار کر مجھ کو چھوڑ دیا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ جہاد باشرائط میں آیا میں اور ایک سردار ایک ہاتھی پر بیٹھے ہوتے تھے عین شدت حرب میں میرے ردیف کو خیال آیا کہ یہ ڈر گیا۔ فی الفور اسی حالت میں ایک غزل تازہ تصنیف کی کہ وہ حیران رہ گیا۔ غرضیکہ جس فن کا آدمی آپ کے پاس آتا اس فن میں آپ کی استادی کا اقرار کرتا۔ فرمایا کہ میرے مزاج میں رغبت اتباع سنت کمال تھی۔ ایک روز میرے والد مجھ کو اپنے پیر کی خدمت میں لے گئے۔ اتفاقاً اس روز سکر وسماع میں ان کی نماز عصر و مغرب فوت ہوگئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر والد صاحب نے مجھ کو ان سے بیعت ہونے کے واسطے کہا تو میں نے انکار کر دوں گا۔ چنانچہ ایک روز میں نے والد سے عرض کیا کہ حضرت نماز میں کیوں تساہل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان پر سکر غالب ہے معذور ہیں میں نے عرض کیا کہ نماز میں سکر غالب ہو جاتا ہے اور کام میں ہوشیار رہتے ہیں۔ اس بات سے وہ ناراض ہوئے۔ مگر میرے دل میں بیعت کرانے کا کھٹکا نکل گیا۔ سولہ برس کی آپ کی عمر

تھی کہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ اوقات اسی طرح کے والد نے مقرر کر دیئے تھے منقسم رکھے فرمایا کہ بعد انتقال والد خیر خواہاں دنیا دو سال تک اس کوشش میں رہے کہ منصب موروثی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ایک روز فرخ سیر بادشاہ کی ملاقات کو لے گئے۔ بادشاہ کو اس روز زکام تھا اور دربار میں نہ آیا اس سبب سے ملاقات نہ ہوئی۔ اسی روز رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ میرے سر پر رکھ دی ہے۔ شاید کہ وہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس خواب کے دیکھنے سے منصب و جاہ کی رغبت میرے دل میں باقی نہ رہی اور بزرگوں کے ملنے کا شوق دل میں پیدا ہو گیا اور جس جگہ صاحب کمال سنتا۔ ان کی زیارت کے واسطے حاضر ہوتا۔ چنانچہ شیخ کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ میر ہاشم جالیسری و شاہ مظفر قادری کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ شاہ مظفر قادری سے جس وقت میں ان کی ملاقات کو گیا کسی نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت بھی اوتاد و ابدال ہونگے انہوں نے فرمایا کہ زمانہ دوستان خدا سے خالی نہیں ہوتا اور جس کو اوتاد و ابدال دیکھنا ہو۔ میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جوان کو دیکھے۔ یہ انہوں نے اپنی نور فراست سے معلوم کیا ورنہ اس وقت تک میں نے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کے گھر مجمع احباب و سامان طرب موجود تھا کہ اسی اثناء میں کسی شخص نے حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف بیان کئے یہ سنتے ہی آپ بے اختیار ہو گئے۔ اور باوجود ممانعت حضار جلسہ اسی دوم متوجہ زیارت حضرت سید ہوئے۔ چونکہ مکان پر تمام احباب کو چھوڑ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد چاہا جلد وہاں سے انہیں اور عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت حاضر ہونگا۔ اگرچہ حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بعد دریافت

صلاحیت و استعداد و استخارہ مسنونہ ذکر طریقہ طالب کو تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ مگر حضرت مرزا مظہر جان جاناں کو بلا آپ کی درخواست کے فرمایا کہ آنکھیں بند کرکے متوجہ قلب ہو جاؤ اور خود توجہ شروع کی چنانچہ اسی توجہ میں لطائف خمسہ جاری ہوگئے اور بعد ازاں رخصت کر دیا۔ اور آپ پر نسبت باطنی نے اس قدر غلبہ کیا کہ اگلے دن صبح کو حضرت سید کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا اور معمول کے موافق چلتے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو بعینہ حضرت سید کی صورت پائی۔ اس سے محبت اور عقیدہ اور زیادہ ہوگیا۔ تھوڑی مدت میں حالات و کیفیات طریقہ سے باطن معمور ہوگیا۔ دل محبت ماسوائے خدا سے بالکل خالی ہوگیا۔ چار سال تک آپ نے ان کی خدمت میں استفادہ کیا اور معاملہ تا ولایت کبریٰ کو پہنچ گیا۔ اس وقت حضرت سید نے آپ کو اجازت طریقہ مع تبرک پیراہن عطا فرمائی اور وصیت ملازمت عقیدہ اہل سنت و جماعت و اجتناب از بدعت فرمائی اس کے بعد حضرت بدایونی کا انتقال ہوگیا۔ لیکن حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ چھ سال تک ان کی قبر پر جاتے رہے۔ اور اس عرصہ میں مسمی الباطن تک ترقی ہوگئی۔ لیکن حضرت سید نور محمد بدایونی بار بار خواب میں فرماتے تھے کہ کمالات الٰہی بے نہایت ہیں۔ عمر گرامی کو طلب خدا میں صرف کرنا چاہیے۔ قبور سے استفادہ معمول نہیں ہے کسی زندہ بزرگ سے تحصیل مقامات کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں نے بزرگان وقت کی خدمت میں رجوع کیا پہلے حضرت شاہ گلشن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اظہار طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم کو شیخ روزگار ہوتا ہے اور میں چنداں پابند آداب طریقت کا نہیں ہوں کبھی سماع سن لیتا ہوں اور کبھی نماز بے جماعت پڑھ لیتا ہوں۔ تم کسی اور جگہ جاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد وہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبندیہ و حضرت مجدد علیہم الرحمۃ کے پاس کہ وہ اپنے وقت کے قیوم تھے گئے نہایت مہربانی

سے پیش آئے اور اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ ایسے شخصوں کی ملاقات کہ با داب ظاہر و انوار باطن سے آراستہ ہوں اختیار کرنا چاہیے۔ یہ سن کر حضرت مرزا مظہر جانجاناں ان سے قدمبوس ہوئے حضرت خواجہ زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تو ہمارے ہی ہو۔ لیکن اس طریقہ میں صحبت شرط ہے اور تمہارا مکان یہاں سے بہت دور ہے ہر روز آ نہیں سکتے اور جو نسبت تم کو حضرت سید سے پہنچی ہے۔ وہ بہت اصیل ہے۔ اس کی نہایت محافظت کرنا چاہیے اور یہی کافی ہے۔ بعد ازاں حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ سے التماس توجہ کی یہ بزرگ بھی حضرت حجۃ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے انہوں نے فرمایا کہ تم نے سلوک علی البصیرۃ حاصل کیا ہے اور تم کو کشف مقامات ہے اور مجھ کو چنداں کشف وعلم مقامات نہیں ہے۔ استفادہ بوجہ احسن نہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کا قول ہے کہ اگرچہ ان سے استفادہ ظاہراً نہیں ہوا۔ لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں ان کے باطن سے فیض فائض ہوتا تھا اور نسبت کے عرض میں خوب قوت پیدا ہوگئی۔ پھر حضرت حافظ سعد اللہ خلیفہ محمد صدیق فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے استخارہ کو حکم فرمایا استخارہ فہوالمراد آیا ان کی خدمت میں بارہ سال رہنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی۔ بسبب کبرسنی توجہ نہیں کرسکتے تھے۔ البتہ صبح کے وقت ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھتے تھے اس وقت طالبین حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے تھے اور قرآن سنتے تھے۔ اس سے ترقیات باطن ہوتی تھیں۔ ان کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ اگر کوئی بلا اجازت کسی مزار پر بھی چلا جاتا تھا۔ تو اس کی نسبت میں فتور آ جاتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مرزا صاحب نے ان سے عرض کیا کہ اس طریقہ میں مدار ترقی توجہ پیر پر ہے۔ اور اس قدر مدت میں فقیر کو صرف ایک ہی مرتبہ توجہ سے سرفراز فرمایا ہے اور فقیر کو ہمیشہ اس سعادت کی آرزو رہتی ہے۔ اس

جرأت سے نہایت ناراض ہوئے اور حضرت مرزا صاحب کے ظاہر و باطن میں تغیر عظیم پیدا ہوا حتیٰ کہ علیل ہو گئے اور تین مہینے تک بیمار رہے۔ جب ایک روز جناب حافظ صاحب عیادت کو تشریف لائے تب صحت ہوئی اور نسبت باطن بحال ہوئی۔ لیکن چونکہ وہ طالبوں کے حال پر بوجہ ضعف خیال فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ ناچار حضرت مرزا صاحب نے حضرت خواجہ محمد عابد سنامی خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد نبیرہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہم کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ جب اس کی خبر حضرت حافظ صاحب کو پہنچی تو حضرت مرزا صاحب سے فرمانے لگے کہ تم نے یہاں کیا فیض میں کوتاہی دیکھی کہ اور جگہ جانا اختیار کیا۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ میرا مقصود صرف اللہ اور نسبت علیہ ہے اور اس کا حاصل ہونا توجہات پر موقوف ہے اور یہ بات بوجہ ضعف و ناتوانی حضرت کے ہو نہیں سکتی اس سبب سے ایک آپ کے بھائی کے پاس رجوع کیا ہے اور خادمان والا سے ویسی ہی اخلاص و بندگی راسخ ہے۔ مگر اس عذر سے ان کی صفائی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بعد انتقال جب کبھی ان کے مزار پر جاتے تو وہ حضرت مرزا صاحب سے منہ پھیر لیا کرتے بعد موت ان کے خلیفہ نے حضرت مرزا صاحب سے کہا کہ مجھ کو واقع میں حضرت حافظ صاحب نے بشارت دی ہے کہ ہم مرزا صاحب سے راضی ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ حکم اور مرضی الٰہی سے کیا تھا۔ یہ سن کر مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور سجدات شکر بجا لائے کہ رضائے اہل حقوق اللہ تعالیٰ کی نعمت سے ہے۔ حضرت خواجہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کمالات سے کام شروع ہوا اور سات سال میں حقائق سبعہ وغیرہ ختم ہوئے فرمایا ولایات میں جو ذوق و شوق و ظہور توحیدی تھا وہ سب زائل ہو گیا اور بجائے اس کے برد یقین و اتصال بے کیف و احوال بیرنگ و لطافت نسبت مقامات عالیہ مجددیہ میں حاصل ہوئی مقامات سافلہ میں فیض مثل شیخ نے پھر ایک سال میں سیر مرادی تمام مقامات کی کرائی اس سے ہر مقام کے

حالات و کیفیات میں نہایت قوت پیدا ہوگئی اور لطافت نسبت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ حضرت شیخ کی توجہات بھی ادراک میں نہ آتی تھیں۔ بلکہ آخرکار ان کی صحبت میں صرف ایک قسم کی صفائی پیدا ہوتی تھی اور بس چنانچہ اس کی شکایت بھی ان سے کی گئی۔ فرمایا کہ اس کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ فیضان الٰہی برابر آتا ہے۔ اگرچہ غایت بیرنگی سے ادراک میں نہ آئے۔ جس وقت تک حوض بھر نہیں جاتی پرنالہ سے پانی کے گرنے کی آواز آیا کرتی ہے اور جب لبریز ہو جاتا ہے پانی اس میں آتا رہتا ہے۔ مگر آواز نہیں پیدا ہوتی فرمایا کہ حضرت شیخ کی توجہات سے نسبت باطنی میں اس قدر طول و عرض پیدا ہوا کہ نظر کشفی بھی کام نہ کرتی تھی اور تسلیک مقامات طریقہ میں نہایت قوت حاصل ہوئی۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اپنے چند اصحاب تربیت کے واسطے سپرد گئے۔ بعد ختم مقامات جب ان کے پاس لے گیا۔ انہوں نے جمیع بشارات مسلم رکھے فرمایا کہ حضرت شیخ کے اصحاب میں جو خصوصیت کہ فقیر کو تھی وہ کسی کو نہ تھی۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے کمالات جدید عطا فرمائے کہ بمقابلہ انکے کمالات سابقہ کچھ نہ تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت اس قدر شب باقی رہی تھی کہ بہ برکت حضور مجھ پر بھی احوال عجیبہ اسرار غریبہ وارد ہوئے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا درست ہے تم کو ہمارا ضمنی کیا ہے اور جو کچھ مجھ کو بخشش و کرامت ہوتی ہے اس میں تم کو حصہ ملتا ہے۔

نقل ہے کہ فرمایا ایک روز حضرت شیخ سے میں نے قادریہ خاندان کی اجازت کے واسطے عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز کرائیں۔ چنانچہ خود بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو بیٹھے اور مجھ کو بھی متوجہ ہونے کو فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کرام و اولیاء

عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک بارگاہ عالی میں رونق افروز ہیں اور حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حضور پرنور میں کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ نے جا کر عرض کیا کہ مرزا جانجاناں اجازت خاندان قادریہ کے امیدوار ہیں۔ فرمایا کہ اس معاملہ میں سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہو چنانچہ ان سے عرض کیا۔ انہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرما کر بعطائے خرقہ تبرک اجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا اور مجھ کو اپنے سینہ میں حالات و برکات طریقہ قادریہ کا بخوبی احساس ہوا فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ میں اضمحلال وربودگی بہت ہے اور طریقہ قادریہ میں لمعان انوار ہے فرمایا کہ حضرت شیخ نے مجھ کو اجازت خاندان سہروردیہ و چشتیہ بھی عطا فرمائی ہے اور نسبت چشتیہ اویسیہ طور سے بھی مجھ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی ہے۔ فرمایا بعض اوقات کہ نسبت چشتیہ کا ظہور ہوتا ہے سماع اچھا معلوم ہوتا ہے اور سوز وگداز و عشق و محبت کہ لازم نسبت چشتیہ ہے باطن کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ فرمایا کہ جب حضرت شیخ نے مجھ کو بشارت حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرمائی اور مجھ کو ان کے انوار سے فنا حاصل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجائے بندہ تشریف رکھتے ہیں اور بندہ ان کی جگہ پر بیٹھا ہے پھر دیکھا کہ دونوں جگہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ دونوں جگہ میں بیٹھا ہوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے میرے حال پر یہ ہے کہ مجھ کو پیران کبار سے خصوصاً حضرت سید اور حضرت شیخ سے کمال محبت اور رسوخ ہے اور اگرچہ بشرف زیارت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرف نہیں ہوا۔ مگر الحمدللہ کہ ان کے ایسے نائبوں کی سعادت صحبت سے محروم نہیں رہا اور اسی طرح یہ بزرگوار بھی میرے حال پر کمال بندہ نوازی فرمایا کرتے تھے اور میری

توقیر میری قدر سے زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت سید نے میری جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں اور فرمایا کہ تم کو اللہ کی جناب میں قبولیت تمام ہے۔ حضرت حاجی محمد افضل صاحب میری تعظیم کو سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ تمہارے کمالات کی تعظیم کرتا ہوں۔ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نہایت تکریم کرتے اور فرمایا کرتے کہ تم میرے قبلہ گاہ کی جگہ ہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نہایت تواضع سے میرے زانو بوس ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری مانند میرے مریدوں میں کوئی نہیں ہے۔ ایک روز اور فرمایا کہ جناب الٰہی سے تم کو لقب شمس الدین حبیب اللہ عطا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز میں حضرت شیخ کے حضور میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ دو آفتاب مقابل بیٹھے ہیں کہ شعشان انوار سے ایک دوسرے سے تمیز نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ایک روز ایک سرہندی صاحب زادہ سرہند کو جاتے تھے ان کی زبانی میں نے اپنا سلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا۔ جب انہوں نے مزار پر پہنچ کر میرا سلام کہا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سینہ تک اپنا سر مبارک اٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ کون مرزا پھر آپ ہی فرمایا وہ ہمارا شیفتہ اور دیوانہ علیک وعلیہ السلام فرمایا کہ وہ مجددی صاجزادے میرے بہت مشکور ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری وجہ سے مجھ کو زیارت نصیب ہوگئی اور اس کے بعد سے میری بہت تعظیم کرنے لگے۔ غرضیکہ بعد انتقال حضرت شیخ حضرت مرزا صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے طالبان خدا ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ کے اجل اصحاب اور اور مشائخ عصر و علماء صلحاء استفاضہ کے واسطے حاضر ہوئے اور حسب استعداد فیض یاب ہوئے۔ تہذیب نفوس طالبان جیسے کہ آپ کی خدمت میں ہوتی تھی۔ بزرگان سلف ہی کے وقت میں کبھی ہوتی ہوگی مشائخ وقت کہا کرتے تھے کہ جس قدر فیض صرف تمہاری صحبت میں ہوتا ہے اس قدر اوروں کی توجہ و ہمت سے

نہیں پہنچتا۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں رسمی طور سے آیا اور وہاں سے پھر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم مرزا صاحب کے مرید ہوگئے کہ تمہارا باطن ان کے طریقہ کے انوار سے معمور ہے اس نے کہا کہ نہیں میں تو صرف ان کی خدمت میں حاضر ہی ہوا تھا۔ فرمایا

• آہن کہ بپارس آشنا شد فی الفور بصورت طلا شد

آپ کی توجہات سے لوگ دور دراز ملکوں میں ترقیات حاصل کرتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ بھیک نبیرہ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کابل میں تھے حضرت نے دہلی سے غائبانہ توجہ فرما کر مقامات عالیہ پر پہنچا دیا۔ حضرت مولوی احمد اللہ فرزند حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم کو دہلی سے پانی پت میں توجہات غائبانہ فرمایا کرتے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں ان کو تحریر فرماتے ہیں۔ توجہ بشما تا امروز ناغہ نشدہ و نخواہد شد ترقیات شما روز افزوں ست تجلیات کمالات رسالت گاہ گاہ ظہور میکند انتہیٰ اور ایک جگہ ان کے والد کو تحریر فرماتے ہیں۔ احمد اللہ اور حقیقت کعبہ توجہ میشود دور دو سہ روز در حقیقت قرآن داخل میگردد۔ ہزار ہا آدمیوں نے آپ سے طریق حاصل کیا اور دوام ذکر میں مشغول ہوئے قریب دو سو آدمیوں کے اجازت تعلیم طریقہ عطا فرمائی اور قریب پچاس آدمیوں کو نہایت مقامات مجددیہ احمدیہ پر پہنچایا بمقتضائے عموم الطاف حضرت کی عادت شریف اس طرح تھی کہ سالک ابھی ایک مقام اچھی طرح سرانجام کرتے نہیں پاتا تھا کہ بطور طفرہ مقام عالی پر واصل فرما کر ادنیٰ التفات سے وہاں کے حالات و کیفات اس پر القاء فرما دیتے تھے تاکہ ہر مقام سے مناسبت پیدا کرکے پھر بطور خود کثرت ذکر و مراقبہ سے مقامات عالیہ میں تحقیق پیدا کرلے اور ہمہ تن

عالی ہمت اسی پر مصروف تھی کہ طریقہ احمدیہ عالم میں رواج پذیر ہو اور طریقہ جدیدہ سے جہان منور ہو جائے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بعض افغانوں نے حضرت کی بشارت مقامات پر دل میں انکار کیا۔ حضرت نے یہ بات اپنے نور فراست سے دریافت کر کے فرمایا اگر تم کو اعتبار نہیں ہے تو کسی کو اکابر دین میں سے مقرر کرلو کہ اس کی روح مبارک ظہور فرما کر بشارات کی شہادت دے سب نے عرض کی کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر فاتحہ پڑھ کر مع اصحاب متوجہ جناب مقدس ہو گئے کہ اسی اثناء میں سب کو غیبت ہو گئی اور دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور سب کو زجر فرما کر ارشاد کیا کہ مرزا صاحب کی بشارات سب سے صحیح ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے اسی قسم کا شبہ بذریعہ تحریر بھی کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ تحریر فرمایا مخدوما دو شبہ نوشتہ اند یکے آنکہ حلفاء حضرات سرہند دعویٰ مقامات بلند میکنند و آثار آن مثل اولیاء متقدمین ازینہا بظہور نمیرسد دیگر آنکہ مریداں خود را بشارتہاے عالی میدہند و حالات آنہا دلالت برآن بشارتہا نمی کند و مساوات آں درویشاں با کابر سابقین بلکہ فضل برآنہا لازم می آید و ایں معنی مستعبد می نماید جواب شبہ اول بدانند کہ بزرگان پیشن باوجود تحقق فنائے دعویٰ کمالات علیا کردہ اند و کتب قوم ازیں مقالات مملوست غایۃ مافی الباب جماعۃ ازان طائفہ باظہار ایں امور مامور بودہ اند و فرقہ بحکم غلبہ سکر معذور پس درشان ایشاں نیز ازیں ہر دو احتمال یکے را تجویز میتواں نمودہ ہیچ کمائے غیر از نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ و درمبدع فیاض بخل و دریغ ممکن نیست پس درحق ایں بزرگان حسن ظن راچہ مانع است آخر از صلحاء مسلمین اند و مراد از ظہور آثار کمال اگر استقامت است کہ فوق کرامت است پس ایں معنی خود از اقوایاء ایں طریقہ بقوہ ظاہر میگردد و ضعفاء را اعتبارے نہ واگر مقصود از

آثار صدور خرق عادات و مکاشفات است کہ منظور عوام است پس ایں مقامات باجماع صوفیہ نہ از شرط ولایت اندونہ از لوازم آں مخفی نیست کہ صحابہ کرام کہ افضل جمیع امت محومہ بودہ اند کمتر مصدر ایں امور گشتہ وچون مجاہدات و ریاضات ایں طریقہ بطور صحابہ و تابعین اتباع کتاب وسنت است اذواق و مواجید اہل ایں طریقہ نیز مشابہ اذواق ہماں جماعت است فلا تکن من الممترین جواب شبہ دوم آنکہ دریافتن آثار باطنی اہل کمال امر آسان نیست علی الخصوص ادراک نسبت بے کیف ایں طریقہ کار ہر عمر وزید نے اما از ارباب فراست صحیحہ مخفی نے ماند و آثار ظاہری کہ کثرت طاعت و ریاضت و افراط ذوق وشوق و تجرد و انقطاع باشد اہل اخلاص وریا و ارباب حق و باطل شریک اند و از صدور معاصی احیاناً غیر معصومین ہیچ کس محفوظ نیست وحق ایں است کہ بنا بر بعد زمان نبوت و قرب قیامت ضعف در احوال ظاہری و باطنی راہ یافتہ است لیکن ایں بشارتہا بے حقیقی نیست و مقصود ایں مشائخ از بشارت آنست کہ مرید ازاں مقام نصیبے یافتہ نہ مثل اولیاء مشہور قوت و رفعت درآں مقام رسانیدہ تا مساوات بآنہا لازم آید و اگر مردے خوش استعدادے عمرے دریں کار جدوجہد بکار برد و شریک دولت آں بزرگاں شود استحالہ ندارد و بیت

فیض روح القدس اربارند و فرماید — دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

دبدارنند کہ نسبت ایں حضرات انعکاسی است مثل انطباع نور شمس در مرت و فرصتے می باید کہ انوار پیر لازم مرات مرید گردد و انعکاس مبدل بہ تحقق شود و مرید بمرتبہ کمال و تکمیل برسد پس در بعض اوقات عکس مقام در آئینہ باطن مرید می افتد وہنوز آں مقام تحقق نرسیدہ و پیر کشف دقیق ونظر تحقیق را کار نفرمودہ آں مرید را بشارت آں مقام میفر ماید و بعد مفارقت آن نسبت کہ بشرط محاذات ظاہر شدہ بود رویہ استتار می آرد پس آثار اگر ظہور نماید بجا است و ایں اغلاط دریں جزو

زمان بسیار رواج یافتہ است کہ در پیران نسبت کشفی کمیاب است و مریدان بنا بر ضعف ہمت التماس بشارت مقام و اجازت ارشاد در اضطراب اند حضرت مرزا صاحب بکمال زہد و توکل موصوف تھے دنیا اور اہل دنیا سے نہایت استغنا تھا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا ہدیہ بھی قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اپنے وزیر قمر الدین کی زبانی حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اللہ نے مجھ کو ملک عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے جو کچھ مرضی ہو بطریق ہدیہ قبول فرمایئے آپ نے فرمایا اللہ تمام دنیا کی متاع کو قلیل فرماتا ہے۔ پھر اس قلیل میں سے بھی تمہارے پاس قلیل ہے۔ اس میں سے میں کیا قبول کروں۔

نقل ہے کہ ایک امیر نے ایک خانقاہ اور ایک حویلی اور وجہ معاش فقراء کی مقرر کر کے حضرت کی نذر کی آپ نے قبول نہ فرمایا اور جوابدیا کہ گذارہ کرنے کو اپنے اور بیگانہ کا مکان کافی ہے اور ہر شخص کی روزی جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وقت پر پہنچ جاتی ہے۔ فقیروں کا خزانہ صبر و قناعت ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز موسم سرما میں آپ پھٹی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔ نواب خان فیروز جنگ اس جگہ حاضر تھا۔ یہ حال دیکھ کر ایک اپنے مصاحب سے کہنے لگا کہ یہ ہماری بدبختی ہے کہ جن بزرگوں کی خدمت میں ہم کو ارادت و بندگی ہے وہ ہمارا ہدیہ قبول نہیں فرماتے آپ نے یہ سن کر یہ شعر ارشاد فرمایا

ہزار حیف کہ گل کرد بینوائی ما   بچشم آبلہ آمد برہنہ پائی ما

فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا ہے کہ امیروں سے نیاز نہ قبول کروں گا۔ اب کہ آفتاب قریب غروب کے ہے۔ اگر اپنا روزہ توڑوں دس لاکھ روپیہ چاہیے کہ ہمسایہ کی عورتوں کا چولہا گرم ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نظام الملک تیس ہزار روپیہ نیاز لائے قبول نہ فرمایا

اس نے عرض کیا کہ آپ راہ خدا میں ارباب حاجت کو تقسیم کر دیجئے گا۔ فرمایا میں تمہارا خانساماں نہیں ہوں۔ یہاں سے تقسیم کرنا شروع کرو گھر تک سب تقسیم ہو جائے گا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تین سو اشرفیاں بھیجیں آپ نے فرمایا اگرچہ رد ہدیہ کو منع فرمایا ہے۔ لیکن اس کے قبول کرنے کو جواب بھی نہیں فرمایا جو مال کہ یقینی حلال ہو اسکے لینے میں برکت ہے۔ فقیر اپنے اصحاب سے کہ باخلاص و احتیاط ہدیہ لاتے ہیں۔ قبول کر لیتا ہے اور امراء کا مال اکثر مشتبہ ہوتا ہے اور حق العباد اس میں شامل ہوتا ہے۔ قیامت کے روز ایسے مال کے حساب دینے میں دقت ہوگی ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ قیامت کے دن جب تک آدمی سے پانچ سوال نہیں ہولیں گے وہ ہٹنے کا نہیں۔ عمر کس چیز میں صرف کی جوانی کس چیز میں صرف کی مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا اور کیا عمل کیا اس چیز میں کہ جانا فرمایا پس ہدیہ کے قبول کرنے میں تامل ضرور ہے۔

نقل ہے کہ ایک امیر نے آموں کا ہدیہ آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے واپس کر دیئے۔ اس نے بہت منت کر کے پھر بھیجے تب آپ نے ان میں سے صرف دو آم لئے باقی واپس کر دیئے اور فرمایا کہ فقیر کا دل اس ہدیہ کے قبول کرنے میں انکار کرتا ہے کہ اسی اثناء میں باغبان چلاتا ہوا آیا کہ فلاں امیر نے میرے آم ظلما لئے ہیں اور ان میں سے تھوڑے سے آپ کے پاس بھی بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ ناعاقبت اندیش مغصوبہ ہدیہ سے ہمارا باطن تیرہ و تاریک کرنا چاہتے ہیں۔ امیروں کے گھر کا آپ کھانا بھی نہ کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کے کھانے کی ظلمت سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے کہ شر الطعام طعام الاغنیاء یعنی بدتریں طعام طعام اغنیا ہے۔ بلکہ غربا کی دعوت قبول کرنے میں بھی مضائقہ فرماتے اور فرماتے یہ لوگ بوجہ بے

سامانی سودی قرض لے کر دعوت کیا کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ روزہ کے افطار کے وقت طعام بیگانہ سے تھوڑا تھوڑا روٹی کا ٹکڑا سب خدام کو تقسیم کیا اور قدرے خود بھی تناول فرمایا بعد تراویح سب سے کہا کہ یارو اپنے اپنے باطن کا حال کہو کہ نسبت میں کیا اثر کیا ہے۔ ایک نے عرض کیا کہ پہلے حضور اپنا حال بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ میرا باطن تو سیاہ و تباہ ہوگیا تھا۔ ببرکت نماز و استماع قرآن شریف پھر بحال ہوا۔ خادم نے عرض کیا کہ جب کدورت لقمہ شبہ سے حضور کے دریا انوار میں تغیر ہوگیا۔ تو ہم تنگ باطنوں کا کیا پوچھنا ہے۔ فرمایا لقمہ ہی سے توفیق رفیق ہوتی اور نور طاعت بڑھتا ہے۔ حضرت نے غنا پر فقیر کو اختیار کیا تھا اور صبر و قناعت کو پسند فرمایا تھا۔ تسلیم و رضا آپ کا شیوہ تھا۔ ملائم و ناملائم قضا سے موافقت فرماتے اور ضروری ضروری احتیاج بشری پر قناعت فرمایا کرتے اپنے اصحاب کی نسبت بھی یہی دعا تھی کہ نہ اس قدر غنا ہو کہ اسراف میں مبتلا ہوں اور نہ اس قدر غریب ہوں کہ قرض لینے کی نوبت پہنچے نہایت بے سامانی سے بسر کرتے اور منتظر مرگ رہتے فرماتے کہ بعد ادائے مراتب بندگی وحلقہ ذکر موت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہوں اور فرماتے کہ کوئی آرزو دل میں باقی نہیں رہی اور نہ کوئی تعلق خاطر ہے۔ مرگ تحفہ الٰہی ہے کہ اس کی وجہ سے لقاء پروردگار ودیدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنی اوقات و اعمال موافق حدیث وفقہ درست کئے ہیں اگر کوئی عمل خلاف شرع مجھ سے سرزد ہو اس پر مجھے آگاہ کردیں۔ لوگوں کو جھک کر سلام کرنے اور سر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرماتے بلکہ موافق سنت سلام کرنے کی تاکید کرتے محبت مشائخ خصوصاً حضرت مجدد علیہ الرحمۃ میں سرشار تھے اور فرماتے کہ مجھ کو جو کچھ ملا ہے۔ غلبہ محبت پیران کبار سے ہے۔ آدمی کے اعمال کی کیا ہستی ہے کہ اس کے قریب بارگاہ الٰہی نصیب ہو بلکہ محبت مقبولاں و

مقربان اقویٰ ذریعہ قبولیت خدا ہے۔ آپ نہایت کریم الاخلاق تھے۔ تواضع اور خندہ پیشانی سے ہر شخص سے پیش آتے اہل فضل وتقویٰ کی نہایت تعظیم فرماتے اور کافر کی تعظیم کے واسطے خواہ غریب ہو یا امیر کبھی نہیں اٹھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سردار مرہٹہ حضرت کی ملاقات کے واسطے حاضر ہوا۔ جس وقت آپ نے اس کے آنے کی خبر سنی کسی ضرورت سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور جب وہ آ کر بیٹھ گیا۔ تب برآمد ہوئے اور جب وہ اٹھنے کو ہوا تب بھی حجرہ میں چلے گئے۔ کیونکہ اگر اس کی تعظیم نہ کرتے وہ آرزدہ ہوتا اور اگر کرتے تو دین کا نقصان تھا فرمایا کرتے تھے کہ ببرکت طریقہ دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اس سبب سے عبادت میں حضور دل ہوتا ہے اور جو عبادت حضور دل سے ہوتی ہے اس کی قبولیت کی امید ہے نماز بے خطر انوار طریقہ کی برکت سے ہوتی ہے خدام میں سے جو شخص دنیاداروں سے اختلاط رکھتا یا کیمیاء وغیرہ کی تلاش کرتا بہت ناخوش ہوتے اور فرماتے کہ ان لوگوں کو کیا بلا ہوگئی کہ توکل اور استغنا چھوڑ کر مزخرفات فانیہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس خادم کی جانب سے حصول برکات صحبت انوار طریقہ سے ناامید ہو جاتے۔

نقل ہے کہ حضرت کو کوئی شخص اجازت اعمال حب وبغض و طے ارض دوست غیب وتسخیر سلاطین بے شرط ادا زکوٰۃ، اور ایک آثار اکسیر زرخالص دیتا تھا۔ مگر آپ نے منظور نہ فرمایا کہ اس میں احتمال تلوث نسبت باطن بریا اور تشبث باسباب دنیا ہے فرمایا کہ دنیا مغضوب خدا ہے۔ فرمایا کہ سالک کے دل میں طلب خدا وطلب دینا جمع نہیں ہوتی ہے۔ ترک ماسوا و اعراض از اغراض کرنا چاہیے کہ درقبولیت کھلے

آرزو بگذار تا رحم آیدش | آزمودم من چنیں مے آیدش
مۓ صرف وحدت کے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

فرمایا کہ محبت ائمہ اہل بیت اطہار و تعظیم اصحاب کبار رضی اللہ عنہم برابر ضروری ہے اور یہی راہ مستقیم ہے کہ جو قیامت کے روز بصورت پل صراط ظاہر ہوگی۔ جس میں یہاں کجی نہ ہوگی وہ صراط مستقیم کے باستقامت گذرے گا اور جس میں کجی ہوگی اس کو وہاں مصیبت ہوگی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کسی رافضی بے ادب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ کلمات گستاخی منہ سے نکالے۔ آپ نے فی الفور خنجر اس کے مارنے کو نکالا وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ واسطہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجھے معاف کر دو بجرد حضرت امام کے نام سننے سے آپ کا غصہ فرد ہوگیا اور اس کو معاف کیا فرمایا کہ جمیع اولیاء اللہ و محبت عامہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم لازم ہے اور اپنے پیر کے حق میں اگر بوجہ نفع و استفادہ فرط محبت عقیدہ فضلیت رکھتا ہو بیجا نہیں۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں عزیمت پر عمل کرنا و تقویٰ اختیار کرنا سخت دشوار ہے کہ معاملات تباہ ہوگئے اور شرع پر عمل گویا موقوف ہوگیا۔ اگر روایت فقہ اور ظاہر فتویٰ پر کوئی عمل کرے اور محدثات امور و بدعت سے بچتا رہے بہت غنیمت ہے فرمایا کہ سماع سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور رقت رحمت کو کھینچتی ہے۔ پس جو چیز کہ موجب رحمت ہو وہ کیوں حرام ہونے لگی اور مزامیر کی حرمت میں کسی کو اختلاف نہیں وہاں دف نکاح میں مباح اور ساز باجے وغیرہ مکروہ ہیں۔ فرمایا ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں جاتے تھے۔ آپ کے گوش مبارک میں بانسری کی آواز پہنچی۔ آپ نے اپنے کان بند کر لئے مگر عبداللہ بن عمر ہمراہ تھے۔ ان کو منع نہ کیا پس کمال تقویٰ اس قسم کی آواز سننے سے احتراز کرنے میں ہے۔ فرمایا کہ بندگان نقشبندیہ کہ عمل بعزیمت و اجتناب از رخصت رکھتے ہیں۔ سماع سے پرہیز کرتے ہیں کہ غنا کہ جواز میں علماء کو اختلاف ہے اور ترک مختلف فیہ آدلے اور

ایسے ہی کمال و تقویٰ سے ذکر خفی اختیار کیا اور ذکر جہر سے پرہیز کیا فرمایا کہ مسئلہ توحید وجودی ضروریات دین سے نہیں ہے لسان شرع اس سے ساکت ہے صوفیہ نے اپنے کشف وجدان سے اس کو بیان کیا ہے جس شخص کو بوجہ غلبہ احوال ومحبت وارد ہو معذور ہے۔ باقی رسائل توحید کی مماست اور معنی لاموجود والا اللہ کے تخیل سے توحید حاصل کرنا ارباب معرفت کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے ایک عالم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ علماء نے صوفیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہیں۔ علماء اور صوفیہ کی شکایت شروع کی کہ ان لوگوں نے مسئلہ وحدت وجود شائع کیا۔ اور اس سے شرع میں خلل پیدا کیا کہ جس سے بیباک لوگوں نے مداہنت اختیار کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفیہ کو بوجہ غلبہ محبت معذور سمجھ کر سکوت فرمایا۔ فرمایا اس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت و شجرہ کلاہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم ذکر قلبی وحصول جمعیت وتوجہ الی اللہ صحبت مرشد میں ہونا ضروری ہے۔ فرمایا طریقہ کے اشغال واسطے حصول محبت الٰہی اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور گاہ گاہ فرط محبت محض موہبت الٰہی سے ہوتی ہے وگرنہ دوام ذکر بشرائط دوستان خدا کے طریقہ کا فرض ہے چاہیے کہ جمیع مراوات ترک کر کے کثرت ذکر کرے کہ دل بلا ذکر کثیر نہیں کھلتا جس وقت ذکر میں کوئی کیفیت اور بے خودی حاصل ہو جائے اس کی حفاظت میں مشغول ہو اور اگر وہ مخفی ہو جائے تو پھر بکمال عجز وانکسار ذکر کرنا چاہیے کہ وہ کیفیت پھر پیدا ہو جائے اور دوام پذیر ہو فرمایا کہ اوقات ذکر و عبادت سے معمور کر کے مدرکہ کو التفات ماسواء سے پاک رکھنا چاہیے اور توجہ و ہمت سواء مفہوم اللہ تعالیٰ کہ اس پر ایمان لائے ہیں اور کسی طرف نہ ہونا چاہیے تاکہ ملک راسخ ہو اور دین کامل جس کو کہ ایمان و اسلام و احسان کہتے ہیں حاصل ہو اور جس وقت دل کی طرف متوجہ ہو دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف جمع پائے اس میں اگر

ذوق وشوق وکیفیت حاصل ہو اللہ کی مزید عنایت ہے ورنہ اصل چیز مرتبہ حضور و آ گاہی کا حاصل کرنا ہے فرمایا کہ دل خیال و توجہ غیر سے سلیم پیدا کرنا چاہیے۔ خواب و واقعات کا کچھ اعتبار نہیں اس میں اکثر اشتباہ ہو جاتا ہے کبھی نور اتباع سنت کبھی نور ذکر کبھی نسبت مرشد کبھی کثرت درود کبھی خدمت سادات کبھی تصدیق و اخلاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور اسی طرح جس اولیاء اللہ سے رابطہ و مناسبت ہوتی ہے کبھی کبھی وہ رابطہ اور مناسبت ان بزرگ کی شکل ہو کر خواب میں نظر آتا ہے ایسی ایسی باتوں سے دل خوش ہوتا ہے لیکن دراصل یہ چیزیں کچھ نہیں ہوتی البتہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی زیارت سے انوار باطن اور توفیق طاعت پیدا ہوتی ہے فرمایا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیدار الٰہی کا نظر آنا کہ اس کو تجلی صورتی کہتے ہیں۔ جس طرح سے ہو نعمت عظمٰی سے ہے اور بشارت مناسبت راسخہ ہے فرمایا بوقت غلبہ خاطر صورت مرشد کو نصب العین رکھ کر التجا و تضرع جناب الٰہی میں کرنا چاہیے کہ ازالہ مرض باطنی ہو۔ فرمایا عجز و انکسار کی صفت پیدا کرنا چاہیے اور خلق کی جفا و قفا پر صبر و تحمل کی عادت ڈالنا چاہیے۔

چیست معراج فنا ایں نیستی　　　عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

فرمایا کہ نظر بلند رکھنی چاہیے اور مجاری امور کو تقدیر سے سمجھ کر چون و چرا نہیں کرنا چاہیے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اگر کسی کام میں ان سے خطا ہو جاتی اور اہل بیت ان کو ملامت فرماتے تو آپ فرماتے کہ کچھ مت کہو اگر تقدیر میں ہوتا تو ایسا ہی ہوتا فرمایا کہ حاصل اس تمام تکلفات کا تہذیب اخلاق موافق مکارم صفات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے فانہ لعلی خلق عظیم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی بھیجا گیا ہوں میں تاکہ پورا کروں

عادات نیک کو فرمایا کہ ذکر نفی و اثبات سے صفات بشریت کم ہوتی ہیں اور اس کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ذمیمہ کو جدا جدا چند روز کلمہ طیبہ کے تکرار سے نفی کرنا چاہیے۔ اور اس کی جگہ حب خدا ثابت کرنی چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ ذمیمہ زائل ہو جائے فرمایا برخلاف ہوائے نفس مقامات سلوک حاصل کرنا چاہیے غالب ہے کہ اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے مبدل ہو جائیں۔ فرمایا حق یہ ہے کہ صفات زائل بعد تصفیہ وتذکیہ منکسر ہو جاتے ہیں۔ لیکن استیصال ذمایم ممکن نہیں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے۔ اس کا یقین کرلو اور اگر یہ سنو کہ کوئی اپنی عادت جبلی سے لوٹ گیا ہے اس کا یقین نہ کرنا لاتبدیل الخلق اللّٰہ امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا غصہ گیا نہیں ہے پہلے کفر میں صرف ہوتا تھا اب حمایت اسلام میں ظاہر ہوتا ہے فرمایا بعد فنا اور اطمینان نفس تسلیم و رضا سالک کی عادت ہو جاتی ہے اور فناء قلب میں بوجہ غلبہ محبت نسبت افعال عباد سے مسلوب ہو جاتے اور سوائے فاعل حقیقی کے اور کوئی نظر نہیں آتا فرمایا کہ توسط و اعتدال کھانے پینے سونے جگنے اعمال و عبادت میں بہت مشکل ہے کوشش کرنا چاہیے کہ اوقات موافق سنت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضبط ہو جائیں اور انبیاء علیہم السلام کا اتباع توسط و اعتدال حاصل کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ لیقوم الناس بالقسط اس پر نص قاطع ہے فرمایا کہ مبدء فیاض کی جانب ہر وقت متوجہ رہنے سے اس قدر فیض و برکات نازل ہوتی ہیں کہ باطن انوار و کیفیت سے لبریز ہوکر چھلکنے لگتا ہے فرمایا کہ قصور اعمال پیش نظر رکھنا اور سابقہ عنایت بے علت دیکھنا سالکان راہ کے اطوار سے ہے ہرچند کہ عمل بہت کرے لیکن صفت استغنا اور کبریائی الٰہی سے خائف رہنا چاہیے اور عذر تقصیر اور امید واثق کو وسیلہ قبولیت کرنا چاہیے۔ تھوڑے گناہ کو بہت جانے اور تھوڑی نعمت کو بہت سمجھے اور ہمیشہ شکر و رضا کو اختیار رکھے فرمایا کثرت درود ہزار اور استغفار لازم حال روندگان

راہ ہے مکتوبات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے جامع مسائل شریعت و طریقت و معارف حقیقت و نکات سلوک و دقائق تصوف و انوار نسبت مع اللہ ہیں۔ بعد عصر مداوت رکھنا چاہیے کہ اس میں کشائش ابواب سعادت ہے اور دعاء حزب البحر صبح و شام وختم خواجگان ہر روز حل مشکلات کے واسطے پڑھنا چاہیے۔ نماز تہجد دس یا بارہ رکعت سورہ اخلاص یا یٰسین سے پڑھنا چاہیے۔ اور نماز اشراق چار رکعت اور چاشت رکعت یا چھ رکعت اور فی زوال ایک سلام سے چار رکعت نماز اوابین چھ رکعت یا بیس رکعت بعد سنت مغرب اور چار رکعت بعد سنت عشاء اور سنت عصر و تحیہ وضو کے پابند رہنا چاہیے۔ تلاوت قرآن مجید ایک پارہ یا دو پارہ کلمہ تمجید و توحید سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ وقت صبح وقت خواب سو مرتبہ اور دیگر ادعیہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوئی ہیں۔ مقرر کرنا چاہیے لیکن ان اعمال میں حضور قلبی ضرور ہے فرمایا کہ فناء قلبی یعنی بے شعوری از ماسواء دوام توجہ الی اللہ اگرچہ اس طریقہ میں جلد حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس سے تحقیق کہ نسیان ماسواء وقطع علاقہ علمی وحبی ہے مدت دراز میں حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ تیس برس میں نے مشائخ رضی اللہ عنہم سے کسب مقامات طریقہ کئے ہیں اور تیس سال سے زیادہ ہوئے کہ طالبان خدا کو تلقین طریقہ کرتا ہوں ساٹھ سال گذرے ہوں گے بتوجہات حضرت سید رضی اللہ عنہ سے فناء قلبی سے مشرف ہوا ہوں اور اس عرصہ میں شغل باطن بہت کوشش سے کرتا رہا ہوں لیکن کما حقہ آثار فناء قلبی اب ظاہر ہوتے ہیں فرمایا کہ بوقت ظہور کمال نسبت فنائیہ بارہا یقین ہوتا ہے کہ میں اس جہان سے انتقال کر گیا ہوں اور اس وقت اگر کوئی سلام کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ میں زندوں میں ہوں بروقت ظہور فناء اس قدر دید قصور غالب آتی ہے کہ خدمت اور تعظیم آدمیوں کو موجب تعجب معلوم ہوتی ہے فرمایا کہ ایک روز فقیر حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو جوہری ہلاتا تھا بخشونت تمام منع کیا دوسرے روز خود فرمایا کہ اٹھو اور جوہری ہلاؤ اور فرمایا کہ کل نسبت فنائیہ کا ظہور تھا میں نے خیال

کیا کہ تم نفی کرتے ہو اس سبب سے بخشونت منع کیا اس وقت بقائیہ کا ظہور ہے اور تجلی عظمت و کبریاء الٰہی باطن پر جلوہ گر ہے اگر تمام عالم تعظیم کو اٹھے اس مرتبہ کا حق ادا نہ ہو سکے فرمایا کہ شناخت تجلیات الٰہی کہ ارباب محبت و معرفت کے باطن پر وارد ہوتی ہے نہایت دشوار ہے نظر بصیرت نہایت تیز درکار ہے کہ کیفیات و تجلیات کا جدا جدا تمیز کرے۔ فرمایا کہ بعد حصول مقامات طریقہ احوال سالک مثل مرقع تصویرات مختلف کے ہو جاتا ہے کہ کبھی کسی مقام کی نسبت ظہور کرتی ہے اور کبھی کسی مقام کی لیکن نسبت خاندان احمدیہ جب کمالات اور اس سے فوق پر پہنچ جاتی ہے بوجہ لطافت و بیرنگی تجلیات ذاتی ادراک مشکل ہو جاتا ہے اور وہی لطافت و صفائی جمیع مقامات سافلہ میں بھی مؤثر ہو جاتی ہے اور کیفیات کو مستور کر دیتی ہے خواب و واقعات کہ جس سے اطفال طریقہ خوش ہوتے ہیں کم ہو جاتی ہیں آگے پھر جہالت اور نکارت محض ہوتی ہے فرمایا کہ خلوت میں بیٹھ کر حفاظت نسبت باطنی اور ہمیشہ مبدء فیاض کی جانب متوجہ ہو کر مشغول رہنا چاہیے اور اوقات اداے اعمال ظاہری میں معمور کرنا چاہیے کہ انوار اعمال سبب جمعیت و صفاء نسبت و حضور و آگاہی ہیں فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے اور کثرت ذکر تہلیل سے فنا بشریت ہوتی ہے اور کثرت درود سے خواب نیک نظر آتے ہیں اور کثرت نوافل سے انکسار و شکست دلی حاصل ہوتی ہے اور کثرت تلاوت سے نور و صفائی ہوتی ہے فرمایا کہ ذکر تہلیل بلحاظ معنیٰ مفید طریقہ ہے اور محض تکرار الفاظ سرمایہ ثواب و مکفر سیئات ہے فرمایا ذکر نفی اثبات حبس نفس تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا اور زیادہ جس قدر ہو مفید ہے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حبس نفس کو شرط ذکر نہیں فرماتے تھے البتہ مفید فرماتے تھے لیکن دوام ذکر اور وقوف قلبی اور توجہ جانب مبدء فیاض کو رکن طریقہ فرماتے تھے فرمایا کہ ہوش دردم اول ذکر میں ضرور ہے اور حسب ذکر قوت پکڑ جائے اور آواز اسم ذات سمع خیال میں پہنچے پھر ہر سانس میں

توجہ و آگاہی ذات الٰہی کی حفظ خواطر کے ساتھ رکھنا چاہیے اور جس وقت خطرہ دل پر گذرے وہیں اس کو پکڑ لینا چاہیے تا کہ وسوسہ اور حدیث ہنگامہ برپا نہ کرے کہ ہجوم خواطر مانع ورود فیض ہوتا ہے فرمایا کہ کثرت اسم ذات سے جذب الٰہی پیدا ہوتا ہے اور نفی و اثبات واسطے سلوک اور قطع راہ کے مفید ہے فرمایا کہ ادراک کیفیات حالات باطنی مرتبہ ولایت میں محفوظ کرتا ہے اور کمالات نبوت میں سواء نکارت اور جہالت کے وصف باطن اور کچھ نہیں ہوتا لیکن مقامات فوق میں اگرچہ لطافت و بیرنگی لازم ہے مگر فی الجملہ کچھ ادراک میں آتا ہے فرمایا لطافت و بیرنگی نسبت مجددیہ کے لوگوں کے انکار کا سبب ہوتی ہے اور اسی سبب سے جب سیر سالک کمالات پر پہنچ جاتی ہے مجھ کو تردد ہو جاتا ہے کہ کہیں ترک طریقہ نہ کرے انشاء اللہ اگر عمر نے وفا کی سالکوں کو مقامات سافلہ سے عالیہ پر پہنچاؤں گا۔ اصل مقصود اللہ کا ہو رہنا اور اتباع سنت ہے اور یہ بات ہر مقام میں حاصل ہے۔ فرمایا برد یقین وطمانیت از پیش طلب کہ مقامات مجددیہ میں حاصل ہوتی ہے اس سے ایک اتصال بے کیف مقصود سے پیدا ہوتا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس　　　ہست رب الناس را با جان ناس

اور کوئی ذوق شوق اور حضوری اس کو پہنچتی فرمایا کہ طریقہ ورع و تقویٰ و متابعت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختیار کرنا چاہیے۔ اپنا احوال باطنی کتاب و سنت پر پیش کرنا چاہیے اگر موافق ہے تو قابل قبولیت ہے۔ اگر مخالف ہے مردود جاننا چاہیے۔ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیے اور صحبت علماء میں ثواب آخرت حاصل کرنا چاہیے۔ عمل بہ نیت اتباع حبیب خدایا محض رضاء مولے کے واسطے اختیار کرنا چاہیے۔ اور دل کو اغراض دو جہانی سے بیزار کرنا چاہیے کسی کا عمل ہی کیا ہے کہ اس کو ہیچ کریں استطاعت کس سے ہے کہ تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بالتزام خلوت صفائی وقت کہ سرمایہ

درویشی ہے حاصل کر اسباب دنیا سے جو کچھ اختیار کرے مختصر اختیار کر کہ اس کے واسطے حساب دینا ہوگا۔ عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم رہ آج کا عمل کل پر مت ٹال محبت مشائخ میں رسوخ عقیدت بڑھا کر کہ دوستان خدا کی دوستی موجب قرب خدا ہوتی ہے پیر کے روبرو غیر کی جانب التفات نہ کر اور اس کی صحبت میں نوافل نہ پڑھ جہاں تک ممکن ہو سکے صبر و توکل سے اوقات بسر کر اور غیر سے التجا کا اندیشہ سر سے دور کر اپنے کام اللہ تعالیٰ کی سپرد کر اور صدق وعدوں کو سرمایہ خلوت خیال کر اگر تیرے دل میں کسی طرح کا تردد نہیں ہے تو عزلت اختیار کر کہ رزق اپنے وقت پر پہنچے گا اور اگر اندیشہ عیال سے تشویش ہو تو کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہیے کہ یہ بھی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ وجہ معین کہ دل کو اس پر اعتماد نہ ہو منافی توکل نہیں ہے فقراء کا راس المال فراغ مال اور جمعیت دلی ہے اور ایسا نہ ہو کہ فکر معاش سے جمعیت مبدل بتفرقہ ہو جائے اور یکسوئی خاطر میں خلل ہو۔ قناعت کی عادت اختیار کر حرص اور طمع دل سے دور کر دے اور اغیار سے ناامید ہو ان کا ہونا نہ ہونا برابر سمجھ کسی کو چشم حقارت سے مت دیکھ اور اپنے تئیں سب سے کمتر اور قاصر شمار کر۔ راہ مولے میں کبر اور غرور سر سے دور کر اور اسی وجہ سے کہا ہے کہ درویشی یہ ہے کہ جو کچھ سر میں ہو وہ رکھ دے (یعنی غرور ترک کرے) اور جو کچھ سر پر آئے اس سے ہرگز گریز کرے۔ (یعنی جو کچھ بلا و مصیبت ہو اس پر صبر کرے) اور کل کے اندیشہ و فکر سے اپنے تئیں رہا کر اپنی عادت اور طاعت پر نازمت کر، دید قصور اور نیستی کو اپنا سرمایہ کر، مخالفت نفسی جس قدر ہو سکے زیبا ہے لیکن اس قدر بھی نہیں کہ نفس تنگ آ جائے اور نشاط و شوق طاعت میں نہ رہے کبھی کبھی اس سے موافقت بھی کرنا چاہیے کہ رضا نفس مومن موجب ثواب ہوتی ہے فرمایا کہ ایک روز فقیر کا نفس متمثل ہو کر سامنے آیا اور کہا کہ اس وقت جو کوئی مجھ کو اس قسم کا کھانا کھلائے جو مقصود اس کا

ہو وہ پورا ہو اتفاقاً اس وقت کوئی موجود نہ تھا کہ اس سے کہا جاتا پھر اس سے بہت دنوں کے بعد ایک روز متشکل ہو کر ایک قسم کے کھانے کی آرزو کی اتفاق سے اس وقت ایک شخص موجود تھا۔ اس نے میرے کہنے سے وہ کھانا موجود کیا۔ بفضلہٖ اس کی ایک مراد جو مدت سے کسی تدبیر سے حاصل نہ ہوتی تھی۔ اس عمل سے حاصل ہوگئی فرمایا اگر بہ نیت ادا حسن شکر مزہ دار کھانا کھائے احسن معلوم ہوتا ہے کہ درصورت بے مزگی شکر دل سے نہیں نکلتا طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعام مرغوب تناول فرمایا کرتے تھے اور اگر رغبت نہ ہوتی تھی ہاتھ نہیں ڈالتے تھے ہمارے نفس مثل نفوس جنید و شبلی رحمۃ اللہ علیہما نہیں ہیں کہ تلخی کو شکر جانیں اولیاء کے مزارات کی زیارت سے دریوزہ فیض و جمعیت کرو ارواح طیبہ مشائخ کو بار سال تحائف ثواب فاتحہ و درود جناب الٰہی میں وسیلہ کر کہ سعادت ظاہر و باطن اس سے حاصل ہوتی ہے لیکن مبتدیوں کو بلا تصفیہ قلب قبور اولیاء اللہ سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے اور اسی وجہ سے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجاور ہونا قبور کے مجاور ہونے سے اولیٰ ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہاتھی پر سوار ہیں نیچے اتر کر فرمایا آؤ کہ ہم اور تم اپنے شانے آپس میں ملائیں فرمایا کہ اس کی تعبیر سمجھ میں نہیں آتی فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں لیٹا ہوا ہوں اور آپ کے جسم مبارک سے راحت مجھ کو پہنچتی ہے اسی اثناء میں مجھ کو پیاس لگی وہاں پیرزادگان سرہندی موجود تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کو پانی لانے کے واسطے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تو ہمارے پیرزادہ ہیں فرمایا میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پس وہ اس عرصہ میں پانی لائے اور میں نے

خوب سیر ہو کر پیا میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے مانند میری امت میں اور کون ہے میں نے عرض کیا کہ ان کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گذرے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یاد ہوں تو پڑھو میں نے ایک مکتوب کا یہ مضمون انه تعالیٰ وراء الورا او ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء پڑھا آپ سنکر بہت محظوظ ہوئے اور چند مرتبہ پڑھوایا فرمایا کہ جس وقت باطن پر فنا و نیستی کا ظہور ہوتا ہے اور سالک میں بے خودی و استغراق پیدا ہو جاتا ہے خوابوں میں اپنے تئیں مردہ دیکھتا ہے نسیان اور بے شعوری لازم حال ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جس زمانہ میں بتوجہات سید نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فناء قلبی حاصل ہوئی اور قطع علائق اور زوال ہو اول سے ہو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مر گیا ہوں اور لوگوں نے بعد تجہیز و تکفین چاہا کہ میرا جنازہ اٹھائیں کہ اتنے میں جنازہ خود بخود ہوا میں اڑ کر روانہ ہوا لوگ جنازہ کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں اور میری روح بھی یہ میری اپنی رباعی پڑھتی ہوئی ان کے ہمراہ ہے۔ رباعی

مظہر تشویش چشم و گوشے نشوی سرمایہ خوشی و خروشے نشوی
باید کہ بپائے خود روی تا سر گور اے جوہر پاک بار دوشے نشوی

فرمایا کہ بوجہ فرط محبت کہ مجھ کو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر منشاء نسبت علیہ نقشبند ہے اگر بمقتضائے بشریت نسبت باطن کسی قسم کی غشاوۃ عارض ہوتی ہے خود بخود طبیعت اس طرف رجوع ہو جاتی ہے اور ان کے ادنیٰ التفات سے رفع کدورت ہو جاتی ہے اور اگر کوئی عارضہ جسمانی پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی طرف طبیعت متوجہ ہو جاتی ہے (کہ وہ فقیر کے اجداد سے ہیں) اور فی الفور مرض دفع ہو جاتا ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک قصیدہ کہا تھا۔ فقیر

کے حال پر کمال عنایت فرمائی اور براہ تواضع فرمایا کہ میں اس تعریف کے لائق نہیں تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک قصیدہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ کی شان میں کہا تھا نہایت نوازش سے پیش آئے فرمایا کہ محبت آئمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم موجب ایمان و سرمایہ تصدیق و ایقان ہے میرے پاس کوئی عمل بجز آنحضرت کی محبت کے نہیں ہے اور یہ شعر فرمایا

نکر و مظہر ما عطاعتے درفت بخاک   نجات خود بتولائے بوتراب گذاشت

فرمایا عوالم غیب کا دیکھنا شرط نہیں ہے۔ اصل چیز دوام توجہ بخدا اور اتباع مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ہمارا ارجی اعمال سواء توجہ بمبدء فیاض اور محبت مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نہیں ہے۔ فرمایا ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ متضمن انوار اذکار تلاوت تسبیح درود و استغفار ہے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کی جائے فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید موجب صفائی باطن و رفع فیض قلبی ہے۔ بترتیل پڑھنا چاہیے اور اگر جہر متوسط سے پڑھا جائے نہایت ذوق حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ رمضان شریف میں نسبت باطن میں نہایت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ کی احتیاط کرنا چاہیے غیبت اور کذب سے بچنا چاہیے ورنہ روزہ فاقہ ہوتا ہے کوشش کرنا چاہیے کہ اس مہینہ کی رضا اور اداے حق صوم حاصل ہو فرمایا کہ ایک شخص نے ماہ صیام کو پارسا آدمی کی صورت میں دیکھا دریافت کیا کہ آپ روزہ داروں سے راضی جاتے ہیں یا نہیں جواب دیا کہ نہیں انہوں نے حق روزہ کا ادا نہیں کیا اور اس سبب سے میں ان سے ناخوش ہوں۔ علاوہ حجۃ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے کہ بوجہ عذر مرض روزہ نہ رکھ سکے اور اس سبب سے ان کو کمال انفعال ہوا۔ ان کا انفعال اور لوگوں کے روزہ رکھنے سے زیادہ مجھ کو پسند آیا فرمایا کہ اس مہینہ کے انوار و برکات غرہ شعبان ہی سے ظہور کرتے ہیں۔ گویا ہلال فیوض ماہ

رمضان جب ہی سے طلوع ہو جاتا ہے اور نصف شعبان سے اس طرح معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ ہلال ماہ کامل ہوگیا گویا کہ آفتاب فیوض بھی بادل سے نکل آیا اور اسی وجہ سے آپ کے پاس رمضان مبارک میں عزیز یعنی مرید ہر طرف سے جمع ہوتے تھے اور عجیب و غریب صحبت منعقد ہوتی تھی۔ استماع قرآن و تراویح میں کچھ اور ہی حالات وارد ہوتے تھے۔ کبھی کبھی بعد تراویح مع اصحاب مراقبہ کرتے تھے فرمایا کہ اس ماہ مبارک میں جو جمعیت و حضور ہوتا ہے وہ سال بھر کے واسطے ذخیرہ ہوتا ہے اور اگر اس میں فتور آ جاتا ہے تمام سال اس کا اثر رہتا ہے فرمایا کہ میں نے اپنے حدیث کے استاد کی زبانی سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ یہ بات حدیث شریف سے مستفاد ہو جاتی ہے کہ اگر یہ مہینہ جمعیت گذرے تو تمام سال توفیق و جمعیت ہوتی ہے فرمایا کہ حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اخیرہ عشرہ ماہ رمضان کا اعتکاف کرتے تھے اور جو شخص مقام اجازت پہنچ جاتے تھے۔ ان کو تبرک خرقہ عطا فرماتے اور تاکید فرمایا کرتے کہ ان دنوں میں لوگ ضرور حلقہ مراقبہ میں حاضر ہوں کہ ترقی باطنی سے بہرہ یاب ہوں اور بعد انقضائے ماہ رمضان فرماتے ببرکت رمضان شریف نسبت عزیزاں میں نہایت نورانیت و لمعان پیدا ہوگیا ہے افسوس کہ تمام سال رمضان کیوں نہ ہوا۔ اگرچہ جب کبھی روزہ رکھو صفائی حاصل ہوتی ہے لیکن کیفیات رمضان علیحدہ ہوتے ہیں۔ حضرت کا کشف خصوصاً کشف کمالات الٰہیہ نہایت صحیح موافق نفس الامر ہوتا تھا اور ہمیشہ اپنے پیران کبار کے مطابق تھا فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے اجل نعم سے کہ فقیر کے حال پر ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کشف مقامات الٰہیہ مطابق نفس الامر وقوف تسلیک سالکاں تا غایت مقامات طریقہ عطا فرمائی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو مکرر طور سے ازدیاد قوت کے واسطے مقامات پر توجہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک روزہ امتحاناً دوسرے مقام پر متوجہ ہو کر بیٹھ گیا آپ نے بزجر

فرمایا کہ میں نے کہا تو قلب پر متوجہ رہ تو دوسرے مقام پر کیوں متوجہ ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک صالحہ حضرت سے اپنے مکان پر روز غائبانہ توجہ لیا کرتی تھی اسکا معمول تھا کہ جس وقت متوجہ ہوکر بیٹھا کرتی ایک آدمی آپ کی خدمت میں اطلاع کو بھیج دیتی آپ توجہ فرما دیا کرتے ایک روز وہ شخص بطور خود آ گیا اور عرض کی بیوی صاحبہ متوجہ بیٹھی ہیں آپ نے قدرے سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ تو سوتی ہیں اور تو ان کے حکم سے نہیں آیا وہ اپنے قصور کا معترف ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے آ کر عرض کیا کہ میرا بھائی فلاں مقام پر قید ہوگیا ہے آپ ہمت اور توجہ فرمایئے کہ اس کی رہائی ہو جائے آپ نے ذرا سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ قید نہیں ہوا دلالوں سے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ خیریت گذری اس نے اپنے حال کا خط بھیجا ہے کل پرسوں وہ خط آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے کفار کی پرستش کا کھانا کھایا ہے کہ تجھ میں ظلمت کفر معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک ہندو کے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے۔ اس کی یہ کدورت باطن معلوم ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ آپ نے ایک خلیفہ مولوی غلام محی الدین کو وقت رخصت فرمایا کہ ان کے آگے ایک دیوار نظر آئی ہے شاید راہ سے واپس آ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد چند ماہ واپس آئے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس کا نام رکھنے کے واسطے عرض کی مگر ساتھ ہی دل میں یہ بھی خیال آیا کہ محمد حسن رکھیں تو اچھا ہے جرد اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کا نام محمد حسن رکھا۔

نقل ہے کہ ایک فاحشہ عورت کی قبر پر اتفاقاً گذر ہوا قبر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ اس قبر میں آتش دوزخ شعلہ زن ہے ثواب ختم تہلیل اس کی روح پر کیا

فی الفور اس کی نجات ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک قبر پر لے گیا اور عرض کیا کہ یہ میرے ایک دوست کی قبر ہے۔ اس کا حال دریافت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے تیرے دوست کی قبر نہیں ہے یہ ایک عورت کی قبر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ درست ہے۔ میں نے امتحاناً آپ سے دریافت کیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا قرابت دار مرگیا ہے۔ اسکا حال تباہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بخشش کی دعا فرمایئے۔ آپ نے بعد تضرع بجناب الٰہی فرمایا کہ الحمدللہ اس کی مغفرت ہوگئی رات کو میت نے بھی آ کر خواب میں بیان کیا کہ حضرت کی دعا سے میری بخشش ہوگئی۔

نقل ہے کہ حضرت کا ایک ہمسایہ مرض سے جاں بلب ہوگیا آپ نے اس کے واسطے دعا کی اور کہا کہ الٰہی مجھ کو اس کی موت کے غم کی تاب نہیں ہے اس کو شفا عطا فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور اس کی صحت ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرت کا دامن پکڑلیا اور عرض کیا کہ جب تک میری لڑکی کے حق میں فرزند کی بشارت نہ دیں گے دامن نہیں چھوڑونگی آپ نے بعد قدرے سکوت کے فرمایا کہ انشاء اللہ تیری لڑکی کے بیٹا پیدا ہوگا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ جب یہ لڑکا جوان ہوا اس نے طریقہ چشتیہ میں داخل ہونا چاہا۔ رات کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ بیٹا ہمارے گھر سے کہاں جاتے ہو اور اس پر توجہ فرمائی کہ اسکا دل ذاکر ہوگیا حضرت کی خدمت میں آ کر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بلازاد و راحلہ سفر اختیار کیا ہر منزل پر اللہ غیروں کے ہاتھ سے سامان ضروری پہنچا دیتا تھا راہ میں باران شدید نازل

ہوئی ہوا اسے سرد ہمراہیوں کو تکلیف پہنچنے لگی آپ نے دعا کی کہ یااللہ بارش ہمارے آس پاس اور ہم خشک منزل پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارش آپ کے اردگرد ہوتی رہی اور آپ خشک منزل پر پہنچ گئے۔

نقل ہے کہ آپ نے ابتداء میں مریدوں کو منع کر رکھا تھا کہ کسی کے سامنے آپ کا نام نہ لیں کہ ان کے مرید ہیں اتفاقاً ایک شخص سے حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نے کہ آپ کے ہم صحبت تھے۔ دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو۔ اس نے کہا کہ میں اپنے بزرگوں سے طریقہ حاصل کیا ہے۔ حالانکہ وہاں آپ کا نام لینا ضرور تھا۔ اس سبب سے آپ کو سخت غیرت آئی اور نہایت ناخوش ہوئے معلوم ہوا کہ جملہ پیران طریقت تا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے برہم ہوگئے اور تین دن میں وہ ہلاک ہوگیا فرمایا کہ فقیر کا مزاج نہایت نازک اور غصہ نہایت تیزی پر ہے اور یہ بات ارشاد کے شایاں نہیں ہے فرمایا کہ سالہا دعا کی ہے تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ نے میری تیغ غضب کو کند فرمایا ہے۔ مگر تاہم کماحقہ حدت غضب نہیں گئی اور مغضوب علیہ پر ضرور پڑتا ہے اور اس کی نسبت باطنی تباہ و خراب ہو جاتی ہے فرمایا کہ بمجرد غصہ اس کی نسبت مثل شہاب ثاقب اتر آئی ہے اور تھوڑی ہی رضا مندی سے مثل ہوائے آتشیں پھر اپنے مقام فوق پر چلی جاتی ہے۔ غرضیکہ آپ کے کشف و کرامت زائد از وصف ہیں اس جگہ مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دیئے ہیں عمدہ کرامت استقامت اتباع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و طالبان خدا مراتب قرب پر پہنچانا ہے اور یہ جیسے آپ سے ظہور میں آئیں اظہر من الشمس رفیق اعلیٰ از حد غالب ہوا ایک روز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار میں فرمایا کہ کوئی آرزو فقیر کے دل میں باقی نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے اسلام حقیقی سے مشرف فرمایا علم سے حظ وافر نصیب کیا، عمل نیک پر استقامت بخشی، لوازم کشف و کرامت و تصرف جو کچھ کہ چاہیے سب عطا فرمائے صلحاء کو کسب فیض کے واسطے

---

[1] دیکھو مکتوبات ایک سو چھیاسٹھ جلد ثالث مکتوبات معصومیہ ۱۲

فقیر کے پاس بھیجا اور مقامات طریقہ پر پہنچا کر اپنے راستہ کی ہدایت پر مقرر کیا۔ دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ رکھا اور دل میں ماسوا کی جگہ نہ رہی اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی البتہ شہادت ظاہری کی کہ اس کا اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ اور فقیر کے اکثر بزرگ شہید ہوئے ہیں لیکن فقیر نہایت ناتواں اور ضعیف اور قوت جہاد باقی نہیں ہے بظاہر یہ آرزو متعسر معلوم ہوتی ہے فرمایا کہ مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو موت کو دوست نہیں رکھتا حالانکہ موت موجب القاء الٰہی و زیارت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیدار اولیاء کبار وعزیزان ہے فرمایا کہ فقیر کو نہایت اشتیاق زیارت ارواح طیبہ کبراء دین ہے اور سخت آرزومند دیدار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلیل خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام و زیارت امیر المومنین صدیق اکبر و امام حسن و سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی وحضرت خواجہ نقشبند وحضرت مجدد رضی اللہ عنہم ہے اور فقیر کو ان اکابر سے محبت خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی یہ آرزو بھی پوری کی اور شہادت ظاہری اور شہادت باطنی سے کہ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فنا فی اللہ کہتے ہیں جمع ہو کر قرب الٰہی میں بمرتبہ اعلیٰ علیین پہنچے یعنی شب چار شنبہ ساتویں محرم ۱۱۹۵ھ کو کچھ رات گئے چند آدمیوں نے آکر دروازہ پر دستک دی خادم نے عرض کیا کہ کئی آدمی آپ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئیں تین آدمی اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک ولایت زاد مغل تھا۔ حضرت بھی خوابگاہ سے اٹھ کر ان کی برابر کھڑے ہو گئے مغل نے پوچھا کہ مرزا جانجاناں تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں دونوں ہمراہیوں نے بھی کہا مرزا جانجاناں یہی ہیں یہ سن کر اس بدبخت نے طمنچہ سے گولی ماری کہ وہ دل کے قریب پڑی اور آپ زمین پر گر پڑے نواب نجف خاں نے کہ اس وقت وزیر شاہی تھا ایک انگریز ڈاکٹر بھیجا اور یہ کہا کہ قاتل معلوم نہیں اگر معلوم ہو گیا قصاص جاری کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ارادہ الٰہی میں شفا ہے بہر صورت ہو جائے گی

ڈاکٹر کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اگر معلوم ہو جائے میں نے بھی اس کو معاف کیا تم بھی معاف کرنا اس کے بعد تین روز تک آپ زندہ رہے اس حالت میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۱۱۹۵ھ دسویں شب محرم کو کہ اس کو شب شہادت بھی کہتے ہیں تین بار زور سے سانس لیکر روح مبارک عالم جاودانی کو راہی ہوئی انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کی وفات کی بہت تاریخیں کہی گئیں منجملہ ازاں دو نہایت برجستہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی اولئک مع الذین انعم اللہ اور ایک الفاظ حدیث عاش حمیداً مات شہیداً آپ کا مزار دہلی میں متصل چتلی قبر واقع ہے چار دیواری کے دروازہ کی محراب کے اوپر یہ شعر کندہ ہے۔

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیرے

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت نہایت موزوں تھیں اور آپ کا کلام نہایت پراثر ہے چند اشعار اس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں غزل

ازاں پہلوئے خود جا میدہم ایں رنج و محنت را
کہ غیر از من پناہے نیست در عالم مصیبت را
قضا از مشہد ما مشت خونے وام میگیرد
کہ تارنگیں کند ہنگامۂ روز قیامت را
بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

نگیرد باطن اہل صفاء رنگ از نظر بازی
تصرف نیست ہرگز در دل آئینہ صورت را
دماغ دل درینجا گاہ گاہے چاق می گردد
خدا آباد ترساز و خرابات محبت را
تکلف کردست ایں دل حق صحبتہاے دیرینم
بیزم خود نخواہی داد جاں ایں بیمروت را
بجاے سنگ طفلاں پارہ ہاۓ شیشہ باید زد
چو مظہر میرزا دیوانہ نازک طبیعت را

غزل

ہر دم از یاراں دیریں یاد می آید مرا ‌‌‌ کوہکن از آب شیریں یاد می آید مرا
لالۂ واژوں چومی بینم گریباں میدرم ‌‌‌ دور آں دامن رنگیں یاد می آید مرا
گردن مینا چوگیرم آب میگیرد دلم ‌‌‌ ساعد و ساق بلوریں یاد می آید مرا
سرو چو آہستہ می جنبد بہ تحریک نسیم ‌‌‌ آں خرام ناز و تمکیں یاد می آید مرا
واشدہ گلہاۓ باغ از رشک داغم میکند ‌‌‌ جوشش یاران رنگیں یاد می آید مرا
نام برگ گل میر مظہر کہ دل خوش میشود ‌‌‌ ناخن پاۓ نگاریں یاد می آید مرا

متفرق

مظہر زہار مید و دگر یاد مانہ کرد ‌‌‌ دیوانہ خوش نبود ز وضع کرخت ما
تاریخ خود پرستیہاد ے آسودے ‌‌‌ ہچو مظہر کاش راہی باخدا بودے مرا
اگرچہ بیگنہم میکشہ خوشم مظہر ‌‌‌ کہ میکند بوفا یار امتحان مرا
زتاثیر محبت درویش کردیم جا مظہر ‌‌‌ بجا باشد اگر خوانند یاراں جانجاں مارا
کردی نظر بکفتۂ غیرے بحال ما ‌‌‌ خند و شب فراق بروز وصال ما

در حیرتم کہ بہر چہ بردی ز دست من — آں دل کیا ہیچ پیش توش اعتبار نیست
ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق — بخاک وخوں طپم و گوئی از برائے نیست
باجفا و جور و با مہر و دفائم نیست کار — ہیچ جز درد و الم از عاشقی مقصود نیست
مکن بایں خنکی اے قیب دعوی عشق — کہ ایں پے ست کہ مخصوص استخوان نیست
کہ گفتہ است کہ تنہا و بیکسم مظہر — کہ غم رفیق من و درد مہربان نیست
یک خرام نازشاں صد بارم از جا میرد — جلوۂ ایں خانہ آبادان خرابم کردہ است
ہوس عشق مکن اے دل بے صبر و قرار — عاشقی فن شری ست مگر کار تو نیست
حیف دردے کہ بخود ننگ مداوا برداشت — بہر جانے نتواں ناز مسیحا برداشت
ساقی بدہ آں مے کہ ز مستی نشاسم — پیمانہ کدام و لب جانانہ کدام است
مظہر طلبی گر بجہاں منزل راحت — بگذر توز خود در پس ایں پردہ مقام است
زوحنا را پشت پا و سرمۂ ابر خاک ریخت — از پئے آزار ماناحق در آزار خودست
چوں دل مظہر کشیدی سوئے خود در غش مکن — خاطر مجذوب را آزردہ کردن خوب نیست
ارباب صفا دوست ز دشمن نشناسد — بر روئے بد و نیک در آئینہ باز ست
مہتاب و شراب و انتظارت — ایں روز قیامت ست شب نیست
آہ مظہر چوں تواں راز محبت را نہفت — از ہمہ قطع نظر کن تا بہ بینی روئے دوست
بر اہل استقامت فیض نازل میشود مظہر — نمی دانی تجلی گرد کوہ طور میگردد
مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کردست — بطبع من بکس کم ساختن بسیار میسازد
نیاید کارے از من تا نگیرم جام مے مظہر — ہمیں مستی و بیہوشی مرا ہشیار میسازد
از ہمہ قطع نظر کن تا بہ بینی روئے دوست — چشم بستن از جہاں چشم دگر وا میکند
از ینجا میتواں بالا بلندی باش فہمیدن — مرا تا گردن آب تیغ اورا تا کمر باشد
برنماز و روزۂ و برسوز و ساز خود مناز — یا رب بے پرداست ہرگز بر نیاز خود مناز
انفعال جرم بہتر از غرور طاعت ست — مظہر اے دو راز حقیقت بر نماز خود مناز

آن ہژ بریشۂ فقرم کہ وقت انتخاب — از نیستان دو عالم بویاے خوش کنم
از دوا ہرگز نخواہد رفت آزار دلم — دلدہی باشد علاج من کہ بیمار دلم
از پئے کسب و فنا جملہ بہ بود آمدہ ایم — بہر معدوم شدنہا بوجود آمدہ ایم
رونق فقر فزوں کرد پریشانی من — تخت زبید بمن ایں جامۂ عریانی من
زشغل عشق غیر از بیقراری نیست مقصودے — نگہدارد خدا از تہمت صبر و شکیبائی

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب بواسطہ حضرت شیخ جلال کبیر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ علماء ربانی اور مقرب بارگاہ یزدانی سے تھے۔ علوم عقلی و نقلی میں آپ کو کمال تجربہ تھا۔ فقہ و اصول میں اجتہاد کے رتبہ کو پہنچے تھے اور علم فقہ میں ایک کتاب بہت مبسوط مع بیان ماخذ و دلائل و مختار مجتہدان مذاہب اربعہ تالیف فرمائی ہے اور جو کچھ کہ ان کے نزدیک اقویٰ ثابت ہوا ہے۔ اس کا ایک علیحدہ رسالہ مسمی بماخذ الاقویٰ تحریر کیا ہے۔ اسی طرح ایک تفسیر بھی جامع قول قدماء مفسرین و تاویلات جدیدہ ارقام فرمائی تصوف میں بھی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کی تحقیق میں رسالے لکھے ہیں۔ غرضیکہ انکی صفائی ذہن اور جودت طبع زائد الوصف ہے لڑکپن کے ایام میں اپنے جد شریف حضرت شیخ جلال پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔ اسی طرح ایک بار حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گویا کہ حضرت نے خرما آپ کو عطا فرمایا ہے۔ ابتداء میں آپ نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد سنانی قدس سرہ سے اخذ طریقہ کیا اور ان کی توجہات سے تا بفناء قلبی پہنچے بعد ازاں انکے ایما سے

حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسب فیوض شروع کیا۔ اور بکمال سرعت تمام سلوک طریقہ احمدیہ پچاس توجہ میں حاصل کیا غرضیکہ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہوئے حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ نے آپ کو علم الہدیٰ کا خطاب دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نسبت علو میں فقیر کی نسبت کے برابر ہے البتہ عرض اور قوت میں فرق ہے اور یہ میرے ضمنی ہیں اور جو فیض کہ مجھ کو پہنچتا ہے اس میں یہ شریک ہیں اور ان کا نیک و بد میرا نیک و بد ہے اور بوجہ اجتماع کمالات ظاہری و باطنی یہ عزیز ترین موجودات ہیں اور فقیر کے دل میں ان کی مہابت آتی ہے اور از روئے صلاح و تقویٰ و دیانت روح مجسم ہیں مروج شریعت و منور طریقت ہیں۔ حضرت شہید فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے قیامت کے روز دریافت کیا کہ میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا تو قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو پیش کروں گا۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت قاضی صاحب حضرت مرزا صاحب کی مجلس میں آنے کو ہوتے تھے تو مرزا صاحب پہلے ہی سے ان کے واسطے اپنے قریب کی جگہ خالی کرا دیا کرتے تھے کہ اسی اثناء میں یہ آجاتے اور اس جگہ بیٹھ جاتے ایک روز کسی نے حضرت مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کو از روئے کشف ان کے آنے کی خبر معلوم ہو جاتی ہے کہ آپ ان کے واسطے جگہ خالی کرا رکھتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ جب میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے تعظیماً کھڑے ہونے لگتے ہیں میں سمجھ جاتا ہوں کہ قاضی صاحب آتے ہیں اور میں ان کے واسطے جگہ خالی کرا دیتا ہوں غرضیکہ آپ کی عظمت اور بزرگی کی تعریف نہیں ہوسکتی افسوس کہ اس زمانہ کے علماء ان کو علماء ظاہر سے شمار کرتے ہیں فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا فرمایا انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی علیہ السلام حضرت مرزا صاحب نے اس خواب

کو سن کر یہ تعبیر دی کہ فقیر کی صورت مثالی نے بشکل جد بزرگوار یعنی حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ متمثل ہو کر بشارت دی اور ممکن ہے کہ بعد فقیر خلافت طریقہ تمہاری جانب منتقل ہو فرمایا کہ جب حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ کی شہادت ہوئی اور مجھ کو نہایت افسوس ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور کلمات تعزیت فرماتے ہیں بالجملہ آپکی ذات بابرکات ایک آیت آیات الٰہی سے تھی آپ کی وفات غرہ رجب ۱۲۲۵ھ میں ہوئی مدفن شہر پانی پت میں ہے۔

حضرت مولوی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولوی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ کے بڑے بھائی تھے علم ظاہر میں بہرہ کامل رکھتے تھے اخذ طریقہ حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے مقامات طریقہ پر پہنچے تھے کثیر الذکر اور ہمیشہ متوجہ الٰہی رہتے تھے۔ انکے انتقال سے حضرت قاضی صاحب کو نہایت الم ہوا ایک شب خواب میں آکر فرمایا کہ اے برادر اس قدر رنج و غم کیوں کرتے ہو اللہ نے فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اس عالم میں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر رحمت اور نعمت عطا فرمائی ہے کہ حساب سے باہر ہے۔

حضرت مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولوی احمد اللہ فرزند کلاں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے تھے رحمۃ اللہ علیہما علم ظاہر اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے حاصل کیا تحصیل علم کے وقت تمام تمام شب مطالعہ کتب میں گذار دیتے تھے کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ و مقامات مجددیہ حاصل کئے تھے۔

نہایت کثیر الذکر والعبادت تھے صبح سے تا بچاشت بلند مراقبہ کیا کرتے تھے ۳۵ ہزار مرتبہ ہر روز ذکر تہلیل کیا کرتے تھے اور اکیس پارہ قرآن شریف کے پڑھا کرتے تھے جوان ۳۰ سالہ تھے کہ جہاں سے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

حالات حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی نعیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن بہرائچ حضرت مرزا صاحب کے خلفاء نامدار سے ہیں۔ آپ جامع معقول ومنقول تھے چار سال تک حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہے حضرت مرزا صاحب فرمایا کرتے کہ تمہاری چار سال کی صحبت اوروں کی بارہ سال کی صحبت کے برابر ہے حضرت مرزا صاحب قبلہ آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے اور فرماتے کہ تمہارے نور نسبت اور فیض صحبت سے عالم منور ہوگا پس ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے بروقت عطاء اجازت و خلافت ہر سہ جلد مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو عطا فرمائی تھیں اور فرمایا کہ دولت یعنی مکتوبات شریف جو میں نے تم کو دیئے کسی مرید کو نہیں دیئے فرمایا کہ مشائخ طریقت جو اپنے مریدوں کو خلعت خلافت دیا کرتے ہیں جو میں نے تم کو دیا ہے یہ سب میں بہتر ہے اس نعمت کا شکر اور قدر کرنا یہ تمہارے واسطے ظاہر اور باطن کا ایک خزانہ ہے اور اگر طالب جمع ہوا کریں اور فرصت ہوا کرے تو بعد عصر کے سب کے سامنے پڑھا کرنا اور یہ بجائے مرشد اور مربی کے ہے۔ آپ بکمال اخلاق حسنہ آراستہ تھے اور صبر میں نہایت صبر وتوکل سے اوقات یاد خدا میں بسر کرتے آپ کی کتاب معمولات مظہریہ آداب طریقت میں نہایت مقبول ومفید ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۵ صفر ۱۲۱۸ھ میں ہوئی بہرائچ میں آپ کا مدفن ہے راقم الحروف نے بھی زیارت کی ہے۔

حالات حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اعظم خلفاء سے تھے رحمۃ اللہ علیہا علم ظاہر حاصل کر کے علم حدیث و قرآن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہا مقامات حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے حاصل کر کے اپنے وطن سنبھل میں باشاعت علم ظاہر و باطن مشغول ہوئے بکمال استقامت و اخلاق حمیدہ موصوف تھے فرمایا کہ حدیث کے شغل سے صفا و نورانیت و نسبت احمدیہ میں تقویت حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک امیر کے گھر کا کھانا کھالیا اس سے حلاوت باطن زائل ہوگئی ہر چند کہ توبہ و استغفار کی مگر واپس نہ ہوئی اگرچہ کیفیات نسبت ہمیشہ شامل حال ہے مگر وہ بات کجا حضرت مولوی صاحب نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روپیہ یومیہ بھی آپ کا مقرر فرمایا بعد اس خواب کے ایک شخص نے آپ کی رفع ضروریات کے واسطے ایک روپیہ مقرر کر دیا حضرت مرزا صاحب قبلہ نے ایک خط میں آپ کو لکھا ہے **اللہ معکم** ایما کنتم شما در انجا رفتہ جائے فیر گرم سازید کہ دراں ضلع عالمے فہمیدہ درویشے صاحب نسبت نیست بخاطر جمع بکار خود مشغول باید بود و تشویش را بخاطر راہ نباید داد و اوقات را در ایصال منافع دینی ظاہرا و باطنا مصروف دارند او سبحانہ شمار راد و لتے دادہ است شکر آں ہمیں است قال الجنید الشکر صرف النعمۃ فی مرضیات المنعم زود است کہ ضیق بوسعت بدل میشود فرد

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود

اگر از غیب چیزے معین گردد بے مضائقہ آنرا قبول باید نمود کہ وجہ معین طلب و سوال منافی توکل نیست اگر اعتماد براں نباشد خصوصا دریں زمانہ باعث رفع تفرق خاطر

است وتوکل صرف موجب بے جمیعت دراس المال صوفیہ ہمیں جمیعت است اللہ تعالےٰ تبعان سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ دور دیشان خانقاہ مجددیہ راضائع نخواہد گذاشت

حضرت شاہ رحمت اللہ

حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اجل خلفاء سے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداء میں اور درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوئے آخر میں حضرت مرزا صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر سلوک طریقہ تا بقریب انتہا مقامات تک پہنچایا اجازت سے شرف یاب ہوئے آپ کو معاملات جلالی کہ ظاہرا ایذا نفس اور باطنا راحت روح ہوتے ہیں بہت پسند تھے ایک گوشہ میں ترک ماہواء کرکے بکمال استقامت وصبر وقناعت بسر کرتے امراء وقت نے ہرچند کچھ روز مقرر کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا آپ کے گھر میں رات کو سوائے نور ذکر کرکے نور چراغ نہ ہوتا تھا اور دن کو سوائے قوت اتباع مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی قوت نہ ہوتا تھا سالہا سال قبا عریانی در بر وکلاہ مو بر سر دلنگی در کمر سے گذارے جم غفیر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے وبجمعیت تمام انعقاد وحلقہ ہوتا۔

حضرت محمد حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد حسن عرب حضرت مرزا صاحب قبلہ کے قدیم اصحاب سے تھے رحمۃ اللہ علیہما بڑے ریاضت کش تھے ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ لسانا کیا کرتے تھے اور دس ہزار نفی اثبات حبس نفس اور ہزار مرتبہ سورہ اخلاص اور ہزار مرتبہ استغفار اور ہزار مرتبہ درود شریف کا معمول تھا معتدا صائم الدہر بھی تھے رات عبادت میں گذارا کرتے تھے اور دن کو حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گاری کیا کرتے تھے تین سال میں مقامات مجددیہ تا انتہا حاصل کئے تھے ببرکت صیام و کرکثیر کشف صحیح و وجدان سلیم رکھتے تھے حضرت مرزا

صاحب قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے کہ تمام عمر میں ایک آدمی طالب مولیٰ و مجاہدہ راہ خدا میرے پاس آیا اور وہ محمد حسن عرب تھے انکے وصف میں یہی چند الفاظ کافی ہیں۔ ان کے سوائے حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اور بہت سے خلفاء مثل مولوی غلام یحیٰ صاحب حاشیہ و مولوی غلام محی الدین و شیخ محمد مراد و میر علیم اللہ گنگوہی و شیخ مراد اللہ و شیخ محمد احسان و شیخ غلام حسن و شیخ محمد منیر و مولوی قلندر بخش و میر نعیم اللہ و خلیفہ محمد جمیل و حضرت شاہ بھیک و مولوی عبدالحق و شاہ محمد سالم و میر بہین خانصاحب و میر معین خاں و میر علی اصغر و محمد قائم کشمیری و حافظ محمد رحمت اللہ و مولوی قطب الدین و مولوی کلیم اللہ بنگالی و میر روح الامین و محمد شفیع و محمد واصل و محمد حسین و شیخ غلام حسین تھانیسری و مولوی عبدالکریم و مولوی عبدالحکیم و نواب ارشاد خاں و غلام مصطفیٰ خان و اخوند نور محمد قندہاری و ملا نسیم و ملا جلیل عبداللہ و ملا تیمور ہر اک صاحب ارشاد و جامع کمالات گذرے ہیں رحمۃ اللہ علیہم

شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی

حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی ولادت ۱۱۵۸ ہجری میں بمقام بٹالہ علاقہ پنجاب میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے آپکے والد شریف شاہ عبداللطیف نہایت مرتاض و مجاہد تھے کریلہ جوش دے کر کھایا کرتے اور جنگل میں جاکر ذکر جہر کیا کرتے اور حضرت شاہ ناصر الدین قادری سے بیعت تھے۔ حضرت کی ولادت کے قبل آپ کے والد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا چنانچہ بعد تولد آپ کا نام آپ کے والد نے علی ہی رکھا لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے آپ نے اپنا نام غلام علی مشہور کیا آپ کی والدہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام عبدالقادر رکھنا یہ بزرگ شاید غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے عم

شریف نے کہ نہایت مرد بزرگ تھے اور ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبداللہ نام رکھا آپ کے والد شریف دہلی میں رہا کرتے تھے۔ وہاں آپ کو اپنے پیر سے کہ خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے بیعت کرانے کے واسطے بلایا مگر قضاء الٰہی سے وہ بزرگ جس شب کو آپ وہاں پہنچے انتقال کر گئے آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے پیر سے بیعت کرانے کے واسطے بلایا تھا لیکن تقدیر میں نہ تھا اب جس جگہ تمہارا اطمینان قلبی ہو وہاں اخذ طریقہ کرلو آپ اس وقت کے بزرگان دہلی مثل حضرت شاہ ضیاء اللہ و شاہ عبدالعدل و خواجہ میر درد فرزند حضرت خواجہ محمد ناصر خلفاء زبیریہ و مولانا فخرالدین و شاہ نانو د شاہ غلام و سادات حسینی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر آخرکار ۱۱۸۰ھ میں کہ اس وقت آپ کا سن بائیس سال کا تھا حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض بیعت کی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ جس جگہ ذوق شوق ہو وہاں بیعت کرو یہاں تو سنگ نے نمک لیسیدن کا مضمون ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو یہی منظور ہے تب حضرت مرزا صاحب نے قادریہ خاندان میں آپ کو بیعت کیا اور تلقین طریقہ مجددیہ فرمایا پندرہ سال تک حاضر حلقہ و مراقبہ رہے اور باجازت مطلقہ مع بشارت ضمنت مشرف ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اول اول مجھ کو تردد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں کہیں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ناراض ہونے کا باعث نہ ہو اسی اثناء میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے ہیں اور اس کے محاذ میں ایک اور مکان ہے وہاں خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز ہیں میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصود خدا تعالیٰ ہے جاؤ کچھ

مضائقہ نہیں ہے اس کے بعد سے آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع کی اور آخرکار اس قدر فیض آپ کے عین حیات میں آپ سے جاری ہوا کہ شاید ہی کسی شیخ سے ان کی زندگی میں جاری ہوا ہو۔ ہندوستان' کابل' بلخ' بخارا' عرب' روم سب جگہ آپ کے خلیفہ پہنچ گئے تھے اور طریقہ ان سے جاری ہوگیا تھا۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز بعد عصر میں حاضر تھا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا فیض دور دور پہنچ گیا ہے۔ حضرت مکہ معظمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے حضرت مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے بغداد شریف روم و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور بطریق ہنسی فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر ہی ہے بعض بحکم آں سرور و بعض بدلالت دیگر بزرگاں و بعض خود آپ کو خواب میں دیکھ کر حاضر حضور ہوئے ہیں حضرت مولانا خالد رومی باشارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف سے دہلی آئے اور آٹھ نو مہینہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوکر اپنے وطن کردستان واقع ملک روم کو واپس گئے وہاں ان کو اس قدر قبولیت ہوئی کہ جس کی حد نہیں چنانچہ ایک خط میں حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ کے نام اس طرح تحریر کیا مرکز دائرہ غربت و مجبوری خالد کردی شہر روزی بعرض مقدس عالی مخدومی جناب ابی سعید مجددی معصومی میر ساند اگر چہ بہ یمن ہمت حضرت قبلہ عالم روحی فداہ فیوض خاندان عالیہ آباؤ اجداد کرام آں مخدوم عالی مقام کہ مقصہ گمنام رسید جاست بروں از حیز تحریر و خارج از حوصلہ تقریر است اما بمجوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بمقام شکر گزاری برآمدہ عرض حضوری نماید کہ یک قلم تمامی مملکت روم و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از ممالک قلم و عجم و جمیع کردستاں از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار ذکر و محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور

الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی آناء اللیل والنہار محافل ومجالس ومساجد ومدارس زبان زد صغار وکبار است نجویکہ ہرگز درہیچ قرنے از قرون ہیچ اقلیمے از اقالیم مظنہ نیست کہ گوئی زمانہ نظیر ایں زمزمہ راشنیدہ یادیدہ فلک دوازرغبت واجتماع رادیدہ باشد از آنجا کہ شدت رغبت حضرت صاحب قبلہ وآں قبلہ معلوم خاطر حریں ایں مہجور ومسکین بود بمقام گستاخی وخود بینی دارد ایں فقیر راشرمندہ می دارد امارعایت جانب دوتاں رامقدم داشتہ بمقام بے ادبی آمدہ وگرنہ نوشتن ایں امور ازیں نالائق محض دور بود از جوانیکہ مشافہۃً یا مراسلۃً چونکہ بمقتضائے شیمہ کریمہ است از ذکرجمیل ایں مسکین ذلیل درحضور حضرت بافرد سعادت حضرت صاحب قبلہ کونین کوتاہی نفرمایند وباقی تقریب کان مارا آں استان کہ موقف بختیاراں در استان ست بادنمایند وخود نیز گاہے گاہے بہ نیم نگاہے رنگ قساوت از دل ما بینوایاں دور نمایند دیگر چہ نویسد درپناہ معین منعام وضمن ہمت پیران کرام باشند فرمایا کہ اوائل میں مجھ کو معاش کی نہایت تختی ہوئی کچھ قدرے وجہ معاش تھی اس کو چھوڑ کر بالکل توکل اختیار کیا ایک ٹوٹے بوریہ کا بچھونا اور اینٹ سراہنے ہوتی تھی ایک مرتبہ شدت ضعف بھوک میں میں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا اور دل میں عہد کرلیا کہ بس یہی میری قبر ہے کہ اس اثناء میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا دروازہ کھولو میں نے نہ کھولا پھر اس نے کہا کہ دروازہ کھولو مجھ کو تم سے کچھ کام ہے پھر بھی میں نے نہ کھولا آخرکار وہ کواڑوں کی شگاف کی راہ سے پانچ روپیہ ڈال گیا اس کے بعد سے فتوح جاری ہوگئی دوسو کے قریب علماء وصلحاء آپ کی خانقاہ میں ممالک دورودراز سے آکر قیام کرتے اور کفاف بوجہ احسن پہنچتا باوجود ایں ہمہ آپ کے مزاج میں انکسار اس حد کا تھا ایک روز فرمایا کہ اگر کتا میرے گھر میں آتا ہے میں جناب الٰہی میں عرض کرتا ہوں کہ بار خدایا میرا کیا منہ ہے کہ تیرے دوستوں کا وسیلہ پکڑوں مجھ پر اپنی مخلوق کے واسطے رحم فرما آپ

کا عمل اکثر حدیث پر تھا حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے اور نیز اپنے مرشد سے حدیث کی سند حاصل تھی۔ آپ حافظ کلام الٰہی تھے لیکن کسی کو خبر نہ تھی رات کو بہت کم سوتے تھے تہجد کے وقت لوگوں کو جگا دیا کرتے تھے اور خود نماز پڑھ کے مراقبہ میں اشراق تک مصروف رہتے بوجہ ہجوم چند بار حلقہ فرمایا کرتے تھے پہلی مرتبہ جب آدمی اٹھ جاتے تھے ان کی جگہ اور آ جاتے تھے اس کے بعد تغیر و حدیث کا درس طلبہ کو فرماتے اگرچہ کوئی ملاقت کے واسطے آتا تھوڑی دیر کے بعد رخصت کر دیتے اور عذر کرتے کہ فقیر اپنی گور د موت کی فکر میں مشغول ہے اور چلتے وقت اس کو کچھ تبرک شیرنی بھی دیتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نواب امیر خاں حضرت غوث الاعظم کی اولاد اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما کے نواسوں میں سے تھے۔ آپ کی ملاقات کو آئے بوجہ بزرگ زادگی آپ نے انکی بہت تعظیم کی اور کچھ دیر کے بعد آپ نے حسب معمول ان کو رخصت کر دیا لیکن ان کا دل بوجہ غلبہ محبت اٹھنے کو نہ چاہا آپ نے خادم سے فرمایا کہ مکان کا قبالہ نواب صاحب کے نذر کرو یہ تو اٹھتے نہیں ہم ہی مکان نذر کر کے رخصت ہوئے جاتے ہیں یہ سن کر وہ فی الفور اٹھ کر چلے گئے زوال کے قریب کچھ تھوڑا سا کھانا تناول فرماتے تھے امیر لوگ آپ کے واسطے عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بھیجا کرتے تھے لیکن اس کو نہ خود کھاتے اور نہ طالبوں کے واسطے اس کا کھانا پسند فرماتے ہمسایہ میں بھیج دیا کرتے یا اگر کوئی حاضر ہوتا اس کو دے دیتے ہاں اگر کوئی روپیہ بھیجتا تو اس کا چالیسواں حصہ اسی وقت علیحدہ کر کے زکوٰۃ دے دیتے اور پھر حلوا وغیرہ پکا کر نیاز پیران کبار خصوصاً حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دیتے یا وجہ مصرف فقراء خانقاہ اگر قرض ہو جاتا وہ ادا کر دیتے اور گاہ گاہ کوئی بے اطلاع ہی لے جاتا اور آپ دانستہ اسکی جانب سے منہ پھیر لیتے بار ہا لوگ آپ کی کتابیں لے جایا کرتے اور پھر آپ ہی کے

لے مقامات معصومیہ خواجہ صغیر احمد ہمشیرہ زادہ خواجہ محمد عبید اللہ کی تصنیف سے ۱۲

پاس فروخت کرنے کو لاتے اور آپ قیمت دے کر خرید لیتے اور اگر کوئی عرض کرتا کہ حضور یہ تو آپ ہی کی کتاب ہے یہ نشانی موجود ہے آپ ناراض ہو کر منع کرتے اور فرماتے کہ ایک کاتب چند نسخہ نہیں لکھ سکتا؟ بعد تناول طعام تھوڑا سا قیلولہ فرما کر کتب دینیہ مثل نفحات و آداب المریدین وغیرہما اور تحریرات ضروری میں مشغول ہوتے پھر نماز پڑھ کر کچھ حدیث وتفسیر کا درس فرماتے اور پھر نماز عصر پڑھ کر کتب حدیث وتصوف مثل مکتوبات امام ربانی وعوارف و رسالہ قشیریہ وغیرہ کا وعظ فرما کر شام تک ذکر وتوجہ کے حلقہ میں مشغول رہتے بعد نماز مغرب خاص خاص مریدوں کو توجہ فرماتے اور پھر کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر اکثر شب ذکر و مراقبہ میں بیٹھ کر بسر کرتے اگر نیند کا بہت غلبہ ہوتا مصلے ہی پر داہنی کروٹ کچھ لیٹ جاتے بہت کم چارپائی پر سوئے ہیں لیکن پاؤں کبھی نہ پھیلائے اکثر بطور احتباء کے کہ مراقبہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہیئت منقول ہے اور اولیاء کرام مثل غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے بیٹھا کرتے اور بوجہ کمال حیا پاؤں بہت کم پھیلاتے حتیٰ کہ وفات بھی آپ کی اسی طرح ہوئی لباس موٹا پہنا کرتے اگر کوئی عمدہ نفیس کپڑا بنوا کر بھیجتا اس کو فروخت کر کے اور چند کپڑے خرید کر اللہ کے نام دے دیتے اور فرماتے کہ ایک آدمی پہنے تو اچھا ہے یا چند پہنیں وہ بہتر ہے؟ اور اکثر یہ عادت جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی تھی کہ موٹا کپڑا پہنا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ تہبند (لک کی چادر) موٹی نکال کر فرمایا کہ اسی میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض ہوئی حضرت شاہ صاحب نہایت سخی تھے اور اخفا کی بہت رعایت تھی حتیٰ کہ حلقہ میں اکثر لوگوں کو دیا کرتے تھے حیاداری بھی ایسی تھے کہ اور کے منہ دیکھنے کا تو کیا ذکر ہے اپنی شکل بھی آئینہ میں نہیں دیکھی تھی مسلمانوں پر شفیق ایسے تھے کہ اکثر

راتوں کو ان کے واسطے دعا مانگا کرتے تھے ایک حکیم آپ کے ہمسایہ میں تھا ان کا اکثر وقت آپ کی غیبت میں گذرتا تھا اتفاق سے ایک مرتبہ وہ محبوس ہوگئی آپ نے ان کی خلاصی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا دنیا کا ذکر آپ کی مجلس میں بالکل نہ ہوتا تھا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اس کو منع فرما دیتے اور فرماتے کہ غیبت کے لائق میں ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بادشاہ وقت کی غیبت کی آپکا روزہ تھا آپ نے فرمایا کہ افسوس روزہ جاتا رہا کسی نے عرض کیا کہ حضرت نے کسی کا ذکر بد نہیں کیا آپ نے فرمایا اگر کیا نہیں سنا تو ہے غیبت میں ذاکر اور سامع دونوں برابر ہیں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ لعن یزید کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں قابل لعن ہے یا نہیں فرمایا کہ میں مستحق لعن ہوں جس قدر تیرا دل چاہے دوسرے کا حال معلوم نہیں زیادہ تحقیق منظور ہو تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے کرلو وہ اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف ہیں امر معروف اور نہی منکر آپ کا شیوہ تھا۔ ایک شخص سید اسمٰعیل مدنی مدینہ منورہ سے بحکم آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں کسب نسبت کے واسطے آئے تھے آپ کے حکم سے ایک روز وہ جامع مسجد میں آثار نبویہ کی زیارت کو گئے وہاں سے واپس آکر انہوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہاں برکات محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہیں لیکن ظلمت کفر بھی معلوم ہوتی ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر دین کی وہاں تصویریں رکھی ہیں خط یہ ہے حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحان اللہ از عجائب قدرت او سبحانہ چہ نوشتہ وایں سید محمد اسماعیل مدنی کہ از مدینہ منورہ برائے کسب نسبت مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نزد ایں لاشئے تشریف آوردہ امشب شب جمعہ در مسجد جامع در آثار

شریف رفت گفت کہ اینجا ظلمت اصنام معلوم میشود و ایں گفتن او محض از نور ایمانست او چہ داند دریں آثار چیست تحقیق شد کہ تصویر ہا در ینجا نہادہ اند تصویر پیغمبر خدا علیہ السلام و ائمہ اہل بیت و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ساختن و پیش خود داشتن در شرح محمدی جائز نیست تصویر پیر خود تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیرالمومنین علیہم السلام بت اند ترک تعظیم آں بہ کنند کہ صنم پرستی است تاب اللہ علیہ و سنگے برآں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم بت است ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام کجا شدند پیروی نمایند و ایں بت پرستی موقوف نمایند چہ نالم و چہ گریہ کنم برخرابی و مسلمانی و مداہت و سستی مسلماناں غلبہ کفر از آنست بہ بتاں کافراں محتاج اند اللہ تعالیٰ ہدایت فرماید در مسجد جامع و قلعہ بادشاہی کے ہر دو جائے مسلمانان است اصنام داشتن چہ معنی واللہ اگر مرا قوتے عود نماید از شہر بت پرستاں ہجرت نمایم۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ رئیس بندیل کھنڈ انگریزی ٹوپی دوسری ٹوپی پہن کر حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی اس کو سخت جھڑکا وہ واپس ہوگیا اور کہا کہ ایسا ہی احتساب ہے تو پھر نہیں آؤں گا آپ نے فرمایا خدا تم کو میرے گھر میں نہ لائے لیکن چبوترہ کے زینہ پر جا کر وہ ٹوپی خدمت گار کو دی اور پہن کر حاضر ہوا اور بیعت کی اور کسی کو بسہولیت بھی امر معروف فرمایا کرتے۔نقل ہے کہ ایک سید آپ کے پاس آئے وہ ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے آپ نے دیکھ کر نرمی سے فرمایا تعجب ہے کہ ابھی میر صاحب کے ڈاڑھی نہیں نکلی بعدہ بانبساط تمام فرمایا کہ ہم سب آپ ہی کے خاندان سے ہیں ہم لوگ تو آپ کے گماشتہ ہیں وہ بہت شرمندہ ہوئے اور اسکے بعد پھر انہوں نے ڈاڑھی نہ منڈوائی ترک و تجرید آپکے مزاج میں اس قدر تھی کہ بادشاہ وقت و امراء دربار اکثر اس بات کے خواہش مند رہے کہ خرچ خانقاہ کے واسطے کچھ مقرر فرمالیں مگر کبھی منظور نہیں فرمایا آپ اکثر

یہ قطعہ پڑھا کرتے تھے۔

خاک نشینی ست سلیمانیم　　　ننگ بود و افسر سامانیم

ہست چہل سال کہ می پوشمش　　　کہنہ نہ شد چادر عریانیم

نقل ہے کہ نواب امیر خاں نے بھی یہی آرزو کی تھی کہ خرچ خانقاہ کے واسطے کچھ قبول فرمالیں آپ نے بجواب اس کے تحریر فرمایا کہ

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم　　　با میر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جاگیر مواعید الٰہی ہیں وفی السماء رزقکم وما توعدون فرمایا کہ اس طریقہ میں چار چیزیں بہت ضروری ہیں دست شکستہ پا شکستہ دین درست و یقین درست آخر عمر میں آپ کو ضعف نہایت غالب ہوگیا لیکن جس وقت یہ شعر پڑھتے تھے۔

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم　　　ہرگہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم

اٹھ بیٹھتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے تھے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ نام شریف لے کر بیتاب ہو جایا کرتے تھے اور آہ آہ کہہ کر ہاتھ اوپر کو اٹھا دیا کرتے تھے اور کبھی دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طرح سمیٹ لیا کرتے تھے جیسے کہ کسی کو آغوش میں لیتے ہیں اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

موسیا آداب داناں دیگرند　　　سوختہ جاں در واناں دیگرند

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خادم قدم شریف تبرک آب آپ کے واسطے لایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر ہے اس کو سنتے ہی بیتاب ہوگئے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میری کیا حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ میرے اوپر ہوگا اور اس خادم کی نہایت مدارات کی مرض موت میں ترمذی شریف سینہ مبارک پر ہوتی تھی اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل نکل آتا تھا اس پر عمل کرتے تھے بکری کے شانہ کا

گوشت پکوا کر کھاتے تھے کہ مسنون ہے قرآن کا نہایت شوق تھا نماز اوابین میں حضرت شاہ ابوسعید مجددی سے کہ آپ کے خلیفہ اور نہایت خوش الحان تھے سنا کرتے تھے اور کبھی غلبہ شوق میں زیادہ سنتے تھے تو بیتاب ہو کر فرمانے لگتے تھے کہ بس کرو زیادہ سننے کی طاقت نہیں ہے اکثر اشعار پر درد سنا کرتے اور محظوظ ہوتے لیکن چونکہ وہ استقامت تھی ضبط فرماتے تھے مزاج میں نفاست اس قدر تھی کہ افغان لوگ جو وہاں نسوار سونگھتے اس کی بو بھی ناگوار گذرتی اور لوبان وغیرہ وہاں سلگواتے اور فرماتے کہ افغانوں نے میری مسجد کو ہلاس دانی بنا رکھا ہے۔

نقل ہے کہ گاہ گاہ خود بخود خوشبو آپ کے مکان میں آنے لگتی اس وقت لوگوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیتے شاید کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ و دیگر پیران کبار کی ارواح مبارک کا ظہور ہوتا تھا فرماتے کہ میں حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت مجدد علیہما الرحمۃ کی شکل بظاہر دیکھتا ہوں فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا پہلو شل ہوگیا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے استمداد کی فی الفور ان کی صورت مبارک ہوا میں معلق دیکھی اور وہ مرض سلب کر دیا فرمایا کہ گزک اکابر چشتیہ کہ سرمست ذوق محبت ہیں سرود وسماع ہے کہ دل پر طرح طرح کا شوق لاتا ہے اور چہرہ یار سے پردہ اٹھاتا ہے اور گزک متوسلان نقشبندیہ کہ بادہ نوش جام مودت ہیں حدیث اور درود ہے کہ اس سے قلب کو اذواق گوناگوں پہنچتے ہیں۔

آن ایشانند من چنیم یارب

فرمایا فقیر کے ف سے مراد فاقہ وق سے قناعت وی سے یاد الٰہی ور سے ریاضت ہے اگر کوئی شخص یہ امور بجالائے تو ف سے فضل خداق سے قرب مولیٰ ی سے یاری اور ر سے رحمت حاصل ہو ورنہ ف سے فضیحت ق سے قہری سے یاس اور ر سے رسوائی ہوگی فرمایا طالب ذوق شوق وکشف وکرامت طالب خدا نہیں فرمایا کہ کمالات میں وصل عریانی ہوتا ہے اس مقام سے سالک کو سوائے یاس

اور محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہے فرمایا طالب کو چاہیے کہ ہر وقت عبادت سے علیحدہ علیحدہ کیفیات کا امتیاز کرتا رہے اور خیال رکھے کہ نماز سے کیا کیفیت حاصل ہوتی ہے اور تلاوت سے کیسی نسبت کا ظہور پیدا ہوتا ہے اور درس حدیث اور شغل تہلیل زبانی سے کیسا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی خیال رکھے کہ لقمہ شک سے کیسی ظلمت ہوتی ہے اور گناہوں سے کس قسم کی کدورت پیدا ہوتی ہے فرمایا کہ ولایات میں خطرات مضر ہیں لیکن کمالات نبوت میں مضر نہیں ہیں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامان لشکر نماز میں کر لیتے تھے فرمایا کہ کھانے میں ایک رضائے نفس ہے اور ایک حق نفس رضائے نفس غذا بہت لطیف اور حق نفس بمقدار توانائی ادائے فرض وسنت فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ چار چیز سے مراد ہے بخیطرگی دوام حضور جذبات واردات فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات تھے لیکن ہر وقت مناسب استعداد ہر قرن افراد امت میں ظہور کمال ہوا فرمایا کہ جو کمال مثل جہاد و بھوک و عبادت وغیرہ کے آپ کے جسم مبارک سے ناشی تھا وہ صحابہ کرام میں ظہور ہوا اور جو قلب سے مثل استغراق و بیخودی و ذوق و شوق و آہ و نعرہ ناشی تھا جنید بغدادی سے اولیاء امت میں بظاہر ہوا اور جو کمال کہ لطیفہ نفس سے مثل اضمحلال و استہلاک ناشی تھا وہ خواجہ نقشبند کے وقت سے ظاہر ہوا اور جو کمال کہ اسم شریف محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ناشی ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ سے مکشوف ہے فرمایا جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے فرمایا کہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہے فرمایا صوفی دنیا و آخرت کو پس پشت ڈال کر متوجہ مولیٰ ہوتے ہیں۔ للمولوی

ملت عاشق زملتہا جدا است　　　عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

فرمایا دعا کرتے وقت انوار فائض ہوتے ہیں لیکن ان کا فرق کرنا کہ یہ

انوار دعا ہیں اور یہ اجابت دعا مشکل ہے بعضے کہتے ہیں کہ اگر دونوں ہاتھوں میں ثقالت معلوم ہو علامت قبولیت دعا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر انشراح صدر حاصل ہو علامت اجابت دعا ہے فرمایا بیعت تین قسم کی ہوتی ہے ایک پیروں سے توسل حاصل کرنے کی نیت سے دوسرے معاصی سے توبہ کے واسطے تیسرے نسبت حاصل کرنے کے واسطے فرمایا مرد چار قسم کے ہیں نامرد مرد جواں مرد اور فرد طالب دنیا نامرد طالب عقبیٰ مرد طالب عقبیٰ و مولیٰ جوان مرد طالب مولیٰ فرد فرمایا خطرے کی چار قسمیں شیطانی' نفسانی' ملکی' حقانی' شیطانی بائیں جانب سے آتا ہے نفسانی اوپر سے یعنی دماغ سے ملکی داہنی جانب سے حقانی فوق الفوق سے فرمایا کہ جو کمال سوا نبوت انسان میں ممکن ہے سب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ میں ظاہر ہوئے فرمایا۔

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردہ غیب　　ہمہ در صورت خوب تو عیاں ساختہ اند
ہرچہ برصفحۂ اندیشہ کشد کلک خیال　　شکل مطبوع تو زیبا تر ازاں ساختہ اند

فرمایا جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت اویسیت حاصل کرنا چاہے چاہیے کہ بعد نماز عشاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک خیال میں اپنے ہاتھ میں لے اور یہ کہے کہ بیعت کی میں نے آپ سے اوپر گواہی پانچ چیز کے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور قائم رکھنے نماز اور ادا کرنے زکوٰۃ اور روزہ ماہ رمضان اور حج خانہ کعبہ بشرط استطاعت کے اور چند شب اسی طرح کرے او اگر کسی بزرگ سے اویسیت چاہے خلوت میں بیٹھ کر دوگانہ کا ثواب اس کی روح پر پہنچا کر اس کی جانب متوجہ ہو۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا ادراک عطا کیا ہے کہ تمام بدن نے حکم قلب پیدا کیا ہے جو شخص جس طرف سے آئے اس کی نسبت معلوم کر لیتا ہوں۔ فرمایا کہ تین کتابوں کا نظیر نہیں ہے۔ قرآن شریف' صحیح بخاری اور مثنوی مولانا روم کا۔ فرمایا کہ اولیاء تین قسم کے

ہوتے ہیں ارباب کشف اور ارباب ادراک اور ارباب جہل فرمایا کہ اولیاء میں بہت کم حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کمال کو پہنچے ہیں اگر تمام اولیاء وجود یہ کو توجہ فرمائیں تو تمام شاہ راہ شہود پر آ جائیں فرمایا حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردیہ طریقہ میں بڑے سمجھ دار آدمی تھے دو باتوں میں تصوف تمام کر دیا۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندر زفرمود برروئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بیں مباش دوم آنکہ برغیر بدبیں مباش

فرمایا جو شخص ہم سے ملاقات رکھے چاہیے کہ ہمارا لباس شاہی پہنے ہمارا سپاہی طور اختیار کرے۔ رباعی

یامرد بایا رازرق پیرہن یاکش برخانماں بانگشت نیل
یامکن باپلیاناں دوستی یا نباکن خانہ برخور و پیل

فرمایا کہ بعض مومنوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں اور اخص خواص کی روح پر فرشتہ کو بھی دخل نہیں ہے۔

درکوئے تو عاشقاں چناں جاں مدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وقل یتوفکم ملک الموت اسی کی جانب اشارہ ہوگا فرمایا کہ درویشوں کی معاش ایسی چاہیے۔ جیسا کہ شیخ ابن یمین کردی نے کہا ہے۔

تاں جویں و خرقہ پشمین آب وشور سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخۂ دو چار زعلمے کہ نافع است دردیں نہ لغو بوعلی وژاژ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنی آں بیہودہ منتے نہ برد شمع خاوری
بایک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو درپیش چشم ہمت شاں ملک سنجری
ایں آں سعادتیست کہ حسرت برد بر آں جویائے تخت و قیصر و ملک سکندری

اور اکثر اشعار جمالی پڑھا کرتے تھے۔

غم کالا نے درد نے غم بالا لٹکے زیر و لٹکے
دو تلے زور پر ولکے وپو تکے لوریا کے گز

این قدر بس بود جمالی را عاشق رندلا ابالی را

فرمایا کہ عقل نورانی کی شناخت یہ ہے کہ بلا واسطے جانب مقصود ولایت کرے اور عقل ظلمانی اس کو کہتے ہیں کہ چراغ ہدایت مرشد سے راہ پر آئے فرمایا طالب کو چاہیے کہ ایک لحہ یاد مطلوب سے غافل نہ ہو۔

این شربت عاشقی است خسرو بے خون جگر چشید نتواں

فرمایا دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے اور گناہوں کا سر کفر ہے۔

اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در بق بق و در زق زق اند

فرمایا زوال انا کے یہ معنی ہیں کہ مالک انا نہ کر سکے جیسے حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ انا کہنا آسان ہے اور انا زائل کرنا مشکل ہے فرمایا ابتداء قلب میں سالک نوافل سے رہ جاتا ہے اور فرض اور سنت پر اکتفا کرتا ہے فرمایا کہ طریقہ مجددیہ میں چار دریا فیض کے ہیں نقشبندی' قادری' چشتی' سہروردی لیکن اول غالب ہے فرمایا کہ کفر طریقت اس کو کہتے ہیں کہ امتیاز نہ رہے اور سواء ذات حق کے کوئی چیز نظر میں رہے فرمایا کہ جو مخدوم ہوا چاہے اس کو چاہیے کہ پیر کی خدمت کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

فرمایا کہ اب ضعیف ہوگیا ہوں کچھ ہو نہیں سکتا پہلے شاہجہاں آباد کی جامع مسجد میں رہا کرتا تھا حوض کا تلخ پانی پیا کرتا تھا دس پارے قرآن شریف کے پڑھا کرتا تھا اور دس ہزار نفی اثبات کیا کرتا تھا نسبت ایسی قوی ہوگئی تھی کہ تمام مسجد انوار سے پر تھی جس کوچہ میں گذر جاتا تھا وہ بھی نورانی ہو جاتا تھا اگر کسی بزرگ کے مزار پر جاتا تھا اس کی نسبت پست ہو جاتی تھی تب میں از راہ تواضع

اپنے تئیں پست کیا کرتا تھا۔

زنا توانی خود ایں قدر خبرد ارم — کہ از رخش نتوانم کہ دیدہ برد ارم

فرمایا بلا میں مبتلا کرنا امتحان معشوق نازنین ہے۔

نیست بے موجب پئے آز ارما — امتحان ے خواہد از ما یار ما

فرمایا کہ آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہیے دین درست اور یقین درست دست شکستہ اور پا شکستہ چاہیے راقم الحروف کہتا ہے کہ دین درست سے یہ مطلب کہ قولاً وفعلاً وعملاً اعتقاداً موافق شریعت ہو یقین درست کے یہ معنیٰ کہ مواعید الٰہی پر پورا پورا یقین ہو دست شکستہ سے یہ مراد کہ اشارۃً وصراحتاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو پا شکستہ سے یہ غرض کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے۔ فرمایا کہ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے درویشوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طور اختیار کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کمال گرسنگی سے شکم مبارک پر پتھر باندھ دیتے اور توکل پر بیٹھتے اور بلا پر صبر فرماتے اور عطا پر شکر کرتے۔ فرمایا کہ بعض اکابر کا مقولہ ہے کہ درویش اگر بعد تین روز کے طعام طلب کرے صوفی نہیں ہے اس کو خانقاہ سے خارج کرنا چاہیے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے میری نسبت یہ بیان کیا کہ وہ طالب ذوق وشوق وکشف کرامات ہے۔ انہوں نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص ایسے شعبدوں کا طالب ہو اس کو کہو کہ ہماری خانقاہ سے باہر ہو جائے اور ہمارے پاس نہ آئے جب یہ خبر مجھ کو پہنچی میں نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور نے یہ فرمایا ہے جواب دیا کہ ہاں میں نے عرض کیا پھر کیا مرضی ہے فرمایا کہ یہاں سنگ بے نمک لیسیدن ہے اگر یہ بے مزگی منظور ہو ٹھہرے رہو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو یہی منظور ہے۔

مابرائے استقامت آمدیم — نے پئے کشف وکرامت آمدیم

فرمایا کہ اس طریقہ میں مجاہدہ نہیں ہے مگر وقوف قلبی کہ عبارت دل طرف ذات الٰہی کے ہے اور نگہداشت خطرات گذشتہ و آئندہ ہے اور یہ اس طرح چاہیے کہ جب خطرہ دل میں پیدا ہو کہ فلاں کام گذشتہ زمانہ میں کس طرح ہوا تھا۔ اسی وقت دل سے دفع کرے کہ تمام قصہ دل میں نہ آئے یا دل میں خیال آئے کہ فلاں جگہ جا کر یہ کام کروں اور اس کام میں یہ منفعت ہو اس کو معاً دفع کرے غرضیکہ جو خطرہ غیر خدا کا دل میں آئے اس کو فی الفور دفع کیا جائے فرمایا کہ احوال قلب سالک پر مثل باران شدید ظاہر ہوتے ہیں اور جب قلب سے عروج ہوکر لطیفہ نفس کی سیر ہوتی ہے۔ مثل بارش خفیف جلوہ گر ہوتے ہیں اور جب لطیفہ نفس سے سیر جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے نسبت سمجھ میں نہیں آتی استہلاک و اضمحلال زیادہ ہوتا جاتا ہے اور نسبت مثل شبنم کے باریک ہوتی جاتی ہے فرمایا صوفی کو نکاح نہیں کرنا چاہیے صوفی کو ترک و تجرید و دنیا سے روگردانی ماسواء سے منحرف انحراف خلوت صحبت اغنیاء سے دوری لازم ہے اور نکاح مانع ان امور کا ہے کہ عورتوں میں صبر و توکل نہیں ہوتا الا ماشاء اللہ بعض عورتیں صاحب توکل ہوتی ہیں اور نسبت باطنی رکھتی ہیں فرمایا کہ حضور جمیعت و توحید وجودی لطیفہ قلب میں ہوتی ہے لیکن فناء انا و اضمحلال و استہلاک و شکستگی و نابودگی اور نیستی لطیفہ نفس کی سیر میں واقع ہوتی ہے فرمایا کہ لائق پیری وہ شخص ہے کہ ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو مقامات عشرہ صوفیہ مثل توکل و قناعت و زہد و صبر وغیرہ حاصل ہوں ارباب دنیا کی صحبت سے اجتناب رکھتا ہو مشائخ کرام کی صحبت سے فیض یافتہ ہو صاحب کشف یا صاحب ادراک ہو خطرہ ماسواء سے دل پاک ہو ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت سے پیراستہ ہو پھر فرمایا کہ میں اپنا حال کیا بیان کروں

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد — کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم نداوند — کہ بروں درچہ کردی کہ دروں خانہ آئی

فرمایا کشف میں احتمال خطا وصواب دونوں ہیں اور وجدان میں احتمال خطا نہیں ہے مثلاً کوئی شخص اگر دور سے جانور کی صورت دیکھے اور سمجھے کہ شیر ہے اور فی الحقیقت شیر نہیں ہے بلکہ کوئی اور جانور ہے یا پانی دیکھا اور اس کو شراب سمجھا یہ کشف کی مثال ہے اور وجدان یہ ہے مثلاً ہوا نظر نہیں آتی لیکن اس کی حرارت اور برودت محسوس ہوتی ہے ایسے ادراک میں احتمال غلطی کا نہیں ہے فرمایا کہ جو معارف حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کئے ایسے تمام امت میں کسی شخص نے نہیں بیان کئے۔ فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے صدق مواعید پر نظر رکھے اور اسباب وہمیہ ظنیہ پر خیال نہ کرے اور یہ یقین جانے کہ اللہ تعالیٰ روزی پہنچانے والا ہے جس کو پیدا کیا ہے اس کو روزی مہیا کرے گا۔

رزق را روزی رساں پر می دہد

فرمایا اکابران طریقت کے تالیفات میں توحید وجودی و ذوق وشوق مقامات عشرہ توبہ و انابت وصبر وقناعت و زہد وتوکل و رضا وتسلیم دغیرہ درج ہیں مگر جو مقامات کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں کسی عارف نے یہ معارف بیان نہیں کئے عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تمام روئے زمین پر نہیں ہے۔ فرمایا کہ سالک کو لطیفہ قلب ونفس کی سیر میں ذکر خفی ونفی اثبات وتہلیل لسانی سے ترقی ہوتی ہے اور سیر عناصر ثلثہ میں کثرت نوافل یا طول قرات سے اور کمالات ثلثہ میں تلاوت کلام اللہ شریف اور حقائق سبعیہ میں درود شریف کے پڑھنے سے ترقی ہوتی ہے فرمایا بعض اولیاء کو اللہ کے جناب میں کمال زہد و ریاضت وترک و تجرید سے رسوخیت حاصل ہوتی ہے اور بعض کو قرب الٰہی کثرت سے میسر ہوتا ہے لیکن مقام اہل عبادت صاحب زہد وریاضت سے عالی ہے فرمایا جس کو یقین زیادہ اس کا مقام اعلےٰ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے واسطے کچھ تحریر

فرمایئے آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی قل اللّٰہ ثم ذرھم اور اس کی تفسیر بھی اس کے نیچے اس طرح لکھی کہ امور جزئی وکلی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے اور فکر معاش وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہیے اور تعلقات ماسواء اللہ کو چھوڑنا چاہیے اور اپنے جمیع امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔

سپردم بتومایۂ خویش را تودانی حساب کم و بیش را

بنشیں بگدایاں در دوست کہ ہر کس بنشست مایں طائفہ شاہی شو برخاست

فرمایا تبدیل اخلاق رذیلہ وصفات بشریت و رفع انانیت کے واسطے تکرار کلمہ طیبہ اور کثرت ذکر کرنا چاہیے جس وقت انوار الٰہی غائب ہو جائیں گے سالک کے اخلاق و اوصاف میں شگفتگی ہو جائے گی ان الملوک اذ ادخلق اقریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلہ فرمایا کہ تجرید انقطاع علائق ظاہری کو کہتے ہیں اور تفرید انقطاع علائق باطنی کو فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محی الدین ابن العربی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کام میں تطبیق دی ہے اور ''توحید وجودی'' اور ''توحید شہودی'' کو نزع لفظی قرار دیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ آدمی تھے اور انہوں نے نیا طریقہ بیان کیا ہے لیکن اس مقام میں خطا کی ہے اور حال قال میں لائے ہیں اور معارف کشفیہ کو بحث علمی میں لاکر تطبیق دی ہے ورنہ ان ہر دو مقام یعنی توحید وجودی اور توحید شہودی میں فرق بین ہے جس شخص کو معارف مجددیہ سے مناسبت حاصل ہوتی ہے اس نے عیاناً معلوم کیا ہے کہ توحید وجودی ابتداء احوال سیر لطیفہ قلب میں ہوتی ہے اور توحید شہودی سیر لطیفہ نفس میں حضرت مجدد الف ثانی کے معارف ان ہر دو مقامات کے وراء ہیں معارف محی الدین ابن العربی قطرہ ہیں اور معارف حضرت مجدد دریائے محیط

چہ نسبت است بکوہ آسماں عالی را

اگر محی الدین ابن العربی حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں زندہ ہوتے اور ان کی معارف سنتے سمجھتے تو ان سے استفادہ کرتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے نہایت ہے اس کی حد نہیں ہے کہ کوئی اس کی انتہا کو پہنچے او سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء

دور بینان بارگاہ است   غیر ازیں پے نبردہ اندکہ ہست

فرمایا چشتیہ خاندان میں بیعت کا بہت لحاظ ہے یہاں تک کہ بعض کا مقولہ ہے کہ جب تک بیعت نہ کرے مرشد کا فیض نہیں پہنچتا اور ہمارے نزدیک بیعت ضروری نہیں ہماری بیعت ہماری توجہ ہے جس کو بہت توجہ کریں البتہ اس کو فیض پہنچے گا فرمایا کہ اپنے پیروں کے طریقہ سے خوش بھی ہوں اور ناخوش بھی خوشی کی یہ وجہ ہے کہ ان کے طفیل سے ہم کو توفیق متابعت سنت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئی اور ناخوشی کی یہ وجہ کہ یہ طریقہ انتہا پذیر نہیں ہے جس جگہ پہنچتا ہوں یہی آواز آتی ہے کہ یہاں مت ٹھہر و مقصود آگے ہے۔ ساٹھ سال گذرے کہ ہوا کی طرح دوڑتا ہوں اور منتہا کو نہیں پہنچتا سعدی نے خوب کہا ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں   بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

بخلاف اور طریقوں کے کہ جس وقت مرید کو کچھ اسرار توحید وجودی منکشف ہوا تھوڑا بہت ذوق و شوق و رقص و وجد بمقتضائے قلب حاصل ہو گیا پھر کہتے ہیں کہ واصل ذات و عارف منتہی ہو گیا۔

آں ایشانند من چنینم یارب

نقل ہے کہ ایک درویش کو آپ نے توجہ کے واسطے یاد فرمایا کسی نے عرض کیا کہ وہ جامع مسجد کی طرف سیر کو گئے ہیں فرمایا کہ یہ کیا فقیری ہے فقیری میں صبر لازم ہے اور صبر حبس نفس کو کہتے ہیں فرمایا کہ جس وقت ہم مجاہدہ میں مشغول تھے پچیس برس تک اپنے تئیں ایک حجرہ میں بند رکھا تھا کہ نہ جاڑوں میں باہر آتا

تھا اور نہ گرمیوں میں فرمایا میری سترہ برس کی عمر تھی کہ دہلی میں آیا تھا اور اب مجھ کو دہلی میں ساٹھ سال گزر چکے ہیں اور ایک روز بلا ذکر وفکر و مراقبہ نہیں گذرا مع ہذا خوف خاتمہ ہر وقت دامن گیر ہے اور اطمینان اس وقت ہوگا جب بہشت میں داخل ہوجاؤں گا اور اپنے کانوں سے ندائے رب العالمین سن لوں گا اے بندے میں تجھ سے راضی ہوں فرمایا کہ ہمارے اکابر طریقت نے فرمایا ہے کہ ہم نے نہایت کو ہدایت میں درج کیا ہے اس کے معنی بہت لوگوں نے کہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ نہایت ہدایت میں پیدا ہونے سے توجہ دائمی وحضور مع اللہ بے دکم خطرگی یا بے خطرگی مراد ہے کہ یہ اور طریقوں میں نہایت خیال کی جاتی ہے اور ہمارے طریقہ میں شروع ہی میں پیدا ہو جاتی ہے نہایت ہمارے ہاں کچھ اور ہی ہے اور وہ توجہ وحضور کا گم ہونا ہے فرمایا ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع پذیر نہیں ہے اور لسانی مراد نہیں ہے کہ وہ انقطاع پذیر ہے اور اس پر دلیل آیت کریمہ **رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ** یعنی باز نہیں رکھتی ان کو تجارت اور نہ بیچ ذکر اللہ سے کیونکہ تجارت میں ذکر زبانی موقوف ہو جاتا ہے قلبی موقوف نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اکثر آدمی قلبی کو ذکر خفیہ کہتے ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے ہیں ذکر قلبی اگرچہ غیر سے پوشیدہ ہے لیکن ملائک اور شیطان سے پوشیدہ نہیں ہے پس خفا حقیقی اس میں نہ پایا گیا دراصل ذکر خفیہ ذاکر کے مذکور میں گم ہونے کو کہتے ہیں کہ اس کو کوئی خبر اپنی اور ذکر کی نہ ہو فرمایا کہ میرا حال ایسا ہے کہ ہر چند متوجہ قلب ہوتا ہوں کوئی اثر توجہ اور ذکر کا نہیں پایا البتہ کسی وقت اگر غیبت ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روئیں روئیں میں ذکر ہے فرمایا شب قدر عجب بابرکت رات ہے اس میں دعا وعبادت مقبول ہوتی ہے اہل قرب کو اس رات اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے فرمایا کہ ایک بار میں جامع مسجد میں معتکف تھا رات کو سوتا تھا ایک شخص نے مجھ کو آ کر جگا دیا اور کہا

کہ اٹھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کے واسطے دعا کر میں اٹھا دیکھا تو تمام نور سے چراغاں نورانی روشن ہو رہے ہیں میں جان گیا کہ یہ شب قدر کا نور ہے فرمایا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ اس شب درخت اور تمام مخلوقات سجدہ کرتی ہے ایسا شاید ہوتا ہوگا مگر کبھی کسی کتاب میں نظر نہیں آیا۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے تبرک کی شیرینی آپ کے پاس لائے آپ نے اس کو چوم کر سر اور آنکھ پر رکھا اور فرمایا کہ میں چشتیوں کا نہایت معتقد ہوں سلطان جی کے برابر کوئی محدث نہ تھا اور فرمایا کہ حضرت فرید الحق والدین میرے حال پر نہایت مہربان ہیں۔ ایک روز مراقبہ میں میں نے دیکھا کہ وہ میرے گھر میں تشریف لائے ہیں تمام گھر ان کے نور سے منور ہوگیا انہوں نے کہا کہ آؤ تم کو شغل تعلیم کروں میں اپنے پیر کی غیرت سے ڈرا اور عرض کیا کہ شغل تو جو میرے پیر نے تعلیم کیا ہے وہی کافی ہے فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم بمنزلہ خاکروب اور کناس کے ہیں دستور کے حاکم دیہ اپنے خاکروب یا کناس کو قافلے کے ہمراہ کر دیا کرتا ہے تاکہ چوروں اور راہ زنوں سے سلامت گذار دے ایسے ہی ہم مثل خاکروب اور کناس غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں فرمایا کہ رضائے پیر سبب قبول خلق و خالق ہے اور آزردگی پیر سبب نفرت حق و خلق ہے فرمایا کہ پیر کی رضا سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی مجاہدہ اور ریاضت سے نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص دائرہ قلب میں داخل ہوا اور اس نے اس میں وسعت پیدا کی اور دوسرا شخص بلاوسعت پیدا کئے دائرہ فوق پر ترقی کر گیا ان دونوں میں اول شخص افضل ہے۔ فرمایا کہ اور مصائب کا ایک دو روز رونا ہوتا ہے لیکن فقیری کا دائمی رونا ہے ہرگز انقطاع پذیر نہیں ہے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ مولوی

صاحب مولویت کو چھوڑ دو اور آہ سیکھو فرمایا کہ جس کسی کو ہماری توجہ سے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس ہو جائے وہ ہماری جانب سے مجاز مطلق ہے اگرچہ ہم نے اس کی زبانی اجازت نہ دی ہو۔ فرمایا کہ اجازت کے واسطے چند چیزیں ضروری ہیں اول علم دوم عقل سوم تجرید و تجتل و انقطاع ورنہ اجازت عبث ہے فرمایا کہ رسالہ آداب المریدین مصنفہ حضرت نجیب الدین سہروردی طریقہ نقشبندیہ سے بے خبر ہے اس طریقہ نقشبندیہ میں مجاہدات شدیدہ و ریاضات شاقہ کہ صوفیوں نے بیان کی ہیں' نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں بناء کار انکسار و افتقار بجناب الٰہی اور پیر سے اخلاص پر ہے حضرت نے بارہ روز سجدہ میں پڑ کر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ مجھ کو طریقہ نو عطا کر کہ سہل الطریق اور اقرب الطریق الی اللہ ہو اور البتہ موصل ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور یہ طریقہ عطا فرمایا کہ اور طریقوں میں مجاہدہ رکن ہے اور طریقہ نقشبندیہ میں بجائے مجاہدہ توجہ پیر رکن ہے اور ذکر ہر طریقہ میں شرط ہے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس طریقہ میں چنداں ریاضت مجاہدہ نہیں ہے اور میں مرزا نازک مزاج تھا۔ مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہو سکتے فرمایا کہ اہل محبت کو حاجت اعمال کی نہیں ہے ان کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علما کو پسند ہے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ کمال منتشر ہوا' ایک زاہد آپ کے اوقات اور اعمال دیکھنے کے واسطے آیا اس نے آپ کو کوئی مجاہدہ یا ریاضت کرتے نہ دیکھا سیدھی سیدھی نمازوں کو پڑھ لیا رات کو بعد عشاء پلاؤ کھا کر سو رہے ثلث شب سے تہجد پڑھ لیا وہ زاہد حیران ہو گیا۔ اور عرض کی کہ میں تمام شب نہیں سویا اور ذکر کرتا رہا اور تم نے شام کو پلاؤ کھایا اور اکثر سب سوتے رہے لیکن جو نور تم میں

ہے وہ مجھ میں نہیں ہے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اسی پلاؤ کا نور ہے فرمایا دل کو ماسواء سے خالی کرنے اور ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنے سے نور حضور ہوتا ہے فرمایا کہ خدا کے نام کو تاثیر ہے اگرچہ ذاکر ہندو ہو اور جس لفظ سے ذکر کرے توجہ الی اللہ پیدا ہوتی ہے لیکن اسماء حسنیٰ کہ شرع میں وارد ہیں ان سے ذکر کرنے کا اور اثر ہے اور ان سے ظہور انوار و جذبات و واردات و قرب الٰہی اور وصول ذات ہوتا ہے فرمایا کہ ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا آپ مجھ کو یاد رب کی سکھا دیں میں نے کہا کہ اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کرو اس نے کہا اس لفظ سے تو نہیں یاد کروں گا میں نے کہا کہ اچھا قلب کی جانب متوجہ ہو کر دل سے تو ہی تو ہی کیا کرو اس پر وہ راضی ہو گیا چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہو گئی اور مشرف باسلام ہوا فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ اپنے طور سے پچاس ہزار مرتبہ خدا کا نام لیتا ہوں اس کی برکت سے ماسواء سے اعراض ہو گیا فرمایا کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس کے دل میں کیفیت دیکھی ہے لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدرہ تھی کیفیت نورانی سواء ذکر ایمانی کے نہیں پیدا ہوتی فرمایا کہ اس ہندو سے مجھ کو نہایت شرم آئی کہ باوجود ظلمت کفر ایک دم ذکر سے غافل نہیں ہوتا اور میں باوجود نور ایمان غافل ہوں فرمایا کہ خدا پرست طالب کیفیت نہیں ہے ذکر کرنا چاہیے کیفیت خواہ پیدا ہو یا نہ ہو۔ ذکر فی نفسہ عبادت ہے۔

گر نباشد از شکر جز نام بہر زاں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار اسم ذات کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جمعیت باطنی کی یہ تعریف ہے کہ تشویش آیندہ و گذشتہ دل میں نہ آئے فرمایا کہ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو فرمایا کہ فنا و بقا میں صوفیا کے اقوال مختلف ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فنا اخلاق

ذمیمہ کا زائل ہونا اور اخلاق حمیدہ سے متحقق ہونے کو کہتے ہیں اور قدما نقشبندی فنائی شعوری کو کہتے ہیں اور جب بے شعوری کا بھی علم نہ رہے اس کو غار الفنا کہتے ہیں اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فناء نسیان ماسواء کو کہتے ہیں اور یہ نہایت مشکل ہے البتہ اللہ تعالیٰ جسے دے اور حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے فناء کی چار قسمیں فرمائی ہیں فناء خلق' فنا ہوا' فناء ارادہ' فناء فعل فرمایا ارادہ اصل ہوا ہے اور ہوا اس کی فرع ہے۔ فرمایا کہ علم صرف اسی قدر کہ صیغہ معلوم کرے ضروری ہے اور نحو شرح ملا تک اور دو ایک کتابیں علم معانی کی بھی پڑھنا چاہیے کہ اس سے فصاحت و بلاغت سے کلام معلوم کرے بعد ازاں تفسیر و حدیث میں توغل کرنا چاہیے کہ اس سے انوار قلبی پیدا ہوتے ہیں اور یہی علم دینی ہے باقی تضیع اوقات فرمایا کہ علم فقہ میں کتاب الصلوٰۃ تک انوار اوراک میں آتے ہیں اور معاملات فقہ میں اوراک میں نہیں آتے لیکن موجود ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز رمضان میں آپ کو اس قدر تشنگی غالب ہوئی کہ طاقت بیٹھنے اور کلام کرنے کی نہ رہی فرمایا کہ قیامت کے روز اسی روز کا ثواب جناب الٰہی سے امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام روزوں کا جب سے کہ روزے فرض ہوئے ہیں چاہوں گا۔ فرمایا کہ لقمہ شبہ کی تاثیر تا تحلیل رہتی ہے اور لقمہ حرام کی تاثیر تین روز تک رہتی ہے۔ فرمایا کہ آج طعام بیگانہ سے چند لقمہ کھائے تھے اس قدر باطن متکدر ہوگیا ہے کہ ہرچند استغفار و اذکار تلاوت قرآن شریف کی دفع کدورت نہ ہوئی' بعد تحلیل دفع ہوئی۔ فرمایا کہ لوگ عمدہ عمدہ کھانے پکا کر لاتے ہیں اور کھانے کے واسطے اصرار کرتے ہیں اگر نہ کھاؤ ان کی دل شکنی ہوتی ہے اور کھاتا ہوں تو اپنی بدمزگی ہوتی ہے کیا کروں۔ فرمایا کہ ہمارا کھانا یعنی جنس بازار سے خرید کر آتی ہے مگر چونکہ سامنے پکتی ہے توجہ کی تاثیر سے ظلمت دور ہوتی ہے اور دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے فرمایا کہ معتقدان

وحدت الوجود دعویٰ کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا اجماع اسی مذہب پر ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ متقدمیں سے علاء الدولہ سمنائی اس کے مخالف ہی تھے متاخرین میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی خلاف ہی ہیں اور ان ہر دو بزرگ کے ہزار ہا اولیاء کبار تابع ہوئے ہیں پس اجماع کجا اس کے علاوہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ منصور نے لغزش کی اور زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی دستگیری کرتا اگر میرے زمانہ میں ہوتا میں بیشک اس کی مدد کرتا اس حالت سے حالت فوق پر لے جاتا۔ فرمایا کہ تربیت کی دو قسمیں ہیں ایک تربیت جمالی اور ایک جلالی تربیت جمالی سے سب راضی رہتے ہیں کہ موافق نفس ہے لیکن تربیت جلالی پر قائم رہنا نہایت دشوار اور مردان دیندار کا کام ہے فرمایا حقیقت رضا بجز فناء کامل حاصل نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے اتفاق اس پر ہے کہ رضا آخر مقامات سے ہے فرمایا کہ اس زمانہ میں کوئی عمل تصفیہ قلب کے واسطے اولیاء اللہ کے اذکار کی کتاب مطالعہ کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے پیر نے مجھ کو دو نصیحتیں کیں ہیں ایک یہ کہ لوگوں کے عیب کی نیکی کی طرف تاویل کرنا اور اپنی نیکی کی عیب کی طرف تاویل کرنا میں نے عرض کیا کہ اس سے تو امر معروف موقوف ہو جائے گا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی میں عیب ہی نہیں معلوم ہوتا ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو اندر زفرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بیں مباش — دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

فرمایا کہ ایک بار قدم مبارک حضرت حق سبحانہ کا ظاہر ہوا غایت شوق سے اس کو بوسہ دیا اور غائب ہو گیا پھر موجود ہوا اور پھر غائب ہو گیا اور اس طرح چند مرتبہ ہوا۔ راقم الحروف لکھتا ہے کہ قدم ظاہر ہونے سے کوئی استعجاب نہیں ہے

بہت سے اولیاء اللہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ پر بیعت کے واسطے دست قدرت ظاہر ہوا اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قیامت کے روز جب دوزخ ہل من مزید کہے جائے گی اور اس کی کسی طرح تسکین نہ ہوگی تب اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا اور وہ بس بس کرنے لگے گی۔ فرمایا کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فراق میں بیتاب ہوکر خاک اڑائی چونکہ یہ امر شرع میں اچھا نہیں ہے ظلمت بھی پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے منتظر بیٹھے ہیں بکمال شوق حاضر ہوا آپ نے معانقہ فرمایا تاوقت معانقہ آپ کی شکل اپنی تھی بعد ازاں حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی شکل پر ہوگئی۔ فرمایا کہ ایک بار قبل از عشاء سوگیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے منع فرمایا اور وعید بیان کی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللّٰہ من رانی فقد رای الحق آپ کی حدیث ہے؟ فرمایا ہاں فرمایا کہ ہر روز تحمید و تسبیح پڑھ کر اور اس کا ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر بھیج کر سویا کرتا تھا ایک مرتبہ ترک ہوگیا خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی حلیہ سے کہ جو شمائل ترمذی میں لکھا ہے تشریف لائے اور شکایت فرمائی فرمایا کہ ایک مرتبہ خوف آتش دوزخ کا نہایت غلبہ ہوا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائے گا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا تیرا نام عبداللہ اور عبدالمبین ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ تو میرا خلیفہ ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند تشریف لائے اور میرے پیرہن میں داخل

ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس آکر بیٹھ گئے میں نے دریافت کیا کون ہیں فرمایا کہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص ایک خلعت لایا اور کہا کہ یہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تجھ کو عنایت کیا ہے فرمایا کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا اور عرض توجہ کی آپ مزار سے باہر آئے توجہ فرمائی لیکن وقت استوا تھا جلد اٹھ کھڑا ہوا حسرت ہوتی ہے کہ کیوں ایسی جلدی اٹھا کیفیت کا بیان نہیں ہو سکتا' فرمایا ایک روز خواجہ قطب الدین کے مزار پر گیا اور کہا شیئاً للہ دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہے کہ اس کے کناروں سے پانی چھلکتا ہے القاء ہوا کہ تیرا سینہ نسبت مجددیہ سے بھرا ہوا ہے دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ کے مزار پر گیا اور عرض توجہ کی فرمایا کہ تم کو کمالات حاصل ہیں میں نے عرض کیا کہ اپنی نسبت بھی عطا فرمایئے آپ نے توجہ فرمائی میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ مثل ان کے چہرہ کے ہوگیا اور ان کا چہرہ میرے چہرہ کی مانند ہوگیا ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا وہ تشریف لائے اور فرمایا عبادت بکثرت کرو کہ اس راہ میں تعبد درکار ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہو فرمایا بکثرت عبادت سے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا مکان معطر ہوگیا اوپر کو جو دیکھا میرے سر پر روح معطر جلوہ نما ہے اور اس کے گرد شعشان آفتاب کی طرح روشنی ہو رہی ہے حیران ہوگیا کہ یہ کیا ہے پھر دل میں خیال آیا کہ شاید روح مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا روح حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بایں تجمل تشریف فرما ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع لفظی ہوئی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ جو نزاع کرے اس کو خانقاہ سے نکال دو فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے

مکان میں تشریف لائیں اور فرمایا کہ میں تیرے واسطے زندہ ہوئی ہوں اور آئی ہوں فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ منصب قیومیت تجھ کو عطا ہوا۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ تجھ سے طریقہ جدیدہ نکلا۔ فرمایا کہ ایک روز وسعت مکان کے واسطے عرض کی الہام ہوا کہ تیرے اہل عیال نہیں کیا حاجت ہے فرمایا ایک روز مکان ہمسایہ کا طلب کیا الہام ہوا کیوں ہمسایہ کو تکلیف دیتے ہو اور باہر نکالتے ہو۔ فرمایا ایک روز بقصد زیارت حرمین شریفین نیم قدم اٹھ کھڑا ہوا الہام ہوا کہ تیرا اس جگہ رہنا بہتر ہے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خلفاء دکن بھیجے ہیں تم کابل اور بخارا کو بھیجو۔ فرمایا کہ کلام ربانی کہ مبرا از صورت ولحن ہے تین بار میں نے سنا ہے۔ فرمایا کہ ایک شب میں نے کہا یارسول اللہ آواز آئی لبیک اور میرا نام عبد صالح فرمایا۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے کہا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ الہام ہوا کہو ارحم الرحمٰن شیئاً للہ راقم الحروف کہتا ہے اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ یا شیخ الخ سے منع کیا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اب تم کو وسیلہ کی حاجت نہیں ہے بلکہ براہ راست ہم سے طلب کرو کیونکہ وسیلہ کی ابتداء میں ضرورت ہوتی ہے انتہا میں نہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب جلد اول میں تحریر فرمایا ہے مخدوما مقصد اقصے و مطلب اسنی وصول بجناب قدس خداوندیست جل سلطانہ لیکن چوں طالب در ابتدا بواسطہ تعلقات درکمال تدنس وتنزل است و جناب قدس او تعالیٰ درنہایت تنزہ و ترفع و مناسبتے کہ سبب افادہ و استفادہ است درمیان طالب و مطلوب مسلوب است لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نبود کہ برزخ بود و از ہر دو طرف حظ وافر وارد تاواسطہ وصول طالب بمطلوب نگردد ہر قدر کہ طالب را بمطلوب مناسبت پیدا می گردد ہماں قدر پیر خود را از میان می کشد وچوں طالب را بمطلوب مناسبت نام پیدا شد پیر بہ تمام خود را از میان برکشید و طالب را بمطلوب بے توسط خود

واصل گردانید پس در ابتداء توسط مطلوب را بے آئینہ پیر نمیتواں دید در انتہا بے توسط خود آئینہ پیر جمال مطلوب جلوہ گر میگردد و وصل عریاں حاصل می شود حضرت کے کرامات وتصرفات و اخبار مغیبات بے شمار ہیں سب سے اعظم کرامت طالبا خدا کے باطن میں لقاء فیض برکات ہے اور یہ آپ سے اس قدر ظاہر ہوا کہ اس کے لکھنے کو دفتر چاہیے بہت سے آدمیوں نے آپ سے خواب میں اخذ طریقہ کیا اور شرفیاب حضور ہو کر مقامات عالیہ پہنچے اکثر فساق و فجار آپ کے توجہات سے تائب ہوئے بعض کفار اندک التفات سے مشرف باسلام ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک ہندو بچہ برہمن زادہ اچھی شکل کا مجلس شریف میں اتفاقا آ گیا سب اس کی طرف دیکھنے لگے آپ کی نظر عنایت اس پر ہوگئی فی الفور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک خادم تجارت کے واسطے ہمراہ قافلہ جاتے تھے راہ میں ایک صحرا میں دیکھا کہ حضرت تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلد بہلی دوڑا کر آگے چلے جاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا بعد کو معلوم ہوا کہ پچھلے قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ سے بیعت ہونے کو دہلی آتے تھے جنگل میں راہ بھول گئے ایک بزرگ دفعۃً آموجود ہوئے اور ان کو سیدھا راہ بتا دیا ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا میں وہی ہوں جس سے تم بیعت ہونے جاتے ہو۔

نقل ہے کہ ایک صالحہ ضعیفہ کے جوان لڑکے کا انتقال ہوگیا آپ اس کی تعزیت کے واسطے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو فرزند البدل عطا فرمائے اس عورت نے عرض کیا حضرت میں بھی اب ضعیف ہوگئی ہوں میرا خاوند بھی ضعیف ہوگیا اب کیا اولاد پیدا ہوگی آپ نے فرمایا کہ خدا قادر ہے بعد ازاں آپ وہاں سے اٹھ کر ایک مسجد میں آئے وہاں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس عورت کے فرزند

ہونے کے واسطے دعا مانگی بعد دعا آپ نے ہمراہی سے فرمایا کہ اس عورت کے فرزند کے واسطے دعا مانگی تھی اثر اجابت پایا گیا انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہوگا بعد ازاں حضرت کی بشارت کے موافق اللہ تعالیٰ نے اس کو فرزند عطا فرمایا اور وہ جوان ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو بادشاہ نے روپیہ کے واسطے حبس کرلیا اس کے کسی عزیز نے آکر حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ چند آدمی جمع ہوکر قلعہ سے چھڑا لاؤ اور انہوں نے عرض کیا کس طرح چھڑا لائیں وہاں تو پہرہ اور سپاہی ہوں گے آپ نے فرمایا اس سے تم کو کیا مطلب تم ہمارے کہنے سے جاؤ اور لے آؤ چنانچہ چند آدمی گئے اور لے آئے اور کوئی ان کا متعارض نہ ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی میرا لڑکا دو مہینے سے گم ہے توجہ فرمایئے کہ آجائے آپ نے فرمایا کہ وہ تو تیرے گھر ہے وہ اس بات سے نہایت حیران ہوا کہ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں اتنے میں کہاں سے آگیا خیر بموجب فرمودہ گھر گیا جاکر دیکھا تو وہ موجود تھا۔

نقل ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لائی اور عرض کیا کہ یہ نوکر تھا نوکری چھوڑ کر ملنگ فقیروں میں داخل ہوگیا بھنگ پیا کرتا ہے آپ نے توجہ فرمائی راہ راست پر آگیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کشتی رواں پر توجہ کی فی الفور کشتی ٹھہر گئی۔ غرضیکہ آپ کی کرامات ہزاروں ہیں مشتے نمونہ از خروارے تبرکاً لکھے جاتے ہیں اور دراصل راقم الحروف کی چونکہ اپنی طبیعت اس کی طرف چنداں مائل نہیں ہے حسب دستور لکھے دیتا ہوں ورنہ جس وقت یہ مضمون میرے سامنے آتا ہے طبیعت کو ایک قسم کی ماندگی ہو جاتی ہے اور لکھنے کو دل نہیں کرتا بخلاف ملفوظات کے کہ اس کے لکھنے سے دل نہیں بھرتا اور بخوف طوالت ہی بس کرتا ہوں ورنہ شوق تو یہی چاہتا رہتا ہے کہ اور لکھ اور لکھ حضرت کو شوق شہادت از بس تھا مگر

فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی شہادت سے آدمیوں پر سخت تکلیف پہنچی اور اس کے بعد قحط قتال عظیم ہوا اس سبب سے شہادت سے ڈرتا ہوں غرضیکہ آخر مرض موت آپ کو شروع ہوا اور اس بواسیر اور خارش نے غلبہ کیا آپ کی اکثر عادت تھی کہ وقت مرض اکثر وصیت نامہ تحریر فرماتے اور زبانی نصائح دوام ذکر و پرداخت نسبت واخلاق حسنہ و معاشرت اور مجاری قضا پر عدم چون چرا و اتحاد مابین برادران طریقت اور فقر و قناعت و توکل و تسلیم و رضا کی فرماتے فرمایا کہ میرا جنازہ آثار نبویہ جامع مسجد میں رکھنا اور عرض شفاعت جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرنا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کے آگے فاتحہ یا کوئی آیت شریف یا کلمہ طیبہ پڑھنا بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ دو بیت پڑھنا۔

مفلسانیم آمدہ درکوئے تو شیئاًللہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بردست و برباز وئے تو

بس میرے جنازہ کے آگے بھی یہی شعر پڑھنا بلکہ یہ دو شعر عربی میں بھی پڑھنا۔

وفدت علی الکریم بغیر زاد من الحسنات والقلب السلیم

فحمل الزاد اقبح کل شیئے اذا کان الوفود علی الکریم

بتاریخ ۲۲ صفر یوم شنبہ ۱۲۴۰ھ کو آپ کا انتقال ہوا نماز جنازہ جامع مسجد میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی بعد ازاں حسب وصیت جنازہ کو آثار شریفہ میں لے گئے اور وہاں سے لاکر حضرت شہید کے پہلو میں دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت شاہ رؤف احمد صاحب رافت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ اعظم نے آپ کی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے۔

چوں جناب شاہ عبداللہ قیوم زماں — زیں جہاں فرمود رحلت سوئے جنات کریم
سال او با حال او جستم چواے رافت زدل — گفت فی روح و ریحان و جنات النعیم

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوسعید معصومی قدس سرہ کی ولادت بتاریخ ۲ ذیقعد ۱۱۹۶ھ کو بمقام رام پور ہوئی آپکا نسب النسب بواسطہ حضرت شیخ سیف الدین و حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے ابتداء عمر ہی سے صلاحیت مزاج میں تھی فرمایا کہ اوائل عمر میں ایک مرتبہ میرا اتفاق لکھنو جانے کا ہوا محلّہ کی مسجد میں جب نماز کو جایا کرتا تو راستہ میں ایک مجذوب برہنہ بیٹھا ہوتا مجھ کو دیکھ کر ستر عورت چھپا لیا کرتا کسی نے اس سے دریافت کیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ جب تو ان کو دیکھتا ہے اپنا ستر عورت پوشیدہ کرلیتا ہے اس نے جواب دیا کہ ایک وقت آئے گا کہ ان کو ایسا منصب حاصل ہوگا کہ مرجع اقارب ہوں گے۔

فوقع کما قال تقریباً دس برس کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ فرما کر اس کی ایک جید قاری سے تجوید کی اور ایسی ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے کہ جو سنتا تھا محو ہو جاتا تھا حتیٰ کہ جب آپ حرمین شریفین کو گئے تو اہل عرب نے بھی سن کر بہت تعریف کی بعد حفظ قرآن شریف علوم عقلیہ و نقلیہ اس وقت کے علماء کبار مثل حضرت مولانا رفیع الدین صاحب ولد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیے عین تحصیل علم میں ارادہ خدا طلبی پیدا ہوا اول اپنے والد ماجد سے کہ اپنے طریقہ آبائی پر مستقیم تھے اور مزاج میں ترک دنیا و انقطاع غالب تھا ارادت کی مگر تھوڑی ہی مدت بعد انکی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دو واسطہ سے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ سے ملحق ہوتا

ہے آپ کو یعنی حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استغراق رہتا تھا کہ نماز کے وقت ان کو آگاہ کر دیا کرتے تھے اور توجہ میں اس قدر گرمی تھی کہ اگر سو آدمیوں کی جانب متوجہ ہوتے تھے تو سب بیہوش ہو جاتے تھے ایک بار نماز میں شوق الٰہی سے قدرے بدن کو حرکت ہوگئی تو اول امام پھر تمام جماعت پھر تمام محلہ کو وجد آ گیا الغرض کہ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر بہت مہربانی فرماتے اور چند روز میں آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی آپ کے بھی بہت سے مرید ہوگئے اور حلقہ میں بیہوشی و وجد وصیحہ ونعرہ ہوا کرتا تھا چونکہ نسبت میں یہ جملہ امر تقع ہو جاتے ہیں اور مثل صحابہ کرام کمال افسردگی و آسودگی سے عمر بسر کرتے ہیں اس کے سوا حضرت مرزا جان جاناں صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے حالات بھی بچشم خود اسی انداز کے پائے خود حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی غرضیکہ ان جملہ امور پر غور کر کے آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا طلبی میں خط لکھا انہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا اور تحریر فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے کوئی بہتر نہیں ہے۔

پس حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقبول درگاہ ہوئے۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ آئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بادب پیر زادگی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنی مسند خالی کر دی اور کہا کہ آپکی جگہ یہاں ہے فقیر آپ کے خاندان کے ایک کمترین منتسبان سے ہے آپ نے عرض کیا کہ میں بہجت استفادہ اور کفش برداری حاضر ہوا ہوں۔

حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمایا اور ابھی شاہ درگاہی صاحب قدس سرہٗ زندہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا

ہے کہ اگر مرید اپنا مرشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے تو چاہیے کہ بلا انکار پیر اول اس کی خدمت میں حاضر ہو۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت توجہ فرماتے اور آپ نے ان سے از ابتداء تا انتہا جملہ سلوک مجددیہ بکمال تفصیل حاصل کیا۔ چنانچہ اس کے بیان میں ایک رسالہ بھی تحریر فرما کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت شاہ صاحب نے اس کو نہایت پسند فرما کر چند سطریں اس کی تعریف میں تحریر فرمائیں۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کی نہایت تعریف فرمایا کرتے اور فرماتے کہ ارادت ایسی ہونی چاہیے کہ جیسی شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی اکثر مریدوں کو آپ کی سپرد کر دیا کرتے تھے چنانچہ مولانا خالد رومی و سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہما آپ سے توجہ لیا کرتے تھے جب آپ سفر سے تشریف لاتے حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کا استقبال کیا کرتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب قبلہ علیل تھے جو آپ سفر سے تشریف لائے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو چارپائی پر لے چلو تاکہ استقبال فوت نہ ہو غرضیکہ پندرہ سال تک حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحبت سے استفادہ کیا اور بشارات جلیلہ مثل ضمنت و قیومیت سے مشرف ہوئے چنانچہ ایک مکتوب میں حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اپنے مرض موت میں حضرت شاہ ابو سعید صاحب کو اس طرح تحریر فرمایا کہ از غیب القاء میشود کہ ابو سعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریں باعث است ویدہ ام کہ شمار ابرران راست خود نشاندہ ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عاید بشما شود مفوض شدہ خانقاہ شمارا مبارکباد بعد انتقال حضرت شاہ صاحب قبلہ حضرت شاہ ابو سعید صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے اور طالبان حق مثل مور و ملخ جمع ہو کر مستفیض ہوئے اور آپ مثل آبائے کرام و مشائخ عظام تمہ ترویج شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ

والسلام و طریقہ احمدی انا اللہ برکات صاحبہا میں سرگرم ہوئے چونکہ آپ کے مزاج میں ایثار بدرجہ غایت تھا اس سبب سے تلخی و سختی فقر و فاقہ کہ حسن درویشی ہیں بہت جھیلیں تحمل و بردباری و شکست و مسکنت آپ کے مزاج میں اس قدر تھی کہ جو شاہ صاحب قبلہ کے منکر تھے وہ بھی آپکے معتقد ہو گئے آپ کے تصرف و کرامت زائد الوصف ہیں۔

نقل ہے کہ ایک آپ کے خادم نے عرض کیا کہ تہجد کے واسطے میری آنکھ کبھی کھلتی ہے کبھی نہیں آپ نے فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہہ دو کہ تہجد کے وقت ہم کو یاد دلایا کرے اٹھا کر بیٹھا دینا ہمارا کام ہے آئندہ تم کو اختیار ہے چنانچہ ہر روز ایسا ہی ہوتا تھا کہ آپ اس کو اٹھا کر بیٹھا دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید پر بعد اخذ طریقہ ایسا استغراق غالب ہوا کہ خلوت میں بوقت نماز معرفت قبلہ نہ ہو۔ ناچار ہو کر اس نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ بوقت تحریمہ میری طرف متوجہ ہو میں تجھ کو متوجہ قبلہ کر دیا کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ جب بوقت تحریمہ وہ آپ کی جانب متوجہ ہوتا آپ ظاہر ہو کر قبلہ کی طرف اشارہ کر دیتے اور یہ اتفاق مدتوں تک رہا۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع ہوا اور بہت شور و شغب ہوا رات کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانقاہ میں تشریف لائے اور بغضب تمام فرمایا کہ فلاں شخص کو خانقاہ سے نکال دو اس شخص کی اس خوف سے کہ کہیں میرا نام بھی آپ نہ لے دیں آنکھ کھل گئی یہ حیران و پریشان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تہجد کے واسطے وضو کرتے تھے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کیوں ایسے گھبراتے ہو تمہارا نام تو نہیں لیا اور بعد نماز صبح آپ نے جن جن شخصوں کا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام لیا تھا خانقاہ سے نکال دیا۔ آپ زیارت حرمین شریفین کو

تشریف لے گئے وہاں کے تمام مشائخ ومفتی آپ سے بکمال تعظیم پیش آئے اور تین مہینے تک آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور اکثر شرفا و سادات داخل طریق ہوئے جب آپ حرمین شریفین سے واپس آئے اور ٹونک میں پہنچے آپ کو مرض موت لاحق ہوا نواب ہر روز آپ کے پاس آتا تھا عید کے روز سکرات موت شروع ہوئیں آپ نے فرمایا کہ آج نواب نہ آئے کہ دنیا داروں کے آنے سے ظلمت و کدورت ہوتی ہے اور حافظ کو سورہ یٰسین پڑھنے کو فرمایا جب حافظ تین مرتبہ پڑھ چکا آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو فرصت کم ہے آپ کی انگشت سبابہ متحرک تھی کہ بین الظہر والعصر بروز عید الفطر ۱۲۵۰ھ انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون تابوت شریف وہاں سے نقل کر کے دہلی میں لائے اور حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی مغرب کی جانب دفن کیا۔

نقل ہے کہ جب صندوق سے نعش مبارک نکال کر لحد میں رکھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی غسل دیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہ

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرزند دوم حضرت شاہ ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ کی ولادت شریف شب شنبہ بتاریخ ۲۵ شعبان ۱۲۳۵ھ میں موضع مغلپورہ قریب سبزی منڈی بیروں شہر دہلی ہوئی زمانہ طفولیت ہی سے آثار صلاح و تقویٰ آپ میں پائے جاتے تھے اسی وقت شیرینی و تلخی میں فرق نہ کرتے تھے آپ کی چار سال کی عمر شریف تھی کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت شاہ غلام صاحب قدس سرہ کی خدمت میں لے جا کر توجہ کرائی فرمایا کرتے تھے کہ وہ توجہ مجھ کو خوب یاد ہے اور اس کا اثر آج تک اپنے میں پاتا ہوں اسی عمر میں طالبین آپ کے گرد بیٹھ کر عرض کرتے کہ ہم کو توجہ دیجئے آپ

کی توجہ سے ان کو تاثیر ہوتی تھی بعد حفظ قرآن شریف و دینیات کی تحصیل میں مشغول ہوئے پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین کو گئے وہاں آپ نے علامہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی سے کہ بڑے محدث و فقیہ تھے سند علم حدیث کی حاصل کی اور بعد مراجعت مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ سے اس فن شریف کی تکمیل کی جب آپ کے والد شریف حج سے واپس آئے اور ٹونک میں انتقال کیا تو آپ کی وصیت اتباع سنت و اجتناب از دنیا و اہل دنیا کی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر اہل دنیا کے دروازے پر جاؤ گے ذلیل ہوگے والا وہ تمہارے دروازہ پر مثل سگاں حاضر ہوں گے اور فرمایا کہ تمام اشغال کی تم کو بلکہ تمہارے چھوٹے بھائی عبدالمغنی کو بھی اجازت دیتا ہوں اور فرمایا کہ سلوک طریقہ شریفہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے خلفا سے حاصل کرنا۔ فرمایا صغرسنی ہی سے میں نے بیعت اپنے والد ماجد سے کی تھی استفادہ سلوک باطن تا ولایت کبریٰ حضرت شاہ احمد سعید اپنے برادر کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا اور اتمام سلوک حضرت مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی قدس سرہ سے کیا۔ ترویج علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث شریف آپ کی ذات بابرکات سے بہت ہوئی اور بوجہ توغل حدیث شریف آپکی نسبت میں اور ہی رنگ پیدا ہوگیا تھا کہ ہر ایک کے ادراک میں نہ آتی تھی حدیث شریف میں آپکو معلومات بہت تھی مثل اختلاف روایات کتب و اسماء الرجال و تاریخ وغیرہ میں نہایت ملکہ حاصل تھا۔ سنن ابن ماجہ پر ایک حاشیہ مسمی بانجاح الحاجہ نہایت مفید ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات تخریج احادیث مسمیٰ بہ" تبریز المکتوبات فی تخریج احادیث المکتوبات" لکھی ہے۔ تکملہ مقامات مظہری جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ کی اور آپ کے خلفاء کے احوال میں لکھا ہے۔ بعد غدر (جنگ آزادی ۱۸۵۹) حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی

وہاں بھی بہت لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوکر علم حدیث پڑھتے اور بڑے بڑے علماء مقر کمال اس علم کے ہوتے اور باوجود کمال اشتغال علم حدیث مقلد مذہب حنفی تھے کمال استقامت واتباع سنت واجتناب از بدعت وعمل بعزیمت و ورع وتقویٰ جو آپ کی ذات گرامی میں تھا کم کسی میں ہوگا دہلی میں جب آپ مقیم تھے بازار کے آم نوش نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی بیع فاسد ہوتی ہے کیونکہ اکثر ان کی بیع کا یہ معمول ہے کہ آم بہت چھوٹے ہوتے بلکہ گاہ گاہ مورل ہی مالکان باغ فروخت کر دیتے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ملازمان کی نذر قبول نہ فرمایا کرتے تھے ۷ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ کو آپ نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور بقیع شریف میں قریب قبہ امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں مزار حضرت شاہ احمد سعید مدفون ہوئے انا للہ ونا الیہ راجعون.

حضرت مولانا شاہ عبدالمغنی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ عبدالمغنی فرزند ثالث حضرت شاہ ابوسعید صاحب کے ہیں قدس سرہما آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۹ھ میں ہوئی آپ کی گیارہ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایام خردی میں چند شخص آپ کو گھیر کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ ہم کو توجہ کیجئے آپ نے تسبیح ہاتھ میں لے کر ایک مرتبہ زور سے ہوکیا جمیع اہل حلقہ پر تاثیر قوی پڑی ۔ بعد حفظ قرآن شریف آپ نے علم فقہ وحدیث میں مناسبت پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے توجہات لیں انکے بعد حضرت شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد علیہما الرحمۃ کی صحبت میں حاضر رہے اور وہ ان کے حال پر نہایت رحم فرماتے۔ آپ کے مزاج میں تواضع وشکست وشفقت ونفع رسانی بدرجہ غایت تھی بعد زمانہ جنگ آزادی (۱۸۵۷) حرمین شریفین کو مع اہل وعیال ہجرت فرمائی

اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حق جل و علا کو خواب میں دیکھا بکمال تمنا عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں سکونت اور موت کا نہایت اشتیاق ہے ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی چنانچہ اثر قبولیت ظاہر ہوا کہ خود مع اہل و عیال تا آخر حیات شرف جوار روضہ مقدسہ سے بہرہ یاب رہے اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ انتقال فرمایا اور قریب قبہ عثمان رضی اللہ عنہ پائیں مزار حضرت شاہ احمد سعید مدفون ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرزند اکبر حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہما کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ میں بمقام رام پور ہوئی آپ کی دس سال کی عمر تھی کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب سے اخذ طریقہ کیا حضرت شاہ آپکے حال پر نہایت الطاف و مہربانی فرماتے اور جب آپ سبق پڑھ کر آتے اور حضرت شاہ صاحب کا حلقہ ہوتا آپ وہاں جاتے اگر بوجہ کثرت آدمیوں کے جگہ بیٹھنے کی نہ ہوتی اور حضرت شاہ صاحب آپکو دیکھ لیتے تو بلا کر اپنی مسند کے قریب بیٹھاتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے فرمایا کہ میں نے اکثر کتب تصوف مثل رسالہ قیشری وعوارف المعارف واحیاء العلوم ومکتوبات شریف ومثنوی مولانا روم حضرت شاہ صاحب سے پڑھی ہیں یا سنی ہیں اور بعض کتب حدیث بھی پڑھی ہیں اور کتب معقول ومنقول دیگر علماء وقت مثل مولوی فضل امام (والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی) ومولوی رشید الدین خاں سے استفادہ کی ہیں نیز حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ومولانا رفیع الدین صاحب وشاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حدیث کی سند مجھ کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے حاصل ہے۔ فرمایا کہ جن ایام میں میں علم پڑھا کرتا تھا تو

اکثر شب مطالعہ میں گذر جاتی تھی اور اسی طرح ذکر وفکر اور شاہ صاحب کے حلقہ ومراقبہ کا بھی التزام رکھا تھا اور اگر حضرت شاہ صاحب سے مفارقت ہوتی تو اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ لیا کرتا تھا بلکہ شاہ صاحب کی موجودگی میں بھی ان سے توجہ لیتا تھا فرمایا کہ میں نے جمیع مقامات پر اپنے والد سے بھی توجہ لی ہے اور اسی سبب سے سلسلہ میں انکے نام کا بعد اپنا نام داخل کیا ہے ورنہ کسب نسب واجازت وخلافت حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا ہے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ بوجہ وفور عنایت فرمایا کرتے تھے کہ تم پر کبھی توجہ ناغہ نہیں ہوئی خواہ تم یہاں رہے یا نہیں اور اس سبب سے مدت صحبت وخدمت پندرہ سال ہوتی ہے جب آپکا سن شریف قریب بیس سال کے تھا اس وقت حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا اس میں بعد ذکر آپ کے والد کے آپ کی نسبت اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ حضرت احمد سعید فرزند ابوسعید بعلم و عمل وحفظ قرآن مجید واحوال نسبت شریفہ قریب ست بوالد ماجد خود

نقل ہے کہ ایک روز آپ حضرت شاہ صاحب کے روبرو بیٹھے تھے فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کریں گے فرمایا کہ مجھ کو بہ نظر کشفی اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس لڑکے کی اولاد سے کریں گے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ اور آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوسعید صاحب حضرت شاہ صاحب قبلہ کے روبرو بیٹھے تھے حضرت شاہ صاحب نے حاضرین سے فرمایا کہ کے ان دونوں میں کون سا اعلیٰ مقام ہوتا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر خود ہی فرمایا کہ میری نگاہ میں بیٹا باپ سے بہتر ہے غرضیکہ حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ پر کمال مہربانی فرمایا کرتے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب قبلہ سخت مریض ہوئے اور حضرت شاہ ابوسعید صاحب کو اپنی جگہ مسند نشینی کے واسطے طلب فرمایا تو تحریر فرمایا کہ برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے خود گزارند۔ چنانچہ آپ حسب الارشاد اپنے والد بزرگوار کی جگہ بافادہ طالبان خدا مشغول رہے اور بعد مدت دہلی تشریف لائے جب آپ کے والد بزرگوار حج کو تشریف لے گئے تو اپنی جگہ آپ کو مقرر کر گئے اور آپ بہمت تمام اشاعت شریعت وطریقت میں مصروف ہوئے اور طالبان خدا کو انوار نسبت احمدیہ سے مالا مال کر دیا تاثیر صحبت شریف سے طالبان کا دنیا اور اہل دنیا سے دل سرد ہوتا تھا در محبت الٰہی سے گرم ہوتا تھا غلبہ شوق سے خواب وخورد آرام جاتا رہتا۔ شب و روز میں تین مرتبہ حلقہ فرمایا کرتے بعد نماز صبح و بعد نماز ظہر بعد نماز مغرب تک کہ مرید کا رشد ظاہر و باطنی نہ دیکھ لیتے اس کو رخصت نہ فرماتے بلکہ اگر وہ بمبالغہ و الحاح طلب رخصت کرتا اجازت نہ دیتے اور فرماتے کہ مرید نارسیدہ بمنزلہ طفل شیر خوار کے ہوتا ہے کہ اپنے نفع و نقصان سے واقف نہیں ہوتا اگر بچہ قبل از مدت مقررہ رضاعت اپنی دودھ پلائی سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس کے نشو ونما میں نقصان ہو جاتا ہے اسی طرح اگر مرید قبل از استعداد جدا ہو جائے ناقص اور ابتر ہو جاتا ہے اگر طالب میں میل دنیا اور رغبت اغنیا دیکھتے تو اس سے مایوس ہو جاتے اور اسی طرح نکاح پر مائل دیکھتے اس سے بھی ناامید ہو جاتے اور کلمہ استرجاع پڑھتے۔ فرماتے کہ مبتدی کے واسطے کوئی چیز مثل عورت کے مضر نہیں ہے جس وقت اس بلا میں مبتلا ہوا دنیا دار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی طلب اس کے دل سے جاتی رہی اور اکثر یہ شعر پڑھتے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں — ایں خیال است و محال است جنوں

فرمایا کہ صحبت اغنیا وارباب تنعم طالب خدا کے واسطے سم قاتل وسد سکندری ہے اور اس سے مجاری فیض بند ہو جاتا ہے اور قلب پر ظلمات کثیفہ بڑھتے ہیں

خیال کرو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی **ایاک ومجالسة الاغنیاء واحبی المساکین وقربتھم** بلکہ فقراء اور برادران طریقت کی بھی آپس میں زیادہ صحبت پسند نہیں فرماتے تھے فرمایا کہ مرید حق کسی کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے طالبین سے جو شخص کہ حجرہ بند کرکے ملتزم ذکر وفکر ہوتا اسکو بہت پسند فرماتے فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے کہ اپنے سینہ سے جمیع مقاصد اور مرادات دفع کرے اور سواء رضا حق سبحانہ کوئی مراد اس کی نہ ہو اور مردہ بدست زندہ ہو رہے اور بارگاہ الٰہی میں ہر وقت تضرع وزاری دعا کرتا رہے کہ الٰہی جو کچھ تیری رضا ہو اس پر قائم رکھ اور ایک لحظ مجھ کو اپنے سے دور مت کر فرمایا کہ اللہ قادر ہے کہ اس کی تمنائے قلبی پر اس کو پہنچائے فرمایا کہ آرزوئے فقیر یہی ہے کہ انفاس مستعار حیات اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گذریں اور گوشۂ نامردی میں بیٹھ کر زبان بتکرار کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تازہ رہے فرمایا کہ دوام ذکر اور دوام توجہ الی اللہ بانکسار تمام اسباب قبولیت بجناب الٰہی ہیں اس میں غفلت نہیں کرنا چاہیے کہ اس راہ میں طالبان حق جل و علا کے واسطے بہت ضروری ہیں اور چاہیے کہ دل کو وعدہائے الٰہی پر قوی رکھے کہ یہی خلاصہ زندگی ہے۔ فرمایا کہ طالبان خدا کو چاہیے کہ ایک لمحہ جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں تاکہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار کہ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں ملکہ دل ہو جائے اور انقطاع تعلق ماسوائے بالکل ہو جائے اور کوئی مراد اور مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے دل میں نہ رہے اور تعمیر اوقات بوظائف و طاعات کرے اس طرح سے ہر روز کم از کم قلب سے پانچ ہزار ذکر اسم ذات و تمام لطائف سے اقل ایک ایک ہزار اسم ذات اور گیارہ سو مرتبہ ذکر نفی و اثبات و پانچ ہزار مرتبہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی کرے و کم از کم ایک ایک پارہ قرآن شریف باتدبر معنی اور

بارہ رکعت نماز تہجد و چار چار رکعت اشراق و چاشت و فی زوال اور بیس رکعت اوابین اگر ممکن ہو سکے ورنہ چھ ہی اکتفا کرے باکمال خضوع وخشوع ادا کرے اور آدمیوں سے بقدر ضرورت اختلاط رکھے کہ ادائے حقوق ہو جائے۔ فرمایا کہ امور دین و دنیا کو بواسطہ پیران کبار جناب الٰہی میں تفویض کرے اور مجاری احوال کو تقدیر سے جانے اور وقائع پر چون و چرا نہ کرے اور ماسواء سے ناامید رہے وصبر وتوکل وقناعت و رضا وافتقار وانکسار و خاکساری وتواضع کو اپنی عادت ڈالے کتب صوفیہ میں مکتوبات شریف کو مطالعہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ظرف میں کھانا کھاتا ہوں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مجھ کو کھانا بھیجا ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھانا خاص تمہارے واسطے بھیجا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ شریف میں ایام صیام میں بوقت تراویح مشاہدہ ہوا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ عنہم گویا اس احقر کا قرآن شریف سننے کو تشریف لائے ہیں اور بعد استماع تحسین قرأت فرمائی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کو گیا راہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ تشریف لاتے ہیں اور فقیر سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔

عشق آں خانماں خرابے ہست　　　　که ترا آورد بخانۂ ما

اور نہایت مہربانی سے پیش آئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ایک اپنے مرید کے بچہ کی عیادت کو تشریف لے گئے جا کر دیکھا تو اس کی نزع کی حالت تھی اور غرغرہ شروع ہو گیا تھا اور سوائے سینہ کے اور کسی عضو میں جان نہ تھی اور اس کی ماں روئی سے اس کے منہ

میں پانی ٹپکاتی تھی اس نے بچہ کو حضرت کے قدموں پر ڈال دیا اور ایسا رو کر اس کی دعا کی خواستگار ہوئی کہ حضرت کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے اور آپ بجمیع ہمت اس کے دفعہ مرض کیلئے متوجہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا تمام جسم کانپنے لگا اور بعد ازاں درگاہ الٰہی میں اس کی صحت کے واسطے دعا مانگی چنانچہ بفضلہ تعالیٰ اس نے فی الفور آنکھیں کھول دیں اور کھانے کو مانگا حضرت نے اپنے دست مبارک سے چند لقمہ اس کو کھلائے اور اس کو اسی وقت سے تخفیف شروع ہو گئی اور بالکل صحت ہو گئی۔

نقل ہے کہ حضرت کے صاحبزادہ خرد حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ جہاز پر سوار تھے کہ یکایک طوفان عظیم آیا اور پردے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور نوبت بہ یاس پہنچی وہ اسی وقت حضرت کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ حضرت نے جہاز کو اپنی پشت پر رکھا ہے چنانچہ اسی وقت طوفان ٹھہر گیا۔ انہیں سے منقول ہے کہ بعد وقوف عرفہ جب میں متوجہ مزدلفہ ہوا تو بسبب اتباع سنت اونٹ سے اتر لیا مگر بوجہ اژدہام خلائق ہمراہیوں سے جدا ہو گیا اور ہر چند کوشش و تلاش کی نہ ملا حتیٰ کہ ثلث شب گذر گئی نہایت حیران ہوا کہ اتنے میں حضرت کی آواز آئی کہ ادھر آؤ میں فی الفور اسی طرف کو چلا جب تھوڑی دور چل لیتا تھا وہ آواز پھر آجاتی تھی یہاں تک کہ میں ساتھیوں سے جا ملا حضرت کی کشف و کرامات بیحد ہیں اس جگہ چند تبرکاً لکھے ہیں حضرت نے ایام جنگ آزادی (۱۸۵۷) میں دہلی سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی وہاں بانواع انعامات و تشریفات حضرت محبوب رب العالمین مشرف ہوئے دو سال کے قیام کے بعد آپ نے بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ میں انتقال فرمایا بقیع میں قریب روضہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کیا انا للہ و انا الیہ راجعون آپ نہایت کریم النفس رقیق القلب ودائم الذکر والفکر وحلیم وصاحب رحمت وشفقت

تھے مریدوں میں اگر کسی سے لغزش ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتے اور فرماتے کہ قصور میرا ہے اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات وقوع میں نہ آتی بلکہ میرے عکس سے میرے اوصاف رذیلہ میں ظاہر ہوئے شکست و مسکنت و دید قصور آپ میں بدرجہ غایت پائی جاتی تھیں۔

حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالرشید فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۳ھ میں بمقام لکھنو ہوئی پانچ سال کی عمر تھی کہ اپنے جد امجد قیوم زمان حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہ کی صحبت میں اکثر حاضر باش رہا کرتے بلکہ شب کو آپ ہی کے پاس سویا کرتے تھے اور جس وقت کہ حضرت نماز تہجد کے واسطے اٹھتے آپ بھی اٹھتے اور شریک نماز ہوتے اس وقت حضرت بعض بعض اصحاب کو توجہ فرماتے اس میں آپ بھی شریک ہوتے اور فیوضات سے بہرہ یاب ہوتے بعد حفظ کلام مجید مصروف تحصیل علوم متداولہ ہوئے اور اس کے ساتھ ہی کسب سلوک بھی شروع کر دیا یعنی آپ کی سات سال کی عمر تھی کہ آپ کے جد امجد قدس سرہٗ نے آپ کو اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کو کہ دونوں قریب قریب ہم عصر تھے بتاریخ ۲۷ ماہ رمضان بعد تراویح کہ وہ شب شب قدر تھی طلب فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ توجہ کے وقت ضرور حاضر ہوا کرو آپ پہلے ہی سے حاضر رہا کرتے تھے اب زیادہ التزام حضوری توجہات فرمایا جب تک کہ حضرت کے جد امجد دہلی میں رہے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے جب وہ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے اپنے والد کے حلقہ میں بیٹھنا شروع کیا اور نسبت مقامات احمدیہ بکمال کوشش حاصل کی آپ کا قریب بیس سال کے سن ہوگا کہ جو علم ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کر کے جامع النورین ہو گئے اسی زمانہ میں آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا شوق دامن گیر ہوا اور اپنے والد بزرگوار کی اجازت حاصل کر کے راہی حرمین شریفین ہوئے حضرت کے والد ماجد تا دروازہ شہر وداع کے واسطے تشریف لے گئے اور عمامہ و کلاہ و قمیض جو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ سے آپ کو تبرک پہنچا تھا وہ صاحبزادے صاحب کو مع اجازت عامہ و خلافت مطلقہ عطا فرمایا یہ خلعت خاص آپ کے حصہ میں آیا ہے اور مخلصین و محبین کو بایں الفاظ خطوط تحریر فرما دیئے کہ فرزند اعزیٰ اعظمی نسخہ معارف فقیر ہے جس کو شوق دخول طریقت و ذوق استفادہ علوم معارف ہو ان سے حاصل کرے کہ درحقیقت ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے غرض آپ حرمین شریفین پہنچے اور وہاں بانواع انعامات خداوندی جل شانہ و عنایات حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرف ہو کر دہلی واپس آئے بعد مراجعت آپ درس علوم ظاہری و آمادہ معارف باطنی توجہ مریدین و تسلیک طالبین میں مصروف ہوئے آپ کی نسبت نہایت قوی اور توجہ بہت پر اثر تھی اس سبب سے حضرت کے والد ماجد اپنے مریدوں کو ظہور تاثیر کے واسطے آپ کے سپرد کر دیتے تھے اور آپ کی قوی توجہات سے وہ لوگ جلد متاثر ہو جاتے تھے حضرت کے والد بزرگوار نے آپ کو حسب طلب ولی عہد رام پور نواب کلب علی خاں مرحوم وہاں بھیج دیا نواب صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تین وقت حلقہ توجہ میں حاضر ہوتے اور برکات و فیوض طریقہ سے فیض یاب ہوتے اور ان چند روزہ توجہات کا اثر ان پر تادم مرگ رہا۔

نقل ہے کہ نواب کلب علی خاں کے والد کا مذہب شیعہ تھا اور وہ چاہتے تھے کہ کلب علی خاں بھی شیعہ ہو جائیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور نوبت باینجا رسید کہ انکے والد نے کہا کہ اگر تبدیل مذہب نہ کریں گے تو ریاست سے محروم کر دیئے جائیں گے مگر حضرت کی توجہات کی برکت سے انہوں نے اس کی بھی پرواہ نہ کی اور صراط مستقیم پر قائم رہے آخر کار برکت پیران کبار بحکم الحق یعلو ولا یعلے

نواب کلب علی خاں کو ریاست میں حضرت کو مدینہ منورہ کی سکونت کا کمال شوق تھا اور اکثر بہ کمال حسرت فرمایا کرتے تھے دیکھئے وہ کون سا دن آئیگا جو حرمین شریفین میں چل کر سکونت اختیار کریں گے آخرکار پردۂ غیب سے ایک یہ سامان پیدا ہوا کہ دہلی میں غدر آ گیا اور خلقت پریشان ہوگئی جسکا جس طرف منہ اٹھا چل دیا اور حضرت کے والد ماجد نے مع اہل و عیال حرمین شریفین کا رخ کیا اور وہاں جا کر سکونت اختیار کی اور مراد دلی برآئی وبانواع کمالات و جمالات مثل تحقیق نسبت محبوبیت و حصول فناء اتم و بقا اکمل مرتبہ مقدسہ حقیقۃ الحقائق مشرف ہوئے وہاں قریب دو سال بعد حضرت کے والد بزرگوار کو مرض موت لاحق ہوا اور بسبب شدت مرض و کثرت ضعف حلقات توجہ میں نشست دشوار ہوگئی آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور آپ بجائے اپنے باپ کے حلقہ کیا کرتے اور اس میں ان کے جمیع خلفا اور مرید بھی حاضر ہوتے ان کے انتقال کے بعد سب نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور استفادہ کے واسطے حاضر ہوتے مردم اطراف و جوانب جہاں مثل حجاز و روم و شام و بخارا وخراسان و ہندوستان جوق جوق آ کر داخل طریق ہوتے علماء و مشائخ زمان ترک تدریس و منصب شیخی کر کے خاکروبی آستانہ کو اپنا فخر سمجھتے اور آپ بھی ہمہ تن مصروف اشاعت طریقت ہوگئے اور قریب دس سال تک مسند ارشاد کو زینت فرمایا کہ بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ کو مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور بائیں جانب قریب روضہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دفن ہوئے آپ نہایت مجمع اخلاق حسنہ تھے اپنے تئیں ادنے خادم سے بھی کمتر جانتے تھے اگر کہیں محفل یگانہ یا بیگانہ میں تشریف لے جاتے تھے ایسی جگہ بیٹھتے تھے کہ جہاں کسی قسم کا امتیاز نہ پایا جائے بلکہ اکثر قریب صف نعال بیٹھ جاتے تھے اور جب کوئی نہایت مجبور کرتا تھا تب وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھتے تھے فرش بچھانے و جاروب میں خدام کی اعانت کیا کرتے تھے بڑے ذاکر و شاغل تھے ہمیشہ اذکار اور مراقبات و کثرت

تلاوت قرآن شریف و استغفار و درود میں مشغول رہتے تھے بلا اشد ضرورت کسی سے مجالست و مکالمت نہ کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہے کہ ایک روز آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو فرمایا کہ شیخ الخطبا سید محمد مدنی کے پاس جاؤ جب حرم نبوی میں داخل ہو کر قریب روضۂ مطہرہ پہنچے حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ظاہر ہوئے اور دریافت فرمایا کہ سید محمد مدنی تو میں ہی ہوں۔ پس پھر آپ آگے نہ گئے اور وہیں سے واپس آ گئے۔

حضرت محمد معصوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۰ شعبان ۱۲۶۳ھ بمقام دہلی اندرون خانقاہ شریف ہوئی جب سن تمیز کو پہنچے حفظ قرآن شریف شروع کیا آپ کے جد امجد آپ پر نہایت مہربانی فرمایا کرتے تھے اور آپ کی تربیت ظاہری و باطنی کا نہایت خیال تھا جب حفظ قرآن شریف سے فارغ ہوئے اور اپنے جدا مجد کو تراویح میں سنایا آپ بہت خوش ہوئے تادیر اپنے سینہ معارف گنجینہ سے لگائے رہے اور آپ کے حق میں دعا فرمائی اور ایک خلعت جبہ عطا فرمایا بعد ختم قرآن شریف علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد اور اپنے چچا حضرت شاہ محمد مظہر اور کچھ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھے آپ کی بیعت اپنے جد امجد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے ہے ان کی رحلت کے حسب بعد وصیت اپنے والد ماجد سے تمام مقامات مجددیہ اجمالاً و تفصیلاً حاصل کئے اور خلافت خاصہ اور اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے بلکہ ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد جب حج کو تشریف لے گئے تو اس وقت آپ ہی کو اپنا قائم مقام و جانشین حلقہ فرما گئے تھے ایام غدر ۱۸۵۷ء آپ بھی اپنے جد امجد کے ہمراہ حرمین شریفین تشریف لے گئے سترہ اٹھارہ سال تک خاص مدینہ طیبہ میں رہ کر مورد عنایات حضرت

سرور کائنات ہوئے اس عرصہ میں آپ نے گیارہ حج کئے اس کے بعد نواب کلب علی خاں مرحوم کی التجا و آرزو سے آپ ہندوستان میں رام پور تشریف لے آئے اشاعت طریقت و شریعت میں بہت مصروف رہتے ہیں تواضع و مسکنت و بردباری آپ کا شیوہ ہے اگر کوئی شخص آپ سے مسئلہ دریافت کرنے آتا ہے تو فرما دیتے ہیں کہ علماء سے دریافت کرو میں تو کوئی مولوی نہیں ہوں اور اسی طرح سے اگر کوئی مرید ہونے آتا تو اس سے بھی بہ تواضع پیش آتے ہیں اللہ تعالیٰ ذات عالی کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے نہایت غنیمت ہے آپکے چار صاحبزادے بڑے ابوطاہر محمد حنیف الدین دوسرے حافظ ابواشرف محمد عبدالقادر تیسرے حافظ ابوالفیض محمد عبدالرحمٰن اور چوتھے میاں ابوسعید ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ بڑے تین صاحبزادے سن شعور کو پہنچے ہیں اور اپنے والد کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور ملتزم حلقہ و توجہ ہیں اللہ تعالیٰ مثل اپنے آباؤ اجداد کے ظاہر و باطن میں کامل کرے آمین چوتھے ابھی صغیر سن ہیں اللہ تعالیٰ معمر و صالح مثل بزرگان کبار کرے۔

حضرت شاہ محمد عمر صاحب قدس سرہ

حضرت شاہ محمد عمر صاحب فرزند ثانی حضرت شاہ احمد سعید کے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت بماہ شوال ۱۲۴۴ھ اندرون خانقاہ واقع ہوئی پانچ سال کی عمر میں اپنے جد امجد حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کی زیارت کی تھی اور ان کے ملحوظ عنایت رہے بہ کمال تربیت والد ماجد قرآن شریف یاد کر کے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اوائل علوم مولوی حبیب اللہ مرحوم سے اور حدیث شریف اپنے بڑے چچا حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اکثر علوم دینیہ و تصوف اپنے والد ماجد سے بقرأت و سماعت پڑھے بیعت طریقت بھی اپنے والد ماجد سے کی حضرت اپنے تمام فرزندوں میں ان کی بہت رعایت فرمایا کرتے تھے

اور انہوں نے بکمال صرف ہمت علیہ وتوجہات قویہ تا انتہا مدارج احمدیہ ومقامات عالیہ پہنچایا اور اجازت وخلافت مطلقہ سے مشرف فرمایا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے حال کی خبر اپنے والد بزرگوار سے کی انہوں نے فرمایا کہ جو میرے کرنیکا کام تھا میں نے کر دیا اب تمہاری استقامت درکار ہے اگر میرے قدم بقدم چلو گے میری مانند ہو جاؤ گے ایام غدر میں آپ نے بھی بہ ہمراہی والد ماجد خود ہجرت حرمین شریفین فرمائی اور تاوقت انتقال والد ماجد مدینہ طیبہ میں رہے اور انظار قدسیہ و الطاف عالیہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے ترقیات بے پایاں حاصل کیں بعد رحلت اپنے بزرگوار کے توطن حرم محترم مکہ معظمہ اختیار فرمایا ومشرف بہ تجلیات الٰہیہ و فیوضات ذاتیہ و سراوقات عظمت و کبریائی ہوئے اور مسند ارشاد پر جلوس فرمایا التزام ریاضات و مجاہدات چنانچہ باید وشاید کیا مرجع خلائق طالبین حق جل وعلا ہوئے حسب حوصلہ و استعداد بہت طالبین نے آپ کی توجہات عالیہ سے ترقیات مقامات سامیہ کر کے اجازت و خلافت سے ممتاز ہوکر اشاعت طریقت طریقہ شریفہ کیا استقامت شریعت و طریقت آپکی ذات والا صفات میں موجود تھے درجات زہد و ورع وتقویٰ وتوکل پر کہ لازم مقام شیخی ہیں بہت ثابت قدم تھے دنیا و اہل دنیا سے متنفر اتباع سنت سنیہ و اجتناب بدعت سئیہ پر راغب اخلاق حسنہ آپ کی عادت شریفہ تھی اس درجہ متواضع تھے کہ اپنے تئیں ادنیٰ آدمی سے بھی کمتر جانتے تھے۔

نقل ہے کہ اپنے بزرگوار کے انتقال کے بعد بوجہ غلبہ تواضع طالبین کے مرید کرنے میں آپکو تردد ہوا خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اور اپنی کلاہ شریف آپ کو پہنائی ستر کمالات واجب سمجھتے تھے شہرت ناپسند تھی خمول داتر و امرغوب تھا صفات بشری کا وجود نہ تھا کمالات ملکی جلوہ گر تھے نرم کلام شیریں گفتار جو سنتا تھا شیفتہ ہو جاتا تھا۔ شب و

روز سواء اذکار اشغال و طاعت و عبادت ونشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کوئی نہ تھا باوجود سخت عوارض کے کہ نشست و برخاست بہت کم ہوگئی تھی اشغال واولاد توجہ وحلقہ معمولات روزمرہ میں ہرگز فرق نہ آتا تھا اور اسی کو صوفیہ استقامت فوق الکرامت کہتے ہیں آخر عمر میں بہ تقریب نکاح اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب ہندوستان میں رام پور تشریف لانے کا اتفاق ہوا آپ کے وجود کو لوگوں نے بہت غنیمت سمجھا مگر افسوس صد ہزار افسوس چند ماہ بقید حیات رہ کر بتاریخ دوسری محرم الحرام ۱۲۹۸ھ سفر آخرت اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نقل ہے کہ جب حضرت کے والد مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضر ہوئے اور آپ کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے خلعت عالی عطا ہوا اس وقت حضرت یعنی شاہ محمد عمر اور آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہما بھی موجود تھے ان کو بھی ایک ایک تاج شاہانہ عطا ہوا۔

شاہ ابوالخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول ۱۲۷۲ھ کو اندروں خانقاہ شریف ہوئی آپ کے جد امجد آپ کو تبائر میں سب سے زیادہ پیارا رکھتے تھے کیونکہ آپ کے والد کو ایک ایسا مرض تھا جس سے اولاد ہونے کی امید منقطع ہوگئی تھی اور آپ کی ولادت محض حضرت کے زور کرامت سے ہوئی ہے آپ کے والد نے بعمر چار سالگی آپ کو بحضور جد امجد لیجا کر عرض کیا کہ اس فرزند کو بیعت سے مشرف فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے الفاظ بیعت ان کو پڑھائے حفظ قرآن شریف کرکے تحصیل علوم مروجہ مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمٰن مہاجر و سید احمد مکی وغیرہ سے کی ہے سلوک طریقہ آبائے کرام اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے بعد ان کے انتقال کے ان کے قائم مقام ہوئے فی الحال

دہلی خانقاہ شریف میں مقیم ہیں نہایت انزوا و انقطاع اختیار کر رکھا ہے دنیا و اہل دنیا کا وہاں گذر نہیں ورع وتقویٰ میں قدم راسخ رکھتے ہیں آداب طریقت و شریعت کے نہایت پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت کرے۔

حضرت شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد مظہر صاحب فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ بمقام خانقاہ شریف ہوئی فرمایا کہ جب میں والدہ معظمہ رحمۃ اللہ علیہا کے شکم میں تھا انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا چاند گود میں آ گیا ہے جب اس خواب کو جد امجد قدس سرہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا چاند کی مانند منور ہوگا۔

نقل ہے کہ آپ کی ایک سال کی عمر تھی کہ ایک روز آپ کے جد امجد آپ کو گود میں لئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو چوم کر اور سونگھ کر فرمایا کہ اس لڑکے میں ابو العزمیۃ کی بو آتی ہے ابھی آپ بچہ ہی تھے کہ آپ نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور ایک مرتبہ انہیں ایام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی نو سال کی عمر تھی کہ حفظ قرآن شریف سے فارغ ہوکر کتب درسیہ و دینیہ کی تحصیل کی جانب مصروف ہوئے صغرسنی ہی میں ایک وقت خاص میں حضرت کے والد ماجد نے آپ کو طلب فرما کر بیعت کیا اور مراقبہ حدیث تعلیم کیا بائیس سال کی عمر میں علوم ظاہر وسلوک باطن سے فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کو شوق زیارت بیت اللہ و روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا اور اپنے والد ماجد سے اجازت لی اگرچہ آپکے والد بزرگوار کو آپ کی جدائی نہایت شاق تھی مگر آپ کو بوجہ اصرار کے روک نہ سکے اور فرمایا بستی کمر خویش وشکستی کمر ما غرضیکہ مع رفقا آپ روانہ حرمین شریفین ہوئے اور طواف بیت اللہ و روضہ مقدسہ نبویہ سے اعزاز حاصل

کر کے مورد تجلیات ذاتیہ و الطاف نبویہ ہو کر بحفظ سلامتی مراجعت وطن کی اور بکمال استقامت ظاہر و باطن مشغول افادہ بعض مریدین و درس طالبین ہوئے اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت فرمائی اور ان کے انتقال کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور اشاعت طریقت و شریعت میں ہمہ تن مصروف ہوئے شب و روز سواء افادہ طالبین و حلقہ مریدین اور کام نہ تھا مرتبہ زہد و ورع آپ کو بہ کمال حاصل تھا سخاوت و اعانت محتاجاں آپ کی جبلت ذاتی تھی مکارم اخلاق و مراحم اشفاق خارج از حد تحریر ہیں آپ نے ایک خانقاہ بکمال اہتمام و انتظام بہت بڑے کئے طبقات کے مدینہ شریفہ میں بجانب باب الجمعہ بنوائی ہے جس میں زائرین اور مقیمین رہ کر راحت پاتے ہیں بسبب کمال محبت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و شوق دفن بقیع شریف سالہا سال سے مدینہ منورہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا حتیٰ کہ ۱۱ محرام الحرام ۱۳۰۱ھ کو انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون بقیع شریف میں متصل دیوار جانب قبلہ قبہ مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہما

حضرت مولانا محمد ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب اکابر اصحاب و اجل خلفاء حضرت شاہ احمد سعید سے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کا نسب النسب بواسطہ حضرت محمد یحییٰ حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے قدس سرہما آپ عالم و فاضل جید تھے بعد تحصیل علم ظاہری حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارادت صادق ملتزم ذکر و فکر ہوتے حضرت آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادوں کو بھی آپ پر رشک آتا تھا چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت

قوی تھی کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی وکوہ استقامت ومتخلق باخلاق نبویہ تھے چونکہ آپ کے اخلاق و عادات اکثر حضرت سیدنا و مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ سے مشابہ تھے احقر کو ان سے ایک تعلق خاص ہے اور وہ بھی اس معدن عصیاں کے حال پر نظر عنایت فرماتے تھے حسن خلق آپ کا حصہ تھا ایک مرتبہ کمترین کو نماز عید آپ کے پیچھے پڑھنے کا اتفاق ہوا تمام مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی بعد نماز ہر شخص آپ سے بغلگیر ہوا اور آپ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور ایک بات بھی اس سے کر لیتے تھے علاوہ تبحر علم ظاہری و باطنی فن سپاہ گری میں بھی آپ کو یدطولی حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک سپاہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ کو شمشیر زنی میں خوب مشق ہے میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ کل کو آنا چنانچہ وہ دوسرے روز حاضر ہوا آپ بھینسے کے پیر کی چاروں نلیاں منگائیں اور ان کو ایک جگہ باندھ کر سپاہی سے کہا کہ پہلے تم اس پر تلوار لگاؤ چنانچہ اس نے لگائی ایک نلی بھی نہ کٹی اس کے بعد حضرت نے لگائی تو تین کٹ گئیں فرمایا کہ بہت دنوں میں آج اتفاق ہوا ہے یعنی مشق جاتی رہی ہے ورنہ چاروں کٹ جاتیں وعظ اس روانی سے فرماتے اور اس میں ایسی ایسی شریعت وطریقت کے ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ سکتہ کا عالم ہو جاتا تھا آپ کی مجلس نہایت پرفیض و بابرکت تھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا انتقال بتاریخ ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۱۱ھ بمقام رامپور ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے یہ سن کر خاموش ہو گئے مگر اس کے بعد اس کی مدت العمر نماز صبح قضا نہیں ہوئی عین وقت پر کوئی آ کر اٹھا دیتا تھا حضرت حافظ عنایت اللہ سلمہ اللہ رام پوری خلیفہ اجل حضرت مولانا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں سلوک مجددیہ تمام کمال

حضرت سے حاصل کیا ہے بوجہ کمال اتحاد معنوی حضرت مولانا محمد مظہر قدس سرہٗ کہ صاحب فراست و ادراک قویہ تھے آپکو دیکھ کر فرمایا کہ آؤ مولوی صاحب کے بیٹے حضرت کی وفات کے تمام مریدین نے آپ ہی کی جانب رجوع کیا اور کسب سلوک باطنی کیا عجیب نسخہ اخلاق ہیں ستر احوال جیساکہ آپ نے کر رکھا ہے ایسا بھی کم دیکھا ہے راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے اللہ تعالیٰ آپکی عمر میں برکت کرے انکے سواء اور بھی حضرت کے خلفاء مثل مولانا ریاست علی خاں و مولانا عبدالقیوم خان و مولانا عبدالغفار خاں صاحب وغیرہم ہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھے اور کمالات مشائخ طریقہ رحمۃ اللہ علیہم سے حظ وافر نصیب کرے۔

حضرت مولانا ولی النبی سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا ولی النبی سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء جلیل القدر سے ہیں آپکا نسب النسب بواسطہ حضرت خازن الرحمۃ محمد سعید حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ بڑے عالم و فاضل و صالح و متقی وقت ہیں حسن اخلاق و تواضع و شکست و مسکنت و قناعت صبر آپ کا حصہ ہے حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ پر کمال عنایت فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ اسم بامسمیٰ ہیں راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے نہایت متبرک و متخلق باخلاق نبویہ ہیں شہر رام پور میں باشاعت طریقت و شریعت مقیم ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے۔

حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی دوست محمد اعظم و اکمل خلفاء حضرت شاہ احمد سعید سے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداء طالب علمی ہی سے آپکو فقراء کی زیارت کا شوق تھا اور جب حضرت کسی کی تعریف سنا کرتے اور اس کی ملاقات کو جایا کرتے جس وقت کہ

صرف نحو و کچھ منطق پڑھ لی علم ظاہری سے دل سیر ہوگیا اور تلاش اہل اللہ میں سفر اختیار کیا اور اکثروں کے حلقہ وصحبت میں بیٹھے مگر کہیں تسکین نہ ہوئی آخر بصلاح بعض دہلی کا ارادہ کیا اور بمبئی میں حضرت شاہ ابوسعید کی زیارت سے جب وہ حرمین شریفین جاتے تھے مشرف ہوئے اور بیعت بھی کی مگر تسکین قلبی ان سے بھی نہ ہوئی آخرکار ان کے اشارہ سے دہلی میں حضرت شاہ احمد سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہاں آپ کا جمال دیکھتے ہی دل کو تسکین ہوگئی آپ سے تجدید بیعت کی ایک سال دو مہینہ اور پانچ روز آپ کی خدمت میں رہے اور تمام و کمال سلوک مجددیہ حاصل کیا حضرت حاجی صاحب کو اپنے پیر سے اس قدر محبت و عشق تھا کہ بیان نہیں ہوسکتا اکثر آپ کی نعلین مبارک منہ پر رکھ کر رویا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے بیت الخلاء صاف کیا کرتے تھے ایسی ہی حضرت آپ کے حال پر کمال عنایت فرماتے چنانچہ ایک روز حاجی صاحب سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے عطر دان سے تمہارا عطر ملا ہے نیز ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور تم اور تینوں فرزند ایک خوان سے طعام کرتے ہیں غرضیکہ حضرت کی آپ کے حال پر نہایت مہربانی تھی حتیٰ کہ اپنی ضمنیت سے آپ کو شرف فرمایا اس سے ہی سب کچھ قیاس کر لینا چاہیے حضرت نے آپکو اجازت طریقہ نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و دستار و کلاہ عطا فرما کر خراساں کو رخصت فرمایا وہاں آپ کو قبولیت عام پیدا ہوئی اور اس قدر اشاعت طریقہ ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا کشف و کرامت کی کوئی شمار نہیں صدہا خلیفہ و ہزاروں بلکہ لاکھوں مرید ہوئے۔

حضرت حاجی عثمان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی محمد عثمان خلیفہ و جانشین حضرت حاجی دوست محمد صاحب کے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداء آپ کی انابت اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ ایام طالب

علمی میں کسی شخص کی جانب کچھ پیغام رسانی کے واسطے حاجی دوست محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت حاجی صاحب طالب علموں کو سبق پڑھا رہے تھے جس وقت آپ نے پیغام پہنچایا آپ کی طرف ایک نگاہ کی اور بات کا جواب دیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے چند ماہ کے بعد اس نگاہ نے اپنا اثر ظاہر کیا اور آپ ترک تحصیل علم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملتزم حلقہ و مراقبہ ہوئے اور سلوک مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا آپ کو اپنے پیر کے ساتھ نہایت محبت تھی چنانچہ وہ خود تحریر فرماتے ہیں میاں ملا محمد عثمان اخوند فقیہ لونی والا سلمہ اللہ تعالیٰ اکثر امور فقیر از تدریس و امامت نماز و کتابت مکاتیب باطراف و بعض امور دیگر منوط بادشانست بردست فقیر بیعت نمودہ کسب طریقت تا کمالات رسالت کردہ (اس وقت تک یعنی تاوقت تحریر آپ نے اس قدر حاصل کیا تھا) نہایت ارادت مند و محب فقیر اند شرف اجازت یافتہ باذکار و افکار و امور مذکورہ اشتغال دارند بروقت انتقال حضرت حاجی دوست محمد علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور الحق کہ آپ نے نہایت استقامت سے جانشینی کی صد ہا کو نسبت مجددیہ سے بقدر استعداد سیراب کیا آپ صاحب کشف و کرامت و تصرفات تھے چند سال ہوئے کہ آپ کا انتقال ہوگیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولوی محمد سراج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولوی سراج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند اور جانشین اپنے والد حاجی عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ نے بچپن ہی میں قرآن شریف باتجوید حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر میں کتب متداولہ پر عبور کر کے اپنے والد سے نسبت مجددیہ حاصل کی اور اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوئے الحمدللہ کہ طریقہ مشائخ عظام پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ حالات پیران کبار سے حظ وافر نصیب کرے اور عمر طویل عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رؤف احمد اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی سے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کا نسب شریف بواسطہ حضرت شاہ محمد یحیٰ حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے علیہما الرحمۃ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۴ امحرم الحرام ۱۲۰۱ھ بمقام رام پور ہوئی جب سن تمیز کو پہنچے اور شوق راہ خدا پیدا ہوا اولاً حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پندرہ سال تک انکی خدمت میں حاضر رہے ذوق و شوق و آہ و بیتابی و استغراق وبیخودی و اسرا توحید وجودی و دیگر حالات ولایت صغری حاصل ہوئے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے ایک روز فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تجھ کو سینہ میں رکھ لوں ایک بار اپنی کفنی کہ یہی آپکی پوشش تھی اپنے بدن مبارک سے اتار کر آپ کے گلے میں ڈال دی اس وقت کمال فیض نازل ہوا مگر آپ کو تمام نسبت مجددیہ کا نہایت شوق تھا آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا جو کچھ تم نے نسبت وہاں حاصل کی ہے تم میں موجود ہے لیکن ہر شیخ کا عنوان سیر وسلوک علیحدہ ہوتا ہے میں ابتداء قلب سے تمہارا کام شروع کرتا ہوں چنانچہ ابتدا سے لے کر تمام کمال نسبت مجددیہ علیہ القاء فرمائی حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ آپکے حال پر نہایت مہربان تھے بعد حصول خلافت بھوپال تشریف لے گئے وہاں آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی اور امراء وفقراء آپ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے فرمایا کہ مجھ کو اسم اعظم کہ جسکی شان میں حدیث صحیح الذی اذا ادعیٰ بہ احباب واذا سئل بہ اعطے وارد ہے کے دریافت کا شوق ہوا ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھ کو تلقین فرمایا بھوپال سے آپ بقصد حرمین شریفین روانہ ہوئے راہ میں آپ کا انتقال ہوگیا اور قریب مقام پیر علی کہ اس کو یلملم بھی کہتے ہیں دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت شاہ خطیب احمد قدس سرہ'

حضرت شاہ خطیب احمد فرزند اکبر حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تھے آپکی ولادت باسعادت بتاریخ ۹ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ میں ہوئی طفولیت ہی میں آثار سعادت جبیں مبارک سے ہویدا تھے کبھی لڑکوں میں نہیں کھیلتے تھے جو کچھ سامنے آتا کھالیتے اور کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر دستر خوان پر نفیس اور غیر نفیس کھانا موجود ہوتا تو غیر نفیس ہی کھاتے اور یہی حال لباس میں تھا کہ موٹا پہنتے اپنے والد سے تمام وکمال نسبت مجددیہ حاصل کی تھی اور ان کے ضمنی تھی اور نہایت قوی النسبت تھے۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے والد کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاصر ہوا الا کہیں فتح یاب نہیں ہوا آپ نے حضرت شاہ خطیب احمد کو توجہ کے واسطے فرمایا آپ نے ایک حجرے میں لے جا کر اس کو توجہ فرمائی وہاں سے جس وقت وہ باہر آیا سرشار نسبت تھا اور کہا کہ ایسی تاثیر میں نے کہیں نہیں دیکھی۔

نقل ہے کہ ایک درویش خانقاہ سے رنجیدہ ہوکر چلا گیا آپ کے والد نے فرمایا کہ توجہ و ہمت سے اس کو کھینچو چنانچہ ایک حجرہ میں جا کر جس وقت آپ نے ہمت فرمائی فی الفور دوڑا آیا بعد اپنے والد کے رونق بخش مسند ارشاد ہوئے عجب نسخہ اخلاق حمیدہ تھے۔ علم وسخا وتحمل جفا آپکا شیوہ تھا ۱۲۲۶ھ میں بمقام بھوپال وفات پائی۔

نقل ہے کہ جس وقت آپ کو قبر میں رکھا آنکھیں کھول دیں۔

حضرت مولانا بشارت اللہ بہرائچی قدس سرہ'

حضرت مولانا بشارت اللہ قدس سرہ' حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفا سے تھے آپ کا نسب حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا

ہے اول اپنے خسر حضرت مولانا نعیم اللہ خلیفہ حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی بعدہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کمال ونسبت مجددیہ حاصل کی حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے تھے حتیٰ کہ جب کبھی آپ حاضر ہوتے تو حضرت شاہ صاحب آپ کا استقبال کرتے تھے آپ کی علومنزلت کا اس سے ہی قیاس کرنا چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب آپ کا استقبال کرتے تھے۔ اللہ علیہ نے اپنے جانشین کے واسطے دو شخصوں کو تجویز فرمایا تھا ایک شاہ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا بشارت اللہ رحمۃ اللہ علیہما کہ ان میں سے کوئی ایک مقیم ہو کر اشاعت طریقہ کرے چنانچہ حضرت شاہ صاحب کی وصیت نامہ میں اسکا ذکر ہے ایک مرتبہ آپ کو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی جانب سے کچھ گمان ناخوشی ہوا تو آپ نے اس کا اظہار حضرت شاہ صاحب سے کیا بجواب اس کے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اس طرح تحریر فرمایا وہم ناخوشی بندہ وردل نیارند بندہ ہرگز از شما ناخوش نیست وجہ ناخوشی چیست ایں وہم از دل بردارند اکثر میگویم کہ سہ چہار کس دریاران من ممتاز اندشما دمیاں ابوسعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا شدہ است غرضیکہ آپ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ممتاز خلفاء میں سے تھے بہرائچ کی طرف آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی علم ظاہر میں بھی آپ کمال رکھتے تھے بہرائچ میں آپ کی قبر خام بنی ہوئی ہے جس وقت آپکی وفات ہوئی آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چودہ سال کی تھی انہوں نے نسبت باطنی حضرت شاہ احمد سعید کی خدمت میں حاصل کی تھی اس وقت انکے صاحبزادہ حضرت مولانا ابومحمد سلمہ اللہ تعالیٰ بہرائچ میں موجود ہیں چالیس سال کے قریب اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے فیضیاب رہے راقم الحروف نے بھی ان کی زیارت کی ہے

نہایت نامرادی اور گمنامی سے بسر کرتے ہیں کمال خلیق اور منکسر مزاج بزرگ ہیں ان کے پاس پیران طریقت کے اکثر تبرکات موجود ہیں منجملہ ازاں اس روسیاہ کو بھی ایک خط خاص دستخطی حضرت شاہ غلام علی صاحب کا مرحمت فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ذات حمیدہ صفات کو تادیر گاہ سلامت رکھے۔

حضرت مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خالد کردی خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے تھے بڑے عالم نامدار تھے ہر فن میں استعداد عجیب رکھتے تھے پچاس کتب احادیث کی سند حاصل کی تھی علماء ہندوستان میں فی الجملہ مدح حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے تھے بعد تحصیل علم کسی مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے کہ یکا یک داعیہ خدا طلبی دل میں پیدا ہوا اور ایک روز مسجد مدینہ میں مجمع صلحاء میں بیٹھتے تھے کسی شخص نے ذکر کیا کہ جس شخص کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہو اور علم حدیث کی سند ہو اور نقشبندیہ طریقہ میں استفادہ کیا ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے مولانا نے کہا کہ میرا طریقہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور سند حدیث حاصل کی ہے سب دعا کرو کہ بواسطہ روح مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو سب نے دعا کی شب کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ اتفاقاً اسی زمانہ میں حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کا وہاں گذر ہوا ان کی رہنمائی سے روانہ ہندوستان ہوئے اور دہلی میں پہنچے نو مہینے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ کرلی تھی حجرہ بند کر کے بیٹھے رہا کرتے وبجز حاجت ضروری باہر تشریف نہ لاتے تھے ایک مرتبہ بہت سے علماء آپ سے ملنے کے واسطے آئے اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس

سرہٗ سے سفارش چاہی کہ تم چل کر ملاقات کرا دو چنانچہ حضرت نے جا کر کہا کہ دروازہ کھول دیجئے یہ علماء آپ کی ملاقات کو آئے ہیں حضرت مولانا خالد نے جواب دیا کہ صاحبزادہ صاحب مجھ کو معذور رکھئے میں یہاں کسی کی ملاقات کو نہیں آیا اور دروازہ نہ کھولا حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں سب سے پیچھے صف نعال میں گردن جھکائے بیٹھے رہتے حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے اور نو مہینے کے بعد عطا خلافت فرما کر جس وقت رخصت فرمایا تو اس ملک کی قطبیت کی بشارت عطا فرمائی بغداد شریف میں پہنچ کر حضرت مولانا نے گوشہ و انزوا اختیار کیا اور ریاضات شدیدہ و مجاہدات قویہ میں مشغول ہوئے تین روز کے بعد کچھ کھا لیا کرتے تھے تاثیرات عجیبہ و خوراق عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے اور اس قدر ہجوم خلائق ہوا کہ وہاں کی سلطنت ہی آپ کے متعلق ہوگئی ان کے خلفاء بلکہ خلفاء کے خلفاء ہزارہا ہوگئے جس وقت کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح مطہر پر متوجہ ہوتے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے کہ فرماتے کہ میری طرف متوجہ رہو۔

نقل ہے کہ آپ کا جانور بھی شبہ کا چارہ نہ کھاتا تھا الغرض کہ کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئیں وہاں کے رئیسوں اور امیروں کی ان کے ہاں کچھ قدر نہ تھی ایک مرتبہ حاکم بغداد کو ناراض ہو کر اپنی مجلس سے نکلوا دیا حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے نام مولانا نے ایک خط لکھا تھا اس میں اپنی کثرت ارشاد کا حسب الارشاد اس طرح ذکر کیا تھا کہ یکقلم تمامی مملکت روم و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از مخالف از ممالک قلم و عجم و جمیع کردستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار و ذکر محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی اناء اللیل والنہار درمحافل و مجالس و مساجد و مدارس زبان زد صغار و کبار ست نجو یکہ ہرگز در ہیچ قرنے از از قرون و ہیچ اقلیمے از اقالیم مظنہ

نیست کہ گوئی زمانہ نظیر ایں زمزمہ اشنیدہ یادیدہ فلک دوار ایں رغبت و اجتماع رادیدہ باشد حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے ایک یا دو سال بعد مرض طاعون میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

حضرت اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اول مولانا خالد کردی سے بیعت کی اور حضوری نقشبندی حاصل کرنے کے بعد اجازت پاکر بالقاء حضور و جمیعت سرگرم تھے کہ ایک شب خواب میں جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ دہلی جاؤ اور شاہ غلام علی سے نسبت باطن اخذ کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد دہلی حاضر ہوکر کسب سلوک مجددیہ کرکے اجازت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن کو واپس گئے آپ کو کشف وجدان حالات و ملاقات ارواح وکشف قلوب و کشف گذشتہ و آئندہ خوب تھا حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "جواہر علویہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز میرے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں آثار شریف کی زیارت کو گئے وہاں مجھ سے کہنے لگے کہ اس جگہ مجھ کو ظلمت بتاں بھی معلوم ہوتی ہے بعد تفحص معلوم ہوا کہ بعض اکابر کی وہاں تصویریں تھیں۔

حضرت سید احمد کردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد کردی علیہ الرحمۃ نے اولاً حضرت مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ طریقہ کیا بعد ازاں حسب الارشاد آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ سے کسب فیوض طریقہ مجددیہ کیا اپنے وطن کو واپس گئے اور مرجع طلاب ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ راہ میں میں سخت بیمار ہوگیا خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک وظیفہ مجھ کو تعلیم فرمایا اس کے پڑھنے سے مجھ کو شفاء ہوگئی۔

مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے تھے قدس سرہما۔ عنفوان شباب ہی سے آپ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مورد عنایت بیکراں رہے سلب امراض میں آپ کی توجہ حکم اکسیر رکھتی تھی اکثر حضرت شاہ صاحب قبلہ مریضوں کو آپ کی خدمت میں سلب مرض کے واسطے بھیجا کرتے تھے اور آپ ایک ہی توجہ میں اس کا مرض سلب فرما لیتے تھے اور ایسے ہی آپ کی توجہ القاء ذکر میں قوی الاثر تھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص داخل طریق ہوا حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا عبدالغفور بیگ کے پاس لے جاؤ وہ اس کے لطائف جاری کر دیں ایک توجہ میں تمام لطائف جاری کر کے شاہ صاحب کے پاس واپس بھیج دیا شاہ صاحب نے دیکھتے ہی معلوم کر لیا آپ کے مریدوں کو کشف ہو جاتا تھا عجیب و غریب باتیں بیان کیا کرتے تھے آپکی صاحبزادی مال مسروقہ بتا دیا کرتی تھیں کہ فلاں جگہ ہے آپ کے خلفاء نے ترکستان کی طرف شہرت حاصل کی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن شاہجہان پوری قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن شاہجہان پوری اعظم خلفاء حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداء میں آپ اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر کسی جگہ مقصود حاصل نہ ہوا آخر کار حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے نہایت خلوت و انقطاع رکھتے تھے اور ان کی جانب کچھ التفات نہ فرماتے تھے نواب فرخ آباد آپ کا نہایت آرزو مند تھا اور حاضر خدمت ہوتا تھا لیکن کبھی آپ اس کی جانب التفات نہ فرماتے آپ کے مجاز اکثر قوی النسبۃ

اور صاحب کشف صحیح ہوتے تھے آپ کے نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور خاں صاحب شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی راقم الحروف نے بھی زیارت کی ہے ایک نور مجسم معلوم ہوتے تھے۔

حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسب سلوک کر کے مشرف باجازت و خلافت ہوئے بعد ازاں حرمین شریفین گئے اور وہاں سے شرف اندوز ہو کر حیدر آباد دکن آئے دہاں آپ کا نہایت ارشاد ہوا صغیر و کبیر اس ملک کے باخلاص و عقیدت آپ سے پیش آئے ایک خانقاہ اور مسجد عالی بنائی سو آدمی سے زیادہ آپ کی خانقاہ میں وظیفہ خوار رہتے تھے بکمال استقامت شریعت و طریقت تسلیک طالبان حق جل و علا فرماتے۔ اہل دنیا سے انقطاع رکھتے تھے اور سخاوت پیشہ تھے رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد جان شیخ الحرم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد جان علیہ الرحمۃ بعد تحصیل علم حضرت شاہ غلام علی صاحب کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور ریاضات شاقہ کیں ہر روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے اور شب کو اس جگہ مشغول رہتے صبح کے وقت ایک گھڑا پانی کا بھر کر کہ وہاں کا پانی بہت گوارا ہے حضرت شاہ صاحب کے واسطے لاتے۔

نقل ہے کہ وہاں کے خادم کا لڑکا قریب الموت تھا شب کے وقت وہ درگاہ میں آیا تو آپ مراقب بیٹھے تھے بچہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا اور عرض دعا اور سلب مرض کیا اسی وقت آپ نے سلب مرض کیا اور وہ بچہ بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص ایک عورت کی محبت میں گرفتار تھا اس نے آپ سے اپنا ماجرا آ کر عرض کیا کہ حضرت میری مدد فرمایئے کہ اب سواء زنا کے کچھ باقی نہیں رہا اگر مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا تو قیامت کے دن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کا نام لوں گا کہ انہوں نے میرے حال پر عنایت نہ فرمائی انہوں نے اس کو عمل لاحول ولاقوۃ الا باللہ تعلیم فرمایا اس نے عرض کیا کہ یہ تو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں فرمایا کہ اب ہمارے کہنے سے پڑھو چنانچہ اس نے پڑھا اسکے پڑھنے سے ایک سد سکندری اس مرد عورت کے درمیان میں حائل ہوگئی اور دو سال تک اس کی قوت شہویہ زائل ہوگئی حضرت شاہ صاحب سے اجازت و خلافت حاصل کر کے حرم محترم چلے گئے ابتداء میں وہاں بہت تکلیف اور صعوبت کھینچی بعدہٗ آپ پر فتوح کھل گئے اور سلطانیوں کا آپ کی جانب رجوع ہوگیا حتیٰ کہ والدہ سلطان بھی آپکی معتقدین میں سے ہوگئیں استنبول و دیگر اضلاع روم میں آپ کے خلفاء منتشر ہوگئے ایک خانقاہ تیار کی اور آئندہ و روندہ کی خدمت کیا کرتے تھے آخر ۱۲۶۶ھ عین مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرزا رحیم اللہ بیگ مسمےٰ بہ محمد درویش عظیم

حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ ترک روزگار کر کے حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور کسب نسبت کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے ایک کملی سیاہ لے کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار کی زیارت کو گئے اور اکثر ممالک اسلام روم و شام و حجاز و عراق و مغرب و ماوراء النہر وخراساں و ہندوستان کی سیر کی کہا کرتے تھے کہ مثل شاہ غلام علی کی میں نے کوئی شیخ نہیں دیکھا امر معروف و نہی عن المنکر میں نہایت بیباک تھے شہزادہ کامران والی ہرات آپ کا مرید ہوگیا تھا احتساب میں ان کو الفاظ سخت کہے اور ایسے ہی اور ممالک کے حاکم آپ کے فرمانبردار ہوگئے مگر ہر

جگہ سے امور شرعیہ پر رنجیدہ ہو کر چلے آئے آخر شہر سبز میں قرار پکڑا وہاں کے حاکم نے آپ کو ایک گاؤں نذر کیا اور اپنی حکومت اس جگہ سے برطرف کرلی آخری عمر میں نکاح کرلیا تھا اور خدمت صادر و وارد کی اپنی ذمہ کرلی تھی مذہب شافعی اختیار کرلیا اور اسی سبب سے بخارا وغیرہ میں آپ کو شافعی کہا کرتے تھے بعض حکام ترکستان والے شہر سبز سے غبار رکھتے تھے بایں وجہ آپ کو بطور اخفا شہید کرادیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت اخوند شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اخوند شیر محمد بعد تحصیل علوم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہما کی عتبہ بوسی سے مشرف ہوئے اور کسب نسبت کرکے اجازت حاصل کی حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں ان کو اس قدر ذہول علوم ہوگیا تھا کہ علم نحو میں سہل سی ترکیب بھی نہ ہوسکتی پھر علم ظاہر کی طرف رجوع کیا کہ مبادا ضائع ہو جائے صدہا آدمی آپ سے علم میں بہرہ یاب ہوئے اپنے شاگردوں کو تقویٰ اور افعال خیر کی تاکید فرمایا کرتے اور جو کوئی آپکی مجلس میں غیبت کرتا اس پر جرمانہ مقرر کردیا تھا آخر عمر میں جب بہت ضعیف ہوگئے تھے درس تدریس کو ترک کرکے سواء تلاوت قرآن مجید و صلوٰۃ مفروضہ اور کچھ کام نہ کرتے آخر الامر ہندوستان کو ''دارالحرب'' خیال کرکے یہاں کی سکونت کو مکروہ جان اور حالت مرض ہی میں متوجہ حرمین شریفین بہ نیت ہجرت ہوئے راستہ میں بمقام ملتان انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے سواء حضرت شاہ صاحب کے صدہا خلیفہ مثل حضرت میر طالب علی المشتہر بمولوی عبدالغفار و سید عبداللہ مغربی و ملا پیر محمد و ملا گل محمد و مولوی ہراتی المشتہر بہ مولوی محمد جان و مولانا محمد عظیم و مولوی نور محمد و میاں احمد یار و میاں قمر الدین و محمد شیر خاں و میر تقی علی و مرزا مراد بیگ و شیخ خلیل الرحمٰن عالم و صاحب ارشاد گذرے ہیں رحمۃ اللہ علیہم

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کی ولادت باسعادت ۱۲۰۲ھ میں بمقام قصور قریب لاہور ہوئی آپ کا نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ کا ایک سال کا سن تھا کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا آپ کے چچا حضرت مولانا شیخ محمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متکفل پرورش ہوئے اور جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کی تعلیم بھی انہوں نے اپنے ذمہ لی اور تمام کتب معقول و منقول پڑھائیں چونکہ آپ کے چچا کو خاندان قادریہ کی خلافت حاصل تھی تحصیل علم سے فارغ ہوکر آپ نے انہیں سے کسب نسبت قادریہ کی اور مشرف خلافت ہوئے آپ کے بعض عزیز بانس بریلی میں رہا کرتے تھے آپ ان سے ملنے کے واسطے بانس بریلی تشریف لے گئے وہاں سے مراجعت کے وقت دہلی میں تشریف لائے اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملازمت حاصل کی حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بکمال عنایت پیش آئے اور کنایۃً آپ کو نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی ترغیب دلائی لیکن چونکہ اس وقت آپ کے چچا زندہ تھے آپ انکے ادب کی وجہ سے اس وقت تو قصور ہی چلے گئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد جب چچا کا انتقال ہوگیا آپ حضرت کی خدمت میں نسبت مجددیہ حاصل کرنے کے واسطے حاضر ہوئے جس وقت آپ بیعت ہونے کے واسطے حضرت شاہ صاحب کی محفل میں حاضر ہوئے حضرت شاہ صاحب نے حاضرین کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج ایک امر عظیم ظاہر ہوتا ہے کہ ایک فاضل اجل ہم سے اخذ طریقہ کرتا ہے اور پھر آپ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر درگاہ الٰہی میں متضرع ہوئے کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وارثاً و عطاً و کسباً پہنچا ہے سب ان کو نصیب کر پھر آپ کا داہنا ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں لے کر ہوا میں کر دیا اور فرمایا کہ تمہارا ہاتھ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ

علیہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے وہ تمہارے ہر کام دینی و دنیوی میں مدد معاون ہوں گے پھر اپنے سر مبارک سے کلاہ شریف اتار کر آپکے سر پر رکھ دی اور فاتحہ خیر پڑھی حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے چنانچہ ایک روز ایک شخص قصور کا رہنے والا حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے بانبساط دریافت کیا کہ غلام محی الدین کو کس جگہ کا پیر بنائیں انہوں نے عرض کیا کہ پیر قصور حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم بڑے قاصر ہمت ہو ہم تو ان کو تمام پنجاب کا پیر بنائیں گے۔

نقل ہے کہ ایک روز بعد عصر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضار سے فرمایا کہ آج تمام روز انقباض رہا اب انبساط ہوا سب اپنے اپنے دل میں اپنی اپنی حاجتوں کا خیال کرلو میں تمہارے واسطے دعا مانگتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی اس وقت آپ (یعنی حضرت غلام محی الدین قصوری) اس مجلس میں موجود نہ تھے حضرت شاہ صاحب نے ان کو بھی طلب فرما کر داخل حلقہ دعا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شاہ صاحب نے آپ سے فرمایا کہ تم کو عنقریب اجازت توجہ دوں گا اور امتحاناً اپنے سامنے تم سے توجہ کراؤں گا۔

نقل ہے کہ شاہ صاحب نے ایک روز مولوی محمد عظیم صاحب و صاحبزادہ رؤف احمد صاحب کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو گواہی کے واسطے بلایا ہے چاہتا ہوں کہ غلام محی الدین کو اجازت دوں آپ فرمائیے کہ لائق اجازت ہوئے یا نہیں صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ ہوگئے ہیں مولوی نے عرض کیا کہ حضور کا فرمانا کافی ہے کسی کی گواہی کی حاجت نہیں ہے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ لائق اجازت ہوگئے ہیں پس آپ کو قریب بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ تم کو اجازت چھ طریقوں یعنی قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ مجددیہ کبرویہ دی تم ان کا فیض طالبوں کے دل میں بہ ہمت القا کرتے رہنا اور طریق

القا بھی تعلیم فرمایا اور کلاہ شریف اپنے ہاتھ سے آپکے سر پر رکھی اور دیر تک اپنا ہاتھ سر پر رکھے رہے پھر فرمایا کہ آؤ چھ طریقہ کا فیض علیحدہ علیحدہ تمہارے سینہ میں القا کروں چنانچہ توجہ کر کے القاء فیض کیا اور فرمایا کہ یہ کلاہ میری نہیں ہے بلکہ میرے پیران کبار کی ہے اور فرمایا کہ ۲۷ رمضان المبارک کو خرقہ خلافت بخشوں گا جب ۲۷ تاریخ آئی مغرب کے وقت آپ کو طلب فرمایا اور خرقہ و کلاہ عطا کرنے کو تھے پہلے خود پہنی اور اس پر توجہ فرمائی پھر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنا دی اور صاحبزادہ صاحب اور مولوی محمد اعظم کو فرمایا کہ تم بھی پہنانے میں مدد کرو کہ یہ سنت پیران عظام ہے چنانچہ ہر دو بزرگوں نے داہنے بائیں سے پہنانے میں مدد کی اور کلاہ اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی اور پھر تجدید اجازت فرمائی کہ تم کو اجازت مطلقہ دی گئی جو کوئی طلب فیض کرے ہماری طرف سے القاء فیض و اذکار کرنا حق سبحانہ تعالیٰ بصدقۂ پیران کبار تاثیرات ثمرات بخشے گا۔

نقل ہے کہ عید الاضحیٰ کو حضرت شاہ صاحب نماز عید کو مسجد میں تشریف لے گئے بعد نماز لوگوں نے قدم بوسی کے واسطے ہجوم کیا حضرت مولانا مسجد کے ایک گوشہ میں علیحدہ جا بیٹھے کہ جب بھیڑ موقوف ہو جائے گی قدم بوس ہولوں گا کہ اسی اثناء میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قصور کے مولوی صاحب کہاں ہیں یہ سن کر آپ اٹھے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر سر رکھ دیا حضرت شاہ صاحب نے آپ کا سر مبارک اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور بتوجہ تو یہ القاء حرارت دل میں فرمائی اور دعا کی اس کے بعد مولانا پھر اپنے گوشہ میں آ بیٹھے تھوڑی دیر میں پھر حضرت صاحب نے حضرت مولانا کو طلب فرمایا اور اسی اژدحام میں لوگوں سے فرمایا کہ تین چار مہینے ہوئے کہ یہ مولوی صاحب قصور سے آئے ہیں تین چار مہینہ میں جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے وہ تم نے چھ سال میں نہیں کیا ہے یہ میرے بڑھاپے کی کمائی ہے اور اس

جگہ سے اٹھ کر حضرت مرزا صاحب قبلہ کے مزار پرانوار پر تشریف لائے اور قدم گاہ سے خاک اٹھا کر آنکھ اور رخساروں پر ملی اور پائیں کی جانب بیٹھ کر فرمایا کہ یا حضرت ضعیف نہایت ہوگیا ہوں بیٹھ کر نماز اور قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا تمام عمر مجھ کو آرام سے رکھا ہے اب اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل سے خاتمہ بخیر کرے اور اس جگہ پھر مولانا کو طلب فرمایا اور آپ کا ہاتھ دیر تک ہوا میں رکھا اور حضرت مرزا صاحب کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ شخص آپ کے گھر میں آیا ہے اس کے حق میں اپنی کمال عنایات فرمائیں۔

نقل ہے کہ ایک روز ماہ رمضان میں افطاری کے وقت حضرت مولانا کسی حکمت عملی سے پانی سرد کر کے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے حضرت شاہ صاحب نے دور سے دیکھ کر یہ مصرعہ پڑھا۔

بگو مجنوں چہ آوردی برائے تحفۂ لیلیٰ

آپ نے وہ سرد پانی پیش کیا حضرت شاہ صاحب نہایت رضا مند ہوئے اور دعا دی کہ برد اللہ قلبک ببرد معرفتہٖ غرضیکہ شاہ صاحب کی نظر عنایت حضرت مولانا پر اس قدر تھی کہ آٹھ نو مہینہ کے عرصہ میں تمام سلوک مجددی طے کرا کر اجازت و خلافت سے مشرف کر کے رخصت فرمایا چنانچہ مولانا خالد رومی کو آپ کا ذکر اپنے خط میں اس طرح کیا ہے منجملہ انعامات الٰہی سبحانہ ہست کہ مولوی غلام محی الدین از قصور نزد بندہ لاشئے آمد در چند ماہ بہ نسبتہائے احمدیہ رسیدہ بہ اجازت و خلافت امتیاز یافتند حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ مختصر طور پر "علاوہ مقامات مظہریہ" کے حضرت مرزا صاحب کے حالات میں لکھا ہے اس کے آخر میں خلفاء مظہریہ کے سلسلہ میں کچھ اپنا ذکر مبارک تحریر فرمایا ہے اور اپنے ضمن میں بعض خلفاء کا حال بھی لکھا ہے وہاں حضرت مولانا کی نسبت اس طرح تحریر فرمایا ہے "جامع الکمالات علوم ظاہر و باطن حضرت مولوی غلام محی الدین کہ تلامذہ و

مستفیدان بسیار دارند از بلدہ قصور نزد ایں سراپا قصور آمدہ سعادت فیوض باطن کردند بعنایت الٰہی سبحانہ دراندک مدت بہ نسبتہائے احمدیہ مناسبت بہم رسانیدہ اجازت بلکہ خلافت یافتہ فاطمہ اللہ سبحانہ عم نوالہ اللہ تعالیٰ بفضل عام خود ایشاں را مروج طلاب محبت و معرفت جناب ربانی خود وامام مستفید فرماید آمین سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ایں ہمہ انعامات الٰہی بواسطہ حضرت ایشاں یعنی حضرت مرزا صاحب مرزا مظہر جانجاناں است علیہم الرحمۃ والرضوان من عمر برباد دادہ ست وکسلان کہ وصف پیریست جوانی بہ غفلت بسر بردہ بایں مرتبہ باشم ازیں ناچیز کہ عزیزان استفادہ نمودہ وی نمانید افادہ فیوض حق سبحانہ می کنند ستاریہائے وست عم نوالہ امید دارم کہ روز قیامت در زمرہ منتسباں ایں طریقہ علیہ برخیزم و بہ یمن عنایات حضرت ایشاں از فائزان و مفلساں باشم امین'' اور ایک خط میں حضرت مولانا بشارت اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں اکثر میگویم کہ سہ چہارکس دریاران من شاد میاں ابوسعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا شدہ است حضرت مولانا قصور میں واپس آکر اشاعت طریقہ علیہ مجددیہ میں مصروف امر معروف ہوئے امر معروف ونہی عن المنکر وفقر وقناعت وتحمل ایذا اقارب و رضا بقضا آپکا شیوہ تھا صدہا کو نسبت مجددیہ سے سیراب کر دیا اگرچہ آپ کا معمول آٹھ پہر میں صرف ایک مرتبہ حلقہ منعقد کرنے کا تھا مگر سرعت سیر طلاب وحصول مناسبت مقامات پر جب خیال کیا جاتا ہے عقل عقیل حیران ہو جاتی ہے ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمُ

آپ کے تصرفات باطنی وظاہری بے حد ہیں مگر افسوس کہ آپ کے حالات کسی نے جمع نہیں کیے راقم الحروف نے جو حضرت سیدنا و مرشدنا مولانا غلام نبی صاحب للہی حضرت کے خلیفہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یا کسی اور معتبر سے سنے ہیں حوالہ قلم کرتا ہوں مکاشفہ آپ نے اپنے اول خط میں حضرت سیدنا و مرشدنا کو تحریر

فرمایا تھا امید است کہ دو فیض ظاہر و باطن از شما ظاہر شوند پس ایسا ہی ہوا کہ حضرت مرشدنا سے دونوں فیض جاری ہوئے علم ظاہری بھی صدہا نے حاصل کیا اور علم باطنی مکاشفہ مولانا نے جناب حضرت صاحبزادہ دوست محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ ہنوز شیر خوار تھے حضرت مرشدنا کے خط میں تحریر فرمایا تھا برخوردار حافظ مولوی دوست محمد سلمہ مسنو نہ د ادعیہ باجابت مقرو بہ رسانیدہ باشند چنانچہ بفضلہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص ایک جگہ آپ کو اپنے کسی عزیز کی قبر پر کہ وہ حافظ تھے لے گیا قبرستان میں پہنچ کر آپ دوسری قبر پر فاتحہ پڑھنے لگے اس شخص نے عرض کیا کہ حافظ جی کی تو یہ قبر ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بھی حافظ جی کی ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ پرانی قبر کس بزرگ کی تھی کہ وہ بھی حافظ تھے۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرماتے تھے اور لوگ نہایت مؤثر ہو کر سن رہے تھے کہ اسی اثناء میں سیاہ گھٹا آئی اور بارش کے سامان ہوئے سامعین یہ دیکھ کر متردد ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرماتے تھے کہ اتنے میں ابر آ کر ترشح ہونے لگا اور خلقت میں ایک پریشانی شروع ہوگئی حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو پریشان کرتا ہے کہ دفعتہ بادل ہٹ گیا اس حکایت کا بیان کرنا تھا کہ حضرت کی مجلس سے بھی ابر ہٹ گیا اور لوگ نہایت اطمینان سے وعظ سنتے رہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بارش کثرت سے کئی روز تک ہوئی خلقت نہایت تنگ آ گئی آپ سے عرض کی آپ نے اسی وقت آسمان کی جانب نظر اٹھا کر انگلی سے کچھ اشارہ کیا یا لکھا کہ فی الفور بارش بند ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے

آپ کو مبارک ہو اس کا کچھ نام رکھ دیجئے آپ نے فرمایا کہ اس کا نام نور العین رکھو اور ایک اور ہوگا اس کا نور حسین نام رکھنا سال دو سال کے بعد وہ شخص پھر حاضر حضور ہوا اور عرض کہ کہ حضرت آپ کا غلام زادہ نور حسین پیدا ہوا مبارک ہو آپ نے فرمایا کہ اب جو ہو اس کا نام عبدالرحمٰن رکھنا۔ چنانچہ دو سال کے بعد پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کا غلام زادہ جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن رکھا تھا پیدا ہوا مبارک ہو آپ نے فرمایا کہ اب کے جو ہوگا اس کا نام عبدالرحیم رکھنا چنانچہ وہ بھی پیدا ہوا مگر اس کے بعد آپ سے اس شخص کی پھر ملاقات نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے جو نہایت ہی مفلس تھا آپکی دعوت کی اور دعوت میں صرف گاجریں ابال کر سامنے رکھ دیں آپ نے ان کو نوش فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد تنگ دستی نہیں رہے گی چنانچہ بفضلہ تعالیٰ وہ شخص اس کے بعد فارغ البال ہو گیا۔

نقل ہے کہ آپ کی کھلی کرامت تھی کہ اگر کوئی شخص اولاد کے واسطے تعویذ مانگتا اور آپ اس کو تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرماتے کہ اس کو جست میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکا ہوگا اور اگر فرماتے تھے کہ چاندی میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکی ہوگی ایک شخص نے آپ سے اولاد کے واسطے تعویذ حضرت مرشدنا کے ذریعہ سے مانگا آپ نے تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرمایا کہ اس کو چاندی میں مڑھانا حضرت مرشدنا نے عرض کی کہ اس کی خواہش تو فرزند نرینہ کی تھی آپ نے فرمایا کہ اب چار مہینے گذر چکے ہیں۔ چنانچہ اس کے دختر ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں آپ اپنے عم بزرگوار کی کتاب لکھی مطالعہ کے واسطے لیتے آئے راہ میں گم ہوگئی اسی اثناء میں آپ کے چچا کا خط آیا کہ فلاں کتاب اگر تمہارے پاس ہو تو بھیج دو آپ نے انکو تحریر فرمایا کہ کتاب خانہ میں تلاش فرمایئے اور یہاں یاجامع الناس لیوم لاریب فیه اردد علیٰ ضالتی

پڑھنا شروع کیا تھوڑی مدت کے بعد آپ کے عم شریف نے تحریر فرمایا کہ کتاب کتب خانہ سے دستیاب ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا کر ہاتھ دھوتے تھے کسی نے آکر عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص کو باؤلے کتے نے کاٹا ہے آپ نے فرمایا یہی پانی پلا دو چنانچہ وہی پلا دیا اور اس کو کچھ خلل نہ ہوا۔

نقل ہے غلام حسین خاں ترین ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں نے حضرت کو فرزند نرینہ کے واسطے بذریعہ خط عرض کیا آپ نے اس کے جواب میں یہ رباعی لکھ کر بھیج دی کہ جس سے ان کے نام بھی مع دعا ظاہر ہیں۔

شاہ نواز است قبول خدا   لعل بود گوہر کان صفا
بادبہ سردار سعادت قریں   باد بعد اللہ عبادت گزیں
لطف الہ بادبہ لطف اللہ خاں   جملہ برادرز بلا دراماں

بفضلہ تعالیٰ آپ کی برکت سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔

آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہایت عشق تھا چنانچہ ایک کتاب تحفہ رسولیہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ و اخلاق میں عجیب وغریب تحریر فرمائی ہے اس کتاب کے آخر میں اپنے فرزند کو کہ اس کی تصنیف سے ایک سال بعد پیدا ہوئے مخاطب کر کے نظم میں پند و نصائح لکھی ہیں چونکہ نہایت سودمند و نافع ہیں تبرکاً اپنی کتاب میں داخل کرتا ہوں۔

اے کہ ہنوزی تو بختم عدم   زود بگلزار جہاں نہ قدم
منتظر تست دل و جان من   مثل گہر جلوہ کن از کان من
راحت دل نورد و چشم منی   آ زن آتش چشم منی
سوختم از آتش مہجوریت   تاکجا عرصہ ستوریت
چند بکتاب عدم جائے گیر   رخصت ہستی زمعلم بگیر

شاد ولی وہ زوجودت مرا   واردنہ محروم زجودت مرا
بہ کہ نہم نام تو عبدالرسول   باد بدرگار رسولت قبول
کنیت تو بہ کہ بود بوسعید   عمر تو باپدکہ بود برمزید
باد زحق خوش لقبت فخر دیں   باد بہر کار خدایت معین
می وہمت ازدل خود چند پند   چونکہ شوی ہست بداں کار بند
ہست یقین گرتو بکارش بری   در دو جہاں یافتہ باشی بری
شکر خدا کن بوجود آمدی   رستہ رغیبت بشہود آمدی
از نسل آدم خاکی شدی   درخود صد گونہ پاکی شدی
گشتۂ و یافتہ فضل کل   امت مرحومہ خیر الرسل
جملہ اعضاء تو سالم صحیح   ساکت و ناطق بزبان فصیح
ہوش بدل طبع سلیم الحواس   مدرک اسرار بعقل و قیاس
جات بہ مسجد نہ ببازار داد   سبحہ بکف داد نہ زنار داد
شکر چنیں منعم فیاض کن   ازراہ کفران وے اعراض کن
شکرچہ باشد ہمہ بودن ورآ   خانہ اخلاص ازیں دردرآ
باز چوں ایں منعم دائم عطا   کاہ فرستد بتواندک بلا
جزع مکن فرماع مشودل ملول   شاد و بلا راچو عطا کن قبول
صبر کن ووہ بقضائش رضا   تاشوی از زمرہ اہل صفا
صبر بود و واقع دارالحرج   صبر بود فاتحہ دارالفرج
باش پئے پاس شریعت مدام   کار توگر و ذر شریعت مدام
یافتن راہ طریقت ازواست   تافتن نور حقیقت ازو است
ہرکہ نہ از اہل شریعت بود   داں بیقین کامل خدیعت بود
ہرکہ بسال از تو فزوں باشدآں   مرد پدر زن توچو مادر بداں

وانکہ بسال است برابر ترا — داں تو چو ہمشیرہ برادر ورا
وانکہ بسال است نہ توخرد تر — دختر و فرزند خود او را شمر
دیدہ مکن جانب نامحرماں — بدنظری تیرسم آلودہ داں
بند سراویل مسلسل بکن — جز کہ بمنکوحہ خود حل مکن
بند سراویل عفیفان یقیں — از پے و رد است دوائے متیں
دوستی اہل دلاں پیشہ کن — برسرنا اہل جہاں تیشہ کن
ہرکہ بتوگشت محبت اساس — جانی و نانی و زبانی شناس
باہمہ وفق دلش کارکن — جود کن و لطف کن ایثار کن
صحبت اوباش مکن زینہار — زانکہ بود صحبت ایشاں چومار
صحبت یاران بد از مار بد — مار بہ تن یار بایماں زند
صحبت نیکاں طلب اے ہوشمند — تاشوی از صحبت شاں سربلند
صحبت بسیار بکودک زناں — ہست یقیں بیخ خرد و اکناں
اہل غنا صحبت شاں ہم مکن — قامت خود بہر طمع خم مکن
آنکہ نہادست ترا پشت ورو — خم مکن ایں پشت بجز پیش او
نیست کہ او نفع رساند ترا — کس ندہد تانہ دہاند ترا
نفع و ضرر منع و عطا از خدا است — خطرۂ اغیار بخاطر خطا است
گرتو کنی آزشوی خاک در — ترک طمع گیر شوی تاج سر
ہرکہ طمع کردنہ پری شود — چشم تو تنگ است تہی میرود
ہیں کہ طمع حرف سہ دارد تہی — پس زطمع چشم پری چوں نہی
بند بہرکار بہمت کمر — می شود از ہمت تو خاک زر
ہمت عالی بکند کارہا — گل شود از ہمت تو خارہا
پرشکمی ہرکہ بود ہمتش — آنچہ برآید زشکم قیمتش

عمر جوانی بعبادت گذار تا کہ بہ پیری نشوی خاکسار
گفت پیمبرز خدا پاک ما رازق ما خالق ارض و سما
روز جوانی چوتو باشی مرا در شب پیریت بوم مرترا
روے برانکو یافتہ غرہ مشو روے بجز خوئے نیر زدبجو
خوئے نکو بہ زبسے مال و گنج خوئے نیکو راز سانند رنج
باش نہ در بند و آزار کس شوتو گل جملہ مشو خارکس
چیں زجبیں دور برافگندہ خاربن کینہ زدل کندہ بہ
باہمہ خوش خوئے خوش آواز باش کہنہ و افسردہ مشو تازہ باش
طبیعت بسیار فساد آورد نام نکویت بیاد آورد
ہرکہ ترا عیب شماری کند دشمن تو نیست کہ یاری کند
عیب گذار و رہ نیکی پذیر تا کہ تراکس نشود عیب گیر
عادت خود پردہ پوشی کنی تر از نخائی و خموشی کنی
ہرکہ بود ہرزہ سرا پردہ در آدمیائش ہمہ خوانند خر
حسن و ادب در زکہ مہت شوی بے ادبی پیشہ کنی خرشوی
بزم بزرگاں چوں نشینی خموش سہو و خطاشاں چوں بہ بنی بپوش
نیست ادب پیش بزرگان سخن ہرچہ کہ گوئند بد انکار کن
باش زخدام مساجد مدام خدمت مسجد دہدت جملہ کام
خادم مسجد پئے عہدہ مشو عہدہ چو خواہی سوئے تبخانہ رو
مسجدئی دل برد از یاد غیر دل چو بغیرست چہ مسجد چہ دیر
ظاہر و باطن بیکے رنگ باش ۔ زنگ مشو مصقلۂ زنگ باش
وعدہ مکن گر بکنی کن وفا نقص مواعید بود بس جفا
حق ہمہ اہل حق آور بجا والدہ و والد و استاد را

از ہمہ حق حق معلم فزوں　　اوست ترا سوئے خدا رہنموں
ما در مشفق مدہ ایذائے او　　جنت عدن ست تہ پائے او
نیست پدر جز بسرت تاج سر　　شاہ بجز تاج ندارد قدر
عمر تو باید کہ شود صرف علم　　لب نکشائی تو بجز حرف علم
علم بود پیشہ نختمین تو　　علم بود روشنی دین تو
علم بود آنکہ عزیزت کند　　باخود و ہوش تمیزت کند
علم چو خواندی بعمل شو گرائے　　لیک عمل بہ کہ بود بے ریائے
چونکہ عمل شدبر ریا مزدوج　　راست نماندست شدہ منعوج
ہست عملہا ریائی خراب　　نفع ازاں۔ نیست بسان سراب
مقصد اصلی ست چوبا حق حضور　　بہ کہ کنی کسب علوم ضرور
علم ضروری چوشدہ حاصلت　　پیر گزیں پیرکند و اصلت
صیقل مرآت ضمیراے سمیر　　پیر بود پیر بود پیر پیر
پیر بود مخزن اسرار ہو　　پیر بود مطلع انوار ہو
پیر بود راہ رسانندۂ　　راز نہانی ہمہ دانندۂ
پیر چوشاہیں توچو موش پسر　　گیر پرش تابہ ثریا بہ پر
لیک گریز آرز پیران زور　　زاویہ گیراں بامید ظہور
مدعیاں اند دریں روزگار　　دام نہاتن۔ برائے شکار
گربہ و شانند مراقب بسر　　موش کشانند بمکر و غدر
صورت انساں بسیرت بلیس　　ظاہر شاں مسجد و باطن کنیس
از ہمہ پیران دلت آزاد کن　　قصد سوئے شاہجہاں آباد کن
ہست درآں شہر شہے دل قبول　　فانی فی اللہ وفنا فی الرسول
دیدن او باعث یاد خدا　　نیست دم از یاد خدا او جدا

فیض وہ اہل زمیں آسماں سری وقت ست و جنید زماں
یک نظرش کار جہاں میکند خفیہ نہ اینکار عیاں میکند
غوث زمیں قطب زماں منجلی شیخ ہمہ شاہ غلام علی
ہست امید چورکی در حضور زد و شوی غرق در امواج نور
درد لم آمدکہ کشائم گرہ منع رسیدم کہ سخن کوتہ بہ
سایہ اش از فرق جہاں کم مباد با وبقا تادم یوم التناد

آپ کی وفات کا عجیب قصہ ہے ۲۲ ذیقعد ۱۲۷۰ھ کو آپ نے مثنوی مولانا روم کا درس فرمایا اور اس میں اولیاء کی موت اور حیات دائمی کا بہت تذکرہ فرمایا اور بعد درس انتقال فرمایا اول اول لوگوں کو شبہ سکتہ وغیرہ کا ہوا آخرکار عصر کے وقت دفن کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی نے تاریخ کہی ہے۔

شمس دیں نبی زوال گرفت

حضرت سیدنا ومرشدنا آپ کے خاصہ میں فرمایا کرتے تھے کہ مکھی کبھی آپ کے چہرہ پر نہیں بیٹھتی تھی اور ہمیشہ دوزانوں بیٹھا کرتے تھے۔ف

حضرت مولانا عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالرسول قصوری فرزند و جانشین مولانا غلام محی الدین قصوری کے تھے رحمۃ اللہ علیہما بعد حفظ و تجوید قرآن شریف وتحصیل علم ظاہری سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے مشرف باجازت و خلافت ہوئے نہایت مہذب الاخلاق تھے گویا آپ کی جبلت اخلاق حمیدہ پر تھی سخاوت مزاج میں اس قدر غالب تھی کہ دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھتے تھے موسم سرما میں اگر مہمان آجاتے اور ان کے پاس لحاف رزائی نہ ہوتی تو اپنا دیدیا کرتے اور آپ تمام شب بیٹھ کر گزار دیا کرتے مزاج میں انکسار اس قدر تھا کہ اگر کوئی تعریف کرتا تو نہایت ناخوش ہوتے ایک مرتبہ کسی نے آپس میں ذکر کیا کہ

حضرت قطب ہیں یہ خبر کہیں آپ کو پہنچ گئی اس سے نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تو یہاں سے چلا جا چونکہ آپ طلباء کو انتہا کی کتابیں دور ہی سے بیٹھے نہایت بے فکری سے بکمال وضاحت پڑھایا کرتے ایک مرتبہ کسی طالب علم نے آپس میں ذکر کیا کہ حضرت کا علم حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں ہے یہ خبر بھی آپ کو اتفاق سے پہنچ گئی آپ اس طالب علم پر جب وہ سامنے آیا بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تاوقتیکہ تو ایسے حرف و حکایات سے سچی توبہ نہ کرے میں تجھ کو نہیں پڑھاؤں گا الغرض جب وہ تائب ہوا تب آپ اس سے رضی ہوئے اگر کوئی امیر یا دولت مند مرید ہونا چاہتا تھا تو اس کو نہ کرتے بلکہ اس سے ایسے بچتے جیسے کوئی بری بلا سے بچتا ہے عاجزوں اور مسکینوں کو نہایت پسند کرتے بدرجہ غایت غالب تھا کبھی کنایۃً یا صراحۃً کوئی ایسی بات نہ فرماتے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کو علم ظاہری باطنی میں کچھ دخل ہے مسجد کے حجرہ میں رہا کرتے تھے ایک روز آپ نے وہاں سے اپنی کتابیں اور سب اسباب گھر کو روانہ کر دیا اور ایک درویش کو کچھ روپے دیئے اور فرمایا کہ یہ تجہیز و تکفین میں خرچ کرنا حالانکہ اس وقت آپ بالکل تندرست اور صحیح تھے وہ درویش یہ بات سن کر حیران ہو گیا مگر تعمیل ارشاد سے چارہ نہ تھا اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہونے لگے اور مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی سپرد کیا مکان پر جب پہنچے اور گھوڑے سے اترے گھوڑے کو بھی وداع کیا مکان کے بالا خانے پر جا کر بیٹھے فرمایا کہ اسقدر بھاری جسم کا یہاں سے اترنا بڑی مشکل ہوگی پھر فرمایا کہ آج دروازے رحمت کے مفتوح ہیں مگر غریب غرباء بخشے جا رہے ہیں اسی اثناء میں ایک آپ کے خادم جو طبابت بھی کیا کرتے تھے حاضر ہوئے ان سے فرمایا کہ تم خوب آ گئے اس وقت میرا دل پانی کو چاہتا ہے پیوں یا نہیں اس نے عرض کیا کہ پانی میں کیا حرج ہے آپ نے پانی منگا کر پیا اور فرمایا کہ تم آ گئے جو پی

لیا ورنہ بلا پانی ہی جاتے اس نے عرض کی خیر ہے نبض دکھایئے آپ نے نبض دکھائی اس نے عرض کیا کہ نبض بہت اچھی ہے آپ نے فرمایا کہ تم اچھی بتلاتے ہو اور میری نزع کی حالت ہے اس نے عرض کی کہ میں نے آج تک ایسی نزع کبھی نہیں دیکھی فرمایا کہ آج دیکھ وہ اس بات کو سن کر گھبرا گیا اور کہا کہ میں بازار سے جا کر کچھ مفرحات لے آؤں کہ آپ کو ضعف قلب کی وجہ سے یہ خیالات ہیں آپ نے اس کو منع فرمایا کہ تم مت جاؤ اور کسی کو بھیج دو مگر وہ خود ہی چلا گیا اس کے بعد آپ نے اپنے نواسہ حضرت شاہ محمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر جن کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی ہوگی۔ دستار بندھوائی اور کتب خانہ کی چابیاں حوالہ کیں۔ اور کلمہ تشہد پڑھ کر جاں بجاناں سپرد کی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے صرف ایک صاحبزادی ہیں ان سے دو صاحبزادے ہیں بڑے صاحبزادہ حافظ حضرت سید محمد شاہ آپکے جانشین ہیں آئندہ روندہ کی خاطر و مدارات کرتے خدا آپ کو عمر طویل عطا فرمائے و کمال پیران عظام فرمائے آمین یارب العالمین۔

حضرت مولانا غلام نبی صاحب للہی قدس سرہٗ

حضرت سیدنا و مولانا غلام نبی صاحب ضلع جہلم ملک پنجاب ۱۲۳۴ھ میں پیدا ہوئے جب سن تعلیم کو پہنچے مکتب داخل ہوئے صرف نحو میر قطبی شرح وقایہ خیالی وغیرہ اپنے والد بزرگوار اور بعض دیگر علماء قرب و جوار سے پڑھیں۔ بعد ازاں پشاور میں حضرت مفتی محمد احسن مرحوم و حافظ دراز صاحب سے تمام معقول و منقول ختم کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ دولت خانہ پر آ کر مسند آرائے درس و تدریس ہوئے کہ اسی اثناء میں یکا یک شوق الٰہی آپ کے دل پر غالب ہوا اور آپ مرشد کی تلاش میں گھر سے روانہ ہوئے کہ جس جگہ کوئی صاحب دولت ملے اس سے بیعت کروں اتفاقاً بمقام شاہ پور مولانا غلام محی الدین

قصوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہما سے ملاقات ہوگئی اور بعد استخارہ انہیں سے بیعت ہوگئے حضرت مولانا نے ایک ماہ آپ کو توجہ فرما کر آپ کو علیحدہ لے گئے اور فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب ملے تھے فرماتے تھے کہ مولوی غلام نبی کا کلاہ اجازت دے دو۔ (یہ خواب کا معاملہ ہے) چنانچہ یہ کلاہ ہے یہ کہہ کر آپ کو کلاہ عطا فرمائی اور طریق توجہ دہی بھی تعلیم فرمایا اور اس کے بعد عرصہ قلیل میں تمام مقامات مجددیہ طے کرا کر دستار خلافت و بشارت حصول نسبت خاصہ سے سرفراز فرمایا اور بعض خلعت پیش گاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دلوا کر رخصت فرمایا اثناء سلوک میں جب آپ کا مراقبہ کمالات نبوت تھا آپ کا شوق حفظ کلام مجید ہوا چنانچہ آپ نے چھ ماہ میں یاد کرکے تراویح میں سنا دیا آپ قرآن شریف نہایت تجوید اور ترتیل سے پڑھتے تھے اور اس قدر یاد تھا کہ گاہ گاہ ایک شب میں بھی سنا دیتے تھے۔ حضرت کچھ مدت دولت خانہ پر قیام فرما کر پھر بمقام قصور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مولانا بکمال عنایت بیش از پیش آئے اور اکثر طالبین کو تربیت کے واسطے آپ کی سپرد کیا اسی اثناء میں حضرت مولانا کا انتقال ہوگیا اور حضرت دولت خانہ پر مراجعت فرما کر مصروف ہدایت خلق اللہ و اشاعت علم ظاہری و باطنی ہوئے آپ کی خدمت میں ستر اسی طلبا علم ظاہری و باطنی کا مجمع رہا کرتا تھا اور سب کو آپ اپنے پاس سے کھانا اور کتابیں دیا کرتے تھے بلکہ بعض بعض کی پوشاک اور دیگر اخراجات کی بھی خبر گیری کیا کرتے تھے اور بعض مع اہل و عیال مقیم رہتے تھے اور ان کے جمیع اخراجات کی بھی خبر گیری کیا کرتے تھے طالب کے حال پر خواہ وہ علم ظاہری کا ہو یا باطنی کا اس قدر شفقت فرمایا کرتے کہ ہر شخص اپنی جگہ یہ خیال کرتا تھا کہ میرے برابر آپ کسی پر مہربان نہیں۔

آپ کا معمول تھا کہ دو بجے شب کے بیدار ہوتے بعد اجابت غسل فرما کر نماز تہجد پڑھتے اس وقت کا غسل کسی موسم میں کسی وقت روز انتقال تک ناغہ نہیں ہوا اکثر تہجد میں قرآن شریف کی منزل پڑھتے تھے بعد نماز طلبہ کو سبق پڑھانا شروع کرتے پڑھانے میں امتیاز نہ تھا کہ بڑی ہی کتاب ہو پند نامہ فرید الدین عطار بھی پڑھاتے اور ہدایہ اور بیضاوی شریف بھی جس کتاب کو پڑھاتے اس کے جمیع حواشی اور شروح سامنے رکھ لیتے اور ہر ایک کو دیکھتے جاتے حواشی اور شروح پر رجوع کا اس قدر خیال تھا کہ سکندر نامہ و زلیخا کی شرح بھی سامنے رکھ لیتے بلکہ راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پندنامہ کی شرح بھی پڑھاتے وقت سامنے رکھ لیا کرتے حتیٰ کہ اگرکوئی ارو کی کتاب پڑھا کرتا تھا چونکہ آپ پنجاب کے رہنے والے تھے کوئی شخص اگر دہلی کی جانب کا رہنے والا موجود ہوتا اسکو بلا کر پاس بٹھا لیتے کہ تلفظ اور محاورہ میں اگر غلطی ہو بتا دیا کریں آپ سے ہر قسم کے طالب عالم بچہ نوعمر جوان ذہین کند ذہن شائق غیر شائق سمجھ دار ناسمجھ سب پڑھتے تھے کسی کو مارنا تو بجائے خود رہا کبھی سخت آواز سے بھی کچھ نہیں کہا اگر ایک مرتبہ میں لڑکا نہیں سمجھتا تو جتنی دفعہ میں سمجھتا سمجھا دیتے اور کسی قسم کا مزاج میں تغیر نہ ہوتا البتہ جب وہ سبق پڑھ کر رخصت ہوتا اس وقت آہستگی سے بتا دیا کرتے کہ مطالعہ اچھی طرح کیا کرو بلا مطالعہ قوت پیدا نہیں ہوتی صبح کی سنتوں کے وقت تک پڑھاتے بعد ازاں نماز صبح پڑھتے امامت خود کرتے اور اس میں قرأت طوال مفصل پڑھتے بعد نماز آیۃ الکرسی و دعوات ماثورہ پڑھ کر دعا مانگتے بعد ازاں پچیس مرتبہ استغفار و دو مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر پیران طریقت کی ارواح پاک پر ثواب پہنچاتے اس اثناء میں خدام حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے اور آپ نوبت بہ نوبت سب کو توجہ فرماتے جب آفتاب بلند ہو جاتا الحمدللہ اس قدر بلند آواز سے کہ حاضرین سن لیں پڑھ

کر فاتحہ پڑھتے اور نماز اشراق کو کھڑے ہوتے چار رکعت دو سلام سے پڑھتے اور گاہ گاہ بعد ختم حلقہ ذکر اولیاء کرام و مشائخ عظام و معارف طریقہ سے حاضرین کو سرشار کیفیات فرماتے برخاست حلقہ پر طالبین وخود حضرت پر عجیب کیفیت ہوتی تھی کسی پر ذوق وشوق غالب ہوتا تھا کوئی مغلوب نسبت استہلاک و اضمحلال ہوتا تھا کسی پر حالت عروج وارد ہوتی تھی اور کسی پر نزول کوئی نسبت ولایات سے سرشار ہوتا کوئی کمالات سے مالا مال اور کوئی حقائق سے بہرہ یاب اور حضرت مثل محبوب رعنا چشم میگون جس کی طرف دیکھتے تھے کچھ اور ہی لطف دیتا تھا بعد نماز اشراق دعا حزب البحر پڑھتے بعد ازاں پھر طلبہ کو پڑھانا شروع کرتے اور یہ شغل دس بجے تک رہتا بعد دس بجے گھر میں کھانا کھانے تشریف لے جاتے اور وہاں پہنچ کر اول درویشوں کے واسطے کھانا بھیجتے اور خود بعد تناول طعام حلقہ نساء قریب ایک گھنٹہ کے فرماتے نساء کی توجہ کا اس طرح معمول تھا کہ ایک چارپائی پر چادر ڈال کر اپنے سامنے کھڑی کر لیتے اس کی آڑ میں مستورات آکر بیٹھ جاتی تھیں نساء کو داخل طریق بھی اس طرح کیا کرتے تھے کہ وہ چارپائی کی آڑ میں بیٹھ جاتیں اور ایک کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑ لیتے تھے اور اس کا دوسرا کنارہ چارپائی کی آڑ میں طالبہ پکڑ لیتی تھی بعد حلقہ نساء آپ باہر تشریف لاتے اور قیلولہ فرماتے اور جس وقت موذن اذان کہتا فی الفور بلا تامل اٹھ بیٹھتے اور اس کی اجابت کرتے بعد ازاں قضائے حاجت کو جاتے اور وہاں سے واپس آکر مسواک کرتے اور بعد مسواک اکثر غسل فرماتے اور شاذ و نادر وضو کرتے غسل یا وضو کے ساتھ آپ مسواک کبھی ناغہ نہ فرماتے اس کے بعد نماز ظہر پڑھتے اور بعد نماز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم پڑھا جاتا اس کی ترکیب یہ تھی اول آخر درود شریف سو سو مرتبہ پڑھتے ہیں۔ لاحول ولاقُوَّۃَ اِلَّا باللّٰہِ العلی العظیم ہزار مرتبہ پڑھتے پھر صرف لاحول ولا قوۃ الا

باللہ نو سو مرتبہ بعدہٗ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم سو مرتبہ پھر درود شریف پڑھتے اس کے بعد حلقہ فرماتے اور توجہ کرتے اور مغرب کے قریب تک یہ شغل رہتا بعد ختم حلقہ حاضرین ضروریات سے فارغ ہوکر وضو کرتے پھر حاضر ہوتے کہ اتنے میں مغرب کی اذان ہوتی اور نماز پڑھی جاتی بعد نماز ختم خواجگان کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی و حضرت خواجہ عارف ریوگری و حضرت خواجہ محمود فغنوی اور حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی و حضرت خواجہ محمد بابا سماسی و حضرت خواجہ امیر کلال و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منسوب ہے اس طرح پڑھا جاتا اول سورۂ فاتحہ سات مرتبہ بعد ازاں درود شریف سو مرتبہ بعد ازاں الم نشرح ناسی مرتبہ بعد ازاں سورہ اخلاص ہزار مرتبہ بعد ازاں سورہ فاتحہ سات مرتبہ اور پھر درود شریف سو مرتبہ اس وقت مریدین ختم پڑھتے اور خود نماز اوابین میں مشغول رہتے اور بعد ختم اوابین آپ بھی ختم خوانی میں مشغول ہو جاتے بعد ختم حلقہ فرماتے اور اکثر اسی وقت طالبین کو داخل طریق بھی فرمایا کرتے اور اس کا یہ طریقہ تھا کہ طالب کو اپنے رو برو بٹھا کر اس کا ہاتھ مثل مصافحہ کے اپنے ہاتھ میں لے کر اول توبہ و استغفار پڑھاتے بعد ازاں کلمہ توحید و شہادت تعلیم فرماتے آپ کا اکثر یہ معمول تھا کہ طالب کو قادریہ طریق میں داخل کرتے اور سلوک مجددیہ طے کراتے کیونکہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ عنوان طریق مجددیہ یہ قرار پایا ہے کہ چاہے جس طریقہ میں داخل کرے مگر سلوک مجددی طے کرائے بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو اول خود توجہ فرماتے بعد ازاں کسی مجاز کو سپرد فرماتے کہ اس کے جمیع لطائف میں ذکر جاری کر دے بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو تاکید فرماتے کہ ہر لحظہ اور ہر ساعت قلب سے ذکر اسم ذات کا خیال رکھے اس وقت کا حلقہ قریب عشاء کے ختم ہوتا بعد ازاں آپ دولت خانہ تشریف لے جاتے اور اپنے ساتھ

درویشوں کو لے جاتے اور ان کے ہاتھ باہر کے واسطے کھانا بھیجتے گھر سے دونوں وقت کھانا پک کر آتا تھا اور باہر ایک درویش سب کو تقسیم کر دیتا تھا جب خود طعام تناول فرما چکتے حلقہ نساء منعقد ہوتا بعد حلقہ باہر تشریف لاتے اور نماز عشاء پڑھتے بعد نماز عشاء توجہ عام فرماتے اس وقت بعض بعض سے کچھ تکلم کلام بھی ہوتا اور اسی وقت آپ آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے بعد ازاں استراحت کے واسطے گھر تشریف لے جاتے ایام رمضان مبارک میں نصف شب کے بعد باہر تشریف لاتے اور حسب معمول غسل و نماز تہجد سے فارغ ہو کر قرآن شریف کا دور شروع کرتے اور جب سحری کا بالکل آخری وقت ہوتا دور موقوف کر کے سحری کھاتے اور بعد ازاں پھر دور شروع کرتے یہاں تک کہ فجر کی سنتوں کا وقت ہو جاتا اس وقت نماز صبح پڑھتے اور حسب معمول اشراق تک حلقہ فرماتے اور بعد نماز اشراق پھر دور شروع کرتے اور دوپہر تک دور کرتے رہتے غرض کہ رمضان شریف میں سوائے حلقہ توجہ جملہ مشاغل ترک کر دیتے اور نصف شب سے مغرب کے وقت تک برابر قرآن شریف کا دور کیا کرتے جس زمانہ میں کہ احقر حاضر حضور تھا جیٹھ اساڑھ کے روزے تھے اس وقت آپ کا سن مبارک قریب ستر کے تھا جوان آدمیوں کا چہرہ بباعث تشنگی و گرمی بگڑ جاتا تھا مگر آپ بلا تکلف دور میں مصروف رہتے تھے فرمایا کرتے کہ جب تک قرآن شریف کا دور کرتا رہتا ہوں بھوک پیاس کچھ معلوم نہیں ہوتی اور الحق کہ صحیح ہے ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر شدت پیاس میں آپ کے پاس چلے جایا کرتے تھے تو پیاس جاتی رہتی تھی اور باوجود اس سن و سال و شدت گرمی وغیرہ کے آپ آرام کی تلاش بھی نہ کرتے تھے ایک روز انہیں ایام رمضان شریف میں کہ لو و گرمی بدرجہ غایت تھی اور آپ بعد نماز ظہر مسجد سے اگلے درجہ میں بیٹھے تھے راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہاں بہت گرمی ہے اور لو بھی آتی ہے اندر تشریف لے چلئے وہاں کسی قدر

امن ہے فرمایا ڈر لگتا ہے کہ کہیں نفس آرام پا کر سرکشی نہ کرنے لگے ایام رمضان مبارک میں آپ کبھی دن کو قضائے حاجت کو نہ جاتے کہ استنجا دن کو نہ کرنا پڑے اور یہ کمال احتیاط تھی جمعہ کے روز بعد نماز عصر کے وقت تک وعظ فرماتے اور بعد عصر اپنے والدین کی قبر پر فاتحہ خوانی کو جاتے سفر میں ہمیشہ بعد عصر وعظ فرماتے اور اس میں علاوہ پند و نصائح کے وہابیوں نیچریوں رافضیوں کی نہایت مذمت کرتے اپنے متوسلین میں سے اگر کسی کو سن لیتے کہ مذکورۂ بالا فرقہ میں کسی کے ہاں آمد و رفت رکھتا ہے یا ان کی کوئی کتاب اس کے پاس ہے اس کو پسند نہ فرماتے اور اپنی ناپسندیدگی ظاہر فرماتے کھانے پینے میں نہایت احتیاط رکھتے تھے جنگل میں ایک تالاب تھا اکثر اس کا پانی پیا کرتے تھے کھانا کھانے میں کبھی بھی پانی نہیں پیا کرتے تھے بعد ظہر نوش فرماتے ایک خادم کا معمول تھا کہ بعد نماز تازہ پانی لا کر پلایا کرتا تھا ایک روز وہ پانی لایا تو آپ نے اس کے پینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ پانی مکدر ہے کوئی اور شخص پانی لے آئے چنانچہ جب دوسرا شخص لایا تب آپ نے پیا شخص اول سے جو دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے جو تمہارا پانی نہیں پیا اور اس کو مکدر فرمایا اس نے کہا کہ راہ میں میری نظر ایک نامحرم عورت پر پڑ گئی تھی آپ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانا کھاتے تھے فرمایا کہ مجھ کو یاد نہیں کہ کبھی میں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ہو فرماتے میرے نزدیک تازہ اور باسی سب یکساں ہے آپ نہایت منکسر مزاج تھے اور بسا اوقات بھرے بھرے مجمع میں اپنی نسبت ایسی بات فرما دیتے تھے کہ سن کر شرم آجاتی تھی ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک جگہ آپ تشریف لئے جاتے تھے جب وہ جگہ قریب رہ گئی تو بہت لوگ آپ کے استقبال کو اور آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے آپ نے فرمایا کہ ایسے ہجوم سے کچھ فخر نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی بندر یا ریچھ والا کسی گاؤں میں آتا ہے اسکے پیچھے بھی لوگ ہو جاتے ہیں پیران سلسلہ کی اولاد یا ان کے شہر کا بھی کوئی

رہنے والا ہوتا تھا اس کی بھی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص دہلی کی جانب کا رہنے والا آپ کے پاس رہا کرتا تھا چونکہ دہلی میں بعض حضرات کے مزار مبارک ہیں اور وہ اس کے جوار کا رہنے والا تھا اس رعایت سے اس کی خاطر داری فرماتے ایک روز کسی طالب کی بات پر وہ ناراض ہوگیا آپ کو جب یہ خبر پہنچی فرمایا کہ ہماری پگڑی لے جاؤ اور اس کے قدموں پر رکھ کر راضی کرو استقامت کہ فوق الکرامت ہے آپ میں شروع ہی سے بدرجہ غایت تھی۔

نقل ہے کہ جب آپ قصور میں اپنے پیر کی خدمت میں حاضر تھے للّٰہ میں سکھوں نے بہت لوٹ مچائی اور آپ کا گھر لوٹ لیا یہ خبر آپ کو وہاں پہنچی لیکن آپ نے اس کا ذکر تک بھی اپنے مرشد حضرت مولانا قصوری سے نہیں کیا۔

نقل ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ غیر مقلدوں کے بعض مسائل پر فتویٰ دیا کہ جوان کی ناراضی کا باعث ہوا اور انہوں نے عدالت میں نالش کر دی دوران مقدمہ میں بعض ڈپٹی وتحصیلدار جو آپ کے خیر خواہ تھے ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں قید وغیرہ نہ ہو جائے اس سبب سے چاہا کہ راضی نامہ ہو جائے جب آپ سے اس کا تذکرہ آیا فرمایا کہ راضی نامہ کا کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ دین میں فرق نہ آئے اور جو کچھ فتویٰ دیا ہے اس سے انحراف نہیں ہوسکتا خواہ قید ہو کچھ ہی کیوں نہ ہو آخرکار آپ کی فتح ہوئی۔

ایک مرتبہ للّٰہ شریف میں سخت وبا ہیضہ ہوئی اور اس میں آپکے صاحبزادہ کا کہ جو بیس سال کی عمر میں تھا انتقال ہوا آپ نے اس صدمہ کو نہایت استقلال سے برداشت کیا رمضان شریف کی آخری تاریخ تھی معمولات میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا دور قرآن شریف بلاتکلف کیے گئے جس وقت جنازہ تیار ہوا نماز پڑھ دی۔

تسلیک مقامات مجددیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی
کہ اس وقت نایاب ہے بارہا ایسا ہوتا تھا کہ بمجرد تلقین مقام اس مقام کے فیض و
برکات سالک پر نازل ہو جاتے تھے اور توجہ سے اس قدر سرعت سے وصول مقام
اعلیٰ پر ہوتا تھا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقام ہی ٹوٹ کر اس پر آ گرا ہے داخل
طریق ہوتی ہے طالب کے چہرہ پر انوار طریقہ اہل نظر کو معلوم ہونے لگتے تھے
فراست نظر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عطا فرمائی تھی کہ بمجرد صورت دیکھنے آدمی
کے استعداد باطنی معلوم کر جاتے گویا کہ پیشانی سے سعید شقی کی شناخت کرتے
تھے حدیث المؤمنُ ینظر بنُورِ اللّٰہِ کے مصداق تھے سلوک طے کرانے میں
حضرت کا خیال طالب کے حالات ظاہری و استعداد باطنی پر ہوتا بعض آدمی جو
اس جگہ رہا کرتے تھے اور متوسط الاستعداد ہوتے تھے ان کو چودہ پندرہ سال میں
طے کراتے تھے اور بعض جو باہر کے رہنے والے ہوتے تھے اور سال میں دو چار
مرتبہ آسکتے اور تھوڑا بہت قیام بھی کر سکتے تھے ان کو سات آٹھ سال میں اور بعض
جو دور و دراز جگہ کے رہنے والے ہوتے اور پھر ان کا آنا دشوار ہوتا ان کو تین چار
سال ایک ہی مرتبہ رکھ کر رخصت کرتے اور بعض کہ عیال دار ہوتے وہ زیادہ رہ
بھی نہیں سکتے تھے ان کا دو سال میں بھی بلکہ بعض کو ایک سال میں سلوک ختم کرایا
ہے اور ایک شخص کہ نہایت کامل الاستعداد تھا اس کو صرف ایک مہینے میں
تا معبودیت مطلقہ اور ایک شخص کو صرف سات سات توجہ ہر مقام پر کر کے طے
سلوک کرایا اور ہر دو نے بہت اچھی طرح ہر ایک مقام کا امتیاز بخوبی کیا اور فی
الواقع یہ حضرت کے اعظم تصرفات سے ہے حضرت نے تین قسم کی اجازت مقرر
کی تھی صغریٰ، کبریٰ، مطلقہ جس وقت طالب ولایت کبریٰ تک پہنچ جاتا اجازت
صغریٰ بعطائے کلاہ بخشتے اور جس وقت کمالات نبوت پر پہنچتا تو اجازت کبریٰ عطا
فرماتے اور تبرک پیرہن بخشتے اور جس وقت تمام مقام ختم ہو جاتے دستار خلافت و

اجازت مطلقہ بخشتے آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا اور جامہ علماء ظاہر میں اپنے تئیں چھپائے ہوئے تھے کشف وکرامات کا آپ کی مجلس میں نام نہ تھا مگر بمقتضائے کل اناء یترشح بما فیہ بطور اضطرار جو ظاہر ہوتی تھیں ان سے معلوم ہوتا تھا کہ کرامت پر قادر تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے غیر منکوحہ عورت اپنے گھر میں رکھ چھوڑی تھی ہر چند اس کو سمجھایا نہ مانا اسی اثناء میں امساک بارش ہوئی اور امساک کو بھی طول کھینچ گیا لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا جب تک وہ شخص اس عورت کو نہیں نکالے گا بارش نہیں ہوگی بعض نے کہا کہ اگر اس شخص سے عورت نکلوا دیں اور پھر بھی بارش نہ ہو تو کیا؟ آپ نے فرمایا پھر ہماری بات کا اعتبار نہ کرنا چنانچہ وہ لوگ جا کر اس عورت کو نکلوا آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ بارش کی میعاد مقرر کریں اس وقت رمضان شریف کا آخری عشرہ تھا آپ نے فرمایا کہ اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں بارش ہو جائے تب تو جاننا کہ اسی گناہ کی شومی سے بارش بند تھی اور اگر رمضان بعد ہو تو اتفاقی بات ہے چنانچہ ۲۷ رمضان کو ایسی بارش ہوئی کہ تمام جل تھل ہو گئے اسی طرح ایک مرتبہ اور امساک بارش ہوئی لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ دعا فرمائے کہ اللہ بارش کرے آپ نے فرمایا کہ مسجد کو گارہ سے لیپ دو بارش انشاء اللہ ہوگی لوگوں نے عرض کیا تالاب میں گارہ ہی نہیں کس چیز سے لیپا جائے آپ نے فرمایا خداوند اس قدر بارش کر دے کہ تالاب میں گارہ ہو جائے لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زیادہ کے واسطے دعا مانگئے آپ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ اپنے کام میں لگ جاؤ گے اسکا خیال نہیں رکھو گے غرض اس قدر بارش ہوئی کہ تالاب میں گارہ ہو گیا اور لوگوں نے مسجد لیپ دی بعد ازاں پھر خوب بارش ہوئی ایک مرتبہ آپ نے اکثر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنے اعمال درست کرو اور گناہوں سے توبہ کرو ورنہ تم پر سخت مصیبت آنے والی ہے گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا

ہے ہم بھی تمہارے ساتھ ہی ہیں مگر کسی نے چنداں خیال نہ کیا اور آپ قریب سال بھر کے فرماتے رہے کہ ہوشیار ہو جاؤ گناہوں سے بچو ورنہ عذاب آنے والا ہے بالآخر وبا پیدا ہوگئی اور ہر روز بہتر اسی آدمی مرتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آدمی زندہ نہ رہے گا حتیٰ کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہوگیا لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس بلا سے نجات دے آپ نے کہا کہ گناہوں سے توبہ کرو سب توبہ کرنے لگے آپ نے فرمایا اسطرح نہیں بلکہ فلاں فلاں جو فاسق معلن ہیں ان سے توبہ کراؤ یا ان سے میل جول چھوڑ دو چنانچہ ان سے سب نے توبہ کرکے آپ سے دعا کے واسطے عرض کیا آپ نے دعا فرمائی اور اسکے بعد کوئی تازہ بیمار نہ ہوا اور جو بیمار تھے ان کو صحت ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی شادی ہوئی اور عرصہ بیس سال تک اولاد نہ ہوئی ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اولاد نہیں ہوتی اگر آپ اجازت فرمائیں تو نکاح ثانی کرلوں آپ نے فرمایا کہ اس سال اور صبر کر بفضلہ تعالیٰ اسی سال اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ ایک اور شخص نے شادی کی اور رات کو وہ اپنی زوجہ پر قادر نہ ہوسکا دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا اس وقت آپ کھانا کھاتے تھے ایک لقمہ اپنے سامنے سے اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ اس کو کھالے چنانچہ اس نے کھالیا آپ کے تصرف سے اس میں ایسی قوت پیدا ہوئی کہ اب اس کا سن قریب ساٹھ سال کے ہے اس کی وہ بیوی علیل ہوگئی ہے مجبوراً اس نے ایک باکرہ سے نکاح ثانی کرلیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک آپ کا خادم دریائے جہلم میں کشتی پر سوار تھا شام کا وقت ہوگیا کہ دفعتہً آندھی آئی اور قریب تھا کہ کشتی غرق ہو سب لوگوں کے حواس جاتے رہے اس شخص نے دیکھا کہ آپ کشتی کو سنبھالے ہوئے ہیں اسی وقت

سب کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ خیریت ہے چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ کشتی بخیریت تمام پار ہوگئی ایک شخص آپ کے واسطے دریا پار سے سناہی پر تیرتا ہوا خربوزہ لاتا تھا (سناہی ایک چھوٹی سی مشک ہوتی ہے کہ اس کو سینہ کے نیچے رکھ کر دریا میں بآسانی تیرا جاتا ہے) اتفاقاً سناہی کے منہ سے نال بیچ دریا میں آ کر سناہی سے علیحدہ ہوگئی اور یہ شخص ڈوبنے لگا اسی وقت آپ کی جانب متوجہ ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے فی الفور اس جگہ دریا پایاب کر دیا اور اس کا پاؤں ریت پر قائم ہوگیا وہ شخص خود راقم الحروف سے کہتا تھا کہ ریت صرف میرے پاؤں کے نیچے تھا باقی اردگرد نہایت گہرا تھا خیر اس شخص نے اس جگہ بآرام تمام کھڑے ہو کر سناہی درست کی اور پھر وہاں سے روانہ ہوکر دریا پار ہوا جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی اس نے کوئی بات نہ کی تھی کہ آپ نے پہلے ہی سے فرمایا کہ دریا میں داخل ہونے سے پہلے سناہی کو خوب دیکھ بھال لینا چاہیے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے آ کر اپنے لڑکے کی شکایت کی کہ اپنی زوجہ کے ساتھ اچھی طرح نہیں رہتا اس کو سمجھا دیجئے جب اس کا بیٹا آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو سمجھایا اس نے عرض کی کہ حضرت میری طبیعت اس کی جانب رجوع نہیں ہوتی آپ نے فرمایا کہ تیری زوجہ کی عمر صرف ۶ مہینے کی رہ گئی ہے چنانچہ یہ سن کر اس نے اپنی بیوی کی نہایت خاطر و مدارات شروع کی اور وہ اس سے بہت راضی ہوئی اسی اثناء میں وہ بیمار ہوگئی اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ بیمار ہوکر چھٹے مہینے مرگئی۔

ایک شخص نے آپ سے آ کر عرض کیا کہ میں اپنے لڑکے کی فلاں شخص کی لڑکی سے نسبت کرنا چاہتا ہوں آپ کی کیا مرضی ہے آپ نے فرمایا کہ وہاں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں لیکن چونکہ اس لڑکے کا باپ دولت مند تھا اس نے وہیں کر دی آخرکار اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ لڑکی عقیم نکلی۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے کیا نام رکھوں آپ نے

فرمایا اس کا یہ نام رکھو اور اب کی مرتبہ جو ہوگا اس کا یہ نام رکھنا چنانچہ جب وہ لڑکا پیدا ہوا اس شخص نے آ کر عرض کیا کہ اس نام کا غلام زادہ پیدا ہوگیا آپ نے فرمایا اب کی مرتبہ جو ہوا اس کا یہ نام رکھنا اور پھر وہ بھی ہوا غرض کی کہ اس طرح آپ نے چار کے نام پہلے ہی سے رکھ رکھ دیئے اور وہ سب پیدا ہوئے۔

راقم الحروف ایک روز صبح کے حلقہ میں یہ خیال کر کے حاضر ہوا کہ آج فناء نفس کی علامت بیان فرمائیں جس وقت جا کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ سوچ کر گیا کہ آج کچھ فناء نفس کی علامت بیان فرمائیں انہوں نے اس کا خطرہ معلوم کر کے بیان فرمایا کہ فناء نفس کی یہ علامت ہے کہ کسی لطیفہ میں ذکر وتوجہ محسوس نہ ہو۔ راقم الحروف کے ایک دوست کے گھر میں لڑکیاں پیدا ہوتی تھی اس نے احقر سے کہا کہ حضرت سے کوئی تعویذ فرزند نرینہ کا منگا دو چنانچہ احقر کی التماس پر حضرت نے ایک تعویذ بھیجا اس میں لکھا تھا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ اسْمُهٗ یَحْیٰی اور تحریر فرمایا کہ اس تعویذ کو حاملہ کے گلے میں ڈال دینا چنانچہ ایسا ہی کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ بعد انقضائے ایام حمل میرے دوست کے گھر لڑکا پیدا ہوا اتفاق کہ اس کا نام اس نے خود محمد یحییٰ رکھا۔

نقل ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی جگہ کو جاتا تھا راستہ میں ایک عورت اس کے ہمراہ ہوگئی تھوڑی دور آگے چل کر تنہائی میں اس عورت نے اس کا ہاتھ پکڑا اور طالب برائی ہوئی وہ شخص بھی آمادہ ہوگیا تھا کہ آپ کی شکل مبارک حاضر ہوئی اور اسکے سینہ پر ایک ہاتھ مارا جس سے اس کی شہوت قطعی زائل ہوگئی اور خوف زدہ ہو کر وہاں سے علیحدہ ہوگیا جب آپ کے سامنے آیا آپ نے صورت دیکھ کر اس کو اشارۃً تنبیہ فرمائی۔

ایک مرتبہ وہابیوں نے فوجداری میں آپ پر نالش کر دی فرمایا کہ اس مقدمہ

میں ایک روز مجھ کو کچھ تشویش ہوئی الہام ہوا اعباد المسیح یخاف صحبی ونحن عبید من خلق المسیحا فرمایا کہ ایک مرتبہ خاتمہ کا نہایت خوف ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی جگہ تشریف لئے جاتے ہیں اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں جس جگہ سے آپ قدم اٹھاتے جاتے ہیں اس جگہ میں رکھتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی خفیف کام کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ جو یہ کام بھی کرتا ہے اس کا بھی خاتمہ بخیر ہوتا ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے ایک سبز چیز مثل زمرد کے عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ہماری خاص ہے یعنی نسبت فرمایا کہ ایک روز بچشم ظاہر میں نے دیکھا کہ حضرت یحییٰ پیغمبر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر آئے ہیں۔ آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا اور کبھی کوئی اپنا الہام یا مکاشفہ ظاہر نہیں فرمایا کرتے تھے اتفاقاً کسی خاص موقع پر کلام کا مبتدا خبر کاٹ کر فرمایا کرتے تھے کہ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

فرمایا تین چیزیں شرط اجازت ہیں علم، عقل، تحمل فرمایا اگر کسی صاحب ہمت کو کوئی ایذا پہنچائے تو یہ نہیں چاہیے کہ اس کے انتقام کے واسطے ہمت باطنی لگائے فرمایا صبر و شکیبائی چاہیے فرمایا اس زمانہ میں چونکہ لوگوں کی ہمت وطلب بہت قاصر ہوگئی ہیں بعض کو جلد اجازت دیتا ہوں طالب کو چاہیے کہ اس اجازت و خلافت پر غرہ نہ ہو مقصود کچھ اور ہی ہے چاہیے کہ اپنی جگہ جا کر ہمیشہ ذکر وفکر و حفظ نسبت و اتباع شریعت وعمل برعزیمت و اجتناب از رخصت و استقامت برطریقت ومحبت پیران سلسلہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قائم ہو۔

فرمایا کہ پیران کبار قدس اللہ اسرار کا معمول تھا کہ اگر طالب سے لغزش ہو جاتی تھی اس کو تنبیہ اور سرزنش فرماتے اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کرتا اس پر ملتفت نہ ہوتے لیکن فقیر اعراض باطن ہی پر اکتفا کرتا ہے اور ظاہر میں کچھ نہیں کہتا

اگر طالب تغیر احوال سے متنبہ ہوگیا تو خیر ورنہ ظاہری اعراض بھی کیا جاتا ہے کہ تائب ہو جائے فرمایا کہ تربیت باطنی جلالی و جمالی ہر دو وضع سے چاہیے جس شیخ میں یہ دونوں اوصاف ہوتے ہیں اس سے جلد فائدہ پہنچتا ہے فرمایا کہ مرید نارسیدہ مثل طفل شیرخوار ہے کہ اگر قبل از ایام رضاعت اپنی والدہ سے علیحدہ ہو جائے اس کے نشوونما میں فرق آجائے گا۔ اسی طرح اگر مرید قبل از وقت پیر سے علیحدہ ہوگا ناقص و ابتر رہ جائے گا فرمایا کہ باوجود تحصیل نسبت باطن اگر کسی شخص کے اخلاق درست نہ ہوں وہ قابل اجازت نہیں ہے فرمایا کہ اگرچہ میں بعض اوقات جلد اجازت دے دیتا ہوں مگر وہ بباعث ضرورت و مصلحت مقید بشرائط ہوتی ہے واذ افات البشرط فات المشروط فرمایا کہ محبت مشائخ علیہم الرضوان اقوی ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے فرمایا مبتدی کو جس قدر نکاح مضر ہے دوسری چیز نہیں ہے فرمایا کہ طالب خدا کو اغنیاء کی صحبت سم قاتل ہے فرمایا کہ توحید وجودی معارف قلبیہ اور علوم اہل ولایت سے ہے لیکن اصل چیز اس سے علیحدہ ہے وہاں العبد عبدوالرب رب کا ظہور ہوتا ہے اور یہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا مذہب تھا اور توحید وجودی کو شریعت سے بلاتاویل تطبیق ممکن نہیں ہے جیسے کہ بعض کبراء نے کیا ہے اور بدون تاویل اس کو عین شریعت سمجھنا اور مشارب انبیاء علیہم السلام وصحابہ کرام سمجھنا نادانی ہے اور مغلوب الحال معذور ہے فرمایا کہ سوز عشق مجاز مثل سوز سرگین ہوتا ہے اور سوز عشق حقیقی مثل سوز صندل و عود ہوتا ہے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی اور طریقہ میں بیعت کی ہو اور پھر چاہے کہ اس طریقہ مجددیہ میں داخل ہو جائز ہے کیونکہ مقصود خدا ہے اور یہ طریقہ جملہ طریق میں اقرب ہے خصوصاً اس زمانہ میں اور طریقوں کا نام ہی نام رہ گیا ہے پس طالب حقیقی کو لازم ہے کہ طریقہ شریفہ کا ملتزم ہو فرمایا کہ انسان کی آفرینش سے علت غائی تحصیل معرفت ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ای لِیَعْرِفُوْنَ اور منشاء پیری و مریدی حصول معرفت

ہے اور اگر حصول معرفت نہ ہووے وہ پیری مریدی بالکل بیکار ہے پس چاہیے کہ اس تلاش میں رہے اگر پیرا دل سے حاصل نہیں ہوا بلاتردد اس کی جانب رجوع کرے ورنہ تارک عمل آیت شریف مذکورہ بالا ہوگا فرمایا کہ تحصیل علوم ضروری ہے اور سلوک صوفیہ پر مقدم ہے اور اس کے بعد سلوک باطن گویا فرض ہے فرمایا کہ صحبت مشائخ خلاف شرع وحدت وجود کہنے والوں سے علیحدہ رہنا چاہیے فرمایا کہ جس کسی کو پیر اپنا جانشین قائم کرے اسکی تعظیم و تکریم لازم رکھے فرمایا کہ طالب تلاش اصل نسبت مجددیہ کی رکھے اور کسی جگہ اگر رجوع خلائق ہو اس پر فریفتہ نہ ہو مقامات معصومیہ میں لکھا ہے کہ قبولیت خلائق اصلاً دلیل کمال نہیں ہے بہت سے ایسے اولیاء ہیں کہ ان کو کوئی جانتا بھی نہیں اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے جن پر ہجوم خلائق ہے افضل بندے ہیں انبیاء گذرے ہیں اور ان پر دو تین سے زیادہ اسلام نہیں لائے البتہ ان اولیاؤں سے یقینی افضل ہیں کہ جن پر خلائق کا ہجوم ہے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب کرتا ہے اس کو اللہ آخرت سے محروم رکھتا ہے فرمایا کہ دوستان خدا کو دنیا راحت کی جگہ نہیں ہے راحت کی جگہ آخرت ہے فرمایا کہ کلمہ حق پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیے اگر امید قبول ہو اور اگر امید قبول نہ ہو دل سے مکروہ جاننا چاہیے فرمایا کہ ولی کامل سے کمال حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ مکمل سے ہوتا ہے فرمایا کہ ترک دنیا دل سے ہوتی ہے نہ کہ ترک اسباب ظاہر سے فرمایا اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ بہت وظیفہ خوان ہوتے ہیں ان کو توجہ کا دیر میں اثر ہوتا ہے بخلاف غیر مقید شخصوں کے کہ یہ جب داخل طریق ہوتے ہیں بہت جلد مؤثر ہوتے ہیں کیونکہ وظیفہ خواں لوگوں کو اپنے وظیفوں کا عجب ہوتا ہے اور غیر مقید لوگوں کو اپنے اعمال سے ندامت ہوتی ہے مقولہ بزرگان ہے ندامت معصیت باز عجب طاعت۔

فرمایا کہ وہابیوں کی صحبت باولے کتے کی مانند ہے کہ اپنا سا کرلیتی ہے فرمایا کہ صاحب سلوک کو اگر غلبہ شہوت نہ ہو نکاح نہ کرنا بہتر ہے اور مثل حضرت عیسیٰ

علیہ السلام مجرد رہنا انسب ہے فرمایا کہ طالب مولا کو سوائے ذات تبارک وتعالیٰ کے
اور کی محبت نہیں چاہیے فرمایا کہ فیض سب پر یکساں نازل ہوتا ہے لیکن قبولیت فیض
بقدر استعداد ہوتی ہے فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے رو برو نہ پانی پئے نہ کھانا
کھائے اور نہ کسی سے کلام کرے اور گھر جانے کی اس سے اجازت نہ طلب کرے
یعنی جب وہ خود حکم فرمائے تب جائے اور جمیع امور میں اسکی اطاعت کرے فرمایا
اللہ تعالیٰ کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں کسی کام میں چون و چرا نہیں کرنا
چاہیے فرمایا کہ بعض کو فائدہ باطنی اچھا معلوم ہوتا ہے اور محبت کم ہوتی ہے اور بعض
کو فائدہ کم معلوم ہوتا ہے اور محبت زیادہ ہوتی ہے لیکن فضل و اعتبار صاحب محبت کا
ہے فرمایا کہ معرفت الٰہی کی نہایت نہیں ہے تھوڑے سے ذوق وشوق پر قانع ہونا
نہیں چاہیے ہرگاہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رب زدنی علما فرمایا تو
دوسروں کا کیا ذکر ہے فرمایا کہ مثل حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ امت محمدیہ
میں کم گذرے ہیں فرمایا کہ میں سات سال حضرت صاحب قصوری کی خدمت میں
آتا جاتا رہا اس تمام مدت میں کبھی مراد غیر دل میں نہیں رہی فرمایا کہ بڑا کام یہ
ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے فرمایا جس شخص میں طلب صادق و محبت خدا ہوتی
ہے اس کو طریقہ میں داخل ہونے سے ضرور ہی فائدہ باطنی کھلتا ہے فرمایا کہ حلقہ
جس وقت تک ختم نہ ہو بے اجازت جانا باعث ضرر ہے فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ
ہر وقت توشہ آخرت کی فکر میں رہے فرمایا کہ بے اذن پیر کسی کو بیعت کرنا حرام ہے
فرمایا شیخین پر سب کرنا کفر ہے فرمایا کہ کپڑا مثل صلحا کے پہننا چاہیے فرمایا کہ
طالب صادق وہ ہے کہ جس کو محبت مرشد و اتباع خیر البشر غالب ہو فرمایا کہ طالب
مولیٰ کی کبھی پیاس نہیں بجھتی اور ہر وقت ترقی کی فکر میں ہوتا ہے فرمایا جو شخص اولیا پر
طعن کرتا ہے اس کی رستگاری نہیں ہوتی یہ لوگ نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے اسی طرح

ان لوگوں کی بھی تعظیم ضروری ہے فرمایا سالک کو چاہیے کہ ضروری اسباب رکھے افراط میں نہ پڑے فرمایا جس قدر طالب میں شکست وعاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اس پر زیادہ وارد ہوتا ہے فرمایا اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات سے سلوک فرمایا بعض میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں سلوک جس طالب میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اس کو اسم ذات سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جس میں سلوک زیادہ ہوتا ہے اس کو نفی اثبات زیادہ فائدہ کرتا ہے فرمایا بعض کے حلقہ میں جوش وخروش وہائے وہو ونعرہ بہت ہوتا ہے اور عوام کی نظروں میں اس کی بڑی وقعت ہوتی ہے حالانکہ یہ جوش وخروش کوئی چیز نہیں ہے فرمایا جس شخص کی طرف لوگ بہت رجوع ہوں یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ شخص کامل مکمل ہی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بر کر وفر صوفیہ غرہ نباید شد۔ فرمایا سالک کو چاہیے کہ نیچی نظر کرکے چلا کرے کسی کا شعر ہے۔

خوئے سگانست بہر سونگاہ　　شیر سرافگندہ رود سوئے راہ

فرمایا بعض اولیاء عشرت ہوتے ہیں اور بعض اولیاء عزلت اولیاء عشرت مشہور ہوتے ہیں اور اولیاء عزلت گمنام فرمایا ایک جہاد اکبر ہوتا ہے ایک جہاد اصغر جہاد اصغر کفار سے لڑنے کو کہتے ہیں اور اکبر نفس سے جہاد کو کہتے ہیں چنانچہ ایک موقع پر لڑائی کے بعد جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ فرمایا زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا غفلت سے ہے فرمایا سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں۔ اول استعداد کامل، دوئم پیر کامل مکمل، سوئم توفیق الٰہی فرمایا ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچے مرید وہ ہے کہ جو آپ محنت ریاضت کرکے حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کسی بزرگ کی روح سے بالاستقلال مدد چاہنا منع وحرام ہے اور وسیلہ کرنا جائز فرمایا کہ وظیفہ یَاشَیْخ عَبْدَالْقَادِرْ جیلانی شَیْئًالِلّٰہ دو طرح سے پڑھنے کا معمول

ہے ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ ان کلمات میں اثر و برکت سمجھے فرمایا طریقت بلاشریعت ممکن نہیں فرمایا کہ مبتدی کو چاہیے کہ صرف فرائض اور سنت پر اکتفا کر کے ہر وقت ذکر میں مشغول رہے قرآن شریف اور نفل منتہی کو پڑھنا چاہیے فرمایا علامت فناء نفس یہ ہے کہ کسی لطیفہ میں لطائف خمسہ سے ذکر و توجہ نہ ہو فرمایا کہ کمال فناء نفس غوث و قطب کو ہوتی ہے فرمایا ایک کشف تو یہ ہوتا ہے کہ قلب میں کچھ نورانیت پیدا ہوگئی اور اس سے کچھ معلوم ہونے لگا اور دوئم اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَاَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا کا مصداق ہو جائے فرمایا کہ اول کشف میں غلطی ہو جاتی ہے اور دوسرے میں کم فرمایا کشف لڑکوں کا کھیل ہے فرمایا جو شخص اپنے پیر کو اچھا نہ سمجھے اس سے علیحدہ رہنا چاہیے فرمایا

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید　　　واز زباں آوازاں پاک نفس

چوں بدنیائے دوں فرود آیند　　　بعسل در بماند ہچو مگس

فرمایا سالک کو قصص و حکایات کی کتابیں دیکھنا مضر ہے فرمایا کہ بری صحبت سے استعداد باطنی خراب ہو جاتی ہے فرمایا حضرت شاہ صاحب کے کسی مرید نے اپنے ضیق معاش کی شکایت لکھی حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عجب معاملہ ہے پہلے لوگ آ کر فقیر کی بیعت کرتے ہیں پھر شکایت فقر و فاقہ کی کرتے ہیں فرمایا سالک کو چاہیے کہ مفلسوں کی صورت نہ بنائے فرمایا کہ جسوقت فناء نفس ہو جاتا ہے تب نفس صدر نشین ہو جاتا ہے اور حکم خیارکم فی الجاھلیة خیارکم فی الاسلام اذ افقھوا کا حکم پیدا کرتا ہے فرمایا کہ بعض پر جہل نسبت غالب ہوتی ہے اور ان کو اپنا فائدہ باطنی ادراک میں نہیں آتا حضرت احمد برکی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور ان کو اپنا حال ادراک میں نہ آتا تھا اور حضرت سے باطن کی شکایت کیا کرتے تھے اور حضرت ان کی تسلی لکھ کر بھیجا کرتے تھے فرمایا کہ کشف وغیرہ ریاضات سے ہو جاتا ہے اور اس میں

ہندو بھی شریک ہیں لیکن کشف مقامات سوائے اولیاء اللہ کے اور کو نہیں ہوتا فرمایا مسائل روزہ نماز و آخری پارہ قرآن شریف ضرور صحیح یاد ہونا چاہیے فرمایا کہ سالک کو نظر نامحرم کی بہت احتیاط رکھنا چاہیے۔

بنا محرم نظر دل را کند کور ز دولت خانہ قرب افگند دور

فرمایا کبھی کبھی پیر اپنے بعض مرید کی بڑی شان ظاہر کرتا ہے مگر اس سے بقدر اس شان کے اشاعت فیض نہیں ہوتی جیسے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کہ ان کی نسبت حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے تو میں کہوں گا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو اور ایسا ہی حال خواجہ محمد پارسا کا ہے کہ ان کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرے وجود کا باعث پارسا محمد کا ظہور تھا اور حالانکہ اشاعت طریقہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے ہوئی اور یہاں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے فیض جاری ہوا فرمایا کہ صاحب ارشاد کو چاہیے کہ اپنے تئیں باوقار اور متحمل رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے مریدوں کے دل میں حقارت پیدا ہو فرمایا کہ جب تک نسبت پختہ نہ ہو جائے یعنی عکس پیر آئینہ مرید میں محقق نہ ہو جائے نکاح کرنا مضر ہے فرمایا مکتوبات معصومیہ عجب چیز ہیں پڑھنے سے نہایت فیض آتا ہے اور بڑے دقیقے معلوم ہوتے ہیں فرمایا بعض کی نسبت عرض میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی عرض میں اس قدر نہیں ہوتی طول میں یعنی علو میں زیادہ ہوتی ہے فرمایا کہ جسکی نسبت عرض میں زیادہ ہو وہ افضل ہے کہ عریض ہونے سے قوی ہونا مراد ہے فرمایا حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے حضرت مرشدنا مولانا غلام محی الدین قصوری کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ ہماری آخری عمر کی کمائی ہیں فرمایا سلوک میں پیر کی محبت بڑی دولت ہے۔

از محبت مست ہا زری شود

فرمایا کہ جس قدر نسبت باطنی بلند ہوتی جاتی ہے اسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے فرمایا کہ متاخرین کی اصطلاح میں غوث جامع قطبیت ارشاد و مدار ہے فرمایا کہ فنا، رزائل کا دور ہونا ہے اور بقا تخلق باخلاق اللہ ہونا ہے فرمایا نیکی بانیکاں خرخایست اور نیکی بابداں کار عبداللہ انصاریست فرمایا طالب خلافت قابل خلافت نہیں ہوتا فرمایا کہ احوال باطن منکر طریقہ سے نہیں کہنا چاہیے فرمایا فقر بڑی دولت ہے دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنا چاہیے فرمایا خواہ دوست ہو خواہ دشمن سب سے باخلاق پیش آنا چاہیے۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرفست باد وستاں تلطف بادشمناں مدارا

فرمایا کہ اگر باوجود پیر کی التفات کے مرید کی جانب سے کم توجہی پائی جائے یہ مرید کی نقص استعداد کی علامت ہے فرمایا صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے فرمایا مرید کو چاہیے کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہو رہے کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے پیر جو کچھ اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے وہ عین صواب ہوتا ہے فرمایا کہ اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن داخل طریق ہونے کے بعد بے استقامتی بہت بری ہے فرمایا جو شخص اولیا کو ایذا پہنچائے اس کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ اس کو جانی یا مالی نقصان پہنچے بلکہ ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے محروم رہنا ہی بڑا نقصان ہے فرمایا کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حصول معرفت ہے اور وہ بلا صحبت کامل ملکمل ممکن نہیں پس چاہیے کہ جس جگہ ایسے شخص کا پتہ لگے بعد استخارہ اس کی طرف رجوع کرے فرمایا مدار کار دو چیز پر ہے ایک محبت پیر دوسری اتباع شریعت پر فرمایا آدمی کو چاہیے کہ احد من الناس بنا رہے فرمایا نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی فرمایا رستگاری عبادت کرنے میں نہیں ہے بلکہ گناہوں سے بچنے میں ہے آپ اپنے خدام کو ہمیشہ صبر بر بلا و فقر و فاقہ و تحمل بر ایذا مخالفین پر تاکید

فرماتے تھے چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا حافظ دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا ہے ''فرزند ارجمند برخوردار حافظ دوست محمد طال عمرہ و زاد قدرہٗ بعد ادعیہ وافیہ آنکہ خط فرحت نمط رسید از ایذا کشمیری وغیرہ دل تنگ نشوند کہ تحمل شداید و مصابرت برحوادث موجب دفعہ بلیات و نورانیت باطن است مااصاب من مُصِیبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہ شنیدہ باشند بہر کیے باحسن خلق باشند'' اور ایک خادم کو تحریر فرماتے ہیں ''از فقیر غلام نبی احمدی بعد السلام علیکم و اشتیاقے الیکم آنکہ خط فرحت نمط آں مخلص بے غلط رسید مسرور و بتہج گردانیدہ از یوم ارخاص تادم تحریر کشش و شوق ملاقات آں عزیز بسیاری دارد و از ارادہ آمدن شما بسیار خوش است اما معلوم نمایند کہ اگر منشاء ایں ارادہ ترددات دنیوی و مصائب جہانی باشد تا ایں کار مخالف اہل اللہ و اصحاب سلوک است و در دنیا ابتلا و آزمائش بسیار اند علی الخصوص بمقبولان خدائے تعالیٰ بردر دو حوادث و نزول تکالیف صبر بخشد بعد صبر و استقامت جمیع تکالیف مبدل بہ میسر میشوند وقتیکہ نعمت و قمت برابر باشد ہیچ تکلیف معلوم نمے شود پس اگر بحالت استقامت و شوق ارادہ ایں صوب دارند مبارک و باعث فرحت فقیر است والسلام'' ایک اور درویش کو تحریر فرماتے ہیں۔ ''الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ از فقیر غلام نبی احمدی بعد سلام مسنون و دعوات مشحون میرہن باد ہر دو خط رسیدند آنچہ از تنگی معیشت وعدم روائی حاجت نوشتہ اند ایں ہمہ لازمہ فقر است چوں خود بیعت فقر نمودہ اند بعد ازاں شکایت و اضطراب چہ معنی دارد تکلیفات دنیا مقبولاں را باعث ترقی درجات اند باید کہ خود را از خیالات تنگی و فراخی پاک کنند کہ دنیا جائے گزرانست مع ہذا کسے کہ توجہ کلی او الی اللہ باشد خاتمہ ہر کار او بوجہ احسن می شود

حضرت کی وفات

حضرت کے صاحبزادہ میاں گل محمد صاحب کا وباء ہیضہ میں جب تاریخ ۲۹

رمضان السبارک ۱۳۰۶ھ کو انتقال ہوا اور لوگ تعزیت کے واسطے آتے اور کلمہ تعزیت عرض کرتے آپ فرماتے کہ ہم کیا یہاں بیٹھے رہیں گے ہم بھی چلنے کو تیار ہیں رنج کس بات کا کریں اسی زمانہ میں ایک طالب علم آیا اور اس نے پڑھنے کے واسطے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اگر وہاں نہ گیا تو تم فلاں وقت آنا سبق شروع کرا دیں گے اتفاقاً جس وقت آپ کو دفن کر رہے تھے وہ طالبعلم آیا اور اپنا قصہ مذکورہ سنایا راقم الحروف بھی جس قدر خدمت میں حاضر رہتا کچھ نہ کچھ علم ظاہری میں آپ سے شغل رکھتا تھا انہیں ایام میں مکان سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا میں نے کسی کتاب کے شروع کرنے کی درخواست کی فرمایا شنبہ کے روز (کہ اس روز ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ تھی) دیکھا جائے گا اتفاقاً اسی روز آپ کو تپ کہ یہی مرض موت تھا لاحق ہوگئی مگر نہایت خفیف درجہ میں کہ اس کی وجہ سے آپ نے غسل بھی ناغہ نہ فرمایا یک شنبہ آئندہ کو فرمانے لگے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد وہاں آرام ملے گا تو اب مرنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے انتقال کے روز صبح کو فرمانے لگے کہ آج حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے شاید کہ لینے آئے ہیں اور اس روز بعد حلقہ اولیا کی وفات اور حیات دائمی کا بہت دیر تک ذکر فرماتے رہے دوپہر کو قبل قیلولہ راقم الحروف کو بلایا اور فرزندی امیر حسن کی تعلیم کے بارے میں دریافت فرماتے رہے بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ رجب علی خاں کو لکھ بھیجوں کہ ہم کو ایک سفر درپیش ہے اگر وہاں نہ گئے تو تمہاری طرف آئیں گے اس کے بعد آپ آرام کرنے کو تشریف لے گئے بعد زوال بہت جلد بیدار ہوئے خود مسواک کرنے لگے اور مؤذن کو فرمایا جلد اذان کہو چنانچہ اس نے شروع کی آپ جواب اذان دیتے گئے جب کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مؤذن پہنچا آپ اس کا جواب دیتے ہوئے پیچھے کو جھکتے گئے اور فرش مسجد پر لیٹ گئے اور اسی وقت جان

بجاناں تسلیم کی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولاً سب کو شبہ ہوا کہ سکتہ پڑ گیا ہے مگر آخرکار یقین ہوگیا کہ آپ کا انتقال ہوگیا اگلے روز بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ کو دفن کیا۔

حلیہ شریف

حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ میانہ قد مائل بسرخی سبز دو رنگ تھے فراخ پیشانی آنکھیں متوسط اہل کلائی اس میں محبت الٰہی کا سرخ ڈورا تھا بلند بنی دانت متصل متصل چمکدار تھے داڑھی بانبوہ اس پر خضاب وسمہ و مہندی لگایا کرتے تھے بھر مبارک مخلوق رکھتے تھے دستار گول باندھتے تھے کرتہ مونڈھوں پر چاک کا پہنتے تھے نہ بند باندھا کرتے تھے اور ہر موسم میں کپڑے لٹھا کے پہنتے تھے تزیب ململ کا استعمال نہ کرتے تھے رفتار تیز تھی اور چلنے میں ادھر ادھر کو نہ دیکھتے تھے نشست اکثر دو زانو تھی اور آخر عمر میں تو بالکل ہی دو زانو بیٹھنا اختیار کرلیا تھا دن کو سوائے قیلولہ کے اور وقت کبھی نہ لیٹتے اگرچہ کیسی ہی منزل کیوں نہ کی ہو نہایت خندہ پیشانی اور خوش خلق تھے ہر وقت انبساط سے رہتے تھے اور باایں ہمہ ایسے با ہیبت تھے کہ ان کے سامنے گذرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور بلا دریافت کئے کسی کو بات کرنے کا منہ نہ پڑتا تھا اگر ہزار آدمیوں میں بیٹھے ہوتے تھے تو وہی وہ معلوم ہوتے تھے پیشانی مبارک سے ایک نور کی شعاع نکلتی تھی غرضیکہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری کے مصداق تھے اللہ تعالیٰ ان کے اخلاق ظاہری و باطنی سے ہم ناچیزوں کو بہرہ مند کرے والارض من کاس الکرام نصیب''

حضرت مولانا مرشدنا علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادہ تھے بڑے مولانا حافظ دوست محمد صاحب چھوٹے حافظ گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہا چھوٹے صاحبزادہ کا آپ کو بڑا محبت دل ہوگیا تھا بڑے صاحبزادہ آپ کے مسند آرائے ارشاد ہوئے۔

حضرت مولانا حافظ دوست محمد قدس سرہ

آپ ۱۲۶۶ھ میں بمقام للہ تولد ہوئے ابھی شیر خوار ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں حضرت مرشدی کو بشارتاً تحریر فرمایا تھا کہ مولوی حافظ دوست کو دعا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی جب آپ علوم ضروریات سے فارغ ہوگئے تو آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ سے متوجہ کسب سلوک باطنی ہوئے اور قریب تین سال کے عرصہ میں تمام کمال سلوک مجددیہ حاصل کرلیا حضرت نے بمقام سرہند بایمائے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی ایام کسب سلوک میں حضرت مرشدنا آپ کے حالات باطنی سن سن کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات فقیر کے کسی منتسب میں نہیں نیز ایک روز فرمایا کہ فقیر متردد تھا کہ دیکھئے نسبت خاصہ فقیر کس کی جانب منتقل ہوتی ہے معلوم ہوا کہ یہ امانت فرزندی دوست محمد کو نصیب ہوگی الحق کہ اس بشارت کا ظہور ہوا بعد انتقال حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے اور طالبین کو تسلیک مقامات مجددیہ بخوبی کراتے تھے حضرت صاحبزادہ صاحب قدس سرہ کے مزاج میں استغنا کمال تھا مگر چونکہ راقم الحروف کے حال پر نہایت مہربان تھے گاہ گاہ اپنا کوئی خواب براہ عنایت بیان کرتے تھے ایک روز فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ منجانب اللہ ایک کتاب میرے پاس آئی ہے اس کے اوراق پر انواع انعامات الٰہی کا ذکر لکھا ہے کہ ہم نے تجھ کو یہ بھی بخشا ہے اور یہ بھی عنایت فرمایا ہے ایک روز دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصورت طفل میری گود میں تشریف رکھتے ہیں فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ غلام علی میرے پیرہن میں آکر داخل ہوگئے ہیں علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے واقعات ہیں کہ مجھ کو یاد نہیں تصرف اور ہمت بھی آپ کی قوی تھی

لوگوں کی حل مشکلات آپ کی ادنیٰ توجہ اور التفات سے ہوتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میرا لڑکا مدت سے کہیں چلا گیا ہے کچھ پتہ نہیں دعا فرمایئے کہ واپس آجائے چنانچہ اسی روز اس کا لڑکا آگیا اور اس نے بیان کیا کہ میں فلاں مقام پر تھا کہ دفعۃً میرے دل میں مکان آنے کا عزم مصمم ہوگیا میں اسی وقت ریل پر سوار ہوکر مکان پر آگیا آپ کے مزاج میں نہایت انقطاع دا نزدا تھا اہل دنیا سے کمال تنفر تھے اگر کوئی ملنے کو آجاتا تو دور ہی سے دیکھ کر منقبض ہو جاتے اور اگر کوئی دنیا دار ملنے کا ارادہ رکھتا اور اتفاق سے نہ آسکتا تو نہایت خوش ہوتے تھے ابتداء عمر سے مسکین اور غریب آدمیوں سے نہایت موانست رکھتے تھے اور اپنے پاس بٹھائے رکھتے غرضیکہ عجب نسخہ اخلاق تھے افسوس کہ زیادہ عمر نہ ہوئی اور بتاریخ ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ کو امراض میں مبتلا ہوکر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

صاحبزادہ محمد عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صاحبزادہ حافظ عبدالرسول صاحب اللہ عمرہ ورفع اللہ قدرہ آپ کے جانشین ہوئے جب یہ بچہ تھے اکثر حلقہ کے وقت اپنے دادا صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس آجایا کرتے تھے اور وہ ان کو گود میں بٹھا کر توجہ کرتے تھے۔ ان کے والد بزرگوار نے ان کو حضرت سرہند میں لے جاکر بیعت کیا اور وہیں دستار بندھوائی اس وقت ماشاء اللہ جوان ہیں نسبت موروثی سے سیراب ہیں صبح و شام طالبین کے ساتھ حلقہ و مراقبہ و توجہ کرتے ہیں تسلیک مقامات مثل سابق جاری ہے طالبان خدا کی نہایت سیر چشمی و مروت سے خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل نصیب کرے اور فیض طریقہ جاری رکھے آمین یا رب العالمین۔

افسوس کہ عالم شباب بعمر ۲۹ سال میں بعارضہ درد گردہ بتاریخ ۷ رمضان ۱۳۳۰ھ بوقت شب آٹھ بجے یوم شنبہ انتقال فرمایا ان للہ وانا الیہ راجعون آپ

کے صاحبزادہ صاحب مقبول الرسول صاحب جانشین ہوئے ان کی عمر ہنوز ۷ سال ہے اور ایک صاحبزادہ صاحب محبوب الرسول ہیں جن کی عمر ۴ سال ہے اور ایک صاحبزادہ صاحب فضل الرسول صاحب ہنوز شیر خوار ہیں اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبان کو مثل اپنے اجداد کے علم ظاہری باطنی نصیب کرے آمین ثم آمین

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش است تو مرا بریں آرزوئے خود برسان

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حضرت حافظ فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ

اجل خلفاء حضرت سیدنا ومرشدنا سے تھے قدس سرہما سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت کی خدمت میں حاصل کیا اقسام کشوف کشف مقامات قبور و کشف ارواح و ملائکہ عظام و کشف آئندہ وگذشتہ رکھتے تھے نہایت قوی النسبۃ اور دائم الفکر والذکر تھے حضرت کی محبت میں یگانہ تھے۔

جناب حافظ شہباز سدھوالی رحمۃ اللہ علیہ

سلوک باطنی تا آخر مقام حضرت سیدنا ومرشدنا سے حاصل کیا نہایت ہی مہذب الاخلاق تھے ہر وقت ذکر وفکر وعبادت میں مصروف رہتے تھے۔

جناب حافظ نور الدین نلی والہ رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا مرشدنا علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا حضرت تہذیب الاخلاق میں بے نظیر تھے کثیر العبادت وقوی النسبت تھے۔

جناب حافظ محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تمام وکمال حضرت سیدنا ومرشدنا علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا ہر وقت مراقبہ میں مصروف رہتے تھے قوی النسبۃ تھے ورع وتقویٰ آپ کا شیوہ تھا۔

جناب مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ

اول میں علم ظاہری حضرت سیدنا و مرشدنا سے پڑھا کرتے تھے دوران تحصیل علم داخل طریقہ ہوئے اور سلوک باطنی شروع کر کے تا انتہا پہنچایا قریب پچیس سال حضرت کی صحبت میں فیضیاب رہے حضرت کے خلفاء میں نہایت شان عالی رکھتے ہیں ان کی علو شان کا اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ ایک مرتبہ حضرت کو اپنے احیات میں تردد تھا تو حضرت صاحبزادہ مولانا دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر تم کو ہم سے سلوک حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہو تو غلام حسن صاحب سے حاصل کرنا غرضیکہ نہایت مہذب الاخلاق و قوی النسبت و دوام الفکر و مصروف استاد ہیں افسوس کہ اب آپ کا انتقال ہو گیا۔

جناب مولانا محمد اللہ جوایا سلمہ اللہ تعالیٰ

علم ظاہری و سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا تہذیب اخلاق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے چالیس سال تک حضرت کی خدمت میں رہے اور لنگر و دیگر امور خانہ واری کا نظم و نسق آپ کی سپرد رہا خاکساری و مسکنت آپ کا شیوہ ہے افسوس کہ آپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

جناب مولانا غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ

کمسنی ہی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے پانچ سال میں تمام علوم معقول و منقول پر عبور کیا بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہا حاصل کیا حضرت سیدنا و مرشدنا ان سے مثل اپنے فرزندوں کے محبت رکھتے تھے کمال ہی مہذب الاخلاق و دوام الفکر و منزوی ہیں استقامت و تقویٰ میں آپ یگانہ ہیں نہایت صاحب فراست و ادراک ہیں سخاوت آپ کا شیوہ ہے علم ظاہری کی آپ سے نہایت اشاعت ہوئی

ساٹھ ستر طالب علم آپ کے پاس رہتے ہیں اور اکثر کا خرچ خوراک آپ کے ذمہ رہتا ہے افسوس کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

جناب میاں عبداللہ پکھلی والہ رحمۃ اللہ علیہ

پہلے اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر کہیں کشود کار نہ ہوا آخر حضرت سیدنا و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک مجددی تا انتہا حاصل کیا اجازت و خلافت پا کر اپنے وطن گئے مگر عمر نے وفا نہ کی اور انتقال کیا نہایت قوی النسبۃ تھے تمام اوقات مراقبہ میں رہتے تھے۔

جناب مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ چمن والہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا اور اک نہایت صحیح تھا سالک کے پاس آتے ہی بتا دیتے تھے کہ تیرا فلاں مقام ہے آپ سے ارشاد بھی کثرت سے ہوا چنانچہ خلفاء کے خلفاء اس وقت ہیں۔

جناب مولانا محمد ابراہیم سیتھل رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددی تا آخر مقامات حضرت سیدنا و مرشد قدس سرہٗ سے حاصل کیا جامع منقول و منقول ہیں راقم الحروف سے فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تو ہمارا خلیفہ ہے الحق کہ آپ نہایت قوی الاثر ہیں افسوس کہ اب آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔

جناب مولانا امام الدین ساکن جموں رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول ابتداء سے انتہا تک تمام کتابیں حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہ سے پڑھیں بعد ازاں سلوک طریقہ مجددیہ تا انتہا حاصل کیا نہایت صاحب

ورع وتقوی تھے امر معروف، نہی عن المنکر آپ کا شیوہ تھا حضرت کے شیفتہ تھے ایک مرتبہ اپنا تمام زیور وغیرہ حضرت کی نذر کر دیا آپ نے قبول فرما کر پھر انہیں واپس کر دیا اور نہایت رضا مند ہوئے۔

جناب محمد نور رحمۃ اللہ علیہ ساکن اوڈھروال ضلع جہلم

حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہ کی انکے حال پر نہایت عنایت تھی یہ حضرت کے استاد کے نبیرہ تھے نہایت مہذب اور خلیق تھے عین عالم شباب میں کہ سلوک قریب الختم تھا راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ان کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

جناب حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ

اول میں کسی اور بزرگ کے مرید تھے بعدہ حضرت سیدنا و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حاصل کیا للہ شریف میں گرمی نہایت کثرت سے ہوتی ہے ایک مرتبہ حضرت کو مع درویشاں ماہ مبارک رمضان شریف میں اپنے مکان پر کہ وہاں خوب خنکی رہتی تھی لے گئے اور زائد از ایک ماہ مہمان رکھا اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آئے راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔

جناب مولوی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ محمد صاحب موصوف کے فرزند تھے آپ نے سلوک مجددی تمام وکمال حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہ سے حاصل کیا نہایت سیدھے آدمی تھے شکل سے کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ آپ کچھ جانتے ہیں آپ نے حضرت کے حالات و ملفوظات بھی جمع کئے ہیں۔

جناب حافظ اکرم الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ تجارت پیشہ تھے سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا بخارا کی جانب آپ کے بہت مرید تھے ان کے سواء اور بہت سے بزرگ ہیں جنہوں نے اجازت و خلافت حاصل کی مولوی احمد الدین ساکن نین ضلع گجرات و مولوی امام الدین ساکن رتہ ضلع جہلم مولوی غلام محی الدین ساکن ضلع پشاور میاں جمال الدین ساکن ضلع گجرات و حافظ عبداللہ ساکن ضلع گجرات اور بعض ان سے صاحب ارشاد ہیں۔

چنانچہ میاں سلطان ساکن للہ و مفتی الہٰ دین ساکن دنیکا و میاں لقمان ساکن ضلع جہلم و میاں امام صاحب ساکن ضلع شاہپور وغیرہ۔

حضرت مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ کی مجاز میں عورتیں بھی ہیں ان میں سے ایک دختر جناب حافظ فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ دوم دختر جناب حافظ محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ ہر دو مخدرات نہایت کثیر الذکر والفکر والعبادت ہیں بکمال ورع و تقویٰ و استقامت بسر کرتی ہیں ہر روز بعد نماز مغرب صالحات جمع ہوتی ہیں اور حلقہ منعقد ہوتا ہے اور توجہ دیتی ہیں بَارَکَ اللّٰہُ

جناب پیر غلام شاہ سلمہ قریشی ساکن بھیرہ حضرت بہاؤ الحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں آپ شاگرد قدیم حضرت مرشدنا کے ہیں قریب بیس سال کے صحبت میں رہے نہایت صاحب استقامت و ورع و تقویٰ ہیں خدمت خطوط نویسی و فتویٰ نویسی آپ کی سپرد تھی۔

جناب میاں بھولا سلمہ ساکن ضلع گجرات پہلے کاشتکاری کا پیشہ کرتے تھے جب داخل طریق ہوئے بالکل ترک تعلقات کر کے حضرت کے آستانہ پر حاضری اختیار کر لی حضرت کے نقد و جنس فتوحات آپ ہی کے تحویل میں رہتی تھی تقسیم لنگر بھی انہیں کے سپرد تھی خدمت پارچہ شوئی بھی انہوں نے اپنے ذمہ کر رکھی تھی۔

حافظ رکن الدین سلمہ کمسنی سے حضرت کی خدمت میں رہے علم ظاہری بھی آپ سے حاصل کیا سلوک مجددیہ تاآخر مقامات حاصل کیا حضرت کے وضو کرانے وغیرہ کی خدمت انہوں نے اپنے ذمہ کر رکھی تھی اور اس خدمت کو ایسے اخلاق سے ادا کیا کہ دوسرے سے بہت مشکل ہے حضرت جب شب کو سو جاتے تب یہ سوتے اور ابھی حضرت آرام ہی میں ہوتے کہ یہ اٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوکر تہجد ادا کر کے حاضر ہوتے اور اسی طرح دوپہر کو حضرت کے اٹھنے سے قبل ہی وضو نوافل وغیرہ سے فراغت حاصل کر لیتے حضرت کی منزل قرآن شریف بھی سنا کرتے اور رمضان شریف میں قرآن کا دور بھی حضرت آپ ہی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

مولوی محمد الدین خانہ والہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا و مرشدنا کے عزیز دن میں تھے کمسنی سے حضرت کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا تھا بعد حفظ و علم و فقہ سلوک باطنی بھی تاانتہا مقامات حاصل کیا تھا لنگر کے متعلق جو گائے بھینس رہا کرتیں ان کی خدمت کیا کرتے۔

میاں فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے تاآخر حضرت کی خدمت میں رہے نہایت مہذب الاخلاق ہیں ہر شخص کی نسبت حضرت کے روبرو کلمہ خیر ہی کہا کرتے اگر کسی سے کوئی لغزش ہوتی تو اس کی تاویل کر کے صفائی کرا دیتے تعمیر مکانات و مسجد کی خدمت اپنے ذمہ کر رکھی تھی۔

حکیم تاج محمود صاحب سلمہ ساکن پنڈ دادنخان حضرت کے شاگردان قدیم سے ہیں حضرت مرشدنا جو ہر سال مسہل لیا کرتے تھے وہ انہیں کی تجویز سے ہوتا تھا صاحب ورع و تقویٰ ہیں امر و معروف و نہی عن المنکر میں کسی کا لحاظ و باک نہیں فرق مخالفین سے نہایت نفرت رکھتے ہیں۔

مختصر حال مؤلف کتاب ہذا راقم سیاہ کار کہ جسکی تمام عمر معصیت میں گذری اور اس کا کوئی قول فعل ہوائے نفسانی اتباع شیطانی سے خالی نہیں کہاں اس لائق

کہ ایسے اکابرین کے ذیل میں اپنا بدنام داخل کرے۔

کجا سگ گرگیں کجا آفتاب عالمتاب

صرف اسی اشارہ کی یہی بات سبب وسیلہ نجات ہو جائے۔

می بزیرند بداں را بطفیل نیکاں   رشتہ را پس نہ دہد ہر کہ گوہری گیرد

اپنا حال پراختلال عرض کرتا ہے یہ ننگ خلائق ۱۲ رجب ۱۲۷۲ھ بمقام کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور ہندوستان میں پیدا ہوا تخمیناً ۲۵ سال کی عمر تھی کہ حاضر عتبہ علیہ حضرت غوث زمان واقف علوم جلی و خفی حضرت سیدنا و مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ بمقام للہ شریف ہوا مگر یہ حاضری تلاش حق میں نہ تھی بلکہ تلاش مغضوبہ حق میں تھی تفصیل اس کی یہ ہے کہ احقر کے خاندان میں آباؤ اجداد نوکری پیشہ چلے آئے اسی کی بموجب راقم کو دنیاوی علوم کی تعلیم والد مرحوم نے دی تھی اس سے فارغ ہوکر جب نوکری کی تلاش ہوئی اور بڑی بڑی سفارشیں بھی بہم پہنچائیں مگر اثر نہ ہوا آخرکار درویشوں کی خدمت میں دعا کیلئے حاضری شروع کی اسی کام میں ایسا انہماک ہوا کہ ایک مرتبہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا بے ساختہ یہی عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ نوکری میری ہو جائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوکری ہو جائے گی مگر خدا کو نہ بھولنا عرض کیا کہ اسکی بھی حضور ہی دعا فرمائیں اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خدا بھی خوب ہی یاد رہے گا یہ سن کر احقر آپ سے لپٹ کر رونے لگا غرضیکہ جہاں جس بزرگ کی تعریف سنتا حاضر ہوکر یا بذریعہ خط نوکری کیلئے دعا کا خواستگار ہوتا اسی تقریب میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی چند عرائض روانہ کئے اس عرصہ میں کسی بزرگ کی بیعت کا بھی خیال ہوا مگر دل کسی طرف رجوع نہ ہوتا اتفاقاً یا تو کسی کتاب میں پڑھا یا کسی نے بتلایا کہ جس شخص کو پیر کی تلاش ہو اسکو چاہیے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر درود شریف پڑھے کہ کوئی کامل مل جائے تو اللہ اس کی مراد بر لاتا ہے چنانچہ یہ عمل شروع کرتے ہی میلان قلب حضرت غوث وقت مولانا غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہونے لگا حسن اتفاق سے دریائے اٹک کے پل پر نوکر ہوکر چلا گیا قریب ایک ہی مہینہ کے افسر سے ناموافق ہوکر نوکری سے الگ ہوگیا اس عرصہ میں راقم سیاہ کار کو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کا اس قدر شوق غالب ہوگیا کہ نوکری ہونے کی اس قدر خوشی نہ ہوئی تھی جو اس کے جانے سے ہوئی مگر باایںہمہ مقصد اصلی حاضری سے نوکری کی دعا تھی غرضیکہ اس کے بعد حاضر خدمت ہوکر مشرف بہ بیعت ہوا اسی شب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ ناچیز کے رو برو کھڑے ہیں ان کی زیارت سے سینہ میں ایک جوش پیدا ہوا اس کے بعد پھر نوکری جلد مل کہ عرصہ قلیل کے بعد جاتی رہی پھر خدمت میں دعا کیلئے جو حاضر ہوا ایک روز مجلس وعظ میں کسی بزرگ کی زبانی ایک حکایت فرمائی جس کا ماحصل یہ تھا کہ جب کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ یہاں جو مراد چاہے وہ حاصل ہو جاتی ہے تو ایسی چیز کیوں نہ طلب کرے کہ جو ہمیشہ قائم رہے یہ قصہ احقر کے دل پر اثر کر گیا اس دفعہ آپ کی صحبت کیمیا خاصیت کی برکت سے اس نااہل کے دل سے نوکری بطلب دنیا کا قطعاً خیال جاتا رہا اور اس ناچیز نے حضرت کے آستانہ عالیہ پر حاضر رہنے کا مصمم ارادہ کر دیا چنانچہ حضرت نے بھی بکمال ذرہ نوازی قبول فرما کر ۴ سال تک برابر حاضر حضور رکھا اور باوجود اس نااہل کی کمال ناقابلیت و بے استعدادی کے براہ ذرہ پروری و غلام نوازی نہایت عنایت و توجہات کہ جس کے لائق ہرگز ہرگز لاشے نہ تھا فرماتے کہ حضرت قبلہ نے جو احسانات اس ذرہ بے مقدار پر فرمائے تازیست بھی اگر خدمت عتبہ علیہ میں سر کو پائمال کر دوں تاہم ہزار میں سے ایک بھی ادا نہ ہو۔

کہ برتن من زباں شود ہر مو یک شکر از ہزار نتوانم کرد
وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین تمت بالخیر

بیان طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ

اگرچہ جملہ طریقے توصل الی اللہ ہیں اور ان میں بڑے اکابر دین گذرے ہیں مگر طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں بعض ایسے خصائص وفضائل ہیں کہ جن کو دیکھ کر بے اختیار زبان سے لیکن تو چیز سے دیگری نکل جاتا ہے منجملہ ازاں ایک ہے کہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اور وہ اس کے سر حلقہ ہیں اور چونکہ وہ افضل البشر بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اس سبب سے انکی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند وبالا ہے اس واسطے جو طریقہ ان سے منسوب ہو اس کی نسبت لامحالہ تمام نسبتوں سے اعلیٰ وارفع ہوگی منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریقہ میں اتباع سنت واجتناب از بدعت کا نہایت اہتمام اور التزام ہے حتیٰ کہ ذکر جہر کو بھی اس میں جائز نہیں رکھا اور ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں جس قدر اتباع سنت واجتناب از بدعت زیادہ ہوگا اسی قدر اس میں انوار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ زیادہ ہوں گے اور جس قدر جس طریقہ ونسبت میں انوار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ اسی قدر وہ نسبت قوت ورفعت میں ممتاز ہوگی منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریقہ میں شرط افادہ واستفادہ صحبت ومحبت شیخ قرار پائی ہے یعنی جس کو جس قدر پیر طریقت سے محبت وصحبت زیادہ ہوگی اس قدر اسکو فیوض وبرکات پیر زیادہ حاصل ہوں گے اور یہی بعینہٖ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معاملہ تھا چنانچہ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ۸۷ میں لکھا ہے درطریقہ ما مدار وصول مربوط برابطہ محبت است بشیخ مقتدا طالب صادق از راہ مجتبیٰ کہ بشیخ واردا خد فیوض وبرکات از باطن اوی نماید و بمناسبت معنویہ ساعت فساعت برنگ اوی برآید گفتہ اند فنا فی الشیخ

مقدمہ فناء حقیقی است ذکر تنہا بے رابطہ مسطورہ و بے فناء فی الشیخ موصل نیست ذکر ہر چند از اسباب وصول است لیکن غالباً برابطہ محبت و فنا در شیخ است آرے ابن رابطہ تنہا بارعایت آداب محبت و توجہ و التفات شیخ بے التزام طریق ذکر موصل است و در سلوک تسلیک اختیارے کہ بطریق دیگر وابستہ است مدار کار بر وظائف وادر ادو اذکار است و بنیاد معاملہ بر ریاضت ار مجاہدات و ہیچ طریقت بایں مشابہ رجوع نیست دوریں طریق کہ طریق صحابہ کرام است علیہم الرضوان افادہ واستفادہ انعکاسی است وصحبت شیخ مقتدا بارعایت آداب کافی است وظائف و اذکار و طاعات نیز از ممدات و معاونات است صحبت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ الزاکیات والتسلیمات والتحیات النامیات درحصول کمالات بشرط ایمان و تسلیم و انقیاد کافی بود لہذا راہ وصول دریں طریق اقرب گشتہ است دور اخذ فیوض و برکات از شیخ کامل مکمل کہول وجیان و شیوخ و احیاء و اموات برابراند منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمالات نبوت سے حظ وافر حاصل تھا اور یہ طریقہ ان سے شروع ہوتا ہے اس سبب سے اس طریقہ سے کمالات نبوت کو راستہ کھلا ہوا ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں نزد فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر بہزار گام طریق دیگر است راہے بکمالات نبوت بطریق بیعت وراثت کشادہ میشود مخصوص بایں طریق عالیست منتہائے طریق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از آنجا راہے بکمالات نبوت کشادہ انداز ینجا است کہ ایں فقیر در کتب و رسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگواراں طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند منتہیان ایں طریق اند و محبت کامل بہ منتہیاں ایں طریق وارند نیز امید داراند المرء مع من احب بشارت در افتادگاں را منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریق میں جذبہ سلوک پر

مقدم ہے بخلاف اور طریق کے کہ ان میں سلوک جذبہ پر مقدم ہوتا ہے اور تقدم جذبہ ہی کا نام محبوبیت ہے قول اکابر ہے تقدم جذبہ محبوبان است ومحبوباں را بقلاب عنایت خواہند کشید دور اثناء طریق نخواہند گذاشت واضح ہو کہ جو جذبہ اس طریقہ میں مندرج ہے اس کی دو قسمیں ہیں قسم اول کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہنچا ہے اور دوسری قسم کے مبدء ظہور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے ان کے خلیفہ اول حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ملا اور چونکہ وہ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے انہوں نے اس جذبہ کے حاصل کرنے کے واسطے ایک طریقہ ہی وضع کر دیا اور اس طریقہ کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں ہر چند کہ اس طریقہ کی اصلیت حضرت خواجہ نقشبند صاحب سے ہے لیکن چونکہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہما نے اس کے حاصل کرنے کے واسطے بھی ایک طریقہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے اس سبب سے یہ انہیں سے منسوب ہے اور یہ طریقہ نہایت کثیر البرکت ہے اور حضرت صدیق اکبر سے جو جذبہ منسوب ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے بھی ایک طریقہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے جس کو کہ وقوف عددی کہتے ہیں اور اس جذبہ کے بعد جو سلوک پیش آتا ہے اسکی بھی دو قسمیں بلکہ بہت سی قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقصود کو پہنچے ہیں اور حضرت رسالت خاتمیت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نیز اسی جذبہ اور سلوک سے پہنچے ہیں اور چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہایت فانی تھے جملہ اصحاب میں اس خصوصیت طریق سے مخصوص ہیں اور یہی نسبت جذبہ وسلوک اسی خصوصیت کے ساتھ تا بحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچی اور چونکہ والدہ امام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھیں حضرت امام نے اسی اعتبار سے فرمایا کہ ولدنی ابوبکر مرتین اسکے سوا حضرت امام نے اپنے

آبائے کرام سے بھی نسبت حاصل کی تھی اس سبب سے گویا جامع ہر دو طریق
ہوئے اور اس جذبہ کو اس سلوک کے ساتھ جمع فرما کر مقصود کو پہنچے دونوں سلوکوں
میں فرق یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سلوک سیر آفاقی سے قطع ہو جاتا ہے
اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے چنداں تعلق نہیں رکھتا
اس کی ایسی مثال ہے گویا خانہ جذبہ سے نقب کھود کر مطلوب تک پہنچا دیا سلوک
اول میں تحصیل معارف ہے اور ثانی میں غلبہ محبت اسی سبب سے حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ باب مدینہ ہوئے اور حضرت صدیق نے قابلیت خلت آں سرور
علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لو کنت متخذا
احداً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلا حضرت امام جعفر صادق باعتبار جامعیت
جذبہ کہ بنائے محبت ہے اور سلوک آفاقی کہ منشاء علوم و معارف ہے محبت و
معرفت سے کامل طور سے بہرہ ور ہوئے بعد ازاں حضرت امام سے یہ نسبت
مرکبہ بطریق ودیعت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ کو پہنچی گویا
کہ اماناً ان کی سپرد کی کہ بتدریج اس کے حق دار کو پہنچا دیں کیونکہ ان کی اپنی
توجہ اور جانب ہے سو اس کے کہ وہ اس نسبت کے امانت دار ہیں اور ان کو اس
سے کچھ مناسبت نہیں ہے اس امانت داری میں بھی کچھ حکمت ہوگی ہر چند کہ وہ
خود اس نسبت کے اثر سے قلیل النصب ہیں مگر نفس نسبت میں ان کا اثر آ گیا ہے
مثلاً اس میں جو کسی قدر سکر شامل ہوگیا ہے اور مبتدی جو حس اور ہوش سے غائب
ہو جاتے ہیں وہ حضرت سلطان العارفین ہی کے انوار کا اثر ہے اگرچہ وہ سکر رفتہ
رفتہ مغلوب صحو ہو جاتا ہے لیکن باطن بالکل خالی نہیں ہوتا گویا کہ بظاہر صحو اور
بباطن سکر ہو جاتا ہے کسی کا قول ہے۔

از دروں شو آشنا و زبروں بیگانہ وش ۔۔۔ ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

کا مصداق ہوتا ہے غرضیکہ ہر بزرگ سے یہ نسبت اس کا رنگ و اثر حاصل

کرتی ہوئی اپنے حق دار عارف ربانی حضرت عبدء الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ پہ
کہ سر حلقہ سلسلہ حضرت خواجگان ہیں پہنچی اس وقت پھر یہ نسبت از سر نو تر و تازہ
ہوکر ظاہر ہوئی مگر انکے اس سلسلہ کا سلوک آفاقی پھر پوشیدہ ہوگیا اور بعد حصول
جذبہ اور راہوں کا سلوک وعروج پیدا ہوگیا یہاں تک کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ
اللہ علیہ کا ظہور ہوا اور وہ نسبت اسی جذبہ اور سلوک آفاقی سے پھر ظاہر ہوئی اور
وہ بہر دو جہت جامع کمال معرفت و محبت ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور
باوجود اس کے اس کو ایک اور قسم کا جذبہ کہ از راہ معیت پیدا ہوتا ہے عطا فرمایا
فرمایا کہ ان کے بعد ان کے خلیفہ یعنی خواجہ علاء الدین ان کے کمالات سے بہرہ
ور اور بدولت ہر دو جذبہ و سلوک آفاقی مشرف ہوئے بعد خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ
علیہ کے خلفاء کے حضرت خواجہ احرار اس خاندان کے چراغ ہوئے ہیں وہ جذب
خواجگان کو تمام کر کے متوجہ سیر آفاق ہوئے اور تا اسم سیر پہنچائی مگر بلا اس کے
کہ اس میں استہلاک و فناء پیدا کریں پھر خانہ جذبہ میں آکر استہلاک و
اضمحلال خاص اسی جہت میں پیدا کیا اور اسی جہت میں بقا بھی پائی بالجملہ اس
جہت میں شان عظیم حاصل ہوئی اور علوم و معارف جو فنا و بقا میں حاصل ہوتے
ہیں اس جگہ میسر ہوگئے اگرچہ وجہ تغائر جہتین علوم و معارف میں بھی تفاوت ہے
منجملہ ازاں ایک اثبات توحید وجود ہے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ بوجہ سکر و غلبہ
محبت تھی ہر چند کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے اس طرف گئے ہیں
مگر بعد ازاں انہوں نے بطریق ذوق معاملہ معلوم کر کے اس کی اصلیت لکھی
ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس کا ذکر لکھا جائے گا اور چونکہ حضرت خواجہ
کے ابائے مادری صاحب احوال غریب و جذب قویہ اور اقطاب اثنا عشرہ سے کہ
تائید شریعت ان سے مربوط ہی تھی اور حضرت خواجہ کو ان سے نسبت حاصل تھی
اس سبب سے ان سے تائید شریعت ونصرت دین بہت ہوئی اور بعد حضرت خواجہ

احرار احیاء طریقت علی الخصوص ممالک ہندوستان میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے وجود سے ہوئی اور چونکہ آپ کو حضرت خواجہ احرار کی نسبت خاصہ سے حصہ وافر نصیب تھا اس سبب سے آپ کے علوم و معارف بھی توحید آمیز تھے ان کا منشاء بھی وہی تھا جو کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کا تھا اور اس کی توضیح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب ۱۹۱ ج اول میں جو کہ معارف توحید وجودی و شہودی میں لکھا گیا ہے اس طرح کی ہے کہ اس مکتوب میں ارباب توحید وجود کی قسمیں بتلائی ہیں منجملہ ازاں ایک کی نسبت تحریر فرماتے ہیں طائفہ دیگر از ارباب توحید اناند کی استہلاک و اضمحلال درمشہور خود برجہ اتم پیدا کردہ اند و ہمت ایشاں آنست کہ درمشہور ہموارہ مضمحل و معدوم بشند واثرے از لوازم وجود ایشاں ظاہر نہ شود رجوع انارا خود کفر میدانند ونہایت نزدکار ایشاں فنا ونیستی است مادہ را نیز گرفتاری میدانند بعضے از ایشاں می فرمایند اشتہی عدمالا اعوذ ابدا اعدمے میخواہم کہ ہرگز اور او جود نبود ایشاں اند مقتول محبت حدیث قدسی من قتلہ ناناریہ درشان ایشاں متحقق است ہمیشہ در زیر بار وجود اند ولحہ آشائش ندارند چہ اسائش درغفلت است برتقدیر دوام استہلاک غفلت را گنجائش نیست شیخ الاسلام ہردی میفر ماید کسے کہ مر ایک ساعت از حق سبحانہ غافل سازد امید است کہ گناہاں اور بہ بخشند و وجود بشریت راغفلت درکار است ازحق سبحانہ غافل سازد امید است کہ گناہاں باندازہ استعداد باموری کہ مستلزم غفلت اند ظاہر ایشاں راباں امور مشغول ساختہ است تا آن بار وجود فی الجملہ از ایشاں تخفیف یابد جمع را بسماع ورقص الفت دادہ وطائفہ تصنیف کتب وتحریر علوم و معارف شعار ساختہ وگردہے را بہ بعض امور مباح مشغول داشتہ عبداللہ اصطخری ہمراہ سگباناں بصحرامی رفت شخصے از عزیزے سرآں را پرسید فرمود تاتنفس از بار وجود خلاص شود و بعضے را از علوم توحید وجودے وشہود وحدت درکثرت آرام دادا

ازاں بار ساعتے بیاسانید ازیں قبیلہ است وتوحیدے کہ از بعضے اکابر مشائخ نقشبندیہ قدس اسرارہم ظاہر شدہ است نسبت ایں بزرگواراں بہ تتریہ صرف میکشد بعالم شہود درعالم کارے ندارند معارفیکہ ارشاد پناہی حقائق ومعارف دستگاہی ناصر الدین خواجہ عبیداللہ مناسب علوم توحید وجود وشہود وحدث در کثرت نوشتہ اندازیں قسم اخیر توحید است کتابت فقرات ایشاں کہ مشتمل است بر بعضے علوم توحید و جز آں منشاء علوم آں کتابت ومقصود ازاں معارف استیناس والفت ایشانست بعالم وہم چنیں است معارف خواجہ ما کہ دربعضے رسائل برطبق کلام کتاب فقرات تحریر یافتہ منشاء ایں علوم توحید نہ جذبہ است وزغلبہ محبت ومشہور ایشانرا باعالم نسبتے نیست آنچہ ایشانرا درعالم می نماید شبہہ ومثال مشہود حقیقی ایشانست حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپکے خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی کو اللہ تعالی نے طریقہ جدیدہ عطا فرمایا جو آج تک ان کے خاندان میں جاری ہے اور جس کی مختصر کیفیت یہ ہے۔

طریقہ مجددیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے منجملہ ازاں پانچ عالم امر اور پانچ عالم خلق کے ہیں قلب' روح' سر' خفی' اخفی عالم امر ہیں نفس' خاک' باد' آب' آتش عالم حلق سے ہیں۔ جو چیز کہ بمجرد امر کن پیدا ہوگئی وہ عالم امر ہے اور جو بتدریج مخلوق ہوئی وہ عالم خلق' عالم امر فوق عرش مجید ہے اور عالم خلق تحت عرش اور یہ دونوں عالم داخل دائرہ امکان ہیں۔

..................ادھر دائرہ آئے گا..................

جب اللہ تعالی نے انسان کی ہیکل جسمانی پیدا کی تو اپنی قدرت کاملہ سے ان لطائف عالم امر کو کہ جواہر مجردہ ہیں جسم انسانی کے چند موضع سے تعلق پیدا کر دیا چنانچہ لطیفہ قلب زیر پستان چپ بقدر فاصلہ دو انگشت اور لطیفہ روح زیر پستان

راست بقدر فاصلہ دو انگشت کے اور لطیفہ سر بالائے پستان راست اور اخفی کو و سینہ میں تعلق بخشا (لطائف کے موافعات میں اختلاف ہے) چپ بقدر دو انگشت اور لطیفہ خفی کا بقدر دو انگشت بالائے پستان راست اور اخفی کو وسط سینہ میں تعلق بخشا (لطائف کے مواضعات میں اختلاف ہے) راقم الحروف کو جس طرح پہنچا ہے لکھ دیا اور ان لطائف کو اس پیکر جسمانی اور ظلمانی سے ایسا تعلق بڑھ گیا کہ ان کو اپنی اصلیت بالکل نسیا منسیا ہوگئی جب اللہ تعالیٰ کا فضل کسی کے شامل حال ہوتا ہے تو وہ اس کو کسی اپنے دوست کی خدمت میں بھیجتا ہے وہ بزرگ اس کو مجاہدات و ریاضات فرما کر تصفیہ باطن و تزکیہ نفس کرتے ہیں لیکن چونکہ اس زمانہ میں بوجہ بعد نبوت طلاب کی ہمتیں نہایت قاصر ہوگئی ہیں حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم ذکر تعلیم فرماتے ہیں اور بجائے ریاضات و مجاہدات اتباع سنت و اجتناب از بدعت و توسط عبادات و اعمال کا حکم فرماتے اور خود بجمیع ہمت القاء فیوض و انوار فرماتے ہیں اور یہ ہمت سو اربعین سے بھی زیادہ کام دیتی ہے اور قلب انسانی کی بوجہ کثرت علائق وعوائق مثل کوئلہ کے سیاہ ہوتا ہے ذکر اور توجہ شیخ کامل سے روشن ہونا شروع ہوتا ہے اور جس وقت کہ تمام قلب منور ہو جاتا ہے اس کو اپنی اصلیت یا وطن اصلی جسکو کہ وہ اس جسم ظلمانی میں آ کر فراموش کر گیا تھا یاد آتا ہے اور متوجہ فوق ہوکر اپنی اصل کی جانب کہ فوق العرش ہے طیران کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی اصل میں جاکر مضمحل ہو جاتا ہے اور یہی کیفیت جملہ لطائف کی ہوتی ہے چونکہ اس طریقہ کا مدار اتباع سنت و عمل بر عزیمت و اجتناب از بدعت و رخصت پر ہے اذکار و اشغال میں ذکر خفی اختیار فرمایا کہ حدیث شریف میں اس کی فضیلت بہ نسبت جہر کے ستر حصہ زیادہ ہے اس طریقہ میں تین اشغال معمول ہیں شغل اول ذکر اسم ذات ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو جمیع خطرات و حدیث نفس سے خالی کر کے زبان کو تالو سے لگا کر بجمیع ہمت

متوجہ قلب ہو کر اسم مبارک اللہ اللہ بلا لحاظ کسی صفت کے زبان دل سے کہے بغیر اس کے کہ صورت دل کا تصور کیا جائے یا سانس بند کیا جائے مگر قلبی کی رعایت رکھے کیونکہ ذکر بلا نگاہداشت خواطر و وقوف قلبی فائدہ بخش نہیں ہوتا بلکہ داخل حدیث نفس ہوتا ہے امام الطریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا مگر وقوف قلبی کو واجبات و شرائط ذکر سے فرمایا ہے وقوف قلبی توجہ سالک بوئے دل و توجہ دل بسوئے ذات الٰہی اسم مبارک اللہ کو کہتے اور جب ان شرائط سے قلب میں حرکت ذکر پیدا ہو جائے تو پھر لطیفہ روح سے اس طرح شروع کرے اور پھر لطیفہ سر سے پھر خفی سے پھر اخفی سے پھر نفس سے کہ اسکا مقام پیشانی اور پھر بدن سے کہ اسی کو لطیفہ قالب کہتے ہیں اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ و پے اور ہر بن مو سے ذکر جاری ہو جائے اور اسی کو سلطان الاذکار کہتے ہیں اور جس وقت پچیس مرتبہ کہہ لیا کرے تو زبان سے کہا کرے کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے اور رضا تیری اپنی محبت و معرفت مجھے عطا کر اس کو بازگشت کہتے ہیں لطیفہ قلب کے نور کا زرد رنگ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس شخص کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو آدمی المشرب کہتے ہیں کیونکہ ہر ایک لطیفہ لطائف عالم امر کا ایک پیغمبر الوالعزم کے زیر قدم واقع ہے یعنی اس لطیفہ کا فیض اللہ تبارک و تعالیٰ سے بواسطہ اس نبی کے پہنچتا ہے لطیفہ روح کے نور کا رنگ سرخ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہے جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں لطیفہ سر کے نور کا رنگ سفید ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے عیسوی المشرب کہتے ہیں لطیفہ خفی کے نور کا رنگ سیاہ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو موسوی المشرب کہتے ہیں لطیفہ اخفی کے نور کا رنگ سبز ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو محمدی المشرب کہتے ہیں لطیفہ نفس کا نور بعد تزکیہ بے کیف معلوم ہوتا ہے ذکر دوم نفی اثبات ہے اس کا طریق یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال لا کو ناف سے کھینچ کر فرق پر پہنچا دے اور پھر وہاں سے الہ کو کھینچ کر داہنے مونڈھے پر لائے اور الا اللہ کو مونڈھے سے قلب پر پہنچائے کہ اس مجموعہ کا نقش لامعکوس ہو جاتا ہے اور بروقت چھوڑنے سانس کے محمد رسول اللہ کو خیال میں کہے اور ذکر کرتے وقت کسی عضو کو جنبش نہ ہو اور ہر سانس میں طاق کہے کہ اسی کو وقوف عددی کہتے ہیں اور جب پچیس کہہ لے تو زبان سے کہے الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ اور رضا تیری اپنی محبت و معرفت عطا کر۔ اگر حبس نفس سے ضرر پہنچے تو ترک کر دے۔ شغل دوم مراقبہ ہے مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب انتظار کو کہتے ہیں پس مراقبہ گویا انتظار فیض الٰہی ہے چاہیے کہ ہر وقت بہ نیاز و شکستگی تمام متوجہ الی اللہ ہو اور کوئی خطرہ دل پر نہ آنے دے اس صورت میں ذکر کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی شغل سوم رابطہ ہے یعنی پیر کی صورت اپنے مدرکہ اور دل کے اندر تصور کرے یا اپنے تئیں صورت شیخ پر تصور کرے جب اس شغل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو ہر چیز شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے اور اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں اور یہ اقرب طریق ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نہیں ہے اور رابطہ تنہا برعایت آداب صحبت کافی ہے جب بعنایت الٰہی جل سلطانہ طالب کے لطائف عشرہ سے ذکر مفہوم ہونے لگے تو احدیت تعلیم کیا جاتا ہے یعنی وہ ذات کہ جامع جمیع صفات و کمال اور منزہ کل نقائص سے ہے فیض اس کا

Marfat.com

لطیفہ قلب پر آتا ہے اس جگہ توجہ واسطے حصول نسبت جمعیت قلب کے کی جاتی ہے اور جب نسبت حضور و جمعیت قلب طالب میں پیدا ہو اس وقت پیر طریقت کو چاہیے کہ توجہ واسطے حصول جذب بجانب فوق کے صرف کرے جب قلب طالب میں جذب بجانب فوق پیدا ہو اور انوار ظاہر ہوں تو یہ علامت اس کی ہے کہ قلب متوجہ بجانب اپنی اصل کے کہ فوق العرش ہے جہت فوق اس واسطے تحریر میں آتی ہے کہ خیال بجانب فوق ہوتا ہے ورنہ مطلوب و مقصود جوانب و جہات سے مبرا و منزہ ہے واضح ہو کہ خاطر قلبی کا کم ہونے یا بالکل زائل ہونے کو جمعیت قلب کہتے ہیں اور توجہ قلب طالب کی بجانب حق سبحانہ تعالی حاصل ہونے کو حضور کہتے ہیں کشش لطائف جو جانب فوق سے پیدا ہوتی ہے اس کو جذبات کہتے ہیں اور ظاہر ہونا حالات قلب طالب میں از جانب فوق کو واردات کہتے ہیں جب طالب کو حضور و جمعیت حاصل ہو جائے اور چار گھڑی تک خطرہ دل میں خطور نہ کرے یہ علامت سیر دائرہ اولیٰ کے تمام ہونے کی ہے اس کو دائرہ امکان کہتے ہیں نصف سافل دائرہ امکان تحت الثریٰ سے عرش مجید تک ہے اور نصف عالی فوق العرش ہے اول سیر لطیفہ قلب کے نصف سافل میں ہوتی ہے مشاہدہ انوار بیروں باطن کشف عالم ارواح و کشف عالم مثال و کشف کونی یعنی عالم اجسام وغیرہ و کشف عالم ملکوت یعنی عالم ملائکہ و ارواح بہشت و کشف ہفت طباق آسمان اسی نصف زیریں دائرہ میں ہوتے ہیں اور اسی کو سیر آفاقی بھی کہتے ہیں یعنی تحت الثریٰ سے عرش مجید تک جو منکشف ہو وہ داخل سیر آفاقی ہے اور انوار و اسرار کا باطن مسالک میں منکشف ہونا و حصول نسبت کمال جمعیت و کثرت واردات و قلت خطرات و جذب لطائف عالم امر اور ان کا عروج بجانب اصول خود حالات سیر نصف عالیہ دائرہ امکان کے ہیں اور اسی کو سیر الفنا کہتے ہیں سالک صاحب کشف جمیع حالات اپنے کشف سے دریافت کرے گا لیکن جو

سب مفقود ہونے اکل حلال کے اس زمانہ میں طالب کشف عیانی نہیں ہوتے اکثر صاحب کشف وجدانی ہوتے ہیں صاحب کشف عیانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنا وتغیر وتبدل حالات و واردات عیاناً دیکھتا ہے صاحب وجدان اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا مگر ادراک سے معلوم کرتا ہے جس طرح کہ ہوا نظر نہیں آتی مگر ادراک سے محسوس ہوتی ہے پیر طریقت جب تک کہ سالک کے حالات و واردات اپنے یا اس کے کشف یا وجدان سے نہ دریافت کرے بشارت مقدم نہ دے کہ موجب بدنامی طریقہ ہے۔

اس کے بعد مراقبہ ولایت صغریٰ کہ مرتبہ ظلال اسماء وصفات اور مقام اولیاء مسمےٰ بمراقبہ معیت ہے حسب مفہوم آیۃ شریفہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ فیض آتا ہے اس ذات سے کہ ساتھ میرے ہے اور ساتھ ہر ذرہ کے ذرات ممکنات سے ہے لطیفہ قلب پر اس مقام میں مورد فیض خود لطیفہ قلب ہے ذکر اسم ذات ونفی اثبات وتہلیل لسانی بہ لحاظ معنی و رعایت وقوف قلبی اس مراقبہ و مراقبہ اولیٰ میں ضرور واجب ہے سالک کی سیر اس جگہ تجلی افعال الٰہیہ میں ہوتی ہے اور سوائے فعل ایک فاعل حقیقی کے اپنے اور جمیع مخلوق کے افعال نظر سالک سے مخفی ہو جاتے ہیں اسرار توحید وجودی یعنی ہمہ اوست و ذوق وشوق و آہ و نالہ و استغراق و بیخودی ونسیان ماسواء ودوام حضور و معیت بیچوں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ادراک سالک میں آتی ہے اور اس مقام کے خصوصیات سے ہیں اس کے بعد ولایت کبریٰ میں کہ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ ہے سیر واقع ہوتی ہے یہ دائرہ متضمن تین دائروں اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ کی ہے اسرار قربیت و توحید شہودی اس کے دائرہ اولےٰ میں شامل حال سالک کے ہوتی ہے خاص اسی دائرہ تک عروج لطائف عالم امر ہوتا ہے یہ دائرہ مفہوم آیت شریف نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہے یہاں اس

طرح خیال کرتے ہیں کہ فیض آتا ہے اس ذات سے کہ قریب تر ہے مجھ سے میری رگ جان سے مورد فیض اس مقام میں لطیفہ نفس بشراکت لطائف خمسہ عالم امر ہے ذکر تہلیل و نفی اثبات بشرائط مذکورہ بالا اس مقام میں موجب ترقی ہے حالات اس مقام کے بہ نسبت لطیفہ بیرنگ و بے مزہ ہوتے ہیں مگر بعد حصول قوت نسبت لطیفہ نفس سالک پر وارد ہوتے ہیں تو سالک اپنا وجود ہستی مثل نمک درآب یا مانند برف بمقابلہ آفتاب گداختہ و مضمحل پاتا ہے نام ونشان اس کا باقی نہیں رہتا زوال عین ذات سالک اور آثار وصفات محو ولاشے ہوتے ہیں یہاں تک کہ مصداق انا کا اپنی ذات کو محذر جانتا ہے حقیقت فناء اس جگہ میسر ہوتی ہے ولایت صغریٰ میں سورت فنا تھی اس کے بعد مراقبہ محبت کہ مفہوم آیت شریف یحبھم ویحبونہ ہی ہوتا ہے یہاں اس طرح خیال کرتے ہیں وہ ذات پاک کروہ مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں فیض اس کا لطیفہ نفس پر آتا ہے یہ مراقبہ بھی ولایت کبریٰ کا ہے شرح صدر وکمال صبر و دوام شکر و رضا یعنی چون و چرا حکم قضا سے اٹھ جاتی ہے قبول تکلفات شرعیہ میں احتیاج دلیل نہیں رہتی حقیقت اسلام وشرح صدر حاصل ہوتا ہے مواعید الٰہی پر یقین واثق ہو جاتا ہے رفع انانیت و اتہام نیات ودید قصور وتہذیب اخلاق و تزکیہ رزائل مثل حرص و بخل وحسد وکبر وحب جاہ وعجب حاصل ہو جاتے ہیں نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے مجال مخالف وسرکشی نہیں رہتی ذکر تہلیل ونفی اثبات بشرائط ترقی بخش ہے اس کے بعد ولایت علیا یعنے ولایت ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شروع ہوتی ہے قبل از زمانہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی سلوک نقشبندیہ تا دائرہ اسماء و صفات یعنے ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیا علیٰ نبینا خصوصاً وعلیٰ جمیعہم عموماً افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات تھا اس جگہ یعنی ولایت علیا سے تا انتہا سیر سلوک وہ مقامات شروع ہوتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل وکرم

سے حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف فرمائے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم اس جگہ مراقبہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ مسمیٰ باسم الباطن منشاء ولایت علیہا ہے فیض اسکا عناصر ثلثہ یعنے آب باد آتش پر سوئے عنصر خاک کے آتا ہے اس جگہ عناصر ثلثہ کو توجہ و حضور وعروج نزول ہوتا ہے سلطان الاذکار سے جو مبتدیوں کو صفائی ہوتی ہے وہ اور ہے یہ تصفیہ عناصر اور یہاں کے حالات و کیفیات بکمال لطافت و نزاکت ہیں اور کچھ عجیب وغریب باطن میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے اور ارباب کشف رویۃ ملائکہ کرام سے مشرف ہوتے ہیں اور اسرار قابل استتار ظاہر ہوتے ہیں ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم ہو الظاہر میں اور ولایت علیا سیر اسم ہو الباطن میں ہے ان دونوں اسما کی سیر میں یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں تجلی صفاتی سے ملاحظہ ذات تعالت و تقدست واقع ہوتی ہے اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ تجلی اسماء و صفات ہے لیکن تجلی ذاتی بھی پردہائے صفات میں ملحوظ ہوتی ہے جیسے کہ صفت علم میں ذات تعالیٰ ملحوظ نہیں ہے اور اسم العلوم میں ذات ملحوظ ہے پس سیر صفت علم سیر اسم الظاہر ہے اور سیر اسم علیم سیر اسم الباطن ہے علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے درمیان جو فرق لکھا گیا ہے وہ تھوڑا نہ خیال کرنا مرکز خاک و محدب عرش میں جو فرق ہے وہی علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے مقابلہ میں قطرہ اور دریائے محیط کا فرق ہے اس مقام میں تہلیل لسانی و نماز و نوافل بطول قیام و قرأت و رکوع و سجود ترقی بخش ہیں ارتکاب رخصت شرعی اس جگہ بہتر نہیں ہے بلکہ عمل بعزیمت سے اس مقام میں ترقی ہوتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ارتکاب رخصت بشریت کی جانب کھینچتا ہے اور عمل بعزیمت سے ملکیت سے مناسبت پیدا ہوتی ہے پس جس قدر ملکیت سے مناسبت پیدا ہوگی اسی قدر یہاں ترقی ہوگی

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سیر انتہائے ولایت کبریٰ تک پہنچ گئی اس وقت گمان ہوا کہ مطلوب حاصل ہو گیا ہے کہ اسی وقت ندا آئی کہ یہ سب تفصیل سیر اسم الظاہر کی تھی اور ابھی صرف ایک بازو طیران کے واسطے تیار ہوا ہے ہنوز دوسرا بازو طیران عالم قدس کا کہ اسم الباطن سے ہوگا درپیش ہے جب اس سیر کی بھی تفصیل انجام کو پہنچی اور دونوں سیر اسم الظاہر اور سیر اسم الباطن کے بازو طیران کے واسطے جانب مقصود و مطلوب یعنی مرتبہ ذات محبت حق سبحانہ تعالیٰ تیار ہو گئی تو کمالات نبوت میں سیر شروع ہوئی۔

کمالاتِ نبوت

اس جگہ یعنی کمالات نبوت میں تجلی ذاتی دائمی بے پردہ اسماء و صفات ہوتی ہے مورد فیض اس مقام میں صرف عنصر خاک ہے یہاں اس طرح مراقبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ذات بحت کہ منشاء کمالات نبوت ہے فیض اس کا صرف عنصر خاک پر آتا ہے قطع سیر کمالات نبوت بمقدار ایک نقطہ جمیع مقامات ولایت صغری و کبریٰ وعلیا سے بہتر ہے حالات مقامات سابقہ مثل طلب طپش و بیتابی و شوق حال و مقام توحید وجودی و شہودی بمراحل دورہ جاتے ہیں اور بجائے اس کے بیرنگی و بیکیفی حاصل ہوتی ہے ایمانیات اور عقائد میں قوت پیدا ہوتی ہے یاس و دید قصور کہ سالک اپنے تئیں بدتر از کافر فرنگ جانتا ہے اور وہ فعل عریاں نقد و وقت ہوتا ہے تلاوت قرآن مجید باترتیل و ادائے نماز باادب اور جو اذکار کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتے ہیں اور شغل حدیث و اتباع سنت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس مقام میں قوت اور تنویر پیدا ہوتی ہے اس جگہ جس قدر اتباع سنت کیا جائے گا اور اسی قدر ترقی باطنی ہوگی واضح ہو کہ تجلی دائمی کے تین درجے قرار دیئے ہیں اول کمالات نبوت جس کا کہ اوپر مذکور ہے دوئم کمالات رسالت ہے اس مقام میں مورد فیض ہیئت وحدانی ہے اس جگہ اس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ

ذات کہ منشاء کمالات رسالت ہے فیض اس کا ہئیت وجدانی پر آتا ہے ہئیت وجدانی عبارت مجموع عالم امر اور عالم خلق سے ہے کہ بعد تصفیہ اور تزکیہ لطائف عشرہ کی ایک ہئیت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ کوئی حکیم حاذق چند ادویہ مختلف التاثیر کو کوٹ چھان کر اور ان کا وزن درست کر کے شہد یا قند کے قوام میں ملا کر خاص مزاج کی معجون تیار کرے اسی طرح لطائف عشرہ سالک بعد تصفیہ و تزکیہ اس مقام میں اور مقامات فوقانی میں ہئیت جدیدہ پیدا کر کے ترقیات اور عروجات حاصل کرتے ہیں اور اسی کو ہئیت وجدانی کہتے ہیں ورود انوار اور وسعت اور بیرنگی اس جگہ بہ نسبت مقام سابق کے زیادہ ہے عبادات مذکورہ بالا ہی سے یہاں بھی ترقی ہوتی ہے اس کے بعد تیسرا درجہ دائرہ کمالات اولالعزم شروع ہوتا ہے اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ منشاء کمالات الوالعزم ہے فیض اس کا اوپر ہئیت وجدانی کے آتا ہے کثرت ورود وتجلیات ذاتیہ و انوار نامتناہیہ سے باطن سالک معمور ہو جاتا ہے اور باطن میں اس قدر وسعت آتی ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتی اصحاب استعداد عالیہ کو یہاں اسرار مقطعات قرآنی و متشابہات فرقانی منکشف ہوتے ہیں قرأت قرآن مجید و نماز بطول قیام سے اس مقام میں ترقی ہوتی ہے واضح ہو کہ بعد کمالات الوالعزم سلوک کے دوراہ ہیں ایک بجانب حقائق الٰہیہ اور ایک بجانب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے مرشد کو اختیار ہے کہ سالک کو جس طرف سے چاہے سیر سلوک کرائے لیکن چونکہ مرشدی و مولائی حضرت قطب زمان وغوث دوران حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب للہی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سلوک شروع کرایا ہے اس سبب سے انہیں کا ذکر مقدم کرتا ہوں۔

حقیقت ابراہیمی اس جگہ اس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت ابراہیمی ہے فیض اس کا ہئیت وجدانی پر آتا ہے یہ مقام خلت از بس شگرف

اور کثیر البرکت ہے یہاں انبیاء تابع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضرت حبیب رب العالمین علیہ من الصلوٰۃ واکملہا باتباع ملت ابراہیم حنیفا مامور ہیں اور اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکات مطلوبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ و برکات سے تشابہ کہا ہے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علیٰ محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید فرمایا ہے پس اسی سے خیر و برکت اس مقام کی دریافت کرلینا چاہیے اس جگہ سالک کو ایک انس خاص حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے پیدا ہوتا ہے اور تمام خلق سے اس قدر بے التفاتی ہو جاتی ہے کہ کسی کے توسط پر راضی نہیں ہوتا گویا کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ میں گرتے وقت جو حضرت جبرئیل کو جواب دیا تھا واما الیک فلاحاجۃ لی اسکا مصداق ہو جاتا ہے درود شریف مذکورہ بالا بقدر تین ہزار اس جگہ پڑھنا ترقی بخش ہے بعد ازاں حقیقت موسوی مقام محبت ذاتیہ صرف حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے بہت سے پیغمبر بمتابعت حضرت کلیم اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اس مقام پر پہنچے ہیں یہاں کیفیت عجب بقوت تمام وارد ہوتی ہے اور باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنائی و بے نیازی بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہی بھید ہے کہ بعض مواضعات پر حضرت موسیٰ علیٰ نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر کلمات گستاخانہ سرزد ہوئے کما قال اللّٰہ سبحانہ حکایۃ عن قولہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اتھلکنا بما فعل السفھاء منا ان ھی الا فتنک اور ایک قسم کا اس جگہ شور وشوق بھی پیدا ہوتا ہے کہ منشاء رب ارنی انظر الیک ہے لیکن جو شور وشوق قلب میں پیدا ہوتا ہے لیکن جو شور وشوق قلب میں پیدا ہوتا ہے وہ اور ہے اور یہ اور ہے وہ موجب شورش ہے اور یہ باعث کمال اطمینان و وسعت و بیرنگی

باطن و ارادہ طاعت و استواء ایلام و انعام محبوب اس جگہ ہوتا ہے درود شریف اللھم صل علیٰ محمد والہ واصحابہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصا علیٰ کلیمک موسی بقدر تعداد مذکورہ بالا ترقی بخش ہے اس کے بعد حقیقت الحقائق یا حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے یہ مقام محبت و محبوبیت ممزجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اس جگہ اس طرح مراقبہ کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت محمدی ہے فیض اس کا اوپر ہیئت وجدانی کے آتا ہے اس مقام میں فناء و بقا بطرز خاص ظاہر ہوتی ہے اتحاد خاص خادمان آں سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوتا ہے اور معنیٰ قول امام الطریقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کہ (خدارا ازاں می پرستم کہ رب محمد است) اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں اس مقام میں تابع کو اپنے متبوع سے ایسی شباہت اور مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اٹھ گئی اور امتیاز تابع و متبوع زائل ہو جاتا ہے اور ایسا متوہم ہو جاتا ہے کہ گویا تابع و متبوع دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور تابع مثل متبوع کے اصل سے اخذ فیوض و برکات کرتا ہے اور حل معمہ رفع توسط کا کہ اکابر اولیاء اسکے قائل ہیں اس جگہ ہوتا ہے مگر باوجود اسنہمہ تابع اپنے تیئں طفیلی متبوع کا جانتا ہے اور جمیع حرکات وسکنات دینی و دنیوی میں اتباع محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام از بس مرغوب ہوتا ہے درود شریف اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد افضل صلوتک بعدد معلوماتک وبارک وسلم بتعداد مذکورہ بالا ترقی بخش ہے بعد اس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت احمدی ہے۔

حقیقت احمدی یہ مقام محبوبیت ذاتیہ صرفہ سے ناشی ہے اور بہ نسبت حقیقت سابق کے حضرت کی ذات سے ایک مرحلہ نزدیک ہے اور حکم روح رکھتی ہے کیونکہ حقیقت سابق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعین جسدی ہے اور یہ روحی اس

جگہ خیال مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت احمدی ہے فیض اسکا ہئیت وجدانی پر آتا ہے اس جگہ علو نسبت باشعشاں انوار ظہور فرماتی ہے اور اسرار واجب الاستتار و کیفیات عجیبہ و حالات عظیمہ وغریبہ وارد ہوتے ہیں کہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں اہل مقام عالی میں درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ افضل صلوتک بعدد معلوماتک وَبَارِک وَسَلِّمْ کا پڑھنا موجب ترقیات کثیرہ ہے بعد اس کے حب صرفہ ہے۔

حب صرفہ اس مقام میں اس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ منشاء علو و بیرنگی اس مقام کی بسبب قرب حضرت مطلق ولاتعین بیان نہیں ہوسکتی حب صرفہ فیض اس کا ہئیت وجدانی پر آتا ہے اول چیز کہ گنجینہ مخفی سے ظہور پذیر ہوئی یہی حب ہے اور یہی حب منشاء و مبداء خلق ہے اگر یہ حب نہ ہوتی در ایجاد نہ کھلتا چنانچہ حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیا فاحبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنی تھا میں کنز مخفی پس دوست رکھا میں نے کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا میں نے خلق کو تا کہ پہچانا جاؤں نص قاطع اس مدعا پر ہے یہ مقام خاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے دیگر حقائق انبیاء کا اس جگہ کچھ نشان نہیں ملتا سر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک اس سے دریافت ہوتا ہے بعد اس مقام کے مرتبہ لاتعین و حضرت اطلاق و ذات بحت ہے قدم کو یہاں جو لانگاہ نہیں ہے البتہ سیر نظری واقع ہے اور یہ سیر صفات ثمانیہ یعنی تکوین و قدرت و سمع و بصر و کلام و حیات اور ان کے اصول و اصول اصول اور ذات بحت میں ہوتی ہے یہ مقام بھی مخصوص بحضرت سید الموجودات و افضل المخلوقات علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اتم الصلوٰۃ واکمل التحیات ہے اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ مبرا و منزہ تعینات سے ہے فیض اس کا ہئیت

وجدانی پر آتا ہے سابق میں بیان کیا گیا تھا کہ کمالات الوالعزم کے بعد ذات
بحت کو دو راہیں ہیں ایک براہ حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس کا اوپر ذکر کیا
گیا ہے اور ایک براہ حقائق الٰہیہ جسکی کہ یہ تفصیل ہے اس راہ میں پہلے حقیقت
کعبہ اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے وہ ذات پاک کہ مجود جمیع ممکنات اور
منشاء حقیقت کعبہ ہے فیض اس کا ہیئت وجدانی پر آتا ہے یہ مقام سرادقات عظمت
وکبریائی ذاتیہ الٰہیہ ہے اس جگہ سالک مستغرق دریائے ہیبت وجلال ہوتا ہے اور
جب اس جگہ فناء و بقا حاصل ہوتی ہے سالک اپنی ذات کو اس مرتبہ کی شان سے
متصف یعنی توجہ ممکنات اپنی جانب پاتا ہے بعد اس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت
ذات سے کہ منشاء حقیقت قرآن ہے بعض اوپر ہیئت وجدانی کے آتا ہے اس
مقام میں بواطن کلام اللہ کے ظاہر ہوتے ہیں قرآن مجید کا ہر حرف ایک دریا نظر
آتا ہے کہ موصل کعبہ مقصود ہے وقت تلاوت قرآن زبان تابی حکم شجرہ موسوی پیدا
کرتی ہے بلکہ بسا اوقات تمام قالب مثل زبان کے ہو جاتا ہے اور باطن سالک
میں ایک قسم کا ثقل محسوس ہوتا ہے جو علامت انکشاف انوار قرآن مجید ہے آیت
انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً گویا اس ثقل سے مراد ہے اس کے بعد مرتبہ
مقدسہ حقیقت صلوٰۃ ہے اس جگہ مراقبہ کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ منشاء
حقیقت صلوٰۃ ہے فیض اس کا ہیئت وجدانی پر آتا ہے یہ مقام جامع جمیع کمالات
ہے اگر حقیقت کعبہ ہے وہ بھی جز صلوٰۃ ہے اور اگر حقیقت قرآن ہے وہ بھی جز
صلوٰۃ ہے جس شخص کو اس مقام سے مناسبت تام پیدا ہو جاتی ہے وہ بروقت نماز
گویا نشاء دنیوی سے خارج ہوکر نشاء اخروی میں شامل ہو جاتا ہے مضمون حدیث
ان نعبد اللہ کانک تراہ اس جگہ بوجہ کمال ظاہر ہوتا ہے اور جو دولت کے
مخصوص بآخرت ہے اس سے حظ وافر حاصل ہوتا ہے اسرار ارحنی یا بلال وقرۃ
عینی فی الصلوٰۃ اس جگہ کھلتا ہے بعد ازاں معبودیت صرفہ ہے معبودیت صرفہ

یہاں اس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ معبودیت صرف ہے فیض اسکا ہئیت ونظیر پر آتا ہے اس جگہ وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے امتیاز بھی راہ میں رہ جاتا ہے یہاں کسی کی مجال قدم زدن نہیں ہے عابد ومعبودی میں گنجائش قدم ہے مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ پر پہنچا تو پھر قدم کی الحمدللہ سیر نظری کو اس جگہ جائز رکھا ہے اور بقدر استعداد روا رکھا ہے۔

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

شاید کہ امر قف یا محمد اسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو حقائق کلمہ لا الہ الا اللہ اسی موطن میں محقق ہوتے ہیں نفی عبادت الہیہ غیر مستحقہ یہاں ہوتی ہے اثبات معبودیت حقیقی کا کہ سوائے اس کے کوئی مستحق عبادت نہیں اس مقام میں ہوتا ہے کمال امتیاز درمیان عابدیت ومعبودیت کے یہاں ظاہر ہوتا ہے اس جگہ عبادت صلوٰتیہ سے نظر میں حدت و بصر کو ترقی ہوتی ہے فایدہ سیر قدمی اور سیر نظری سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہاں قدم رکھنے کی گنجائش ہے یا شہود ومشاہدہ ہے بلکہ یہ سیر از قبیل متشابہات ہیں من لم یذق لم یدر (یہ ایک وصول مجہول الکیفیت ہے اگر وصول قدمی ہو تو اس کو سیر قدمی کہا اور اگر صورت مثالیہ میں نظر آیا تو اس کو سیر نظری کہا وگرنہ نظر کجا اور قدم کہاں یہ ہے بطور اختصار وایجاز بیان مقامات مجددیہ کا جو کہ اللہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز پر منکشف فرمائی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اللہ ذوالفضل العظیم اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندوں اور خلفاء پر اور انہوں نے اپنے خلفاء اور فرزندوں پر القاء فرمائی اور اس وقت سے بواسطہ آن حضرات اس وقت تک صدہا ہزار ہانسبت شریعہ سے تمام ممالک اربعہ جہات شرقاً وغرباً وشمالاً وجنوباً میں فیضیاب ومستفید ہوئے مگر واضح ہو کہ ان مقامات عالیہ پر بلا توجہ پیر کامل مکمل کہ جس نے تفصیلاً نہ حاصل

کر لئے ہوں پہنچنا محال ہے اور افسوس کہ اس وقت ایسے بزرگوار النادر کا المعدوم کا حکم رکھتے ہیں اور جو شاذ و نادر تھے ان سے بھی زمانہ روز بروز خالی ہوتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ تسلیک مقامات مجددیہ مسدود ہو جائے اور رسمی طور سے بلا تحقیق بحالات و خصوصیات و ظہور آثار و علامات باطن سالکین میں تعلیم مراقبات کرنا محض بے فائدہ اور باعث بدنامی طریقہ ہے نعوذ باللّٰہ من ذالک جس صاحب نصیب کو اللہ یہ دولت نصیب کرے چاہیے کہ اس کی حفاظت و پرداخت میں ہر لحظہ اور ہر ساعت مشغول رہے اور جس طرح حضرت قیوم زمان غوث دوران حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے عمل رکھے انشاء اللہ فائض بمرام ہوگا۔

داویم تر از گنج مقصود نشاں گرما ز سیدیم تو شاید بری

چنانچہ نقل مکتوب شریف ذیل میں درج کی جاتی ہے اور تبرکاً کتاب کو بھی اسی مکتوب پر ختم کرتا ہوں۔ ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام" علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العالمین.

نقل مکتوب حضرت قیوم زمان قطب جہان واقف علوم خفی وجلی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز

بعد حمد وصلوٰۃ بداند در راہ محبت الٰہی سبحانہ غفلت و بیکاری منع است بزرگان دین و جان بازاں راہ حق زندگی در محبت خدا صرف کردہ اند بعضے ہزار رکعت نماز ویک ختم قرآن مجید ہر روز وظیفہ داشتند کم خوردن وکم خفتن وکم درخلق بودن وکم گفتن واجب می دانند مختار ما ایں است کہ در ہر امر و عادت خود توسط لازم گیرد و اوقات بذکر معمور دارد تا جمعیت وحضور و توجہ صفت باطن گردد و بایں حضور اعمالے راقبولے وکیفتے پیدا شود و ذوق وشوق و استغراق وعلبہ محبت نقد محبت گردد دوام ذکر لازم گیرند توجہ بدل داشتن و توجہ دل بحق سبحانہٗ نمودن و خواطر گذشتہ و آئندہ از دل نگاہداشتہ ذکر اسم ذات یانفی اثبات خفیہ بزبان خیال ہر وقت باید نمود و ذکر تہلیل زبانے نیز بتوجہ بجانب الٰہی و توجہ بدل بلحاظ معنی کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک نافع است۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان است　　پاکی دل ز ذکر رحمان است

نفی و اثبات نفس نیز فواید می بخش تلاوت قرآن مجید سپارہ دو سپارہ درود ہزار یا پانصد بار وقت خفتن یا ہروقت میسر شود سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وقت صبح و وقت شام و وقت خفتن صد بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم صد بار کلمہ توحید لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھوحی لایموت بیدک الخیر وھو علیٰ کل شیٍٔ قدیر در روز صدبار استغفار صدبار رب اغفرلی وارحمنی وعافنی وتب علیٰ انت الغفور الرحیم اللھم اغفرلی وارحمنی ولوالدی ولمن توالد

ولجميع المومنين والمؤمنات بست پنج بار اللهم مغفرتک وسع من
دنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی سہ بار گفتن ازیں استغفار مغفور
شود سید الاستغفار در صبح وشام بلکہ ہر وقت کہ خواہد بخواند بایقین بیک بار خواندن
ایں استغفار بہشتی میشود اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک
وانا علی عدک ووعدک ماستطعت واعوذبک من شے صنعت
ابزلک بنعمتک علی وابو بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا
انت ونماز شصت رکعت معمول است باطمانیت وتعدیل ارکان وقومہ وجلسہ ہفدہ
رکعت فرض وسہ رکعت وتر ودروازدہ رکعت سنت وباقی نوافل تہجد دوازدہ رکعت
یادہ یا ہشت یا شش رکعت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواندہ اند اشراق چہار
رکعت چاشت ہشت رکعت بعد مغرب بست رکعت یا شش رکعت میخوانند بعد
سنت عشاء چہار نفل وبعد وتر دو رکعت نشستہ بقراۃ سورہ اذا زلزلت وقل یایها
الکافرون ثواب تہجد دارو بعد زوال آفتاب اند کے چہار رکعت نیز آمدہ است
بیک سلام بعضے سورہ اخلاص در نوافل بعضے سورہ یٰسین میخوانند بعد تہجد استغفار ودعا
معمولست باز ذکری نمایند ازیں اذکار ونماز انچہ مقدور باشد بخوانند راہ خدا ومحبت
باخدا باید داشت یکسونگریستن ویکساں زیستن ونعمتہائے الٰہی در نظر داشتن بزبان
شکر بجا باید آورد ودرجات التجا بجناب الٰہی بواسطہ پیران کبار خود باید نمود غیبت و
سخن چینی وعیب بینی ودروغ وتحقیر مردم حرام است ہمہ را بتعظیم پیش آمدن وخود را
خاکسار ناچیز دیدن وحضرت حق را سبحانہٗ حاضر دانستن واز عذاب خدا ترسیدن ٭
گناہان خود را مانندہ کوہ برسر خود یافتن وترسان ولرزاں بودن کہ فردا چہ پیش خواہد
آمد وباخلق خدا بتواضع وتعظیم پیش آمدن وحقوق خود بخشیدن وحقوق غیر ادا نمودن
اینست طریقہ دوستان خدا سبحانہٗ یکدم غافل نبودن وانکسار وشکست وخاکساری
درد وغم ومحبت زیستن بصبر وقناعت وتوکل ورضا وتسلیم بسر بردن۔

دل مردان دیں پرور دباید زحسرت رنگ شان پر زرد باید

اللہ تعالیٰ ایں پیر ضعیف وہمہ عزیزاں را بریں نوشتہ عمل کرامت فرماید

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحاب اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

شجرہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ للہیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین انیس الغریبین رحمۃ للعلمین سیدنا وشفیعنا ووسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابا بکر رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامتینی فغنوی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت چراغ خاندان حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد ملنکی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ الٰہی

بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت غوث زمان قطب جہان سیدنا قبلتنا ومرشدنا ومولانا غلام نبی صاحب للہی رحمۃ اللہ علیہ اس مسکین ناچیز محمد حسن پر رحم فرما الٰہی اگرچہ یہ عاجز اور اس کے عمل اس لائق نہیں ہیں مگر تیری رحمت وسیع ہے تو نے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شیئ وان ربک واسع المغفرة ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شیئ قدیر و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

فہرست مآخذ

(۱) مدارج النبوۃ

مولفہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) تاریخ حبیب اللہ

مولفہ حضرت مفتی عنایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) احیاء العلوم

مولفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) تاریخ الخلفاء

مولفہ حضرت امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۵) نفحات الانس

مولفہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) رسائل ستہ ضروریہ

مولفہ بعض خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

(۷) تذکرۃ الاولیاء

مولفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرات القدس

مولانا بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) مقامات نقشبند

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) برکات احمدیہ

مولفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

(۱۱) روضۃ القیومیہ

مولفۂ حضرت محمد احسان خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی

بر سہ جلد

(۱۳) رسالہ مبدا المعاد

مولفۂ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی

(۱۴) مکتوبات معصومیہ

بر سہ جلد مولفۂ حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند و جانشین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) رسالہ یاقوتیہ

مولفۂ حضرت خواجہ عبید اللہ فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) مقامات معصومی

مولفۂ حضرت صفر احمد نواسہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) حسنات المقربین

مولفۂ حضرت ملا محمد مراد کشمیری خلیفہ حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہما

(۱۸) مقامات مظہریہ

مولفۂ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) تکملہ مقامات مظہریہ

مولفۂ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) معمولات مظہریہ

مولفۂ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) دار المعارف

ملفوظات حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی مولفۂ مولانا روٴف احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) ملفوظات

حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی مولفہٗ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) مکتوبات

حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) مفید الطالبین

مولفہٗ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) مقامات سعیدیہ

حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دہلوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) دیوان مظہر

مولفہٗ حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) تحفہ رسولیہ

مولفہٗ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) ذکر السعیدین فر سیرۃ والدین

مولفہٗ حضرت شاہ محمد معصوم صاحب رام پوری سلمہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا ایک مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی مجددی

رحمۃ اللہ علیہ

......مولف تفسیر نبوی......

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نقشبندی خواہر زادہ
حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری نقشبندی مجددی

کے

مرید خاص وشاگرد رشید

مرتبہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نے برصغیر پاک و ہند میں جو روحانی فیضان عام ہوا ان میں ان حضرات نقشبندیہ کا بڑا ہاتھ ہے جن کے حالات سابقہ اوراق میں زیر مطالعہ آئے ہیں۔ آج ہم ایک ایسے عالم دین' مفسر قرآن' نقشبندی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات خصوصی طور پر ہدیہ قارئین کر رہے ہیں' جنہوں نے خانقاہ قصور کے بانی حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عزیز' خواہر زادہ' اور خلیفہ اعظم' حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری الہاشمی سے فیضان نقشبندیہ حاصل کیا۔ یہ تھے حضرت مولانا محمد نبی بخش' حلوائی' نقشبندی' مجددی' جنہوں نے ساری زندگی قرآن پاک کی تفسیر مرتب کرنے اور پھر چھپوا کر تقسیم کرنے میں وقف کر دی۔ آپ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ نقشبندی مجددی عارف بھی تھے جنہوں نے مریدوں کا ایک حلقہ پیدا کیا۔ اور اسے سلوک مجددیہ سے آشنا کیا حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے ان علماء کرام میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے بیسویں صدی عیسوی میں دینی اور اسلامی اقدار کی نشوونما میں بھرپور حصہ لیا اور ساری زندگی علم و عرفان کی خدمت میں صرف کر دی۔ آپ لاہور کے قدیم آرائیں خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ شہری اور زرعی جائیداد کے مالک تھے۔ والد کا اسم گرامی میاں محمد وارث تھا۔ آپ کا سن ولادت ۱۸۵۰ء ہے مگر تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور میں آپ کا سن ولادت ۱۸۶۰ء لکھا ہے اور آپ کا سن وصال ۱۹۴۴ء ہے۔ آپ کے والد میاں محمد وارث اپنے والد مکرم میاں الٰہی بخش المعروف میاں بالیا کی زرعی زمینوں کے نگران تھے۔ ان زمینوں میں کھیتی باڑی کیلئے حضرت مولف علام کے بڑے بھائی میاں قادر بخش ہی اپنے والد کا ہاتھ بناتے تھے۔

آپ کا آبائی گھر اور جائے پیدائش اکبری منڈی' اندرون دہلی دروازہ لاہور اب تک اسی حالت میں موجود ہے۔ یہ محلّہ لاہور کے آرائیں خاندان کا مشہور محلّہ مولویان کہلاتا تھا جہاں آرائیں قبیلے کے اشراف قیام پذیر تھے۔

آپ کے والدین نے آپ کو اپنے محلّہ میں ایک "حلوائی" کی شاگردی میں دے دیا' جہاں آپ نے اپنی ابتدائی زندگی کا قیمتی حصہ گذارا' اور اپنے استاد گرامی کی نگرانی میں حلوائی اور حلوہ سازی کے تمام امور میں مہارت حاصل کی۔ مولانا حلوائی کے استاد گرامی بڑے نیک سیرت اور صالح آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے شاگرد رشید کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ کام کے ساتھ ساتھ قریبی مسجد میں قرآن مجید پڑھیں۔ جب آپ قرآن مجید ناظرہ ختم کر چکے تو ایک دینی مکتب میں ابتدائی کتابیں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ آپ حلوائی کی دکان میں اپنے کام کے ساتھ ساتھ کتب عربیہ میں بڑی دلچسپی سے اسباق پر عبور حاصل کرتے گئے اور ابتدائی صرف ونحو اور دوسری دینی کتابوں کو ازبر کرتے گئے۔

فاضل مولف مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سن شعور کو پہنچے تو آپ نے اپنے گھر کے قریب ہی تکیہ سادھواں کے مدرسہ غوثیہ میں دینی کتابوں کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ اس مدرسہ کے ناظم و مہتمم کشمیر کے ایک بزرگ پیر عبدالغفار شاہ قادری الکاشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے' جو شیخ طریقت بھی تھے اور معلم علوم دینیہ بھی تھے۔ مولانا حلوائی نے اس مدرسہ میں دینی علوم کے مختلف مراحل طے کئے اور ساتھ ساتھ اپنے استاد مکرم پیر عبدالغفار شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی مجالس میں بھی شریک ہو کر عرفان و تصوف کے ابتدائی رموز سے واقفیت حاصل کی۔

علامہ حلوائی سرخ سفید رنگت کے مالک تھے' میانہ قد اور خوبصورت متوازن جسم رکھتے تھے۔ آپ لاہور کے آرائیں خانوادہ کا معروف لباس زیب تن کرتے اور مروجہ عالمانہ جبہ و دستار سے اجتناب فرماتے۔ آپ کے سر پر عمامہ بجتا' عمامے کے نیچے سفید ٹوپی ہوتی اور بدن پر کھلے گلے اور ڈھیلے بازوں والی سفید قمیض ہوتی۔ جسے آج کے الفاظ میں کھلا کرتہ کہا جا سکتا ہے' لباس سفید براق ہوتا۔ کھدر اور لٹھے کے لباس کو زیادہ ترجیح دیتے۔ آپ اپنے پاؤں میں "گاے شاہی" جوتا جو سرخ چمڑے سے بنا ہوتا' پہنتے' بڑھاپے میں ریش مبارک کو رنگ حنا سے مزین فرماتے مگر

زندگی کے آخری ایام میں ریش حنائی کی بجائے چہرے پر سفید داڑھی سجنے لگی۔

اپنی عادات و اطوار کے لحاظ سے حضرت علامہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کی ایک منفرد شخصیت کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ وہ عام علماء کرام کی بود و باش سے ہٹ کر ایک کارکن اور کاسب کی حیثیت سے زندگی گذار رہے تھے۔ دن بھر کام کرتے' رات علماء اور صوفیاء کی مجالس میں بیٹھتے۔ اس طرح آپ "ہم دنیا و ہم دین" کی معروفیتوں میں مصروف رہتے۔ آپ اپنے ہمعصر علماء میں ممتاز عالم دین کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ عمر کے آخری چودہ سال آپ نے اپنا کاروبار ترک کر کے صرف اور صرف دینی اور علمی مشاغل کو اپنا لیا تھا۔ اپنی شبانہ روز محنت سے حلال کی کمائی ہوئی دولت سے دہلی دروازے کے باہر کوتوالی کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک دو منزلہ مسجد بنائی جس کے پہلو میں حجرے تعمیر کروائے' جنوبی حجروں میں آپ کے شاگرد رہتے تھے اور شمالی حجروں میں آپ زندگی کے آخری ایام تک بذات خود رہائش پذیر رہے اور آپ کا شعبہ تصنیف و تالیف انہیں حجروں میں قائم تھا۔ یہ دو منزلہ مسجد آپ کے شاگردوں اور زیر تربیت سالکوں سے ہمیشہ آباد رہتی تھی۔ آپ وقت کے جید علمائے دین کے پاس خود جاتے تھے' دینی حلقوں میں حاضری دیتے' اگر کوئی شیخ طریقت آتا تو ہمہ تن ادب بن کر ان کی مجلس میں حاضری دیتے۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ نماز جمعہ کے بعد اپنی مسجد میں بیٹھ جاتے' احباب کی محفل ہوتی' لوگ مختلف مسائل پر گفتگو کرتے اور آپ ان پر روشنی ڈالتے۔ آپ کی محفل میں خصوصی طور پر اعتقادی معاملات پر گفتگو ہوتی اور آپ اہل سنت و جماعت کا نکتہ نظر پیش کرتے اور لوگوں کی اعتقادی صورتحال کی اصلاح کیلئے بڑی دلچسپی لیتے تھے۔

آپ اپنے وقت کے جید عالم دین اور امام اجل تھے۔ بدعقیدہ علماء کے پراپیگنڈے کا جواب دیتے۔ معاندین کی تحریروں کا جواب تحریر سے دیتے۔ ان کی کتابوں کا رد کتابوں سے کرتے۔ آپ نے صاحب "تفسیر محمدی" کی بے راہ رویوں اور بد اعتقادیوں کو اپنی "تفسیر نبوی" کے علمی مباحث سے رد کیا۔

آپ کی روحانی زندگی کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ آپ سحری کے وقت نماز تہجد سے فارغ ہو کر صبح کی نماز تک مسجد کے فرش پر بیٹھ کر بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے۔ صبح ہوتی تو اپنے شاگردوں کے حلقہ میں بیٹھ کر ہزاروں بار درود پاک پڑھتے اور پڑھاتے۔ پھر کچھ وقت قرآن پاک اور دوسری کتابوں کی تدریس فرماتے۔ آپ کے تلامذہ' شاگرد اور مسجد کے نمازی آپ کے ان معمولات سے استفادہ کرتے۔ دن بھر تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور نماز ظہر کے بعد عام لوگوں میں بیٹھ کر مسائل دینیہ پر گفتگو فرماتے۔ نماز عصر کے بعد چند مخصوص احباب کے ساتھ بیٹھ کر ختم خواجگان پڑھتے۔ ختم خواجگان میں سترہ آدمیوں سے زیادہ آدمی شرکت نہیں کیا کرتے تھے اور آپ کا یہ معمول زندگی بھر رہا۔ آپ نے حلوائی کی دکانداری میں زندگی کا اکثر حصہ بسر کیا۔ دودھ دہی کی تیاری کے علاوہ آپ حلوہ کا خصوصی دیگچہ تیار کرتے جس سے دور دور سے آنے والے گاہک اپنا حصہ لیتے۔ ان گاہکوں میں سے اکثر ایسے حضرات بھی تھے جو حلوہ کھانے کے ساتھ ساتھ آپ سے دینی مسائل کا حل بھی دریافت کیا کرتے تھے۔

آپ کے تذکرہ نویسوں نے مدرسہ غوثیہ پیر عبدالغفار شاہ قادری الکاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کو مدرسہ نقشبند اچھرہ کا شاگرد بھی بتایا ہے اور آپ کے اساتذہ میں مولانا غلام قادر بھیروی خطیب بیگم شاہی مسجد' مولانا مولانا حسین خطیب بادشاہی مسجد' مولانا غلام دستگیر قصوری خلیفہ خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری اور دوسرے علماء کے نام لکھے ہیں۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نہ صرف استاد بلکہ پیر و مرشد بھی تھے۔ ان اہل علم کے علاوہ آپ نے دوسرے کئی معاصر علماء سے بھی اکتساب علم کیا۔

آپ ساری زندگی بدعقیدہ علماء سے برسر پیکار رہے مگر علمائے اہل سنت و جماعت سے کبھی اختلاف نہیں کیا اور آپ ہمیشہ عام سنیوں سے بھی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ وہ رافضی' قادیانی' وہابی' دیوبندی' نیچری اور دوسرے بد

عقیدہ علماء پر تنقید کرتے رہتے اور اپنے عقیدہ کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ وہ عقیدہ میں متزلزل اور مختلف عقائد کی مجالس میں حصہ لینے والے سنی علماء کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ غرباء مساکین طلباء اور یتامی پر ہمیشہ مہربانی فرماتے اور اپنی شب و روز کی کمائی کا زیادہ حصہ ایسے لوگوں کی خدمت کیلئے وقف کر دیتے۔ آپ کا مدرسہ بے سہارا طلباء یتیموں و مساکین کیلئے جائے پناہ تھا۔ یہاں سے انہیں طعام و قیام کے علاوہ شفقت و محبت کی دولت بھی ملتی تھی۔

آپ زندگی کے ستر (۷۰) سال مکمل کر چکے تو آپ کی نگاہ کمزور ہوگئی۔ پھر گردوں میں تکلیف ہوگئی جس کی وجہ سے آپ یکم نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ کو واصل بحق ہوئے اور اپنی مسجد کے ایک حجرے میں ہی آسودہ خاک ہوئے۔

شدیم خاک و لیکن زبوئے تربت ما توان شناخت کہ زین خاک مرد می خیزد

آپ کا مزار مبارک آج بھی مرجع علماء و اساتذہ ہے۔ آپ کے مزار پر جو اشعار درج ہیں سے "قد غفرلہ" (۱۳۶۳ھ) سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا برکت علی شہید مرحوم نے آپ کی وفات پر ایک فارسی مرثیہ لکھا جس میں آپ کی تاریخ وفات حزین الجنۃ (۱۳۶۳ھ) سے نکالی ہے۔ (یوم وصال ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ یکم نومبر ۱۹۴۴ء)

حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے کاروباری زندگی کے ساتھ ساتھ علوم متداولہ دینیہ کے حصول کیلئے بڑی محنت کی اور لاہور کی معروف دینی درس گاہوں کے قابل اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کر کے مختلف اصناف علوم پر عبور حاصل کیا۔ آپ نے عربی میں علم صرف، نحو، منطق، معانی، فقہ، اصول، تجوید میں مہارت حاصل کرنے کے بعد احادیث نبوی اور تفاسیر قرآن پاک کا بڑا وسیع مطالعہ کیا۔ آپ کے استاد مکرم مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے بانی اساتذہ میں سے تھے۔ اس لئے آپ نے دارالعلوم نعمانیہ لاہور سے علم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم فتحیہ اچھرہ میں داخلہ لیا۔ اگرچہ ہمیں آپ کے تمام اساتذہ کے اسمائے گرامی تو نہیں ملے تاہم آپ کی تحریروں میں پیر عبدالغفار شاہ قادری کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ غوثیہ تکیہ سادھواں اندرون شہر لاہور کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ انہی دنوں انجمن نعمانیہ لاہور نے موچی دروازہ کے اندر جامع مسجد بکن خان لاہور اور عالمگیری مسجد لاہور میں دینی مدارس قائم کئے تو مولانا "حلوائی" مسجد بکن خان کے مدرسہ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ یہ انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم کا وہ شعبہ ہے جہاں سے حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی زیر تعلیم رہے۔ دارالعلوم غوثیہ مسجد تکیہ سادھواں لاہور میں حضرت مولانا حلوائی جنوری ۱۹۱۵ء میں زیر تعلیم تھے۔ ان دنوں وہاں کے جلیل القدر معلم اور مدرس فرائض تدریس سر انجام دے رہے تھے۔ مولانا احمد علی بٹالوی، مولانا نور بخش توکلی، مولانا اصغر علی روحی، مولانا تاج الدین قادری، مولانا محمد الشاہ میر الواعظ جیسے اساتذہ کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ آپ نے اس دارالعلوم کی تعریف میں اپنی مشہور کتاب "شفاء القلوب فی الذکر المحبوب" میں ایک طویل نظم لکھی ہے۔

کشمیروں تشریف لیایا وچہ لاہور شہر دے | اہلسنت نوں خوشیاں ہویاں بنے غلام نظر دے
رحتے پاون والا آیا نور کھنڈاون والا | "عبدغفار" ہے ناواں روشن رب ملاون والا
لطف عنایت رب دی ہوئی میتوں عبد غفاروں | میرے اوپر کرم کماندے نال ہا پیاروں
میں بھی عاجز اوسے در دا عاجز اک گدائی | "نبی بخش" ہے ناواں میرا المشہور "حلوائی"
دل جانوں شاگرد ایناں دا عاجز ہے حلوائی | صاحبزادہ اک حضرت دا ہے اوہ بھی صالح بھائی

مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نامور اساتذہ میں سے تھے۔ آپ بھیرہ (سرگودھا) میں ۱۲۶۵ء کو پیدا ہوئے۔ آپ لاہور آئے تو مولانا غلام محی الدین بگوی اور مولانا احمد دین بگوی کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے

کے بعد دہلی چلے گئے جہاں آپ نے مولانا صدر الدین آزردہ کے دارالعلوم سے تکمیل علوم کی۔ لاہور میں آپ اورینٹل کالج میں عربی استاد کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ۱۸۹۷ء تک اورینٹل کالج میں پڑھاتے رہے۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ روحانی طور پر سلسلہ چشتیہ سیالویہ میں الشیخ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ بڑے راسخ العقیدہ سنی عالم تھے۔ عقیدہ کے معاملہ میں کسی سے زور عایت نہیں رکھتے تھے۔ آپ نہ غلط فتویٰ دیتے اور نہ بداعتقادی پر کسی قسم کی رعایت برتتے۔ انہوں نے اورینٹل کالج سے صرف اس بات پر استعفیٰ دیا تھا کہ غیر اسلامی معاملت پر وہ جواز کا فتویٰ نہیں دیں گے۔ آپ اورینٹل کالج سے مستعفی ہونے کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں استاد مقرر ہوئے پھر بیگم شاہی مسجد لاہور میں مستقل خطیب اور نگران مقرر ہو گئے۔

حضرت مولانا بھیروی رحمۃ اللہ علیہ تدریس و خطابت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی مشغول رہے۔ آپ نے اسلام کی دس جلدوں کے علاوہ شمس الضحیٰ' غازہ اشراق الصمدیہ النور الربانی' جوہر ایمانی' شمس الحنفیہ جیسی بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ سے ہمارے مولف علام مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے علمی اور اعتقادی طور پر بھرپور استفادہ کیا۔ آپ نے ۱۳۲۸ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے ایک اور شاگرد مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے "درخلد بریں رفت قبلہ من" سے تاریخ وفات نکالی ہے۔

حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی کے جلیل القدر اساتذہ میں سے مفتی غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مولانا بگوی انجمن اسلامیہ لاہور کے زیر اہتمام جامع عالمگیری مسجد لاہور کے پہلے خطیب تھے۔ آپ نے اس شاندار مسجد کو علم و فضل کا مرکز بنا دیا اور شبانہ روز محنت سے نصف صدی بند رہنے والی مسجد کو از سر نو رونق و شباب تازہ سے ہمکنار کر دیا۔ آپ لاہور کے قدیم اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے حلقہ تدریس سے مولانا محمد نبی بخش حلوائی کے علاوہ مولانا غلام دستگیر قصوری جیسے برگزیدہ علمائے کرام خوشہ چینی کرتے رہے۔ آپ کے دو عالم و فاضل بیٹے مولانا محمد رفیق بگوی اور مولانا محمد شفیق بگوی ایک عرصہ خطیب شاہی مسجد لاہور صدقہ جاریہ کی حیثیت سے دینی علوم کی اشاعت میں مصروف رہے۔

پنجاب کے ان علمائے کرام کے علاوہ رامپور (ہندوستان) کے علمی اور روحانی خانوادہ کے ایک عالم دین حضرت مولانا معوان حسین رامپوری' خطیب شاہی مسجد لاہور' لاہور میں تشریف لائے تو فاضل مولف مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شاگردی بھی اختیار کی۔ مولانا معوان حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اپنے گرامی قدر والد سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا سلامت اللہ رامپوری مولانا عبدالغفار خان رامپوری سے مروجہ علوم میں تکمیل کی۔ مولانا معوان حسین رامپوری اپنے والد کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان سے بیعت تھے۔ آپ نے مدرسہ "الارشادیہ" کے نام سے ایک تدریسی شعبہ قائم کیا جو سینکڑوں طالبانِ علم کی تشنگی کا سامان بنا۔ مولانا معوان حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور جو ان دنوں شاہی مسجد میں قائم تھا کہ سالانہ جلسہ میں تقریر کرنے آئے تو انجمن اسلامیہ لاہور نے آپ کو شاہی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا۔

حضرت علامہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ علوم شریعت کے ساتھ ساتھ روحانی منازل طے کرنے میں اپنے معاصرین میں صف اول پر تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز دائم الحضوری حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ میں مجاز تھے۔ آپ نے اپنی تصنیف "تحصیل الامر فانی فی آداب المشائخ والاخوان" میں سلوک و طریقت پر بڑی مفید باتیں کہی ہیں۔ آپ تصوف کو ذکر الٰہی اور اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذریعہ تصور کرتے تھے۔ آپ ان صوفیائے خام پر سخت تنقید کرتے تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد شیخ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد پنجاب کے بلند پایہ شیخ طریقت پیر سید جماعت علی

شاہ لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اگرچہ آپ ابتدائی طور پر اپنے استاد پیر عبدالغفار شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے قادریہ سلوک میں استفادہ کر چکے تھے۔ مگر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے مراحل روحانیت طے کرنے میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید پیر جماعت علی شاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیرتربیت رہ کر بھرپور استفادہ کیا۔ معمولات نقشبندیہ پر ساری زندگی کاربند رہے۔ پھر ایسے سالکان طریقت نقشبندیہ مجددیہ کو تربیت دی جن سے یہ سلسلہ عالیہ چشمے کی طرح جاری و ساری رہا۔ آپ کے زیرتربیت سالکان کی ایک خاصی تعداد پاکستان اور ہندوستان کے مختلف خطوں میں سلوک مجددیہ کی اشاعت میں سرگرم رہی' خصوصاً ریاست جموں، کشمیر اور گجرات میں آپ کے مریدوں کا ایک سلسلہ وسیع پیمانے پر کام کرتا رہا۔

آپ کے پیر و مرشد الشیخ ابوعبدالرحمن' مولانا غلام دستگیر قصوری الہاشمی القریشی الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ تھے۔ ان کی علمی اور روحانی شہرت کا برصغیر پاک و ہند کے علاوہ علمائے حرمین الشریفین نے بھی اعتراف کیا۔ آپ لاہور موچی دروازہ کے اندر محلہ چہل بیبیاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حسن علی ہاشمی اپنے زمانہ کے مقتدر علماء کرام میں سے تھے۔

آپ اپنے وقت کے مروجہ علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ شیخ طریقت کے ساتھ ساتھ وقت کے بلند پایہ عالم دین اور مناظر کی حیثیت سے آسمان شہرت پر درخشاں رہے۔ آپ کی تصانیف اہل علم و فضل کے ہاں بڑی اہمیت رکھتی تھیں۔ تحفہ دستگیریہ' تحقیق الصلوۃ الجمعہ' ظفر المقلدین' جواہر قضیہ رو تیجریہ اور تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل خصوصی طور پر کئی کئی بار چھپ کر ملک میں پھیلیں۔ آپ ۱۳۱۵ء میں شہر قصور میں فوت ہوئے اور آپ کا مزار قصور کے بڑے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولف علام مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے علمی اور روحانی مراحل طے کرنے میں ایک عرصہ گزارا۔ جب مولف نے ''تفسیر نبوی'' کی تالیف کا آغاز کیا تو آپ کے پیر و مرشد نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پنجابی شعر میں جو ترجمہ کیا وہ مولانا حلوائی نے ''تفسیر نبوی'' کی ہر سورۃ کی تفسیر کے ابتداء میں بطور تبرک لکھا۔

اسم اللہ دے نال شروع ہے جو بخشش دا سائیں ۔۔۔ کامل مہر محبت والا پالے آخر تائیں

مرشد اول مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ الالہ علیہ کے وصال کے بعد مولف علام نے وقت کے معروف شیخ طریقت حضرت سید پیر جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور نقشبندی مجددی طریقہ عالیہ پر گامزن رہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں سیالکوٹ (پیدائش ۱۲۳۳ھ) میں پیدا ہوئے اور مفتی عبداللہ ٹونکی' مولانا مظہر الدین خان سہارنپوری' مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور الشاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہم سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ نے کتابی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت سے بے پناہ مخلوق خدا کو فیضیاب کیا۔ آپ چورہ شریف کے حضرت خواجہ فقیر محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۷۰ھ میں ہوا اور علی پور سیداں میں آسودہ خاک ہوئے۔ مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سابقہ پیر و مرشد کے وصال کے بعد حضرت علی پوری لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو فیض پایا تھا اس کا اعتراف اپنی کتاب ''شفاء القلوب'' میں ان اشعار میں کیا ہے۔

بعد وصال محبوب اپنے دے اس عاجز حلوائی ۔۔۔ صوفی علی پوری تھیں پایا فیض اتے وڈیائی
غریب یتیماں دی تربیت کر دے جیونکر مرد رحمانی ۔۔۔ اویں حضرت لاثانی بخشے فیض روحانی
چوہاں طریقاں وچہ اجازت حضرت صاحب پائی ۔۔۔ ماہر رمز فقر دے اندر رکھ دا قلب صفائی

تمت بالخیر



شانِ رسول
جہانِ انبیاء
شبیر حسن چشتی نظامی
کیا آپ جانتے ہیں؟
سیرتِ غوثِ اعظم
سرالاسرار
رسائل مجدد الف ثانی
معجزاتِ رسول کریم
تذکرہ مجددین اسلام
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور